دیوان آغا حجو صاحب شرف

تلمیذ رشید حضرت خواجہ حیدر علی آتش

حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب امیر عالیجاہ رئیس

مملکت بارگاہ امیر الکرام نصیر الملک شکوہ الملک امیر الدولہ

سعید الملک دی آنریبل مسٹر راجہ

امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ

کے سی آئی ای ایف سی یو والی ریاست

محمود آباد و ستولی [illegible] وغیرہ دام اقبالہ

و ضاعف اجلالہ

در مطبع جعفری لکھنؤ نخاس جدید مطبوع گردید

ان من البیان لسحراً و ان من الشعر لحکمة
الحمد لله و المنة که از کلام بلاغت نظام شاعر خوش فکر جناب آغا محمد رضا صاحب
دیوان
در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنو بحسن اہتمام مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل ہے نہ ہواخواہ چمن کا نہ صبا کا
خواہاں یہ شگوفہ ہے فقط تیری ہوا کا

قائل ہوں میں توحید و رسالت کی ثنا کا
امت میں محمد کی ہوں بندہ ہوں خدا کا

دشمن ہے وہ اللہ و رسول دوسرا کا
قائل نہیں ہوتا جو نصیری کی خدا کا

جس شب کو وہ آتے ہیں مراد آتی ہے دل کی
کھلتا ہے شب قدر کو دروازہ دعا کا

ہادی ہے تو وہ ہے مرا مرشد ہے تو وہ ہے
پیرو ہوں میں تیرے در دولت کی گدا کا

سوتا ہے پڑا ملک خموشان میں جو لشکر
یہ قافلہ کشتہ ہے تیری ناز و ادا کا

اے دل نہ حسینوں سے رکھ اشفاق کی [illegible]
بے رحم یہ ہیں انمیں نہیں رسم وفا کا

مرغوب جو ہے پردہ نشینان جہان کو
اسواسطے رہتا ہے چھپا رنگ حنا کا

بو اوسکی سونگھا کر مجھے دیوانہ کیا ہے
طرفہ یہ شگوفہ ہے گلستان کی ہوا کا

راحت بھی ہے ایذا بھی ہے منزل میں عدم کی
اے یار وہ جزیرہ ہے یہاں بیم و رجا کا

لکھا ہے جو تقدیر میں ہوگا وہی اے دل
شرمندہ نہ کرنا مجھے تو دست دعا کا

آئے جو عیادت کو تو وہ کہہ گئے ہمسے
باتیں کرو مرنے کی نہ لو نام شفا کا

قاتل کو مرے روک لیا پاؤں پہ گر کر
میں بچ گیا احسان ہوا زلف رسا کا

دنیا سے اوٹھونگا تو وہاں جا کے رہونگا
انسان تو کیا ہے نہ گذر ہوگا ہوا کا

اعجاز مسیحا کو نہین دھیان مین لاتے
دم بھرتے ہین جو لوگ ترے ناز و ادا کا

دل توڑنے مین تیر نظر سے جو نہ چوکے
کیون اے شرف ایسے قدر انداز کو تاکا

[illegible] جسنے مسیحا کو بتایا دہن ایسا
موسی کو جواب ایک دیا لم سخن ایسا

قدر انداز وہ ناوک فگن ایسا
قدمون پہ گرا تیر پہ لپکا ہرن ایسا

روپوش قیامت ہوئی رفتار سے اونکی
آغاز جوانی نے سکھایا چلن ایسا

فردوس سمجھکر ترے کوچے مین مرے ہین
حلہ بھی خجل ہو ہمین دیتا کفن ایسا

پانی بھی چھڑکوانے کی حاجت نہین باقی
رویا ہے مری قبر پر اک گورکن ایسا

اللہ نے قدرت کے مرقع مین اوتارا
زیبا ہوا یوسف کو پھبتا پیرہن ایسا

گلزار دو عالم مین نظر آتا نہین ہے
معشوق ملا ہے مجھے گل پیرہن ایسا

حورون کے مرقع مین دکھادے مجھے کوئی
آنکھ ایسی رخ ایسا کمر ایسی دہن ایسا

آتی ہے ترے گنج شہیدان سے یہ آواز
کھیت ایسے پڑینگے نہ پڑا ہوگا رن ایسا

دو وقت نکلنے لگی لیلا کی سواری
دلچسپ ہوا قیس کے رہنے سے بن ایسا

حورین مری تربت پہ درود آکے پڑھینگی
گلرنگ ہے زخمون کے لہو سے کفن ایسا

نوخیز ہی مرتا ہے تعشق کا ریاضی
کامل نہین ہوتا ہے یہ مشکل ہے فن ایسا

گلدستے مری قبر پہ رکھ رکھ کے یہ بولے
فردوس مین دیکھا تو نہ ہوگا چمن ایسا

مشہور جو تھا گلشن فردوس جہان مین
اسنے بیوطنی تو نے چھڑایا وطن ایسا

تربت مین بھی ہر دم مجھے آجاتی ہے ہچکی
کرتی ہے مجھے یاد تری انجمن ایسا

جاتا ہے یہی پہنے ہوئے حشر مین اے قبر
دھبا نہ لگے رکھیو ہمارا کفن ایسا

گلرنگ جو ہے خاک شہیدون کی تمہارے
بوتا نہین خوشرنگ غبار چمن ایسا

منزل مین محبت ہی کہین کا نہین رہتا
اس راہ مین لٹتا ہے غریب الوطن ایسا

بوسے کے بہانے سے زبان اوسنے کتر لی
کیا تمنے شرف منھ سے نکالا سخن ایسا

جلاتے ہین تجھے اے دل یہ تیمعر و کیا کیا
ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا

پڑا تو ہے یہ مزا تجھکو عشقبازی کا
تو دیکھ لیجیو اسے دل سے لٹے گا تو کیا کیا

جہان مین حسن پرستون کی جان لینے کو
نکھر نکھر کے نکلتے ہین خوبرو کیا کیا

گذر ہوا نہ یہان تک ہزار سر ٹپکا
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا

ٹپک ٹپک کے کہین گل بنا کہین لالہ
چمن مین رنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا

سما گئی ہے گلون مین بدھی ہر غنچون مین
چمن مین یار کی بس بس گئی ہے بو کیا کیا

تجھی کو خوب یہ اے بے نیاز روشن ہے
کہ میرے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا

لہو مرا نہین چھٹتا ہے اونکے دامن سے
چھپا چھپا کے وہ کرتے ہین شست و شو کیا کیا

گلے پہ کھینچ کے رکھ دی جو تیغ قاتل نے
خوشی مین آن کے پھولی ہے رگ گلو کیا کیا

چمن مین دھیان جب آیا ہے زلف پیچان کا
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا

لپٹ لپٹ گئے مجھسے وہ میرے رونے پر
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا

لیا جو دشت جنون شد و مد سے مجنون نے
صبا نے دھوم اوڑائی ہے چار سو کیا کیا

ہوس مین دید کی خود رفتگی کے عالم مین
الجھا رہی ہے مرے دل کو آرزو کیا کیا

ملا ہے خاک مین نیرنگ جب گلستان کا
صبا نے خاک اوڑائی ہے کو بکو کیا کیا

زبان جو اونکی شرف نشہ مین بہکتی ہے
مزے مزے کی وہ کرتے ہین گفتگو کیا کیا

پھڑک کے جان نہ دیتا تو آہ کیا کرتا
قفس سے اور نکلنے کی راہ کیا کرتا

حسد اکو ظلم کا انکے گواہ کیا کرتا
ستمگرون سے مین نیچی نگاہ کیا کرتا

کیا تھا پہلے پہل امتحان قاتل نے
طلب مین تیغ دو دم سے پناہ کیا کرتا

دہان زخم نے ثابت مری شہادت کی
زبان سے دیکے گواہی گواہ کیا کرتا

امیدوار کیا ہے خدا کی رحمت نے
اب اس سے بڑھ کے رسائی گناہ کیا کرتا

یہان [illegible] سبزہ رنگ کہتا ہے
چمن مین جاکے مین سیر گیاہ کیا کرتا

[illegible] سمجھا تو کیا سمجھتا مین
جگر کے داغ پر اور اشتباہ کیا کرتا

ترا ہی کام ہے اے یار گھر بنا لینا — پرائے دل مین کوئی اور راہ کیا کرتا

خدا کے گھر سے اوسے جبکہ دادلتی ہی — دہائی دیکے ترا دادخواہ کیا کرتا

بنھوتی شمع امید نجات اگر روشن — خدا ہی جانے یہ روز سیاہ کیا کرتا

خدا ہی دیکھ رہا تھا اذیت شب ہجر — بھلا مین اور کسیکو گواہ کیا کرتا

ٹھہری پھر اسکے کلیجے پہ رات نہ کی مین نے — نگاہ چھیتی قاتل سے آہ کیا کرتا

تمھاری بزم مین پروانہ بن کے آتا مین — بھلا مری کوئی مسدود راہ کیا کرتا

گلے کو گھونٹ کے ظالم نے ذبح کر ڈالا — جگر مسوس لیا مین نے آہ کیا کرتا

ترے ذقن مین چاہ بھی نہ ملتا یوسف کا — خدا ہی جانے اوبل کر یہ چاہ کیا کرتا

چمن اوجاڑ سلطنت سے ہے عشقبازون کا — یہان کی سیر کوئی کجکلاہ کیا کرتا

ہمیشہ قیس نے دستار پاؤن پر رکھی
شرف کے سامنے وہ کجکلاہ کیا کرتا

جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا — صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا

عاشقون مین دہن یار کا شیدا ٹھہرا — مین وہ بلبل ہون ہزارون مین جو عنقا ٹھہرا

جان پر بنگئی یار اوٹھ جو گیا پہلو سے — پھر نہ تھامے سے تھما دل نہ کلیجا ٹھہرا

شوق دیدار مین آہون کی جو آندھی آئی — اوڑ گیا صورت گلبرگ نہ پردا ٹھہرا

داغ اے قیس چڑھا دونگا تری تربت پہ — موسم گل مین ذرا بھی جو یہ سودا ٹھہرا

دل کو طاقت ہوئی امید ہوئی بچنے کی — میری بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

یار کے دزد حنا نے وہ ترقی پکڑی — داغ حسرت سے بھی کمتر ید بیضا ٹھہرا

دم نکل لے تو چھری روکیو تو اے قاتل — سانس ہے مجھ مین ابھی ہاتھ نہ اپنا ٹھہرا

ہنس سمجھے تجھے چمن مین گل سرخ افتادہ — جب کیا غور تو بلبل کا کلیجا ٹھہرا

اپنے کوچے مین جگہ دی نہ پری زادون نے — ہائے افسوس مرے دفن کو صحرا ٹھہرا

مجمع حشر سے مقصود جو دریافت کیا — کوئی سودائی تمھارا کوئی شیدا ٹھہرا

یاد ہے سوز تنفس کی دوا پر راضی — ہون وہ بیمار کہ ناساز مسیحا ٹھہرا

کیا مرا زخم جگر دیکھتے ہو جھک جھک کر
ہو گیا کام مرا تمکو تماشا ٹھہرا

آج دنیا مین ہین کل روح کریگی پرواز
یہ سکونت تو نہ ٹھہری یہ بسیرا ٹھہرا

کام آجا مرے اے داغ جگر روشن ہو
روح بھاگے گی جو تربت مین اندھیرا ٹھہرا

برسون تنقیے کیے سیکڑون ہی فصدین لین
خاک چھانی نہ ٹھہرنا تھا نہ سودا ٹھہرا

اے شرف تمسے نکیرین نے کیا پرسش کی
فیصلہ قصۂ دنیا کا کہو کیا ٹھہرا

کس دن ہمارے گھر مین وہ بے نقاب ہوگا
بیت الشرف مین مہمان کب آفتاب ہوگا

بہتر ہے گر خزان کا گل پر عتاب ہوگا
زہرہ جو آب ہوگا وہ بھی گلاب ہوگا

باقی ہے وصل کی شب ہر دم ابھی سے
تڑپے ہمارے دل کو کیا اضطراب ہوگا

دیکھینگے جاکے جسدن جلوہ عروس گل کا
اپنے ہی سر پڑا وہ سدن جیتے سحاب ہوگا

کیا منہ ہی کرکے جو اوسکے دہن کی باتین
پھولا ہے مسکرا کر غنچہ خراب ہوگا

آتی ہے وصل کی شب تنہ پہ ہے ہاتھ اوٹھاؤ
کب تک یہ شرم ہوگی کب تک حجاب ہوگا

دل جسکے نذر کیے پر سو جان سے شیفتہ ہے
کیا شکل اوسکی ہوگی کیسا شباب ہوگا

میرا نہ ذکر کرنا اوس گل سے اے صبا تو
نازک مزاج ہے وہ تجھپر عتاب ہوگا

بلبل کی بیکسی پر غنچے لہو روتے ہین
صیاد اوسے اوڑا دے تجھکو ثواب ہوگا

بو زلف کی ہوا سے جسدن ختن مین پہونچی
نافے سے پھر نہ سرکش یون مشکناب ہوگا

خلقت خدا کی اپنا معلوم ہی نہو گی
اک روز اس جہان مین وہ انقلاب ہوگا

بھوتا ہے کس مزے سے تمنے نمک چھڑک کر
کیا میرے دل سے بڑھکر بریان کباب ہوگا

عقبی بھی پاک کردی دیوانے پن نے میرے
ہوگا حساب ہوگا جس سے حساب ہوگا

جسنے کہا شرف کو تمنے ڈبویا خون مین
ہنسکے لگے وہ کہنے حضرت شہاب ہوگا

چراغ شاعری آتش کے سامنے گل تھا
بس ایک گلشن ایجاد مین وہ بلبل تھا

ہمارے زخم جگر مین وفا کی خوشبو تھی
عجیب رنگ و عجائب بہار کا گل تھا

ے

میرے جلانے کو تو نے یہ کیا کیا صیاد
اوسی کو پھونک دیا جس قفس مین بلبل تھا

ہلا رہا تھا کوئی دل لرزتی تھین شمعین
شب فراق مین کیا صبحدم تزلزل تھا

جکڑ رہی تھی جو مجھ نے ہوا اس کو زنجیر
جہان مین چار طرف ہای ہاے کا غل تھا

وہ دلفریب تھی خوشبو کسی کے جوڑے کی
مہک سے حال یہ تھا مشک نافہ بالکل تھا

اجل کے روز جو لٹتے تھے نعمت دنیا
ہماری روح وہان تھی جہان توکل تھا

سلا کے گور مین محشر کو بھی نہ چونکا یا
میری طرف سے اونھین کسقدر تغافل تھا

لہو کا رنگ حنا کے جو آب و گل مین ہے
کسی شہید سے شاید اسے توسل تھا

یہ کیون چراغ سحر لٹ گیا یہ کیا گذری
وہ اب کہان ہے جو پروانون کا تحمل تھا

چمن مین خانۂ صیاد سے اوڑا لایا
دکھائی بھی نہ دیا جس قفس مین بلبل تھا

جلا رہا تھا جو شب کو چراغ مین صیاد
یہ بلبلون کا لہو تھا کہ روغن گل تھا

نہین ہے قبر سلیمان پر اب تو چیونٹی بھی
خدا کی شان تھی کیسا ادج کیا تجمل تھا

شرف کا زلف دل آویز پر جو دل آیا
اوڑا کی خاک وہان جس چمن مین سنبل تھا

ہزار طرح کی آفت ہے جان پر لینا
یہ دل لگی نہین پریون سے انس کر لینا

قریب مرگ ہون للہ آئینہ رکھدو
گلے سے میرے لپٹ جاو پھر نکھر لینا

نیاز مند سے کیا بے نیازی کرتے ہو
جو غیر آئے تو اوس سے غرور کر لینا

شبیہ خاص یہ نوک مژہ کی ہے ای دل
چھڑا کے ہاتھ رگ جان یہ نیشتر لینا

دعا کو ہاتھ مین اس شرم سے اوٹھاتا ہون
کرون جو عرض تو اوسکو قبول کر لینا

بیان کرون جو مین درد جگر سر محفل
سب اپنے اپنے کلیجے پہ ہاتھ دھر لینا

ازل سے حسن پرستی کا ذوق ہی ہمکو
کوئی حسین ہو ہمین چار روز مر لینا

وہ ہنس کے کہتے ہین بوسہ طلب جو کرتا ہون
لے آج رات کو جی بھر کے پیار کر لینا

تلا ملی ہے انھین کی سبب سے ای فصاد
کھلے جو فصد تو خون دل و جگر لینا

محل یار تک اے دل خدا جو پہونچا دے
جگہ نشست کو گر پڑ کے قریب در لینا

کرینگے اونکو بھی مرتے دم وصیت ہم
ہمارا سوگ نہ رکھنا بناو کر لینا

خدا جو سلطنت حسن دے جوانی مین
تو یار ہم سے غریبون کی بھی خبر لینا

گذر جو عالم ارواح سے ہو دنیا مین
خیال گور بھی رکھنا جو کوئی گھر لینا

شرف کسی نہین تو یہ پاس یار کی ہوگی
بہار آئے تو دامن گلون سے بھر لینا

ط

حنا مل کر نکہت رنگین ہوا سے غنچہ دہن ہونا
اوسی پانی سے زخم دل مرا بھی جان من دھونا

نکھرتا عطر مل لینا ملا کر خاک مین مجھکو
منگا کر پھول کھچوا کر گلاب اپنا بدن دھونا

کسی اہل ہوس کا دل جو نکلے گر کے سینے سے
طہارت کے لیے تم آب زمزم سے دہن دھونا

شہیدان ادا سے اوسکے حورین آکے کہتی ہین
چلو تم آب کوثر سے یہ اپنا پیرہن دھونا

پری سی زلف کا دھوئون پہ سب کچھ چھوڑ جاتی ہی
کوئی سودائی آنکلے تو اوسکا تن بدن دھونا

یہی روز ازل سے شغل ہے ابر بہاری کو
گلون کے پیرہن دھونا زمین پر چمن دھونا

جب اونزارون سے کھودا چاہتا ہی قبر بلبل کی
گلاب قسم اول سے اونھین اے گورکن دھونا

سحر دم آکے وہ گلرو نفاست تیری دیکھیگا
ذرا اچھی طرح شبنم سے منھ اے یاسمن دھونا

ہزارون عاشقون کے ہاتھ دھلوائیگا جان و تن پر
اوا سے منھ یہ دھوتا ناز سے نازک دہن دھونا

وہ ہی عیسی نفس آب حیات اوسکا پسینا ہی
مسیحا آئے تو مردہ دلون کا تن بدن دھونا

نہ رہنے پائے اے جوے بہاری داغ تک سینے مین
برس کر باغ مین لالے کا ایسا پیرہن دھونا

لہو مجھ باوفا کا ہی یہ پانی سے نہ چھوٹیگا
اسی گلنار ہی رکھنا نہ فرش انجمن دھونا

پھرا پھرتا رہی جب سر دیہ تخجیر ہو جائے
گلا اسکا مری اشکون سے اے ناوک فگن دھونا

اوڑا دے چین تک موج صبا شہرت نہانے کی
یہانتا مشک کا دریا جو زلف پرشکن دھونا

ہمارے خون کی چھینٹین تڑپنے مین جو پڑ جائین
کسی کے آنسوؤن سے دامن اپنا تیغ زن دھونا

پہاڑون پر صدا فرہاد کی تربت سے آتی ہی
یہان تو ہاتھ اپنی جان سے اے بیوطن دھونا

کبھی تو اے شرف دریاے رحمت موجزن ہوگا
لحد سے تم بھی اوٹھکر گرد آلودہ کفن دھونا

صبر و شکیب کا متحمل نہو سکا
قابو مین اپنے مجھسے یہ میرا دل نہو سکا

مجنون سے چاک پردۂ محمل نہو سکا
تھا دل دریدہ کام تھا مشکل نہو سکا

افسوس ہے کہ تجھسے مین بسمل نہو سکا
اتنا سا میرا کام بھی قاتل نہو سکا

کیا کیا چمن کو جھنجھوکا بہار نے
ایک گل بھی تیرے رنگ مین شامل نہو سکا

ٹکڑے اوڑائے گل کے ہوای بہار نے
لیکن میرے جگر کے مقابل نہو سکا

چرکا ذرا سا دیکے مجھے نیمجان کیا
دو ٹکڑے تجھسے یار مرا دل نہو سکا

پیکان جگر مین رہگئے جھنکے وہ بچ گئے
جانپر خدنگ ناز کا گھائل نہو سکا

تھا پر بریدہ ٹھوکرین کھا کھا کے مر گیا
چھٹکر قفس سے باغ مین داخل نہو سکا

کھلتے ہی غنچہ دل کا ہمارے ٹھٹھر گیا
افسوس سونگھنے کے بھی قابل نہو سکا

اندیشۂ اجل سے نہ مہلت کبھی ملی
جو لطف زندگی تھا وہ حاصل نہو سکا

چپ ہو گیا سنین جو تری لن ترانیان
کچھ دیکھکر مین دید کا سائل نہو سکا

پہونچا مین جلد اوسکے بلانے سے اسقدر
پردہ بھی درمیان مین حائل نہو سکا

سترہزار بگڑے بہتر طریق مین
دعوی تری خدائی کا باطل نہو سکا

اوچھی چھری پھری تو کیا لے چھری حلال
گردن مروڑ ڈالی جو بسمل نہو سکا

پہونچا تو بارگاہ تک اوس شاہ حسن کے
خلوت سرائے خاص مین داخل نہو سکا

اوس شمع رو کی بزم کا اللہ رے انتظام
پروانہ تک بھی شامل محفل نہو سکا

تربت مین اسقدر تری رحمت کا تھا نزول
پرسش کے واسطے کوئی نازل نہو سکا

کیا سہل روح جسم سے نکلی ہے اے شرف
دشوار امر بھی مجھے مشکل نہو سکا

جمال و جلوہ دکھانا جو اسے حضور نہ تھا
تو مجھ غریب کو بلوانا کچھ ضرور نہ تھا

قیامت آگئی بے اعتنائی سے تیری
خدائی دعوی تھا ظالم ترا غرور نہ تھا

کیا ہے قاتل عالم شباب نے اوسکو
مزاج یار مین پہلے کوئی فتور نہ تھا

چمن مین تمنے نہ کھینچا تھا کسکو کانٹون مین
لباس باغ مین کس گل کا پور پور نہ تھا

کیا ہے قتل مجھے بیگناہ قاتل نے
خدا گواہ ہے میرا کوئی قصور نہ تھا

وصال خواب تھا دنیا تو بزم حسرت تھی
ہمارا داغ جگر تھا چراغ طور نہ تھا

یہ کسکے جلوے کی تھی روشنی مرقد مین
وہ کیا تھا پھر جو ترے نور کا ظہور نہ تھا

شتابنا ہمکنار نہوتے جو کوچ کر جاتے
مقام منزل ہستی مین کچھ ضرور نہ تھا

کلیم آپ سے کیا ہمکلام ہو سکتے
بھلا ہوا کہ جو مین حاضر حضور نہ تھا

تری تلاش تھی ہمکو ادھر بھی آ نکلے
ارم کا شوق نہ تھا اشتیاق حور نہ تھا

چلے وہ حشر کے دن چال اس قیامت کی
کہ دم بخود تھے سرافیل ہوش صور نہ تھا

ہم اونکے پاس اگر بیٹھتے وہ اوٹھ جاتے
بعید ہمسے نہ یہ تھا وہ اونسے دور نہ تھا

تمھاری دید مین لذت تھی نشہ دارو کی
جو تھا وہ جھوم رہا تھا کسے سرور نہ تھا

کھلینگے ابکی ملاقات مین وہ ہمسے شرف
حجاب شرم سے چپ تھے اونھین غرور نہ تھا

نیا ستم چمن روزگار مین دیکھا
گلون کو چاک گریبان بہار مین دیکھا

کمال ربط دل بیقرار مین دیکھا
کہ عمر بھر اسی پہلوے یار مین دیکھا

چمن مین دیدۂ بلبل سے اشک خون ٹپکے
جو پھول خاک پہ گرتے بہار مین دیکھا

جہان سے گرد اوڑی میری خاک ساتھ اوڑی
شریک مین نے اسے ہر غبار مین دیکھا

اوسی کی شکل ہمین ہر طرف نظر آئی +
خیال کرکے جدھر انتظار مین دیکھا

ہوا دوچند زلیخا کو عشق یوسف کا
وہ حسن پیرہن تار تار مین دیکھا

دکھا دی نور کی صورت ترے تصور نے
ترا جمال ترے انتظار مین دیکھا

گلون مین جاکے جو دل کی تلاش کی ہمنے
چھدا ہوا اوسے اک نوک خار مین دیکھا

خوشی خوشی ترے قاصد سمجھ کے اوٹھ بیٹھے
ملائکہ کو جو آتے مزار مین دیکھا

لگادین اور بھی جھنجھلا کے چار تلوارین
ذرا بھی دم جو کسی جان نثار مین دیکھا

مسیح ساری مسیحائی اپنی بھول گئے
ترے مریض کو جب احتضار مین دیکھا

ہزار شکر کہ آج اپنے غنچۂ دل کو
گندھا ہوا ترے پھولون کے ہار مین دیکھا

لٹا دیا اوسے بس جو خدا نے دیا
یہ حوصلہ ترے امیدوار مین دیکھا

جہان مین عالم ارواح سے جو ہم آئے
خدائی بھر کو ترے اختیار مین دیکھا

ترس گئین میری آنکھین پلک جھپکنے کو
ترا جو رستہ ترے انتظار مین دیکھا

چہار سمت مجھے تو ہی تو نظر آیا
اوٹھا کے آنکھ جدھر انتظار مین دیکھا

عجب مزا ہے کہ راحت ہوئی جو ایذا دی
شرف یہ لطف حسینون کے پیار مین دیکھا

زمانہ شور قیامت سے جانجان اوٹھا
میری نہ آنکھ کھلی اور ایک جہان اوٹھا

تمہارے کشتون نے مقتل کی کیا زمین پکڑی
جہان پڑا نہ وہان سے یہ کاروان اوٹھا

نہ آنے پائی خوشی عمر بھر مرے دل مین
یہان سے داغون کا پہرا نہ جانجان اوٹھا

مجھے تو جھانک لیا میرے سامنے نہ ہوئے
حجاب اوٹھ کے بھی پردہ نہ جانجان اوٹھا

شب فراق یہ تسکین ہو گئی مجھکو
فسانہ کو جو ترے کہکے داستان اوٹھا

شریک حال ہوئی اوڑ کے خاک میری بھی
زمانے بھر مین بگولہ کوئی جہان اوٹھا

کیا ہے تو نے جو چو رنگ عشقبازون کو
یہ کیونکر اپنے ترا ہاتھ جانجان اوٹھا

قفس مین دیکھی یہ تاثیر آہ بلبل کی
کہ سرو قد پئے تعظیم باغبان اوٹھا

ضعیف ہو کے زمانے کی ٹھوکرین کھاتا
بھلا ہوا کہ مین دنیا سے نوجوان اوٹھا

دل غریب کو برباد کرکے دم نکلا +
مٹا کے صاحب خانہ کو میہمان اوٹھا

کہا جو یار سے مین نے کہ تجھپہ مرتا ہون
چھری سے کاٹنے ظالم میری زبان اوٹھا

قیامت آئی ہوا آفتاب حشر بلند
گناہگارون کے لشکر کا وہ نشان اوٹھا

چمن مین لیکے جو آیا مرا قفس صیاد
طواف گل کے لیے لیکے باغبان اوٹھا

شکار کرکے مجھے بیٹھے بیٹھے کیا سوجھا
جو پھونک دینے کو وہ ترکش و کمان اوٹھا

گلون کے غم مین پڑے ہی پڑے لہو تھوکا
بہار آئی نہ جبتک نہ باغبان اوٹھا

ستی یہ شمع ہوئی ہے پتنگون کے غم مین
لگی ہے دل کی جو لو سے شرف دھوان اوٹھا

سہل مرنے کی مہم کو بھی مرا دل سمجھا
یہ جفاکش کسی مشکل کو نہ مشکل سمجھا

بوے گل جان جہان رخ عنادل سمجھا
تیری نیرنگی کو ہر رنگ مین شامل سمجھا

قبر مین بھی نہ ٹکا دم نہ لیا جنت مین
وہ مسافر ہون کہ منزل کو نہ منزل سمجھا

مرمٹا حسن پرستی مین مشقت کرکے
جان کو جان نہ دل کو مین کبھی دل سمجھا

کیا سمائی اسے دل اوٹھ جو گیا دنیا سے
ایسی گلزار یہ محفل کو نہ محفل سمجھا

دم نکلتا ہی تو ہوتا ہے بری دنیا سے
پیشتر تو اسے نابود نہ غافل سمجھا

شمع محفل کو تری قیس نے لیلی جانا
صبح تک شام سے فانوس کو محمل سمجھا

خاک سے لالہ و گل کے جو ہوئی افزائش
خون اونھین ترے کشتون کا مین شامل سمجھا

جا کے جمعیت محشر جو پریشان دیکھی
عشقبازون کی مین اوجڑی ہوئی محفل سمجھا

روح سے شئی مری قالب سے اوڑالی اسنے
آج پیک اجل ایسا مجھے غافل سمجھا

پائی رہنے کی اجازت جو در دولت پر
بادشاہت اوسی دربار کا سائل سمجھا

مار ڈالا مجھے دیدار کا جب وقت آیا
حق جو اثبات کو پہونچا تو وہ باطل سمجھا

کوئی دنیا مین نہین خوف زدہ مجھسا ہی
جسنے دلجوئی بھی کی اوسکو بھی قاتل سمجھا

چودھوین رات کو بیٹھا جو پرا دون سے
خواب اس شب کو نہ تو ماہ کو کامل سمجھا

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دریائے کرم کو تیرے
لب کوثر نظر آیا تو مین ساحل سمجھا

دست رنگین نے دیا مجھکو جگر کا دہوکا
پس گیا درد حنا پر تو اوسے دل سمجھا

خاک سرمے کو کیا خوب حنا کو پیسا
نازنینون نے جو اپنا انہین مائل سمجھا

ای شرف حسن پرستی کا مزا تھا مجھکو
دل دیا اوسکو جسے پیار کے قابل سمجھا

ثواب ہوگا لحد مین عذاب کیا ہوگا
ہم اوسکے بندے ہین ہمپر عتاب کیا ہوگا

شمار کون کریگا تمہارے کشتون کا
یہ بے حساب ہین انکا حساب کیا ہوگا

تمام عمر توکل مین صرف کی ہمنے
خطا معاف ہمارا حساب کیا ہوگا

کفن شہید کا میلا نہ کریگی لحد
بھلا بہشت کا حلہ خراب کیا ہوگا

میرے حضور کا محبوب کبریا ہی لقب
اب اس سے بڑھ کے کسیکو خطاب کیا ہوگا

کہین غبار مجھ آوارہ کا نہ بیٹھے گا
لپٹ کے رو جو رہا ہے سحاب کیا ہوگا

بلائینگے مجھے پردہ اولٹ کے خلوت مین
وہ شوخ چشم ہین اونسے حجاب کیا ہوگا

مجھے نہ بخشینگے پھر آپ کسکو بخشین گے
حساب سے جو بڑھیگا ثواب کیا ہوگا

جلانے والون کا ہرگز نہوگا دل ٹھنڈا
بہالئے آگ پر آنسو کباب کیا ہوگا

پھرا ملیگا نہ بے عشق زندگانے کا
جو دل نہ دینگے تو لطف شباب کیا ہوگا

دہوئین اوڑائیگا رو کر رونداہی دل اسیر
گھرا کرے جو گھرا ہے سحاب کیا ہوگا

رسائی یار کے گھر تک اگر ہے قسمت مین
مجال کیا ہی کوئی سد باب کیا ہوگا

جہان تباہ ہوا خاک مین ملے دنیا
قیامت آچکی اب انقلاب کیا ہوگا

لہو چھٹے گا تو بو خون کی نہ جائے گی
وہ دہو رہے ہین جو تیغ خوش آب کیا ہوگا

نظر جھپکتے ہی اونکا جو نور چھنتا ہے
یہ حال ہے تو اولٹ کر نقاب کیا ہوگا

فرشتے جائینگے کیا بارگاہ تک اوسکی
سوا بشر کے کوئی باریاب کیا ہوگا

شرف جب آئیگی آواز لن ترانی کی
یہ تم بتاؤ کہ اوسکا جواب کیا ہوگا

جب دل پہ نظر کی سوئے گیسو نظر آیا
کیا قبلہ نما ہے کہ جو یکسو نظر آیا

آیا جو تصور تو ترا رو نظر آیا
فی الفور مجھے پیش نگہ تو نظر آیا

سمجھا مین اشارے کا تری آنکھ کے انداز
جب چوکڑی بھرتا کوئی آہو نظر آیا

اوس قاتل عالم کو بہت حشر مین ڈھونڈھا
تھی بھیڑ نہ مجھکو وہ ہلاکو نظر آیا

صورت عجب اس آئینۂ دل نے دکھائی
مشتاق تھے جسکے وہ پریرو نظر آیا

کیا دید کی کرتی ہے ہوس نرگس شہلا
اک دن نہ تری آنکھ مین آنسو نظر آیا

دیکھا جو تمہاری نگہ ناز کا لپکا
دل کو جو اوڑاتا ہے وہ جادو نظر آیا

ہر وقت وہ موجود رہا باغ جہان مین
لیکن نہ کسیکو صفت بو نظر آیا

جسوقت ہم اے یار ترا دم لگے بھرنے
قمری ہی دکھائی دی نہ یاہو نظر آیا

دنیا کا سفید ابتو ہوا ہے لہو ایسا
لالہ بھی برنگ گل حشیو نظر آیا

قاتل کو میرے قتل سے روکا نہ کسی نے
ہان پا نون پہ گرتے ہوئے گیسو نظر آیا

آنکھون مین فقط حسرت دیدار بھری تھی
بنیائی عطا کی تو مجھے تو نظر آیا

اے یار ترے جسم کی آئینہ سی صفائی
اس سمت سے اوس سمت کا پہلو نظر آیا

آتش کی شرفت روغن گل کھینچ کے مین نے
بلبل کا جو ٹوٹا ہوا بازو نظر آیا

سامنا مرکے ہوا گور کی اندھیاری کا
کوئی پرسان نہین کیا وقت ہے ناچاری کا

حق تعالی سے رہائی کے دعا کرتے ہین
غم حسینون کو بھی ہے میری گرفتاری کا

روئین گے گور کو مردے بھی مری حالت پر
داغ عیسی کو رہیگا مری بیماری کا

روز حشر آکے فرشتون نے جگایا تو کیا
تم جو چونکاتے تو پھر لطف تھا بیداری کا

جانچان دولت دیدار ہی قیمت اسکی
دل ہمارا ہے یہ سودا نہین بازاری کا

ایسے ہی ہوتے رہین دنیا مین مروت والے
کبھی شکوہ نہ کیا تمسے دل آزاری کا

دم نکلنے سے زیادہ بھی نہ ایذا ہوگی
کیا برا وقت ہے کیا امر ہے دشواری کا

عشقبازی مین بہ تحلیل ہوا جاتا ہون
ہون دل افسردہ مزا ہے مجھے غمخواری کا

یار کو سلطنت حسن خدا نے دی ہے
حکم عشاق کو ہے جشن کی تیاری کا

دور بنواؤ مری خاک سے تربت دل کی
پاس بارود کے کیا کام ہے چنگاری کا

ہے تو اے یار لقب قاتل عالم تیرا
دلربائی کے لیے نام ہے دلداری کا

اے شرف سو تنفس مین خدا کا دم بھر
چونک غفلت سے یہی وقت ہے ہشیاری کا

تیر نظر سے چھدکے دل افگار ہی رہا
تا سور اسمین صورت سوفار ہی رہا

دنیا سے ہے نرالی عدالت حسینون کی
فریاد جسنے کی وہ گنہگار ہی رہا

سودائیون کی بھیڑ کبھی دم نہ کم ہوئی
ہر وقت گھر مین یار کے بازار ہی رہا

نرگس جو اوس مسیح کی نظرون سے گر گئی
اچھے نہ پھر ہوئے اوسے آزار ہی رہا

گلزار مین ہمیشہ کئے ہمنے چہچہے
صیاد و باغبان کو سدا خار ہی رہا

آئی نہ دیکھنے مین کبھی تصویر یار کی
آئینہ درمیان مین دیوار ہی رہا

سرمے سے طور کے کبھی نہ کچھ فائدہ ہوا
آنکھون کو انتظار کا آزار ہی رہا

مجنون نے میرا داغ جگر سر پہ رکھ لیا
یہ گل وہ ہے جو طرۂ دستار ہی رہا

کچھ بھی نہ مفسدون کی دراز زبان چلی
اک الفت مجھسے اونسے جو تھا پیار ہی رہا

بولے وہ میری قبر جھروکی جھانک کر
یہ شخص مرکے بھی پس دیوار ہی رہا

ممکن نہ کچھ ہوئی قفس گور سے نجات
جو اسمین پھنس گیا وہ گرفتار ہی رہا

عالم مین حسن و عشق کا افسانہ رہگیا
یوسف ہی رہگئے نہ خریدار ہی رہا

صیاد کو کبھی نہ مصیبت نے دی نجات
بلبل کے صبر مین یہ گرفتار ہی رہا

کیا جانے اوس غریب کو کسکی نظر ہوئی
ان انکھڑیون کا شیفتہ بیمار ہی رہا

تو رہگیا فقط ترے سودائی رہگئے
یوسف رہے نہ مصر کا بازار ہی رہا

راحت کسی حسین سے بھی پائی نہ اے شرف
چاہا جسے وہ درپئے آزار ہی رہا

جہان مین حسن پرستون کا کاروان نہ رہا
لٹے ہوؤن کا کہین منزلون نشان نہ رہا

تن ضعیف مین گھبرا کے روح کہتی ہے
ہمارے رہنے کے قابل یہ اب مکان نہ رہا

بہار عشق کے لوٹے جو دل یہ گل کھائے
کھلے وہ گل جنھین اندیشۂ خزان نہ رہا

وہ داغ ہون کہ جو واقف نہین حرارت سے
وہ آگ ہو نہین کہ جسمین کبھی دھوان نہ رہا

کہین بھی عالم ارواح سے نہ جاتا مین
تری ہوس نے کشش کی وہین وہان نہ رہا

زمین مین بھی ہین امانت ہزار ہا مردے
گھلا مین زیست مین ایسا کہ استخوان نہ رہا

صفای قلب کی بھی انتہا ہوئی مجھپر
ہزار داغ چھپایا مگر نہان نہ رہا

مٹا کے ہمکو نہ ٹھہرا شباب کا عالم
کہین گے جب نہ رہے ہم تو میہمان نہ رہا

بتائین کونسا صحرا کدھر کو اوڑ جائین
کہان رہین چمنستان مین آشیان نہ رہا

گلون کے داغ اوٹھائے ستا کے بلبل کو
چمن مین شاد کسی روز باغبان نہ رہا

کہین [illegible] رکھتا ہے یار کا عالم
بیگانہ [illegible] کشش کتی کیے خالی
[illegible] پہونچے او سر دم حقیقت آ گئے ہین

بشر کی موت ہی قابو مین دل جہان نہ ر[ہا]
خدا کا ڈر بھی اوسے کھینچکر گمان نہ ر[ہا]
ہمارا حال ہے جب قابل بیان نہ رہا

قفس مین پائی وہ آسائش اے شرف ہمنے
چمن کو بھول گئے یاد آشیان نہ رہا

کیون حیون [illegible] کسکے دیوانون مین تھا
وقت کا اپنے سلیمان تھا جو دیوانون مین تھا
بر ملا محشر مین کہہ دونگا جو ہوگی باز پرس
روز محشر سے نہ کم تھا میرے مرنے کا بھی د[ن]
واہ ری تقدیر ہم جب پہونچے بزم یار مین
عشقبازون مین میرے دل کا پتا مل جائیگا
دشت وحشت مین ہماری خاک ہے جب سے تباہ
جذبہ الفت کا مین سنت کش ہونگا عمر بھر
ذکر کرتے تھے سلیمان جبہ عشق پاک کا
شمع و خاموش تھی بہتے تھے آنسو شمع کے

دل ہمارا کوئی محفل کے پروانون مین تھا
کیا کہون سیر اگر کن گت پریشانون مین تھا
مین نہین کچھ جانتا ہون مین تو دیوانون مین تھا
حشر و نشر اپنو نہین تھا کہرام بیگانون مین تھا
شمعین سب گل ہو چکی تھین دم نہ پروانون مین تھا
بلبلون مین دن کو ہوگا شب کو پروانون مین تھا
نام بھی یارو بگولون کا نہ ویرانون مین تھا
بالکل اپنا کرلیا اوسکو جو بیگانون مین تھا
بیٹش میرے دل کا اوس تسبیح کے دانون مین تھا
رات کو یا تم ہمارے دل کا پروانون مین تھا

کیا ہی عالی ظرف تھا ساقی ہمارا اے شرف
جام جم چھلکا ہوا اک جسکے پیمانون مین تھا

اللہ رے فروغ رخ لاجواب کا
آخر سیہ لباس ہوا کیون خضاب کا
حسن آئینہ مین دیکھ کے اپنے شباب کا
شکل وہان یار تبسم نہو سکا
کیا شکل ہوگی طاعت پروردگار کی
شادابی چمن یہی کہتی ہے صبحدم

دونا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب کا
یارب یہ سوگوار ہے کسکے شباب کا
کھل کھیلینگے وہ نام نہ لینگے حجاب کا
رہ رہگیا بسور کے غنچہ گلاب کا
توبہ سے برخلاف ہے عالم شباب کا
شبنم نہین پڑا ہے یہ چھینٹا گلاب کا

دنیا سے ہمکو رنج ضعیفی نے کھو دیا
جبتک جئینگے داغ رہیگا شباب کا

حسرت ہی تیرے دامن زین سی جدا نہو
ہو جاؤن سوکھ سوکھ کے تسمہ رکاب کا

محفل مین یار کے جو تڑپتا ہون جاکے مین
پروانے لوٹتے ہین مزا اضطراب کا

دل پر مرے چھڑک کے نمک مرچ یار نے
بھونا ہی کس مزے سے کلیجا کباب کا

چھینٹین پڑی ہین تمپہ جو خون شہید کی
کس کسطرح سے رنگ اوڑا ہی شہاب کا

کس پھول کا درخت لگایا ہی یار نے
مانگا ہے سینچنے کو قرابہ گلاب کا

اک دن جمال اوسکو دکھایا تھا یار نے
اوسدن سے رخ ادھر نہوا آفتاب کا

دل ٹوٹ جائے گا جو یہین حسرتین رہین
موجون مین پڑ کے کون بھروسا حباب کا

چھوڑو حیا و شرم کو آ بیٹھو میرے پاس
اوٹھوا دو درمیان سے پردہ حجاب کا

جسوقت بیٹھتا ہی نہانے وہ رشک گل
بہتا ہی موج مار کے دریا گلاب کا

تم کہہ رہی ہو راتون کو سوتے تھے اونکی ساتھ
یہ سچ ہے اے شرف کہ بیان ہی یہ خواب کا

نہین ہی رنگ گلون کا بہار سے پیدا
ہوا ہے پرتو روے نگار سے پیدا

گلاب گل سے کشیدہ ہوا خجل ہو کر
وہ بو ہوئی عرق روے یار سے پیدا

کہان قیام شباب اوسط جوانی مین
زوال شمس ہی نصف النہار سے پیدا

پھرو گے کیا تمھین ایسا ہی ہمنے چاہا ہی
تمھارے دل مین جگہ کی ہی پیار سے پیدا

کبھی نہ حسرت و رقت سی آنکھین واقف تھین
ہوئے یہ روگ تری انتظار سے پیدا

ملیگا خاک مین اک دن طلسم دنیا کا
یہ کارخانہ ہے مشت غبار سے پیدا

برا یہ رنگ ہی آفت کا شاخسانہ ہے
کیا ہی ربط گلون نے جو خار سے پیدا

دیا جو یار کو مس کرکے غنچہ دل سے
وفا کی بو ہوئی پھولون کے ہار سے پیدا

اوڑائی خاک جو صحرا مین تیرے وحشی نے
ہزار ہا ہوئین پریان غبار سے پیدا

خدا نے چاہا تو تفریح ہو گی میت کو
ہوا بہشت کی ہو گی مزار سے پیدا

ہوا خود آئینہ اسپر بھی دید کی صورت
نہو سکی دل بے اختیار سے پیدا

شگفتہ روح کو دل کو بحال کرتی ہے
ہوا وہ ہوتی ہے ابر بہار سے پیدا

چمن میں جاکے جو اوسنے کیا بیان اے شرف
ہزار رنگ کیے اک نکھار سے پیدا

عالم میں ہرے ہونگے اشجار جو میں رو دیا
گلچین نہیں سینچیں گے گلزار جو میں رو دیا

برسیگا جو ابر آکر کھل جائیگا دم بھر میں
آنسو نہیں تھمنے کے اے یار جو میں رو دیا

روؤ گے جھروکے میں تم ہچکیاں لے لیکر
آ سے یار کبھی زیر دیوار جو میں رو دیا

زخمی ہوں تو ہونے دو کیوں یار سبو روئیں
کیا بات رہی کھا کر تلوار جو میں رو دیا

ہوں ستم رقیب فرہاد سے مجھے بہلا
لے ڈوبینگے تجھکو بھی کہسار جو میں رو دیا

مجنوں نے کہا جاؤ وحشت اونہیں کھلاؤ
بیٹھا ہوا صحرا میں بیکار جو میں رو دیا

زخم آہی گیا اونکو کٹوا دے میری بیڑی
زندان میں چلا کر اک بار جو میں رو دیا

کی غصے کے مارے پھر اوسنے نہ نگہ سیدھی
آتش انگھڑیوں کا ہوکر بیمار جو میں رو دیا

بیتابی و زاری پر میری اونھیں رحم جو آیا
دکھلا ہی دیا مجھکو دیدار جو میں رو دیا

آرام وہ کرتے ہیں سولوا نہ مجھے اے دل
اٹھ بیٹھینگے نہ وہ ہوکر بیدار جو میں رو دیا

آئے تھے بمشکل وہ لائی تھی شرف اونکو
پھر اوٹھ گئے وہ ہوکر بیدار جو میں رو دیا

تم ہو یکتا سے جہاں کوئی بھی تمسا نہوا
جسم ہے نور خدا جسم کا سایا نہوا

کوئی اسرار خدا کا کبھی اخفا نہوا
یا علی تمسے کسی بات کا پردا نہوا

سایہ افراط لطافت سے ہویدا نہوا
نور کا جامۂ تن تھا کبھی میلا نہوا

زلف شبرنگ کا تیری کسے سودا نہوا
کون ایسا تھا زمانے میں جو رسوا نہوا

سعت جاتی رہی فرہاد کی جان شیریں
کوئی ارمان ہی ناشاد کا پورا نہوا

تیرے کشتوں کی نمائش ہوئی گل ہو ہوکر
خون اس خاک سے کس کس کا ہویدا نہوا

بزم خوباں میں ترے وزد حنا کے آگے
روشن اسے یار چراغ ید بیضا نہوا

اسقدر رنج ہوا قیس کے مرجانے کا
جان دیدی متحمل دل لیلا نہوا

خاک بلبل کی تو اوڑ اوڑ کے بہت لپٹا کی   پیرہن گل کا وہ ستھرا تھا کہ میلا نہوا
دوستی عالم ارواح مین تھی روحون سے   کوئی اس ہستی موہوم مین اپنا نہوا
روشنی شب کو جو اوس شمع لقا کی دیکھی   دل ہی جلوا لئے جو محفل مین پتنگا نہوا
اس لطافت سے مجھے دفن کیا تھا کسنے   تا قیامت جو کفن خاک مین میلا نہوا
درد دل سننے سے پرہیز ہی اوس عیسی کو   چاہنے والون کے حق مین تو یہ اچھا نہوا

لن ترانی ہی سنی تمنے کہ پردہ اولٹا
اے شرف یار کا نظارہ ہوا یا نہوا

ان انکھڑیون مین سرمہ کبھی دیا جاتا   پسا ہوا جو نظر مین کوئی سما جاتا
فروغ حسن نے تیری ہوا وہ یا نہ ہی ہے   چراغ طور بھی ہوتا تو جھلملا جاتا
پڑا تھا غش مین ترے بو دماغ مین آتی   ہوا ادھر کی جو ہوتی تو ہوش آجاتا
ترے کہے سے حسینون کو دل جو دیدیتے   ہماری جان یہ مفتی کسیکا کیا جاتا
خدا گواہ ہے مرنا ہی تھا مجھے منظور   ہلاک تم جو نہ کرتے تو زہر کھا جاتا
ہمارے ساتھ وہ گلرو نکھر کے آیا تھا   چمن کی کیفیت اوٹھتی جو ابر چھا جاتا
صدا یہی آتی پھر ایدل نہ لن ترانی کی   کسی طرح سے جو پردہ اولٹ دیا جاتا
یہ انفعال ہوا ہے ترے نہ ملنے سے   زمین شگاف جو ہوتی تو مین سما جاتا
دکھاتے شکل تو پھر دیکھتے تماشا بھی   گلاب لا کے چھڑکتے اگر غش آجاتا
نصیب جاگتے آرام کرتے جنت مین   ہمین جو گنج شہیدان مین وہ سلا جاتا
نظر سے یار کی گر جاتے ہم ستم ہوتا   کہین جو پانون تہ تیغ لڑکھڑا جاتا
تمھین بتاؤ جو تمسے لپٹ نہ جاتا مین   تو بوسہ کاہے کو ملتا مرا مزا جاتا

مرے ہم آج بڑی رات ای شرف آئے
نہ آئے گا جو وہ آتا تو ابتک آجاتا

ہوئے خود رفتہ نقشہ کھینچکر اوس یار جانی کا   بھری سرخی تو رنگ اوڑا اوڑ گیا بہزاد مانی کا
ارادہ ہی جو اے ظالم ترا ایذا رسانی کا   تو بسم اللہ ہمکو بھی مزا ہے جانفشانی کا

مرقع کھینچتا ہے حسینون کی جوانی کا
بنا کر اسکو خود نقشہ بگڑ جائیگا مانی کا

گرا کر کوچہ جانان مین پھر اوٹھنے دیا مجھکو
رہونگا عمر بھر ممنون مین اپنی ناتوانی کا

خوشی کیا خاک ہو کہتا ہے قاصد کل وہ آئینگے
یہان دم بھر نہین ہے ہمکو بھروسا زندگانی کا

دو روزہ ہے بہار عمر انسان باغ عالم مین
غرض یہ چلتی پھرتی چھاؤن ہے موسم جوانی کا

نہوتا ہوگا یہ معشوق سے بھی چھیڑنے کا صدمہ
ضعیفی مین جو یاد آتا ہے عالم نوجوانی کا

دکھا دو شکل عاشق ہون نہین پردہ اوٹھ جائیگا
وہ موسی تھے جنہین ڈر تھا جواب لن ترانی کا

یہ دل کہتا ہے پھولون پر گریبان پھاڑ ڈال اپنا
سبک دیتا ہے دیوانہ مجھے عالم جوانی کا

اگر شمہ نزاکت گل مین ہوا ہو رشک گل تر
تو کچھ پوچھا ہوا اثر کس مین میری ناتوانی کا

لب گور اب مین ہون بیمار کبھی وہ بھی زمانہ تھا
توانائی تھی جوانی تھی مزا تھا زندگانی کا

سلیمان بھی انگوٹھی سے بدلتے تو نہ دیتا مین
جو چھلا ہاتھ آتا اوس پری رو کی نشانی کا

پیا جاتا ہے کیونکر اوس مریض غم سے خون دل
اوترتا بھی نہین جسکے گلے سے گھونٹ پانی کا

بھری برسات مین بھی اسطرح دریا نہین بہتے
جو عالم ہے مری آنکھون سے اشکون کی روانی کا

عیادت کو وہ خود آئے ہین جو نکو کھول دو آنکھین
شرف اٹھ بیٹھو اب موقع نہین ہے جانفشانی کا

کمر پہ طرہ گیسو سے دلستان پہونچا
ہمارے پاؤن کی حد اد بیڑیان پہونچا

عجیب شعبدہ دیکھا عدم کی منزل مین
کہ جو ضعیف ہوا قبل نوجوان پہونچا

مسافت اپنی کہون یاوری زبان جو کر
کہ بند ہوتے ہی آنکھون کے مین کہان پہونچا

گذر گئے نہین یاران رفتگان کا پتا
خدا ہی جانے کہان جا کے کاروان پہونچا

پرون کو نوچ کے صیاد نے مجھے چھوڑا
نہ اڑ سکا نہ مین بالائے آشیان پہونچا

گلون سے ملنے کی مہلت نہ پائی بلبل نے
گیا چمن سے جو صیاد باغبان پہونچا

شرف کسیکو شہیدون مین حوصلہ نہوا
سبھی نکل گئے مین وقت امتحان پہونچا

فروغ حسن مرے دلپذیر ہونا تھا
زہے شرف کہ مجھے روشن ضمیر ہونا تھا

گلون کی شکل بھی ہمنے نہ آنکھ سے دیکھی
بہار آتے ہی ہمکو اسیر ہونا تھا

کیسی خدنگ لگائے ہین یار نے دلمین
کوئی کلیجے کے بھی پار تیر ہونا تھا

تری گلی مین جو میت ہماری دفن ہوئی
اس آب و گل کو یہین کا خمیر ہونا تھا

بیان کیا مین کرون باز پرس مدفن کا
ہوا جو معرکہ دار و گیر ہونا تھا

رما کے دھونی جو بیٹھا ہون مانگ پر اوسکی
اسی لکیر پہ مجھکو فقیر ہونا تھا

فنا کی زلف مین ای دل نہ چاہیے افسوس
یہ سرنوشت مین تھا ناگزیر ہونا تھا

ہمین جو نزع مین دیکھا تو رو دیا اوسنے
اک اور صدمہ یہ وقت اخیر ہونا تھا

صلاح یار کو دیتا ہے خودپسندی کی
اس آئنہ ہی کو اوسکا مشیر ہونا تھا

یہ کوہ طور جو سرمہ ہوا ہی پس پس کر
تری نگاہ مین اسکو حقیر ہونا تھا

تمہارے دلمین جو بات آتی مجھپہ کھلجاتی
یہ لو لگی ہے کہ روشن ضمیر ہونا تھا

کوئی نہ پہونچے گا اوس بے نیاز تک اہل
یہان تو روح سا کوئی سفیر ہونا تھا

ارادت اور کسی سے جہان مین کی تو کیا
شرف غلام جناب امیر ہونا تھا

نہ ہی شرف نہ کہین اور جا کے دم نکلا
ہزار شکر ترے در پر آ کے دم نکلا

یہ دھیان تھا کہ وہ کمسن ہی ڈر نہ جائے کہین
بس اسلیے نظر اوسکی بچا کے دم نکلا

دیا نہ تونے مجھے غسل میت ای قاتل
بھلا ہوا جو لہو مین نہا کے دم نکلا

نہ رونے والا جو کوئی ہمین نظر آیا
خود اپنے حال پہ آنسو بہا کے دم نکلا

مزاج اوسنے جو پوچھا ہوا مین شادی مرگ
خوشی کے مارے مرا مسکرا کے دم نکلا

اشارے کر کے مری اوسنے جان نثاری کی
قضا بھی کی تو محبت جتا کے دم نکلا

جھٹکا دے گور گناہون سے ہمنے توبہ کی
نجات کی ہمین راہین بتا کے دم نکلا

شب فراق مین جی بھر کے جانفشانی کی
گجر بجے عجب ایذا اوٹھا کے دم نکلا

نہ چھوڑتی تھی کسی طرح روح قالب کو
شرف جب آ گئی دم مین قضا کی دم نکلا

ت مین کچھ نہین جو اسی کوچۂ جانان ہوتا
مغفرت ہوتی مجاور مرا رضوان ہوتا

جا سنجان پھر وہ ہر اورنگ کی شایان ہوتا
تیرے خاتم جسے ملتے وہ سلیمان ہوتا

زخم دل سے مری کیون خون کی بو نہ نکلے [illegible]
مسکرا کر کبھی غنچہ نہین گریان ہوتا

صرف شیرازہ جو ہوتی رگ جان بلبل
پھر گلستان کا نہ مجموعہ پریشان ہوتا

[illegible]ہم اوڑ جاتی جہان مین مری جانبازی کی
نام ہوتا دہن زخم جو خندان ہوتا

[illegible]شت محجوب ہوی گر کے کنوئین مین یوسف
آبرو ہوتی اگر چاہ زنخدان ہوتا

توڑتا دم جو مرے ہاتھ مین بندھتا تسمہ
فصد کھلتی تو جنون اور فراوان ہوتا

لیکے دل دولت دیدار مجھے دیتی تھی
عدل کرتے جو درست آپکا ایمان ہوتا

ذبح کرتا مجھے صیاد جو ویرانے مین
خون کے چھینٹون سے گلزار بیابان ہوتا

خاک مین ملتین نہ شکایت جو تری کشتون کی
لالہ و گل کا مرقع نہ نمایان ہوتا

اسقدر موسم گل مین ہے مجھے ضعف اسہال
دونو ہاتھون سے نہین چاک گریبان ہوتا

بوئے گل ہی سے مری روح کو فرحت ہوتی
باغ ہی متصل گور غریبان ہوتا

تجھکو بربادیٔ عالم جو نہوتی منظور
کیون ہرا باغ بھرا گھر کوئی ویران ہوتا

درد ہجران جو مسیحا کے جگر مین اوٹھتا
اے شرف وہ بھی نہ جانبر کسی عنوان ہوتا

نہ ہم سے پوچھو کہ کرتے ہین ہم ستم کیسا
تمھین بتاؤ تمھین چاہتے ہین ہم کیسا

سمجھتے ہین ترے کوچہ کو غیرت فردوس
کہان کا باغ جنان گلشن ارم کیسا

نہ آئے وعدے پر آخر ہلاک کر ڈالا
مسیح ہوکے دیا تمنے ہمکو دم کیسا

شب وصال مین روئے تو ہنس کر وہ بولے
ذرا حواس مین آؤ خوشی مین غم کیسا

جو اوسنے نکرینگے رقت تو وہ نہ پوچھینگے
نہین جو روئے تو آنکھون پہ ہے ورم کیسا

نہ پوچھ حال ہمارے جنون کا اے فصاد
ہوا ہے فصد سے سودا دو چند کم کیسا

ہوا کی طرح سے چلتا ہے خنجر قاتل
لہو کو چاٹ کے ہوتا ہے تیز دم کیسا

ہوا ہے گور غریبان پہ ابر کا سایہ
گناہگارون پر اوسنے کیا کرم کیسا

کسی حسین کو دل کی کشش جو لے آئی
امید وار کیا تھا جواب صاف دیا
کسی کا درد وہ سمجھین تو کچھ دلاسا دین

لپٹ لپٹ کے ادے سے پیار کرتے ہم کتنا
یہ آج یار نے مجھپر کیا ستم کیسا
خبر نہین او نہین ہوتا ہے رنج و غم کیسا

کسی کا پڑھتے ہی خط دی شرف نے جان اپنی
کھلا نہ حال کہ حال اوسین تھا رقم کیسا

فصل گل مین ہے ارادہ سوی صحرا اپنا
عشق مین ہم جو مٹاتے ہین کسیکو کیا کام
آہ ہم کرتے ہین اے یار کے محفل والو
پوچھتے کیا ہو جدائی مین جو گذری گذری
کوئی مشتاق رہا جلوہ کسی نے دیکھا
زندگی شرط ہے کیا درد جگر سے ہو گا
کام آیا عمل نیک مرا تربت مین +
پوچھتے ہین جو کوئی نام مرا لیتا ہے
تحدین درد جگر قیس بیان کرتا ہے
شہر سے بھاگتے ہین دشت مین گھبراتے ہین
ایڑیان مجھسے رگڑ وائے گی مجنون کیطرح

رنگ کیا دیکھئے دکھلاتا ہے سودا اپنا
جان اپنی ہے دل اپنا ہے کلیجا اپنا
دو نو ہاتھون سے جگر تھام لو اپنا اپنا
تمکو معلوم ہی سب حال کہین کیا اپنا
اسکو کیا کیجئے مقسوم ہے اپنا اپنا
اپنے حق مین تو دم اپنا ہے مسیحا اپنا
للہ الحمد کہ اک دوست تو نکلا اپنا
جانتے ہین وہ مجھے عاشق شیدا اپنا
خوب ہی روئے گی دل تھام کے لیلی اپنا
دل بہلتا ہی نہین ابتو کسی جا اپنا
نام رکھا ہے شب وصل نے لیلا اپنا

اے شرف خیر تو ہے حال ہی کہون سکتے کا
آئینہ لے کے ذرا دیکھو تو چہرا اپنا

مین جان دے رہا ہون پھر اوس شکر کو کیا
کھلے دو کھل رہے ہین جو گل رنگ رنگ کے
شہرت تمہاری سن کے مین آیا ہون دور سے
چھڑکا ہوا ہی دم تو نفاست پہ یار کی
رخسار ہی کہ پھول کھلا ہے گلاب کا

نخچیر ہی جائے تو ناوک فگن کو کیا
نیرنگیون سے یار کی نسبت چمن کو کیا
لٹتا ہے ہو یار غریب الوطن کو کیا
گلشن مین دیکھکر مین کرون یاسمن کو کیا
غنچہ نہین کھولتا تو کھولتے پھر دہن کو کیا

تند دل او بجھنے کا میرے کرو علاج
سلجھا رہے ہو زلف شکن در شکن کو کیا

جب یار نے گیا نہ مرا آکے غم غلط
کھویگا پھر کوئی مرے رنج و محن کو کیا

مجھکو تو ساتھ لے نہ گئے کوے یار میں
فردوس مین ہی روح تو مجھ مردہ تن کو کیا

اک بات تھی کہ ہو گئی حاصل مسیح کو
پہونچے کا کوئی آپکے معجز سخن کو کیا

کیا تمنے اپنی شکل بنائی ہے اے شرف
دستار سر کہان ہی کیا پیرہن کو کیا

تیرے عالم کا یار کیا کہنا
ہر طرف ہے پکار کیا کہنا

اف نہ کی درد ہجر ضبط کیا
اے دل بیقرار کیا کہنا

وعدۂ وصل اوسنے لون کیونکر
میرا کیا اختیار کیا کہنا

کیا ہی نیرنگیان دکھائی ہین
میرے باغ و بہار کیا کہنا

کیسے عاشق ہین اوسنے جب پوچھا
بولے بے اختیار کیا کہنا

نشت پر بھی گلون کے گرد رہے
آفرین اے ہزار کیا کہنا

ترچھی نظرین چھری کٹاری ہین
چشم بد دور یار کیا کہنا

گلشنون مین یہ رنگ روپ کہان
لاجواب اے نگار کیا کہنا

دم عیسی کو بات کرتی ہے
اے نسیم بہار کیا کہنا

امتحان کر چکے تو وہ بولے
اے مرے جان نثار کیا کہنا

اوسکے کوچے مین بیٹھکر نہ اوٹھا
واہ میرے غبار کیا کہنا

جانتے ہین کہ جان دوگے شرف
اسکو تم بار بار کیا کہنا

تیر ہے اے دل لب معشوق تجھ مین یار کا
لے دہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا

باتون باتون مین جو آیا ذکر بزم یار کا
گل سے بلبل پھر گئے پر رنگ اوڑ گیا گلزار کا

حشر کی ہل چل کا قصہ کیا سنون واعظ سے مین
مین تو مشتاق ادا پر ہو رہا ہون تری رفتار کا

سخت دل بہنے لگے کٹ کٹ کے پھوڑے کی طرح
داغ ہجر آخر کو پھاہا ہو گیا زنگار کا

لاکھ معشوقوں کے ہی نازو نیاز کا مزا
بے گنہ ہو نہیں تو گردن میری کٹنے کی نہیں
بھر لے شیشی میں غبار اپنے شہید ناز کا
کیا ہمیں دھتکار رہا ہے لی تو قاتل میان سے

ڈھونڈھتا تھا اسلیے پہلو تری دیوار کا
لاکھ رگڑے دو کبھی جو خط پڑے تلوار کا
اے پری رو اسکو غازہ کیجیو رخسار کا
منھ ترا چومیں گی قبضہ چوم کر تلوار کا +

لوگ سمجھاتے ہیں وہ آتے ہیں تم کہاؤ نہ غم
چار ناچار اے شرف کرتے ہیں کہنا چار کا

جشن تھا عیش و طرب کی انتہا تھی میں نہ تھا
اُسنے کب برخاست اے دل محفل معراج کی
میں تڑپ کر مر گیا دیکھا نہ اوسنے جھانک کر
وعدہ لے لیتا کہ کھلوانا نہ مجھکو ٹھوکریں
صرف کرتا کس خوشی سے جاکر اوسمیں اپنی خاک
منھ نہ کھل سکتا نہوتے ہمکلام اونسے کلیم
لیگئی تھی مجھکو حسرت جانب خود رفتگی
دل اولٹ جاتا مرا یا دم نکل جاتا مرا

یار کے پہلو میں خالی میری جا تھی میں نہ تھا
کس سے پوچھوں رات کم تھی یا سوا تھی میں نہ تھا
اوس ستمگر کو عزیز اپنی حیا تھی میں نہ تھا
عالم ارواح میں جس جا قضا تھی میں نہ تھا
کیا کہوں جسدن بنائی کربلا تھی میں نہ تھا
عمر بھر حسرت ہی رہتی بارے کیا تھی میں نہ تھا
جسطرف کو منزل بیم و رجا تھی میں نہ تھا
شکر ہے جب لن ترانی کی صدا تھی میں نہ تھا

لالہ و گل کو بچا لیتا خزان سے اے شرف
باغ میں جسوقت نازل یہ بلا تھی میں نہ تھا

دم بھر کو جو پھر دم کسی تنجیر میں آتا
ہوجاتی چھری رکھنے سے جان اور غضب میں
دنیا جو نہ میں چند نفس کے لیے لیتا
موت آہی چکی تھی کبھی زندہ میں نہ چھٹتا
گھبرا کے تم اوٹھ جاتے ملاقات نہوتی
کہتا ہے زمانہ کہ میں اک خواب عدم ہوں
ہوجاتی شبیہ آپکے کشتے کی جو بے رنگ

پر اپنے لگانے کو ترے تیر میں آتا
قاتل کو ذرا رحم جو تکبیر میں آتا
جنت کا علاقہ مری جاگیر میں آتا
قاتل کو جو شک بھی مری تقصیر میں آیا
اے یار مجھے ہوش جو تاخیر میں آیا
پیغام اجل ہی مری تعبیر میں آیا
جلاد لہو بھرنے کو تصویر میں آتا

قصہ ترے شیدائی کا باہر ہے بیان سے
تحریر میں آتا ہے نہ تقریر میں آتا

صحرا سے تری فوج یہ لاتی ہے شرف کو
یا شیر ہے جکڑا ہوا زنجیر میں آتا

ارمان مرا تو نے بھی صرصر نہ نکالا
صحرا سے مری خاک کو باہر نہ نکالا

صیاد نے سہما کے مرا خون کیا خشک
اک روز دلاسے سے مرا ڈر نہ نکالا

جو باقی نظارہ تھا اوسکو نہ سزا دی
آنکھیں تو نکالیں دل مضطر نہ نکالا

مشتاقوں کے تڑپانے کو پردے میں جو بیٹھے
پھر تمنے قدم بھی کبھی باہر نہ نکالا

کیا پہونچے کا تجھ تک کوئی اقلیم بقا میں
جب ڈھونڈھ کے دنیا میں ترا گھر نہ نکالا

منظور یہی تھا کہ اذیت میں رہوں میں
قاتل نے جو دل سے مرے خنجر نہ نکالا

دیدار کی خاطر مجھے تڑپانے کو اوسنے
جھانکا تو جھروکے سے مگر سر نہ نکالا

دنیا میں نہ رہنے کا روادار تھا کوئی
جنت سے کسی نے مرا بستر نہ نکالا

رکھا ہے مجھے زنداں کا رہا کر کے بھی پابند
بیڑی کو جو کاٹا بھی تو لنگر نہ نکالا

کیونکر کہوں دم بھرتی تھی چاہت کا زلیخا
یوسف کو کنوئیں سے بھی تو باہر نہ نکالا

آوارہ کیا دل کو مرے پیچ میں لا کے
بل شانے کا اے زلف معنبر نہ نکالا

بیدم جو ہوا میں تو کیا مجھکو یہیں دفن
زنداں سے جنازہ مرا باہر نہ نکالا

کیا کیا چمنستاں میں بھبھوکا ہوئے غنچے
رنگ اوس گل رعنا کے برابر نہ نکالا

وحشت میں مجھے دیکھنے آئے جو پریزاد
کس کس نے شرف جیب سے پتھر نہ نکالا

نہیں معلوم کب جلوہ دکھا کر تمنے یار اپنا
زمانے کو کیا شیدائی اپنا جان نثار اپنا

پڑے ہیں صدمے میں ہم میں حال کیا ہوتا ہی یار اپنا
نہ اپنا دل ہے قابو میں نہ تمپر اختیار اپنا

نہ دیکھا اسلئے پڑھکر جب امانت دار حسرت کا
تو اوس گل نے مری آنکھوں کو سونپا انتظار اپنا

زمانے میں جو حسن یار نے عالم فریبی کی
تعشق میں ہوا دل سب سے پہلے بیقرار اپنا

ہماری روح نے راہ وفا میں ہو گئے آوارہ
نہ اپنے گھر کو گھر جانا نہ پہچانا مزار اپنا

جسے جلوہ دکھائیگی وہ باہر ہو کا جامے سے
عروس گل کو پیراہن پہناتی ہی بہار اپنا

چرٹھا کر بستنی ہر گز نہ پھر صیاد نے اولٹی
قفس مین مرتے مرتے ہمنی سر ٹپکا ہزار اپنا

دکھائی حسن اون لالہ رخون کی مجھکو تصویرین
مرقع جنکے صدقے مین اوتروائی بہار اپنا

ہمین بھی ناز ہے اوس حرم دل کی کارسازی پر
بگڑ جائے جو بگڑا ہی سنور جائیگا کار اپنا

مٹا یا چاہتا ہون رہ کی جو راہی مین الفت کے
جگر اپنا دل اپنا جان اپنی جسم زار اپنا

ہمارے سامنے آؤ تو آرائش کی شہرت ہو
نکھر کر آئینے کو کیا دکھاتے ہو سنگار اپنا

مرے استاد کے جو نام سے دنیا مین جلتے ہین
نکالے اونپہ یارب آتش دوزخ بخار اپنا

ہوئے سر سے جو اے یار و تو آنکھو نمین جگہ پائی
نگاہون مین سما لئے کام آیا انکسار اپنا

فسانہ موہنی کا اونکی آنکھون کا جو لکھ کھینچا
خطاب آیا وہان سے ای شرف جادو نگار اپنا

کچھ بھی نہ چھانک تاک کی تدبیر سے ہوا
نظارہ یار کا مری تقدیر سے ہوا

نورانی اس جمال کی تنویر سے ہوا
تصویر آئینہ تری تصویر سے ہوا

اچھا ہوا گلے مین ہمارے پڑی کمند
اک سلسلہ تو زلف گرہ گیر سے ہوا

دیکھا وہ حسن عالم رویا مین یار کا
یوسف کو عشق خواب کی تعبیر سے ہوا

مرتا نہ مین جو آنے مین کرتا نہ دیر تو
میرا تو خاتمہ تری تاخیر سے ہوا

وحشت مین آکے مین نے ہلائی جو ہاتھ پاؤن
یا حافظ کا غل مری زنجیر سے ہوا

پوچھے تو کوئی کون اسکا گناہ تھا
صیاد بر خلاف جو نخچیر سے ہوا

بیدم ہوا چٹا جو چلے مجھکو خاک پاک
نقصان میری جان کا اکسیر سے ہوا

تیار قصر عرش الہی جو ہو چکا
آراستہ حضور کی تصویر سے ہوا

پہلے کسی نے خون کسیکا کیا نہ تھا
ایجاد قتل کا تری شمشیر سے ہوا

ہر وقت ای شرف در توبہ کھلا رہا
آگاہ بھی نہ قفل نہ زنجیر سے ہوا

شب کو نظارہ دلدار نے سونے نہ دیا
شادئ طالع بیدار نے سونے نہ دیا

آنکھ تربت مین لگی تھی کہ ہلایا شانہ
نیند بھر کے بھی مجھے یار نے سونے نہ دیا

لوگ رویا کیے شب کو مین کراہا ایسا
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

تو یہ توبہ کا وہ غل شب کو مچایا تا صبح
بیگناہون کو گنہگار نے سونے نہ دیا

دور رہکر مین ترے قصر سے شب بھر تڑپا
حسرت پہلوے دیوار نے سونے نہ دیا

نیند یوسف کے اوڑے غل سے خریداران کو
شور و ہنگامۂ بازار نے سونے نہ دیا

آگئی نیند جو غفلت کی مجھے تربت مین
صور پھنکوا کے مجھے یار نے سونے نہ دیا

غل مچایا کبھی زنجیر کبھی کھڑکائی
تجھکو بھی تیرے گرفتار نے سونے نہ دیا

شام سے چاہا تھا صیاد نے مر رہنے کو
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

دم بھر آرام نہ آیا شب تنہائی مین
اے شرف درد دل زار نے سونے نہ دیا

بہرہ ور تیری ہوس مین کوئی دم بھر نہوا
یہ وہ کشتی ہے کہ جسکا کہین لنگر نہوا

یار سے ملنے نہ دینے کی سزا دلواتا
کیا کہون مین مرے قابو مین مقدر نہوا

کون صورت تھی بھلا قبر مین آسائش کی
اتنی سی جا تھی کہ جسمین مرا بستر نہوا

جستجو کی بہت آئینے نے حیران ہوکر
سب نظر آئے نمودار سکندر نہوا

ایسی بیرحمی سے صیاد نے بازو توڑے
عمر بھر قابل پرواز کوئی پر نہوا

قاصدی کی بھی کسی کی مجھے پروا نہ رہی
اوڑگئی روح میسر جو کبوتر نہوا

مین نے اپنے سر شوریدہ کو ٹکرا ڈالا
جب دماغ آپکی خوشبو سے معطر نہوا

عاجزی کی جو بلا قید اوسے تھی منظور
باب توبہ پہ نگہبان مقرر نہوا

کیا سرشت آپکی پاکیزہ تھی سبحان اللہ
واقف سایہ کبھی جسم منور نہوا

باغ مین پھیلی جو خوشبو تری پیراہن کی
کونسا گل ہے کہ وہ جامے سی باہر نہوا

قصر جنت مین وہ رہتے ہین خدا کی قدرت
جھونپڑا بھی جنھین دنیا مین میسر نہوا

اپنی آنکھون مین جگہ کسنے نہین دی تجھکو
کونسا دل ہے کہ جس دل مین ترا گھر نہوا

اے شرف شوق ہوا یار کو خود بینی کا

چاہنے والون کے حق مین تو یہ بہتر ہوا

بھولے سے فراموش مری یاد نہ کرنا
بندہ ہون تمھارا مجھے آزاد نہ کرنا

خوگر ہین بلا قید کے دیوانے تمھارے
زندان مین انہین بھیج کے صیاد نہ کرنا

مشکل جو محبت مین پڑی ہے تجھے ایدل
اظہار حسینون سے یہ افتاد نہ کرنا

امید مین دیدار کے آیا ہون یہانتک
ارمان بھرا ہون مجھے ناشاد نہ کرنا

اوٹھی جو مری خاک تو ہاتف نے صدا دی
دنیا مین فراموش یہ بنیاد نہ کرنا

اے دل تجھے ظالم جو ستائین تو ستالین
کچھ صبر کی ہمت ہے تو فریاد نہ کرنا

ممتاز شہادت سے کیا ہے تجھے ایدل
ہے شکر کی جا شکوۂ جلاد نہ کرنا

دم جسم مین تمنے جو نظر بند کیا ہے
اس پیارے گرفتار کو آزاد نہ کرنا

کیا سوز محبت کو کوئی ضبط کریگا
پروانون پہ ہی پر ختم ہے فریاد نہ کرنا

اے آرزوے یار مرے دل ہی مین رہنا
اس گھر کے سوا اور گھر آباد نہ کرنا

معشوقون کی الفت ہو مبارک تجھے ایدل
دولت یہ خداداد ہے برباد نہ کرنا

ظالم کی خوشی کیجیو اے بلبل شیدا
نالہ کبھی بے مرضی صیاد نہ کرنا

کیا کھینچے گا تو حسن خداداد کا نقشہ
یہ دعوی باطل کبھی بہزاد نہ کرنا

اس چھب کی خداداد شرف داد ملیگی
دم آئے لبون پر بھی تو فریاد نہ کرنا

ہم نہ دیکھینگے ترے در کے سوا در دوسرا
کون ہے دنیا مین تجھسا بندہ پرور دوسرا

واہ وا اے جانجان کیا رعب یکتائی کا ہے
آ نہین سکتا تمہارے پاس دم بھر دوسرا

رفتگان کی تربتون کا بھی ہے کیا نازک مقام
جادر گل کے سوا بچھا نہ بستر دوسرا

دولت دیدار کی حسرت نہ تھی روز ازل
یہ خبر ہوتی تو ہم لیتے مقدر دوسرا

میری تربت سے نہ قیس و کوہکن محروم جائینگے
ایک گلدستے اوٹھالے گل کی جادر دوسرا

کیا ستم ہے کوہ طور پر موسی کی کیا مٹی خراب
عشق سے امید رکھے خاک پتھر دوسرا

دمبدم صیاد و گلچین کو ہے ایماہی نزاع
ذبح اک بلبل کرے توڑے گل تر دوسرا

اوسنے لکھاہے کہ مجھکو ذبح کرنے کا ہی شوق
پھر گئی اسپر چھری بھیجو کبوتر دوسرا

لوٹ کر یہ تو کلیجے مین ہمارے رہگیا
دلمین تھو در کھہ نہین جو تم منگوا دو خنجر دوسرا

عافیت ایسی ملی ہے اسکو کنج قبر مین
روح نے جھانکا نہ پھر جا کی کوئی گھر دوسرا

چومنے جاتا ہی جو دیوانہ سنگ آستان
سر ٹپکنے کو منگا دیجے ہین پتھر دوسرا

کیا مٹائیگا ہمین محبوب اگر تو ہی تو ہو
کچھ خدا کا تو نہین ہے اوستمگر دوسرا

آئینے کو دیکھکر تم جسطرح بیچین ہو
یون ہین اچھی شکل پر ہوتا ہی مضطر دوسرا

منزل تربت نہین رہنے کی خالی ای شرف
خاک تم ہو جاؤگے اوترے گا آکر دوسرا

ہوئے ایسے بدل ترے شیفتہ ہم دل و جان کو ہمیشہ نثار کیا
رہ عشق سے پھر نہ ہٹائے قدم رہے محو ترے تجھے پیار کیا

ترے شوق مین دل کی تباہی ہوئی ترے ذوق کی اوسپہ گواہی ہوئی
کوئی دم بھی نہ لینے دیا مجھے دم مجھے دشمن صبر و قرار کیا

گئی جان قفس مین برائے چمن چلی لیکے جہان سے ہوائے چمن
کبھی ابر کرم نے کیا نہ کرم نہ کسی نے بیان بہار کیا

جہان مہکے مہک کیا سارا جہان بھلا عطر کو ایہ نصیب کہان
بخدا ہی خطا کہین مشک جو ہم تری زلف پہ صدقے تتار کیا

نہ لو عشق کا نام یہ کہتے ہو کیا جو ہو تیغ تلی ہے ہمارا گلا
یہی ہم کہے جائینگے خدا کی قسم تمھین پیار کیا تمھین پیار کیا

ترے ہاتھ سے مین جو شہید ہوا مری روح کا عشق مرید ہوا
جو حیات رہا تو نہ چھوڑے قدم جو موا تو طواف مزار کیا

ترے شوق نے ہمکو جو خاک کیا ترے ذوق نے خاک سے پاک کیا
ترے رنگ سے لنے جھیہ کیا یہ کرم مجھے تیرے چمن کا غبار کیا

ترے تیر ہدف کی ہوس کتنی مجھے بڑی حسرت کنج قفس تھی مجھے

ب مجھے چوک کیا یہ غضب یہ ستم نہ اسیر کیا نہ شکار کیا
سے تجھے چاہا تو رنگ یہ پسٹ کہ جسے ترے باغ مین خاک سے پاک ہوئے
مرے تیرے چمن کی ہوس مین جو ہم تو غبار کو ابر بہار کیا
نہ عدم کی جو مجھکو سواری ملی کوئی تخت رواں نہ عماری ملی
کئی دوستون نے میرے ہوکے بہم مجھے دوش پر اپنے سوار کیا
ہمین اوسکی کہین سے خبر نہ ملی ہوئی عمر تمام مگر نہ ملی
کبھی اوسنے بھی حال کیا نہ رقم خط شوق روانہ ہزار کیا
ترے روز ازل سے فریفتہ ہین ترے حسن و جمال کے شیفتہ ہین
ترے عشق مین ہوگئے کشتۂ غم وہی کرگئے قول جو یار کیا
ترے بس مین جو آئے تو خاک رہے جو غبار ہوئے بھی تو خاک ہوئے
رہے بعد فنا بھی نہ چین سے ہم ہمین گردش لیل و نہار کیا
کبھی سیر چمن کا نہ شوق ہوا کسی بزم کا ہمکو نہ ذوق ہوا
ترے کوچے کو جانکے باغ ارم یہین بلبل جان کو نثار کیا
جسے چاہا دل اسپہ نثار کرین کبھی گود مین لین کبھی پیار کرین
یہ برائی نصیب کی وائے ستم وہ حریف ہوا جسے پیار کیا
مجھے یار نے آکے جو دیکھا حزین کہا روئے ہو مین دکھاؤ نہین
وہ کہے گئے آنکھون پہ کیون ہے ورم شرف اوسنے بہانہ ہزار کیا

سودے مین نہ زنجیر کو زنجیر مین سمجھا
آخر کو ہوا حیرت و حسرت کا یہ نقشہ
بجلی بھی کہین گنج شہیدان مین جو کوندی
کی بات سبھی تجھسے تو چھری پھر گئی مجھپر
اک لوز کی صورت جو دکھادی مجھے تو نے
بیتاب ہوا اتنا جو کیا مین نے تجھے پیار

اے یار تری زلف گرہگیر مین سمجھا
مٹی کے کھلونے کو بھی تصویر مین سمجھا
اوس شوخ کی ہنستی ہوئی شمشیر مین سمجھا
عیسی نفسی کو تری تکبیر مین سمجھا
اے دل تجھے آئینۂ تقدیر مین سمجھا
مرنا تھا نہ تقصیر کو تقصیر مین سمجھا

کی مجھسے نکیرین نے مرقد مین جو پرسش
سب تیری سکھائی ہوئی تقریر مین سمجھا
دنیا مین جو دیکھا تھا حقیقت مین تھا خواب
تلقین سنی مین نے تو تعبیر مین سمجھا

خاک اوسکے لئے عشق مین شب روز جو چھانی
حق مین شرف اپنے یہی اکسیر مین سمجھا

سمجھا کبھی نہ عشق مین کچھ پیار کے سوا
حسرت کوئی نہ کی ترے دیدار کے سوا
آئی ہوئی ہو جوش پہ رحمت جو آپکی
کون اسکا مستحق ہے گنہگار کے سوا
لرزائے آفتاب کو تڑپائے برق کو
کسمین چمک یہ ہو تری تلوار کے سوا
معجز سخن کو پہونچے تو عیسی نفس وہ ہو
کسمین یہ بات ہو تری گفتار کے سوا
خلد برین مین بیٹھ رہے جاکے متقی
حاضر رہا نہ کوئی گنہگار کے سوا
کیا چین آئے خانۂ صیاد مین ہمین
دم بھر کہین رہے نہین گلزار کے سوا
دے لے کے پیچ رہینگے جو جلے بہشت کے
وہ کسکو دیجئے گا گنہگار کے سوا
مرغوب حسن کو جو ہوا ندھنو کا رنگ
ہرگز کھلا نہ یار کی دستار کے سوا
یار اجل کو دل پہ اوٹھا لے خوشی خوشی
طاقت یہ کسمین ہے ترے بیمار کے سوا
ایسا ہی کوئی تیر جگر مین لگایئے
دکھلائی جو نہ دے لب سوفار کے سوا
آزاد کیا مجھے یہ تو بتایئے
جاؤن کہان مین آپکی سرکار کے سوا

مرجاؤن جاؤن گور غریبان مین ہی شرف
تکیہ کرون جو یار کی دیوار کے سوا

دل کو بچاؤن یار کی ترچھی نظر سے کیا
پہلو تہی کرون مین قضا و قدر سے کیا
چھٹنے لگے گا خون کا فوارہ زخم سے
کیا دیکھیے گا ہاتھ اوٹھاؤن جگر سے کیا
دو گز زمین ہی گور غریبان کی منزلت
یہ تو ہے لامکان اسے دیوار و در سے کیا
دل یار کا ہلا ئیگی برپا کریگی حشر
لازم ہے ضبط آہ مین کھینچون جگر سے کیا
جوش جنون مین دھیان وطن کا نہ جایئے
صحرا نشین ہوئے تو سروکار گھر سے کیا
الفت دل و جگر سے گئی جب سے نہ جائیگی
غنچے سے بو بھریگی حلاوت ثمر سے کیا

کیون لشکر و جلوس جنازے کے ساتھ ہی
بھیجا ہے اوسنے رسم محبت مین داغ عشق
سرمہ ہوئے سما گئے اونکی نگاہ مین +
ہمدرد دل کی بو ہے بھڑکتا ہے دل مرا
کیونکر نہ یاس ہو مجھے اپنے شباب سی
تقدیر لڑ گئی لب معشوق ہو گیا
روح الامین کیا کہ عطا کی پیمبری
فرہاد و قیس کے وہ فسانے کو کیون سنی
کیا لیگا وہ خبر جسے اپنی خبر نہین
ہو واسطے کی ضد نہ کر و طفل اشک سے
دل پر نہ روکتا جو کبھی چوٹ عشق کی
ڈھوکا تجھے ہوا ہی یہ نوک مژہ نہین
اے درد کی چمک نہ مٹا داغ کا فروغ
قسمت مین داغ تھے سو ملے باغ عشق سے

دم بھر کی اس شکوہ سے کیا کرو فر سے
دل تو کیا اودہر سے یہ آیا اودھر سے
آنکھون مین گھر کیا تو گرے نکلے نظر سے کیا
اوس گل نے خط لکھا ہی یہ بلبل کے پر سے کیا
احوال آفتاب کا ہے دوپہر سے کیا
تیر مراد ہے اوسے کھینچین جگر سے کیا
تمنے کیا سلوک مرے نامہ بر سے کیا
تفتیدہ دل سے کیا اوسے شوریدہ سر سے کیا
خود بیخبر وہ ہے اوسے میری خبر سے کیا
تمکو کسی غریب کے نور نظر سے کیا
ہو جاتا گرد برد یہ رکتی سپر سے کیا
لپٹی ہوئی ہے اے رگ جان نیشتر سے کیا
او مکر چاندنی تجھے میرے قمر سے کیا
پھولون سے کام کیا ہمین مطلب ثمر سے کیا

کیا ٹھہری تمسے اوسنے ملاقات کی شرف
پیغام ادھر سے کیا گئے آئے اودھر سے کیا

دم بھر رہے ہین عیسی اوس شوخ کے دہن کا
جچتا ہے گلگرون مین دل بحیث تن کا
چارون طرف جہان مین چو رنگ ہو رہا ہے
داغون نے کی ہین لمین پیدا پری سی شکلین
داماں کل چمن مین اس حسن سے پھٹا ہی
اللہ ری نفاست کب خاک مین ملی تھی
جاری ہوا ہی کب سے داغ وفا جہان مین

افسانہ کہہ رہے ہین یوسف چہ ذقن کا +
پھولون مین تل رہا ہے کانٹا ہے چمن کا
گلزار کھل رہا ہے قاتل سے کے بانکپن کا
کیا جانے یہ مرقع ہے کس کی انجمن کا
چھایا دکھا رہا ہی یوسف کے پیرہن کا
کافور سے ہی اوجلا رنگ آج تک کفن کا
موجد ہے کون اسکا سکہ ہے کس چلن کا

فارسی فریفتہ ہین جس گل پہ شیفتہ ہون — جبریل باغبان ہین بلبل ہون جس چمن کا
پروانہ بھی تو جاکے پھرتا نہین وہان سے — کیونکر کھلے کسی پر حال اوسکے انجمن کا
جو بات منھ سے نکلی اک وحی ہو گئی وہ — اعجاز سے بھی بڑھ کے انداز ہے سخن کا
لیلی سے کوئی کہدے مجنون نے تو قضا کی — اچھی طرح اوٹھائے مردہ ہے جو بیوطن کا
بیمثل گل کہون مین یا شب چراغ سمجھون — داغ جگر ہے میرا یا لعل ہے یمن کا
بہتین کی جاکے حالے فردوس نئے عدم مین — ارمان لے چلے ہین دنیا سے پیرہن کا

برحق کلام اوسکا اعجاز اسے شرف ہے
کیا بات ہے سخن کی کہنا ہے کیا دہن کا

بجھ گیا بزم مین اونکے نہ ہوا دل ٹھنڈھا — کیا چراغ آج ہوا ہے سر محفل ٹھنڈھا
سوز کیا سوز تھا کیا آگ لگی تھی افسوس — سرد ہم ہو گئے لیکن نہ ہوا دل ٹھنڈھا
مرکے بجھتی ہے لگی راہ وفا مین ولمیت — کرتی ہے اپنے مسافر کو یہ منزل ٹھنڈھا
دھوپ مین ناقۂ لیلا جو ملا مجنون کو — سرد آہون نے کیا پردہ محمل ٹھنڈھا
کیا قیامت ہے کہون شمع سے کی ہوتی ہے — ہو گیا گرتا پروانہ محفل ٹھنڈھا
سانس جبتک رہی اوسمین نہ لیا دم اوسنے — بجھ گیا بزم مین اوسکے تو ہوا دل ٹھنڈھا
قہر ڈالا ہے دل کے ترپنے کا اوٹھا جاتا ہے — ہائے افسوس ہوا جاتا ہے بسمل ٹھنڈھا
یا خدا دھوپ سے مجنون کو بچالے لیلی — پنکھا بن بن کے کرے پردۂ محمل ٹھنڈھا
دوسرے کا بھی گلا کاٹو کیا جلدی ہے — ایک گھائل کو تو ہو لینے دے قاتل ٹھنڈھا
تمسے لپٹیگا اوڑائیگا لہو کی چھینٹین — پانون رکھے رہو جبتک نہو بسمل ٹھنڈھا
دل کو کیا پوچھتے ہے ہوا اوسی عرصہ گذرا — ہو گیا ہوکے وہ پروانون مین شامل ٹھنڈھا
دل جلے آئے جو دریا کی ہوا کھانے کو — کوئی جھونکا بھی نہ آیا لب ساحل ٹھنڈھا
پھونکدیگا اگر اونکو بھی چراغ امید — تو بھی اسکو نہ کرینگے ترے سائل ٹھنڈھا
لیکے اک دن بھی جو بیٹھے ہمین خمخانے مین — دل جلون کا نہ کیا یار کبھی دل ٹھنڈھا

اے شرف جلد کرو سوز درون کی تدبیر

جوش وحشت مین قیامت کی مہم سر سمجھا
مین وہ آفت ہون کہ محشر کو نہ محشر سمجھا

اولٹی سیدھی نہ جنون مین دل مضطر سمجھا
رگ گل کو رگ جان خار کو نشتر سمجھا

قاصد یار کو جبریل سے بڑھکر سمجھا +
اوس پری رو کے پیامی کو پیمبر سمجھا

جا بجا مجمع گل دیکھ کے گلزارون مین
دلفریبون کا مین اوترا ہوا لشکر سمجھا

بوریا نجد مین دیکھا جو کوئی گرد آلود
تیرے دیوانۂ مغفور کا بستر سمجھا

عمر بھر حسرت و امید نے فہمائش کی
ہو کے برگشتہ نہ سنبھلا نہ مقدر سمجھا

یار کے سامنے حیران مجھے کرتا ہے
اوٹھ گئے آئینے کو تربت سے سکندر سمجھا

جم رہین یار زمین پر جو لہو کی چھینٹین
کشتۂ ناز ترا پھولون کی چادر سمجھا

کندنی رنگ جو آہن کا کیا پارس نے
مین اوسی تیرے حنا بستہ کا نشتر سمجھا

خط افتادہ جو اوس کوچے مین دیکھا اوڑتے
پھر پھڑاتا ہوا اپنا مین کبوتر سمجھا

آنکھ اپنی عوض مہر لگا دی مین نے
خط مین تھی دید کی حسرت یہی بہتر سمجھا

اسقدر نور چھپا یار کے رخسارون کا
لاکھ پردون مین وہ تھا مین اسے باہر سمجھا

وجہ کیا حسن پرستون کے مٹا دینے کی
مجھکو اس رمز کا مطلب تو ستمگر سمجھا

عمر دو روزہ مری بیم و رجا مین گذری
روح کو یار کی بو سالس کو صرصر سمجھا

گل کی دیکھین جو کہین پنکھڑیان افتادہ
میرے ہوش اوڑ گئے بلبل کے تجھی کو سمجھا

خط جو آنے لگے اونکے تو خوشی کے مارے
پر بھی اوڑتے ہوئے دیکھا تو کبوتر سمجھا

حسرت منزل مقصود نے مارا مجھکو
دم مین آکر ملک الموت کو رہبر سمجھا

بڑھ کے انبوہ قیامت سے اولو العزمی کی
شوق دیدار مین محشر کو نہ محشر سمجھا

میری رقت نے گنہگار مجھے ٹھہرایا
مین جو رویا تو وہ دامن کو مرے تر سمجھا

روح جانا تری حسرت کو ہمیشہ مین نے
داغ کو مین جگر و دل کے برابر سمجھا

حشر کے دن کوئی نکلا جو شہادت نامہ
مین نے کشتۂ بیداد کا محضر سمجھا

ضد بھی کی تو نے جو مجھسے تو مشیت جانی
جان جان تیرے تلون کو مقدر سمجھا

خط جو اوس شوخ نے شنجرف سے لکھا مجھکو
اوڑگئے ہوش شرف خون کبوتر سمجھا

کونسا جرم یہ مجھ خستہ جگر پر رکھا
کی ہے صیاد یہ اوس گل نے چمن میں تاکید
داد چاہی جو تمناے سبکدوشی کی +
دل ہمارا جو ترے لو مین ہوا پروانہ
چاہیے غمناک کرے چاہی کرے شادی گر
باغ کو باغ چمن کو نہ چمن سمجھے ہم
پڑھ دے اے یار خدا کے لیے بیت کی تان
پر خلافی سے خلاف اوسنے دوا کی میری
فکر ہی مین رہے تقتیدہ دلی کی میری
مفت برباد ہوا چاہ کی معشوقون کو
دفعتہً ملک خموشان کو چلے خالی ہاتھ
کیا لگاوٹ تہی کہ دل کھینچ لیا پہلو سے
آگئے تو عالم ارواح سے آئے لیکن

غم کا پہرا جو فلک نے مرے گھر پر رکھا
بیڑیان ڈالونگا بلبل کا اگر پر رکھا
فیصلہ یار نے شمشیر و سپر پر رکھا
شمع نے تاج سمجھکر اوسے سر پر رکھا
دل کے انصاف کو بھی اوسکی خبر پر رکھا
گل نہ سونگھے کبھی ہاتھ ثمر پر رکھا
اک جنازہ ہے کسیکا ترے در پر رکھا
مار ڈالا مجھے الزام اثر پر رکھا
کوئی پھاہا نہ کبھی زخم جگر پر رکھا
دست شفقت نہ کسی نے مرے سر پر رکھا
کی وہ ہمت نہ سفر زاد سفر پر رکھا
ہاتھ اس ناز سے اوس گل نے کمر پر رکھا
مستعد روح کو ہر وقت سفر پر رکھا

بے بہا مثل گہر اشک کو معشوقون نے
اے شرف جانچنے کو میری نظر پر رکھا

اک فسانہ ہی پرستان مین اس افسانے کا
بال رکھے ہین جو صیاد سے بلبل لیکر
مین لپٹ جاؤن ہین دست لیقفس ایدل
زلف اولجھیگی تو شانے سے سلجھ جائیگی
مارا وتاریگی غم ہجر مین اولجھن دل کی +
کشتۂ ناز کو رخصت کرو خلعت دیکر

عشق پریون کو ہوا ہی تیرے دیوانے کا
مشغلہ ہے دل بیتاب کے بہلانے کا
تام کر جاؤن یہی وقت ہے مر جانے کا
دل جب اولجھیگا تو کوئی نہین سلجھانے کا
غیر ممکن ہے علاج اس مرے گھبرانے کا
قبر تیار ہے سامان ہے نہلانے کا

حال دل پوچھ رہے ہو مین بیان کرنے کو
یہ تو کہدو کہ تمہین غصہ تو نہین آنے کا

دل مرا لے کے وہ محبوب نہ دیگا تو نہ دے
بات کیا ہی مین زبان پر بھی نہین لانے کا

سامنا لالہ رخون کا جو کریگا خورشید
زرد ہو کے یہ پھر منھہ نہین دکھلانے کا

ایسے خائف ہوئی تڑپا کی یہ پروانون کو
شمع محفل کو مرض ہو گیا تھرانے کا

ساق سیمین سے کسی کے جو کیا دعوی حسن
حکم ہے شمع کو بازار مین لٹکانے کا

حسن اوس شوخ کو طفلی مین یہی کہتا تھا
اسکے ہاتھون سے کوئی جیتے نہین پانے کا

ای شرف بلبل ناشاد کا ہون مین ہمدرد
داغ ہوگا مجھے ہر پھول کے مرجھانے کا

شب کو خفیہ مین بغل مین ترے ای یار رہا
جان تجھہ مین رہی قالب پس دیوار رہا

دہوکا آئینہ تصویر کا ہر بار رہا
ترے رخ کا جو تصور پس دیوار رہا

عشق کامل جو مین کہتا تھا مرے کام آیا
حشر کو میرے ہی جانب رخ دلدار رہا

بیکسی ہی کبھی تو نے نہ اولٹ دی صیاد
ہمکو کیا کام جو بالاے قفس ہار رہا

ہمت عشق وہ کی بندہ ہے جسکے زر ہو کر
جسکے ہاتھون مین بکا اوسکا خریدار رہا

روز آیا کئے وہ دیکھنے تجھ قیدی کو
اونکی نظرون مین رہا مین جو گرفتار رہا

آنکھون مین سیکڑون معشوقون کو تولا پھیر
رات دن پیش نظر حسن کا بازار رہا

لن ترانی کی صدا آنے لگی پردے سے
کیا قیامت یہ ہوئی آج بھی دیدار رہا

تجربہ شربت دیدار کا اوسنے جو کیا
درد عالم مین رہا کوئی نہ آزار رہا

ای شرف کی جو نکیرین نے پرسش مجھسے
عالم یاس مین اک شہر مددگار رہا +

انکساری مین جو ہمت بہ بدم ہوا
دشمنون مین بھی مرا ماتم ہوا

تھا وہ عالی ظرف میری خاک سے
جو بنا ساغر وہ جام جم ہوا

کھا لیا مین نے جو اوس قاتل کا اوگال
میرے دل کے زخم کا مرہم ہوا

آسکے [illegible]
[illegible] دل کا کیا عالم ہوا

آکے شادی مرگ مجھکو کر گئے
کس قیامت کا خوشی مین غم ہوا

گلشن عالم سے لوگ اٹھنے لگے
کیا مرقع درہم و برہم ہوا

خوب چمکا اختر اقبال عشق
حشر کے دن نیر اعظم ہوا

انقلاب دہر نے پیسا مجھے
چار دن جو مین خوش و خرم ہوا

عمر بھر رہ رہ کے اٹھا دلمین درد
صدمے پر صدمہ مجھے پیہم ہوا

جا بجا صحبت ترے کشتون کی بچھی
رات دن ہر بزم مین ماتم ہوا

دن کو بلبل کی طرح تنکے چنے
شام سے ہم گریۂ شبنم ہوا

تجھکو حیا یا رازدانی کی تری +
دل مین گھر کر کے ترا محرم ہوا

جانثارون پہ کسلیئے برپا ہے حشر
کیون مزاج آج آپ کا برہم ہوا

گور سے پہونچے کہان تم ای شرف
اب بھی وہ سودا ہے یا کچھ کم ہوا

مین وہ گل ہون جو ہم آغوش کبھی تو ہوتا
تجھکو مرغوب جو ہوتی وہی خوشبو ہوتا

کیا کرین یار کی نخچیرون مین اور کڑ جاتے
ہم بھی ہوتے وہین ٹوٹا جو نہ بازو ہوتا

دل کے بہہ جانے کی کچھ داد مجھے ملجاتی
آہ کے ساتھ گواہی کو جو آنسو ہوتا

غم نہ ہوتا دل بیتاب کے چل بسنے کا
ترے پیکان سے آباد جو پہلو ہوتا

زندگی اور جوانی کا مزا ملجاتا
جشن کرتے جو کبھی یار پہ قابو ہوتا

تیر اوسکا کوئی جوشن مین جو ہوتا پیوست
اک زبردست مرا قوت بازو ہوتا

تخلیے مین شب معراج کا لطف اوٹھ جاتا
جلوہ فرما مری محفل مین اگر تو ہوتا

طوق اگر شوق اسیری نے پہنایا تو کیا
اس گلے مین کسی محبوب کا گیسو ہوتا

رو کے دریا مین بہاتا جو مین جل تھل بھر
سامنا ابر سے جسوقت لب جو ہوتا

یار کرتا مین نمائش جو کسی گلشن مین
بو بھی ہوتا جو چمن مین تو تری بو ہوتا

تو تڑکے جو تو سیر کی خاطر جاتا
جان جان صبح بہاری گل شبو ہوتا

کیا خوشی ہوتی ہمین دل کی مرادین آتین
شام سے آکے جو مہمان وہ پریرو ہوتا

نیم باز آنکھون پہ اوسکے جو نہوتے مفتون
اے شرف دل پہ جگایا کوئی جادو ہوتا

لگا کے سرمہ جہان اوسنے اک نظر دیکھا
چھری ادھی ہوئی چلنے لگی جدھر دیکھا

چمن مین جا کے شگوفہ یہ طرفہ تر دیکھا
پھٹا ہوا گل شاداب کا جگر دیکھا

جہان پہ پیش نظر اوسکو جلوہ گر دیکھا
مقام ہو نظر آیا جدھر جدھر دیکھا

خیال دل کی تباہی کا آگیا مجھکو
کسی غریب کا اوجڑا ہوا جو گھر دیکھا

چمن مین روئے کلیجا سمجھ کے بلبل کا
پڑا ہوا جو گل سرخ خاک پر دیکھا

ادائے یار کو ہمنے جگہ جو دل مین دی
ملال و غم نے خبر دی قضا نے گھر دیکھا

تمام عمر اوس اوجڑے ہوئے چمن مین رہے
نہ کوئی پھول نہ جسمین کبھی ثمر دیکھا

جہان جہان مین ٹپکا وہان ہوا گلزار
لہو مین تیرے شہیدون کے یہ اثر دیکھا

جو تاج و تخت کو بھی دھیان مین نہ لاتے تھے
برہنہ پا اونہین دیکھا برہنہ سر دیکھا

سفید بال ہزارون شباب مین دیکھے
چراغ شام پہ ہنگامہ سحر دیکھا

ہزار طرح کی روح الامین نے خاطر کی
رہ وفا مین ہمارا جو نامہ بر دیکھا

حواس اوڑ گئے بسمل کی طرح تڑپے ہم
شکستہ جب کسی بلبل کا کوئی پر دیکھا

خوشی تو یہ ہی چمن مین قفس لگنی کی
کہ جس شجر پہ نشیمن تھا وہ شجر دیکھا

کبوتر اوسکو بھی سمجھا خیال قاصد مین
ہوا سے بھی کوئی اوڑتی ہوئی جو پر دیکھا

ہمین تو غنچہ و گل کا ہے اتفاق پسند
کوئی فساد نہ آپس مین کوئی شر دیکھا

کھلی جو آنکھ تو یوسف نے دی مبارکباد
یہ کسکا خواب مین زانو پر اپنے سر دیکھا

نیاز و راز کی معراج مین سنین باتین
خدا کے بزم مین بھی میہمان بشر دیکھا

نشانہ ہونے کی حسرت مین دل ہی دیوانہ
تمہارے تیر مین یہ کس پری کا پر دیکھا

کبھی نکل جو گئے رہگذر مین قاتل کے
تو ہمنے خون کا دریا کمر کمر دیکھا

نقاب اولٹ کے جو اوسنے دکھا دیے رخسار
نہ آفتاب کو دیکھا نہ پھر قمر دیکھا

تمام عمر نہ درد جگر نے فرصت دی
مرے مسیح نے مجھکو نہ اک نظر دیکھا

مسافران عدم کا شرف کوئی ہمنے
شریک حال نہ دیکھا نہ ہمسفر دیکھا

تم جو کہتے ہو کہ کچھ کیجئے چرچا دل کا
منھ کو آتا ہے جگر حال کہیں کیا دل کا

درد تنہائی میں ہمدرد جگر کا دل ہے
بیقراری میں ہے غمخوار کلیجا دل کا

تر کیا ہے چمن و دشت کو شبنم ہو کر
آبلہ پھوٹ گیا کرنے دریا دل کا

شوق میں ذوق میں کیا کیا نہ مرادیں تھیں ہمیں
کوئی ارمان محبت میں نہ نکلا دل کا

لاکھ بوسے بھی کوئی دے تو نہ لیں بیعانہ
تم دلاسا دو تو ہم کرتے ہیں سودا دل کا

داغ ہوتا ہے کبھی گل کبھی ہو جاتا ہے
شعبدہ بیم و رجا کا ہے تماشا دل کا

ہمدمی داغ سے تھی منزل تنہائی میں
بعد اسکے کہ اک دوست تو نکلا دل کا

پانی ہو جانے کو ہے ہر وہ لہو ہونے کو
نہ بھروسا ہے جگر کا نہ بھروسا دل کا

عمر رفتہ کی طرح جا کے کبھی پھر نہ پھرا
مر گئے دیکھتے ہی دیکھتے رستا دل کا

لیلۃ القدر کیا قبر کی اندھیاری کو
داغ اس حسن کرامت سے چمکا دل کا

پھوٹ بہتے ہی کیا مجھکو غریق رحمت
آب کوثر سے بھرا تھا یہ پھپھولا دل کا

کوئی غنچہ جو کبھی خاک میں دیکھا ملتے
دفن ہوتے ہوئے سمجھا میں جنازا دل کا

آرزو ہی میں رہا عمر بھر آگاہی کے
لاکھ چاہا نہ کھلا مجھپہ ارادہ دل کا

حق بجانب ہے کلیجا جو پھٹا جاتا ہے
اے شرف اسنے بڑا داغ اوٹھایا دل کا

بیقراری سینہ جو کی یاس تنفر میں پیدا
دل سنبھالا تو ہوا درد جگر میں پیدا

کس مسافر نے کیا کوچ یہ تڑکے تڑکے
کوس رحلت کی صدا ہے جو گجر میں پیدا

دونوں عالم میں ہے محبوب الٰہی مشہور
حسن نے کی ہے وہ بو باس البشر میں پیدا

زلف کی جھونک سے سو طرح کے بل کھاتی ہے
وہ لچک کی ہے نزاکت نے کمر میں پیدا

ہوں وہ دیوانہ جو صحرا کی طرف جا نکلا
تخت پریوں نے کئے ہوئے راہگذر میں پیدا

ہوش آنے دے ذرا آنکھ مری کھلنے دے
خود بخود ہوگا ترا نور نظر میں پیدا

سونگھ لینے کی حسینوں کو تمنا ہو گی
بو ہوئی ہے وہ گل داغ جگر میں پیدا

منزل گور میں تو کوچۂ محبوب نہ ڈھونڈھ
اے مسافر نہ وطن ہوگا سفر میں پیدا

صید پر رحم بھی مرے بعد نہ کرنے دیگی
بے پری ہو گی ترے تیر کے پر میں پیدا

ڈھن ہوی حسن کے بازار میں یکجائی کی
بیٹھے بٹھلائے یہ سودا ہوا سر میں پیدا

خاک اکسیر ہوئی جسکو جلایا اوسنے
عمدگی تا و دیے سے ہوئی زر میں پیدا

مرے آنسو کی یہ تقصیر جو ہو جاتا ہے
آب اسوجہ سے ہوتی ہے گہر میں پیدا

خاک میں مل کے ہی ہر روح لحد میں آتی
ہو کے ناپید ہوئی کو لنسے گہر میں پیدا

درد سوز آہ بکا داغ ہوس یاس قلق
آٹھ ہمدرد کیے چار پہر میں پیدا

اے شرف یار کی مہکی جو شمیم کاکل
بو کبھی پھر نہ ہوئی مشک و اگر میں پیدا

ترا خدنگ کلیجے کے پار ہو جاتا
یہ آرزو تھی کہ تجھ پہ نثار ہو جاتا

ترے چمن میں جو گرد و غبار ہو جاتا
فلک پہ جاکے میں ابر بہار ہو جاتا

چمن کی سیر کبھی اسلیے نہ کی میں نے
جو پھول کو بھی میں چھوتا تو خار ہو جاتا

ہمارے خون میں نہانا تو سرخرو ہوتا
ترا بناو ہمارا نکھار ہو جاتا

یہ آرزو تھی کہ ہم لاغر اسقدر ہوتے
جگر میں داغ جو تھا آشکار ہو جاتا

میں وہ شہید ہوں پڑتا مرا لہو جسپر
وہ سنگریزہ گل نو بہار ہو جاتا

بھلا ہوا نہ کیے درد ہجر میں نالے
فغانیوں میں ہمارا شمار ہو جاتا

ترے شہید کا چہرہ تھا اسقدر روشن
عجب نہ تھا جو چراغ مزار ہو جاتا

وہ دم بھر اور نہ اوٹھتے جو میری پہلو سے
قرار واقعی دل کو قرار ہو جاتا

جدا اونکے بام کی حسرت میں خاک ہو جاتی
اک آسمان ہمارا غبار ہو جاتا

وہ دل کے تاکنے میں کچھ کمی اگر کرتے
پھڑک کے صورت بلبل شکار ہو جاتا

دوئی سے آئینۂ دل کو جو کرتا صاف
پسند خاطر پروردگار ہو جاتا

خوشی کے مارے لپٹ جاتے گل بھی بلبل سے
ہمارے اونکے جو اخلاص پیام ہو جاتا

وہ دیکھتے گل داغ جگر کی شادابی
کسی طرح سے جو سینہ فگار ہو جاتا

چمن مین تم جو مرے ساتھ دو قدم پھرتے
جگر کا داغ گل نو بہار ہو جاتا

کبھی نہ تیری اطاعت سے سر اوٹھاتا مین
جو کاٹ دونون پہ مجھے اختیار ہو جاتا

گناہگار پر اپنے وہ رحم اگر کرتے
شرف بہشت کا طبقہ مزار ہو جاتا

لرزان رہی زمین جو مرا امتحان رہا
سکتے مین آئینے کی طرح آسمان رہا

روز ازل سے غنچۂ دل مین بسا ہے تو
پھر بھی مجھسے بوے گل کی طرح کیون نہان رہا

حکم فشار ہوکے ہوا حکم باز پرس
کنج مزار مین بھی مرا امتحان رہا

حسرت سرا مین صاحب خانہ ہوا جو دل
معشوق بنکے داغ ترا میہمان رہا

بو ہو گیا مین تو نے بسایا جو باغ کو
اوس جا پہ میری روح رہی تو جہان رہا

شام وسحر طواف کو آیا کی بوے گل
اوس نور کے چمن مین مرا آشیان رہا

حسرت مین بزم یار کی پروانہ ہو گیا
دل کو جو اپنے دل مین کہون دل کہان رہا

مین وہ چراغ ہون کہ نہ ٹھنڈا ہوا کبھی
شعلہ وہ نور کا ہون نہ جسمین دھوان رہا

لپٹی رہی ترے در دولت سی لغش بھی
سینے پہ لوح ہوکے ترا آستان رہا

ترکش سے میرے غم مین بر آمد نہ تیر ہوا
چھوڑا کمان کو تیر ترا ایسے کمان رہا

کچھ بس نہ میری گردش قسمت سے چل سکا
چکر مین لاکھ طرح آسمان رہا

سفتون کیا شباب کو اقبال حسن نے
تصویر کی طرح وہ ہمیشہ جوان رہا

خوشبو عروس گل کی ہمیشہ بسی رہی
گلدستۂ مزار مرا آشیان رہا

میری بھی دھوم اوڑی تری شہرت جہان اوڑی
چرچا ترا رہا تو مرا بھی بیان رہا

قاتل سے گفتگو کو بڑی اک سند رہی
اچھا ہوا جو زخم تو اوسکا نشان رہا

فوراً مری نجات ہوئی ہوکے باز پرس
چھٹی ملے شرف جو سبق بر زبان رہا

پتلی رہا وہ آنکھ مین قالب مین جان رہا
ان پردون مین ہماری نظر سے نہان رہا

صیاد نے شکار نہ کھیلا ہمارے بعد
برسون چمن مین سوگ نشین باغبان رہا

جبتک جگر پھنکا ترے کاجل کے واسطے
بجلی بٹیون کے سائے مین اسکا دھوان رہا

رہ رہگیا ترے لیے مین دل مسوس کر
تڑپا کیا جو کوئی کہین مہمان رہا

تنکے مری تلاش مین صیاد نے چنے
دیوانہ جستجو مین مرے باغبان رہا

اوس شاہ حسن نے جو کیا مجھکو گرد برد
برسون مرے غبار کے گرد آسمان رہا

عمر روان بھی کر نہ سکی عشق مین ضعیف
وہ ولولے رہے کہ مرا دل جوان رہا

ہستی کو تیرے قہر نے مسمار کر دیا
بستی کہین رہی نہ کسی کا مکان رہا

منھ ڈھانکتا تھا کوئی کوئی دیکھتا تھا سر
شب بھر یہ حال سن کے مری داستان رہا

جوش جنون مین چاک گریبان نہو سکا
مجنون سے بڑھ کے ابکی برس ناتوان رہا

غم نے بھی کی نہ سوئے قفس مین ہمدمی
یہ بھی رہا تو چند نفس مہمان رہا

بکھرا دیے جو یار نے اپنے چمن کے پھول
قبر شرف یہ عالم باغ جنان رہا

رخ دکھایا کبھی غنچہ سا دہن دکھلایا
آج جلوہ ہمین اوسنے ہمہ تن دکھلایا

الحمد للہ کہ پھر آئے ترے کوچے مین
جسکی بلبل تھی خدا نے وہ چمن دکھلایا

اوسکی رحمت نے نہ گھبرانے دیا مدفن مین
گھر کا آرام دیا لطف وطن دکھلایا

کجروی پر جو وہ آئی تو وہ آفت ڈھائی
دو قدم چل کے قیامت کا چلن دکھلایا

منتظر کے کبھی آنکھ نہ جھپکانے دی
خوب رستا ہمین ای عہد شکن دکھلایا

دولت اس گور مین رہتا تھا جو خاک اوڑتی پر
کسکا گھر لا کے یہ ای اہل وطن دکھلایا

[illegible] کر ہمنے گریبان کو نہ سلوایا پھر
ہمدمون نے جو ہمین لا کے کفن دکھلایا

ترے نخچیر نے پیکان جو چھپایا دلمین
پھر کسی کو بھی نہ اسے صید فگن دکھلایا

اسقدر دفن کیا جلد مجھے قاتل نے
گور کا منھ بھی نہ سرکا کے کفن دکھلایا

دوست بہلانے لگے غم مین جو اوس گلرو کے
تنکے چننے لگے جسوقت چمن دکھلایا

سرخرو ہمنے کیا حشر مین بھی قاتل کو
خون بھرا جا کے خدا کو نہ کفن دکھلایا

مسکرانا جو شرف سیکھ لیا غنچون نے
حُسن نے کولیتی ہنس مکھ کا دہن دکھلایا

گلی مین یار کے مین سربکف جسوقت جا نکلا
مراد آئی اجل کی امتحان کا حوصلا نکلا

جنازے پر جنازہ ہر طرف سے جا بجا نکلا
ہزارون نے گلے کاٹے جدہر قاتل مرا نکلا

یہانتک اوس پری پیکر کے ارمانون نے کثرت کی
کلیجا پس گیا لیکن نہ دل کا حوصلا نکلا

ہمارے خانۂ تن کی جو ضبطی کی تو کیا پایا
فقط ای جانجان اک روح نکلی اور کیا نکلا

رجوع قلب سے جب کی مناجات وصل ملنے کی
جگر بیتاب ہوکر منھ سے ہمراہ دعا نکلا

علاج درد و غم چاہا محبت مین تو پکڑا دل
گرایا ناتوانی نے جو لانے کو دوا نکلا

تمنا عالم ارواح سے کی تجہیز مرنے کی
لبشر کے بھیس مین مین ڈہونڈہنے اپنی قضا نکلا

ہم اپنے خانۂ دل کو مکان ہو سمجھتے تھے
تلاشی کی جو اس گھر کی تو اس گھر مین خدا نکلا

خدائی مین جو ڈہونڈہا ہمنے یکتا ہے زمانہ کو
وحید عصر تم نکلے نہ تمسا دوسرا نکلا

ڈبویا جب مجھے دریای غم مین یاس حسرت نے
نہ کوئی آشنا نکلا نہ کوئی ناخدا نکلا

شرف کس بات پر تم اپنے زخم دل پہ نازان ہو
نہ اک ٹانکا لگا دلمین نہ قطرہ خون کا نکلا

جو نخچیر اوس شہ خوبان کی صدقے مین ہوا ہوتا
سعادت دہوم اوڑا دیتی نثار اوسپہ ہما ہوتا

تمناے گلستان مین جو میرا دم ہوا ہوتا
لپٹتی بوے گل باغون مین دامان صبا ہوتا

شہید یاد قاہون مجھکو پھر پاس وفا ہوتا
بحل کرتا اگر قاتل پہ ثابت خونبہا ہوتا

اگر ٹھوکر لگانے مین ترا سایا پڑا ہوتا
ہمارے استخوان مین جان پڑجاتی ہما ہوتا

قضا مین کرگیا درد جدائی مین تو وہ کوے
علاج اونکو اگر ممکن نہ تھا ہمسے کہا ہوتا

مزا اچھی طرح ہم لوٹ لیتے جانفشانی کا
ہوا تھا درد اگر دلمین تو درد لا دوا ہوتا

کبھی قرآن لکھواکر جو تم ہمکو کفن دیتے
قیامت تک ہماری نعش کا حافظ خدا ہوتا

وہ نورانی ترے کشتے کا چہرہ تھا حقیقت مین
خجل ہوتا جو اوسکے سامنے بدر الدجا ہوتا

ذرا بھی تجھ مین اے گلرو اگر بوے وفا ہوتی
ترے گلزار کا کانٹا کلید دلکشا ہوتا

نہ کرتے تم اگر نخوت سے آئینے مین خودبینی
تری دوری کا جتنا غم ہے اتنا غم نہ کرتا مین
خبر ہوتی خدائی مین جو تیرے خودنمائی کی
پھر اپنے دم کی سیت جستجو کرتے جو اوٹھ سکتے
خبر بھی تیرے آمد کی جو ہوتی پھر نہ مرتا مین
ترس کھا کر جو شاید وصل کو راضی بھی وہ ہوتے
پری سی صورتین تم جو نہ پیوند زمین کرتے
مہم عشق مین ترغہ وہ مجھ بیکس پہ کیا کرتے
امید دولت دیدار اوسکے پاس کیا کم تھی
ہوئی تھی در در ہجران مین وہ نفرت تندرستی سے

خدائی مین خدا کے پھر نہ تمسا دوسرا ہوتا
اگر دل مجھسے چھٹ جاتا جگر مجھسے جدا ہوتا
جہان مین یار ہنگامہ قیامت سے سوا ہوتا
وہین جاتے جہان اسکے مسافر کا پتا ہوتا
مری آنکھین پھر آتین جو تو جلوہ نما ہوتا
ہم آغوشی کو مانع غمزہ شرم و حیا ہوتا
گلون کا خاک سے ہرگز نہ پھر نشو و نما ہوتا
خدائی اوسطرف ہوتی میری جانب خدا ہوتا
جہان مین کیون کسی سے ملتجی ہر گدا ہوتا
منگا کر زہر کھا لیتا اگر ذکر شفا ہوتا

صدائے کن ترانی سنکے کیون خاموش ہو رہتے
شرف پردہ اولٹ دیتے جو کچھ بھی حوصلہ ہوتا

دل لگی اوسکی نہ تھی خوش اسلیے قاتل نہ تھا
مطمئن مجھکو کیا قابو مین میرا دل نہ تھا
گلشن عالم مین خونریزی کی بو کسمین نہ تھی
جا کے پوچھونگا خدا سے کیون نہ میری داد کی
وجہ شور و غل کے ہنگام قیامت تھی یہی
لکھ دیا تھا نالہ مجنون نے لیلا کا حجاب
کیون نہ دی گور غریبان مین مرے دل کو جگہ
خاک سے گل ہو گئے اوسکی خوبی کی ہر [illegible]
لعنت دنیا و دین تقسیم ہوئی تھی جہان
جہان [illegible] دی ہے مین نے جبین اوسکی حرمت جانیے
ڈھونڈھ لایا عالم بالا سے اوس محبوب کو

ہاتھ مین ننگی چھری تھی سامنے بسمل نہ تھا
تو نے کی [illegible] تیری مین کسی قابل نہ تھا
کونسا گل تھا جو تیرے غمزہ مین شامل نہ تھا
تو ترا دل تھا جو دنیا مین کوئی غافل نہ تھا
تیری آہستگی کے قابو مین کسی کا دل نہ تھا
چاک دامان حیا تھا پردہ محمل نہ تھا
مرشدون کا قافلہ کیا قابل منزل نہ تھا
کون کہتا تھا شہید ناز گل [illegible] نہ تھا
اک خدائی تھی [illegible] دیدار کا سائل نہ تھا
مشکل آمد رشک کی ہے مر گیا [illegible] مشکل نہ تھا
جب سے پردہ کا کھٹکا [illegible] منزل نہ تھا

بحث کیا کرتا تڑپنے مین تری نخچیر سے
صدمہ پر نخچیر کا تھا فطرمن کوئی بسمل نہ تھا

تیرے شوق و ذوق مین جبتک مجھکو یاس تھی
اے پری پیکر مین زندہ دل تھا مردہ دل نہ تھا

خاک کیون اوڑنے لگی سیلاب رقت مین مری
یہ تو وہ دریا تھا جسکی حد نہ تھی ساحل نہ تھا

تو رہے محفوظ اے خونریز چشم زخم سے
وہ گلے کاٹے کہ تیرا سن بھی جس قابل نہ تھا

رہگئی دنیا مین مجھکو حسرت ذبح عظیم
سیکڑون جلاد تھے لیکن مرا قاتل نہ تھا

تربت مجنون پہ تھا لیلای محزون کا یہ حال
دھجیان تھین پیرہن کی پردۂ محمل نہ تھا

اسلیے برخاستہ دل بزم دنیا سے ہوئے
جسکے پروانے تھے ہم وہ رونق محفل نہ تھا

بھر رہا تھا مین ترا سودا نفس مین بھی دم
غش پہ غش آتے تھے لیکن تجھسے مین غافل نہ تھا

نقش حب بخشا ہوا ہی مجھکو جسکا ای شرف
اک ولی اللہ کا پیارا وہ تھا عاقل نہ تھا

خدا نخواستہ واقف جو چاہ سے ہوتا
کوئی گھڑی نہ مفر آہ آہ سے ہوتا

لحد مین چین سے سوتے جو چین تم دیتے
خبر نہ کوئی اس آرامگاہ سے ہوتا

بھلا ہوا نہ کن انکھیون سے یار نے دیکھا
ستم کا سامنا ٹیڑھی نگاہ سے ہوتا

تلون اونکا نہ جاتا جو اونپہ غش کرتے
لبون سے معجزہ جادو نگاہ سے ہوتا

تری بہشت یہی ہوتی نہ ضبط ای شداد
جو ربط اشہد ان لا الہ سے ہوتا

بلاکے خواہی نخواہی نوازتا مجھکو
خبر جو وہ مرے حال تباہ سے ہوتا

ترے فقیر کو کس چیز کی تمنا تھی
جو ملتجی وہ کسی بادشاہ سے ہوتا

دکھاتے زخم جگر کے اوسے صف آرائی
مقابلہ جو گلون کی سپاہ سے ہوتا

خدا ہی جانے فرشتے سلوک کیا کرتے
کوئی گناہ جو مجھ بے گناہ سے ہوتا

کراہتا جو مین درد جگر کی شدت مین
تو ایک حشر مری آہ آہ سے ہوتا

بیان کرنے کو جاتا جو میری کیفیت
کلام حق کا مچلکا گواہ سے ہوتا

تلاش کرتے جسے منزل وفا مین شرف
اوسی کا نور عیان گرد راہ سے ہوتا

تڑپے جو مرا دل تو مرے دل سے نہ پھرتا
سند چھری ہی پھیر کے بسمل سے نہ پھرتا

بیر جھون سے کہدے کوئی آتی ہے قیامت
ہو گا تمھین معلوم یہ باطل سے نہ پھرتا

قادر ہو اگر اپنی مسیحا نفسی پر
بیمار سے بیہوش سے غافل سے نہ پھرتا

جو رنگ کرے شوق سے پرندہ وہ اور اڑتے
اے چشم مروت کبھی قاتل سے نہ پھرتا

جلجائیو بھن جائیو پروانون مین اے دل
زندہ کبھی اوس شوخ کی محفل سے نہ پھرتا

لیتا ہے محبت مین جو دم راہ عدم مین
منظور مسافر کو ہے منزل سے نہ پھرتا

جاتا ہی جو تو ڈوبنے کو خون مین اے دل
دریا بھی جو بہ جاے تو ساحل سے نہ پھرتا

خوش ہو جیو آجائے محبت کا جو جھوکا
معشوق ہو دیدار کے سائل سے نہ پھرتا

مردان خدا مین شرف افسانہ رہیگا
درپیش جو مشکل ہو تو مشکل سے نہ پھرتا

جبتک کہ نمک زخمون مین قاتل نہین بھرتا
کیا تجھکو مزا ہے کہ مرا دل نہین بھرتا

دم توڑکے مرجائیگا سمجھائیے چلکر
کیون زخم نہین سوت آپکا گھایل نہین بھرتا

جیسے مین رہاتا ہون ترے عشق مین ہولی
چلا بھی تو اسطرح سے عامل نہین بھرتا

سینے کو جو چھیت کرتے ہین ناخن کی خراشین
وہ نقش مین بھرتا ہون جو عامل نہین بھرتا

بارش کبھی ہوتی ہے تو بھر جاتی ہین جل تھل
لیکن کبھی رونے سے مرا دل نہین بھرتا

رکھتا ہے وہ دل شربت دیدار سی خالی
شیشہ تو یہ ہی بھرنے کے قابل نہین بھرتا

صوفی ہو کہ مجذوب ہو قمری ہو کہ یا ہو
دم کوئی ترا میرے مقابل نہین بھرتا

گردا وسکے شرف صید تڑپتے ہین ہزارون
دامن بھی لہو سے کوئی بسمل نہین بھرتا

جو سامنا بھی کبھی یار خوبرو سے ہوا
زمانے بھر کا پرخش مجھ پہ چار سو سے ہوا

کہا اشارون سے مین نے کہ تجپہ مرتا ہون
جو نطق بند مرا اونکی گفتگو سے ہوا

کسی کو بھی نہ ہوس تھی حلال ہونے کی
رواج شوق شہادت مرے گلو سے ہوا

جدھر نگاہ کی جلوہ ترا نظر آیا
کمال کشف مجھے تیری آرزو سے ہوا

کھلا نہ حال کسی پر کہ کیا مزاج میں ہے
خدائی مین کوئی واقف نہ اوسکی خو سے ہوا

عجب گھڑی سے گریبان پھٹا تھا مجنون کا
تمام عمر نہ واقف کبھی رفو سے ہوا

بڑے بڑون کو لگایا نہ منھ کبھی مین نے
وہ ظرف ہون کہ نہ واقف کبھی سبو سے ہوا

وہ خود بھی کر گئے تا بشدون سے تربت کو
گلی مین یار کی مدفون اس آبرو سے ہوا

بہار باغ کو آئے جو دیکھنے سب یار
دماغ اور پریشان گلون کی بو سے ہوا

چڑھائے گور غریبان پہ گل جو اوس گل نے
چمن بہشت کا پیدا اقام ہو سے ہوا

حلال ہونے کو صیاد سے محبت کی
قضا جو آئی تو مانوس مین عدو سے ہوا

خدائی کرنے لگا یار بے نیازی سے
بڑا غرور اوسے میری آرزو سے ہوا

جہان سے محفل معراج مین ہوئی طلبی
بشر کا مرتبہ یہ اوسکی جستجو سے ہوا

لگاتے ہین جو سب آنکھون سے آب زمزم کو
شرف یہ فیض کا چشمہ مری وضو سے ہوا

کھینچئے ناز خدائی سے خود آرائی کا +
آئینہ توڑ لیے دعوی ہے جو یکتائی کا

مارا اوتار امجھے تڑپا کے جو بے موت اسنے
کیا گنہ مین نے کیا تھا شب تنہائی کا

شاخ گل جھوم کے گلزار مین سیدھی جو ہوئی
پھر گیا آنکھون مین نقشہ تری انگڑائی کا

اوس پری رو کی چھپین ہیان ہین آرائش کی
تا دفینون مین وہ معشوق ہے زیبائی کا

جلوہ گر ہین کہین ہر دل مین سما کر تا ہوت
چل رہے ہو یہ چلن کونسی ہرجائی کا

رحم کر رحم سمجھے بندہ ناچیز سمجھ
کبریائی کے لیے واسطہ یکتائی کا

زندہ در گور ہی بیٹھا ہے کلیجا پکڑے
جسنے دیکھا ہے جنازہ ترے شیدائی کا

پیس ڈالوگے تو اف بھی نہ کرونگا تجھ سے
امتحان کرتے ہو کیا میری شکیبائی کا

حسن نیرنگ دو عالم کو جو دیکھا بھی تو کیا
تم نظر آتے تو پھر لطف تھا بینائی کا

مہر تابان اوتر آیا ہے سوا نیزے پر
یا کہ جھنڈا یہ گڑا ہے ترے سودائی کا

نونہالان چمن ناز یہ غش کرتے ہین
سبزہ رنگون مین ہے شہرہ تری رعنائی کا

استقدر یار مرے دل کو ستایا تو نے
حوصلہ بھی نہ رہا صبر و شکیبائی کا

بوے وحدت ہی ازل سے تری پیراہن مین | دونون عالم مین ہی شہرہ تری یکتائی کا
سیکڑون جانین تلف ہونگی خدا خیر کرے | آج کرتے ہین وہ سامان خودآرائی کا
بھول کر بھی کوئی دم بھر نہ مرے پاس آیا | عمر بھر داغ رہیگا مجھے تنہائی کا
دھیان مین بھی مرے آئیگا نہ پریون کا بناو | مین نے دیکھا ہے تماشا اوسکی خودآرائی کا

ای شرف غل جو مچاتے ہو پہنکر زنجیر
تمکو ارمان ہی اب کون سی رسوائی کا

اوسکے فرمانون کا قرآن ہوگئی اک دفتر ہوا | جو ہوا پیغام بر اوسکا وہ پیغمبر ہوا
قدر دینے کی ہوس مین شیفتہ پیمبر ہوا | زر بکف گل ہوکے تیرا بندۂ بے زر ہوا
جان لیکر اپنے مظلومون کی اوسنے دادری | گلشن جنت ملا یہ یاد جنکا گھر ہوا
اسقدر تو منزلت ہی خاکساری کے لیئے | پائے آنکھون مین جگہ سرمہ جہان پتھر ہوا
گلشن ایجاد سے کھویا گیا سر اغبار | نکہت گل کی طرح گم کردہ عنصر ہوا
جسنے کی دلجوئی اوسکی تشنۂ دیدار کی | فی سبیل اللہ اوسکو ساغر کوثر ہوا
پیار آیا اسقدر دونون حریفون پر مجھے | جانجان قاتل ہوا لخت جگر خنجر ہوا
جب اوٹھے میت ترے دیوانۂ مستور کی | اک طرف جنت ہوئی اور اک طرف محشر ہوا
جل بسی وہ بو نکل جلنے مین سبقت حسن کی | پہلے مرجھایا وہ گل جامے سے جو باہر ہوا
طرفہ نیرنگی دکھائی پان کھاکر یار نے | پیک جس پتھر پہ تھوکی لعل وہ پتھر ہوا
آرزو کی قاصدی کی جسنے راہ عشق مین | حق تعالے نے نبوت دی وہ پیغمبر ہوا

دامن رحمت کی سائے مین اوٹھی ہم ای شرف
حلۂ جنت ہمارے واسطے بستر ہوا

نوجوانی مین وہ عالم اوس ستمگر پر ہوا | پھٹ پڑا جوبن حسینون مین پری پیکر ہوا
شمع رویون نے بنایا آنکھ کا سرمہ اوسے | دل مرا جلکر جو پروانون مین خاکستر ہوا
پاس دامن ہوگئی جسوقت توبہ پشت کی | قابل رحمت ہوئے جسدم خدا کا ڈر ہوا
خون کر کے کیا کسی جلاد کا رتبہ بڑھا | سرخرو کسدن حنا کو پیس کر پتھر ہوا

رحم آونکو آگیا مجھکو جو رقت آگئی — رہ گئے بالکل کفن جسوقت دامن تر ہوا

فرش پھولون کا بچھایا جاتا تھا جنکے لیے — قبر مین اونکا غبار اونکے لیے بستر ہوا

آبدیدہ ہوکے لیلی پوچھتی تھی قیس سے — کیون گریبان پھاڑ ڈالا کیون برہنہ سر ہوا

اسقدر کی زیست سے سودای الفت نے خلش — دل مرا سیری رگ جان سکے لیے نشتر ہوا

میری ویرانی کا کس گل نے پتا تجھکو دیا — اسطرف آنا ترا باد صبا کیونکر ہوا

آسکے تھی باغمین بلبل کو وہی صیاد سے لے — باغبان ڈوسکے حاضر ہونکی جا در ہوا

اے شرف انعام مین سونیکی دیوارین ملین — بیڑیان میری بڑھا کر پارس آ ... ہوا

ہے عجب دلچسپ افسانہ مری تدبیر کا — بنگیا ہون جب سے آئینہ تری تصویر کا

واہ کیا جلدی گلا کاٹا ہے مجھ نخچیر کا — بدل بالا ہو ترا شہرہ رہے تکبیر کا

لائی تھی دنیا مین حسرت راحت آرام کی — امتحان کرنے کو آئی تھی یہان تقدیر کا

سچ کیون تکبیر مین ہو رکھ کے گردن پر چھری — کام تو جلدی کا ہے باعث ہے کیا تاخیر کا

مین وہ دیوانہ ہون مجنون گرد پھرتا ہے مرے — کرتی ہے لیلی طواف آکر مری زنجیر کا

مجرمان مین جسکے ہو غایت ہے کریم و کارساز — مطمئن ہون بخشنے والا ہے وہ تقصیر کا

قبر مین حسیدم ولاتحزن سنا تلقین مین — مژدہ جان بخش سمجھے خلد کی جاگیر کا

میری حیرانی پر اکثر ہنس کے کہتا ہے مجھے — مسکرانا مین نے دیکھا ہے تری تصویر کا

لن ترانی کا دیا صدمہ خیال یار نے — خواب بھی دیکھا تو برسون غم رہا تعبیر کا

جان بچتی ہی نہین چھٹکر بھی اوسکے ہاتھ سے — ذبح کرتا ہے وہ بازو توڑ کر نخچیر کا

کی ہے جسدن سے رسائی بارگاہ یار مین — دھوم ہے اقبال کے افسانہ ہے تقدیر کا

کس لیے میرے جگر سے چھٹ پڑا تعویذ جب — کیون سراسیمہ ہوا کیا کوچ ہے تاثیر کا

واہ واکس ناز سے تونے کیا ہے ہمکو ذبح — سانس اگر ہوتی تو دم بھرتے تری تکبیر کا

جل بھی جاؤنگا تو تیرے بزم کا ہونگا چراغ — مین وہ پروانہ ہون تیرے حسن عالمگیر کا

کھینچیو جو رنگ اے قاتل مری تصویر کو — دم جو میرے بعد گھبرائے تری شمشیر کا

داد دینے کے لیے اوسنے قیامت ڈھائی ہے — حسن لیا ہے نالہ کس مظلوم بے تقصیر کا

تو اگر چاہے تو پھر جائے اجل آئی ہوئی
پاس بخشنے زہر خوردہ کو اثر اکسیر کا

شمع کی لو مین جو اک دھبا سیاہی کا ہے
داغ ہے سر تابی و بے رحمی گلگیر کا

اوڑ کے آتا ہے کہان سے آ کے پڑتا ہے کہان
الحذر رے توڑ اللہ رے پلہ قضا کے تیر کا

پڑ رہی ہے میرے دل پر چھوٹ اوسکے عکس کی
اے شرف عرش الٰہی گھر ہے جس تصویر کا

اوٹ نہ کی ظلم کی برداشت مین کامل ایسا
ذبح ہونے مین نہ تڑپا متحمل ایسا

سامنے اونکے تڑپتا ہے مرا دل ایسا
خود وہ کہتے ہین کہ دیکھا نہین بسمل ایسا

گھر کے گھر سٹ کے جو گلزار ہے بزم ہستی
کون آیا ہے یہان رونق محفل ایسا

منھ چھپانے کی بھی قدرت نہ رہی لیلی کو
آہ مجنون سے اوڑا پردۂ محمل ایسا

دیکھ رکھ یار گل داغ جگر کو میرے
پھول کھلتا ہے نہین دید کے قابل ایسا

سر پڑا لوہے چھری پھینک کہ کیون آ ہے نیا
ہوگیا سرد ترا کوتا بسمل ایسا

گور مین رہ کے نشان تک نہین ہے باقی
خاک کرتی ہے مسافر کو یہ منزل ایسا

آئینہ دیکھ کے حیرت سی ہوئی کیون تصویر
خوبرو کون ہوا تمسے مقابل ایسا

آبپاشی کی نہ حاجت ہوئی مٹی دیکر
قبر پر بیٹھ کے رو دیا مجھے قاتل ایسا

دونون عالم کی نگاہون مین کھپا جاتا ہون
ہوگیا ہون مین ترے رنگ مین شامل ایسا

جانفشانی کی مری داد مجھے ملجائے
کس سے فریاد کرون کون ہے عادل ایسا

رونمائی کے عوض چشم نمائی جو ہوئی
کیا گنہگار تھا دیدار کا سائل ایسا

ہمدمی تیرے تڑپنے مین کرے کون اے دل
کوئی پروانہ نہ ایسا ہے نہ بسمل ایسا

دم ہی لینے نہین پاتے کہ کہین منزل ہے
کوچ در پیش ہوا ہے [illegible] مشکل ایسا

غسل میت کہ بھی قابل نہین کہتے افسوس
کشتۂ ناز کو تم کرتے ہو گھائل ایسا

اے شرف ہدہد بلقیس بھی پروا نہ ہو
خط رسانی کو مجھے چاہیے حامل ایسا

دل کو غالب سے نہ تنگ ہوا نجات ایک بیگا
صاحب خانہ کو اگر پہچان لیجائیگا

جسم سے یک اجل دم بھر مین جان لیجائیگا
لاش کو مقسوم کیا جانے کہان لیجائیگا

بیقراری کرونسے جو ہو جائیگا افشاے عشق
سب تو چھٹ جائینگے وہ بھیر گمان لیجائیگا

ہونگا وہ تصویر مین ہی اوسکی صورت دیکھکر
یار سینے کے لیے اپنا مکان لیجائیگا

منزلون انسان کی صورت نہ آئیگی نظر
ایک دن جوش جنون مجھکو وہان لیجائیگا

حق تعالے کھینچ دیگا میرے یوسف تک مجھے
مجھکو بھی اللہ کوئی کاروان لیجائیگا

کیا کرون دل کو جنون ہی تذکرہ اسکا مگر
قید خانے مین بھی چرچا اے زبان لیجائیگا

عرش قصر یار پر چھائیگا جب میرا غبار
شان رفعت سیکھنے کو آسمان لیجائیگا

حشر تک تربت مین بھی سوئینگے ہم آرام سے
روز پھولون کی مسہری باغبان لیجائیگا

خوش ہوا اے بلبل مبارک ہو یہ مژدہ شب بخیر
صبح کو دکھلانے صیاد آشیان لیجائیگا

جو پری پیکر مرا دیکھیگا دل جھکتے ہوے
کاجل آنکھون کا بنانے کو دھوان لیجائیگا

کہتے تھے لیلی اوٹھاتا تھا جو بار عشق قیس
کسطرح یہ بوجھ تو اسے ناتوان لیجائیگا

کھینچ دونگا مین جنگیرون مین اونہین لخت جگر
جب وہان پھولون کی ڈالی باغبان لیجائیگا

نازنین کچھ مول لیتے ہین تو کہتا ہے یہ دل
ہمکو بھی کوئی نہ کوئی قدردان لیجائیگا

سرخرو ہونے کو قاتل سے لپٹ جاونگا مین
سامنے اوسکے جو شوق امتحان لیجائیگا

دل کے ملتے ہی مجھے دھڑکا دیا تھا عشق نے
چھین کر تم سے اسے اک نوجوان لیجائیگا

خوب اسیری کا مزہ زیور لٹے گا میرے بعد
طوق لیلے لیگی مجنون بیڑیان لیجائیگا

مر بھی جاونگا جو کوے یار مین گھل گھل کے مین
خلد مین رضوان اوٹھا کر استخوان بھی جائیگا

دوش پر رکھکے پڑیگا پرچم خورشید حشر
وہ صفت آرا کون ہے جو یہ نشان لیجائیگا

ساری دنیا کی جو ہوگی ہمراہ میری لاش کے
اسکو تو اس شان و شوکت سے کہان لیجائیگا

جا بجا ٹکرا دونگا سر اوسکے آنے کے لیے
جو کسی کو اپنے گھر مین مہمان لیجائیگا

گوش زد ہوگے یہ جس محفل مین جس معشوق کے
اے شرف لکھولکے میری داستان لیجائیگا

تصور سے غش آیا سامنا ہوتا تو کیا ہوتا
وہی حالت جو وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

کیا ہے خون دل کو دور اندیشئ رخصت نے
جگر سے یار لپٹا ہے جدا ہوتا تو کیا ہوتا

قریب مرگ پہونچایا ہے تونے وصل کی شب مین
خوشی مین تو یہ آفت ہے خفا ہوتا تو کیا ہوتا

قیامت پر قیامت ڈہائی جسکی پردہ پوشی نے
جو شتاقون مین وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

ذرا سے حسن انسان پہ ہزارون جان دیتے ہین
خدائی مین اگر ظاہر خدا ہوتا تو کیا ہوتا

رگ و پے مین لگی ہے آگ ایسا دل تپکتا ہے
معاذ اللہ اگر یہ آبلہ ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے تصویر حیرت کی بنا کر بیٹھے ہنستے ہو
تمہارے آگے آئینہ لگا ہوتا تو کیا ہوتا

بہار آنے سے خوشدل ہون قفس مین چہچہاتا ہون
اسیری مین یہ خوشیان ہین رہا ہوتا تو کیا ہوتا

لیے رہتا ہون اوسکو ہر دم آغوش تصور مین
یہ صورت ہجر مین ہی ایک جا ہوتا تو کیا ہوتا

شروع درد الفت مین تو مین مرنے سے بدتر ہون
کمی کی تو یہ شدت ہے سوا ہوتا تو کیا ہوتا

دلاسا تو جو دیتا ہے تو شادی مرگ ہوتا ہون
بتا صیاد تو مجھکو رہا ہوتا تو کیا ہوتا

جسے دیکھو وہ سیر شہر خاموشان پہ مرتا ہے
خدا جانے یہ ویرانہ بسا ہوتا تو کیا ہوتا

حسینون نے جو لیا ہے تو اوسکی یہ شکایت ہے
خدا کا شکر کر ا یہ دل جدا ہوتا تو کیا ہوتا

مٹے پر بھی وفا ہی کی مہک ہے غنچۂ دل مین
یہ مرجھانے مین خوشبو ہے کھلا ہوتا تو کیا ہوتا

گذر جاتا ہے جس دل سے خدا ہی یاد آتا ہے
اگر تیر ہدف تیر دعا ہوتا تو کیا ہوتا

خدائی مین خدا کی ہے زیارت تیرے کشتے کی
یہ شہرت مٹ کے ہے نشو و نما ہوتا تو کیا ہوتا

چراغ گور ہے چہرہ شہید ناز کا جسکے
جو اسکو دفن خود اوسنے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

مکان گور مین گھبرا گئی ہے روح دم بھر مین
یہ گھر دنیا مین رہنے کو ملا ہوتا تو کیا ہوتا

مری واماندگی کا غم نکر تو شکر کر اے دل
کسی بیمار کا مین نقش پا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے اتنا بتا دو تم اگر دنیا مین جاتا مین
تونگر ہو کے کیا ہوتا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے بیجرم بیدم کرکے چھوڑایا ہے مدفن مین
کوئی اونکا گنہ مین نے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

سمجھتا ہون مین جسکی نکہت گیسو کو روح اپنی
جو اوسکی بو مین پیراہن بسا ہوتا تو کیا ہوتا

کسی صیاد سے پوچھونگا مین شوق اسیری مین
قفس مین رہ کے کیا ہوتا رہا ہوتا تو کیا ہوتا

علاج زخم دل ممکن ہے کیون اتنا تڑپتے ہو

شرف دم لو جو درد لا دوا ہوتا تو کیا ہوتا

وہ چراغ آپ کا شباب ہوا
جسکا پروانہ ماہتاب ہوا

ہو گیا ساکتہ آئینہ کی طرح
اس ادا [illegible] کی حجاب ہوا

ہوش بھی کچھ رہا تو چند نفس
گور مین سو کے وہ بھی خواب ہوا

چودھوین شب ہر پاس اوسپر جو ہوئی
اختر صبح ماہتاب ہوا

ہر نفس مین ہے سوختی کا مزا
کیا کوئی لخت دل کباب ہوا

ذرہ تھا زندگی مین داغ جگر
خاک مین مل کے آفتاب ہوا

کی خدا نے وہ قدر خیر البشر
اشرف الانبیا خطاب ہوا

ایسی بھڑکی چمن مین آتش گل
بلبلون کا جگر کباب ہوا

گل کیا کیون مرا چراغ مراد
کیا گنہ تھا جو یہ عتاب ہوا

ہوگیا چور چور شیشۂ دل
جب شکستہ کوئی حباب ہوا

کیفیت تو مرے غبار سے لی
جب ہوا سے اوڑا سحاب ہوا

آب زہرہ ہوا جو بلبل کا
وہ بھی اے باغبان گلاب ہوا

سلطنت اوسکی ایکسان ہی رہی
ہر زمانے کو انقلاب ہوا

عشقبازی کا کچھ مزا نہ ملا
رائگان مفت مین شباب ہوا

روشنی کسکی یہ خدائی مین ہے
کون معشوق بے نقاب ہوا

قطع دیدار کی امید ہوئی
لن ترانی سنی جواب ہوا

بیکسی گور پر برسنے کو
شامیانہ شرف سحاب ہوا

بہار خلد ہوگا سوز خورشید قیامت کا
ہوا دیگا گنہگارون کو دامن اوسکی رحمت کا

سراپا نور ہے جلوہ نظر آتا ہے قدرت کا
ہمارا دل بنا ہے آئینہ کس خوبصورت کا

کریگا سامنا شمشاد کیا اوس سرو قامت کا
نشان فوج گل ہے وہ یہ گلدستہ ہے قدرت کا

قیامت ہو رہی ہے دہوم ہے نفسی نفسی کی
گنہگار دل ہین شاید امتحان ہے اوسکی رحمت کا

ہمارا دل بہی خوش ہو ہمسے ہم آغوش ہو جاؤ
کبھی تو خوش کرو دل ناز بردار محبت کا

چراغ داغ دل کی روشنی مین وہ تکلف ہے
جو گل ہوگا تو گل ہوجائیگا بلبل کی تربت کا

عجب بو ہے وفا پژمردگی مین بھی مہکتی ہے
عجائب پھول ہے جو پھول ہے مجنون کی تربت کا

بیان درد دل سن سنکے ہاتھون سے جگر تھاما
لگی بجلی اونہین جب ذکر آیا میری رقت کا

ترا تحلیل ہونے کا ہے مجھکو تیری حسرت مین
نہ کوثر کا مین پیاسا ہون نہ بھوکا خوان نعمت کا

قیامت تک کہین دھبا نہوا ہے پاک دامانی
کفن لمعہ دلوانا مجھے تو اس نفاست کا

نصیری کی خدا سے عشق کر ہوگا خدا راضی
اطاعت کر پیمبر کی ملیگا اجر طاعت کا

کیا معبود نے پہرا در مخلوقات کو پیدا
لگا یا پہلے بندون کے لیے گلزار جنت کا

برنگ بوے گل پنہان ہے میری روح قالب مین
اوسے ڈر ہے خزان کا اسکو اندیشہ ہے رحلت کا

مرے جاتے ہین لوگ اپنی گلون مین پھانسیان دیکر
پڑھا ہے طوق یارب کوئی کس کس کی منت کا

او داسی ہی رہیگی حشر تک گور غریبان پر
رہیگا ہو کا عالم ہی یہان یہ گھر ہے حسرت کا

تمہاری یاد حسرت ہی مین گھل گھل کر قضا کی ہے
بھرا ہے سینے مین دم سوز تنفس مین بھی الفت کا

نہ دونگا اوسکے رخسار سے آئینے کو نسبت مین
یہ شیشہ ہے سکندر کا وہ پرکالہ ہے قدرت کا

چمن کی سیر سے فردوس کی کیفیت اوٹھتی ہے
در گلزار پر پردہ پڑا ہے ابر رحمت کا

ہماری ہٹ بھی رکھ لو بوسہ دیدو گالی پھر دینا
اوٹھا لو ناز تم بھی ناز بردار محبت کا

قیامت مین کری ہی جو تری مجھکو نوازے گی
گنہ میرا پکاریگا فرشتہ ہون مین رحمت کا

چلے آتے ہین وہ خنجر بکف گنج شہیدان مین
تلاطم عاشقون مین ہے یہی دن ہے قیامت کا

دعائین مانگتا ہون اے شرف اللہ ہو حج جاوے
ہوس ہے دل کو حج کی عشق مولا کی زیارت کا

چہرہ مری تربت مین جو گلنار ہے میرا
بندہ ہون مین جسکا وہ مددگار ہے میرا

ہون باغ رسالت کا ازل سے مین ہوا خواہ
بلبل ہون اوسی کا وہی گلزار ہے میرا

اوٹھنے کی ترے در پہ سے حسرت کوئی دیکھی
جاتا ہون مگر منھ سوے دیوار ہے میرا

کہتے ہین وہ عیسی سے تشفی مجھے دیکر
مین اسکا مسیحا ہون یہ بیمار ہے میرا

وہ گل نظر آتا نہین بلبل ہون مین جسکا
رہتا چمن دہر مین بیکار ہے میرا

درد جگر و دل سے سفر ہی نہین ہوتا
اک روگ مری جان کو آزار ہے میرا

لیلی نے جو پوچھا یہ مرے داغ جگر کو
مجنون نے کہا طرۂ دستار ہے میرا

کہتے ہین محبت یہ مری ہو کے وہ نازان
چاہت ہی عجب میری عجب پیار ہی میرا

پہلو مین سلاتا جو نہین یار کو لا کر
بیدار یہ کیون طالع بیدار ہے میرا

لرزاتا ہے دنیا کو جو افسانۂ محشر
ادنا سا یہ باندھا ہوا طومار ہے میرا

اک دل تھا تو وہ مجھسے چھٹا اوس سے چھٹا مین
اب کوئی نہ ہمدم ہے نہ غمخوار ہے میرا

جو اوسکی ہو شئی خاک مین جب جا کے ملا دے
مالک ہی مری جان کا مختار ہے میرا

مجرم کو وہ کہتے ہین کہ تعذیر اسے کیا دون
کیا کم یہ سزا ہے کہ گنہگار ہے میرا

وہ گل ہون کہ کعبے مین مہکتی ہے مری بو
وہ باغ ہون مین قبلہ نما خار ہے میرا

فرمایا ہے اکثر یہ **شرف** سبط نبی نے
اللہ کو پیارا ہے جو زوار ہے میرا

غم ہے کس بات کا سونچ آٹھ پہر ہی کسکا
دل جو سناٹے مین ہی اسپہ گذر ہی کسکا

حسن پر ناز جو انسان سے ہی حورون کو
یہ بھی معلوم ہی معشوق بشر ہے کسکا

مین وہ بیکس ہون کہ اللہ مرا حامی ہے
واجب الرحم ہون مین پھر مجھے ڈر ہی کسکا

فیض تیرا کس و ناکس کو غنی کرتا ہے
زر بکف گل جو ہی یہ دست نگر ہے کسکا

طائر روح کا ہو جاتا ہے شہپر اے یار
یہ وفادار ترے تیر مین پر ہے کسکا

کونسا کشتۂ جانباز یہ تھا دریا دل
کوئی قاتل مین لوٹتا یہ کمر ہے کسکا

چاک رہ رہ کے گریبان جو سحر کرتی ہے
کس مسافر کا اسے غم ہی سفر ہے کسکا

خانۂ دل مین جو ہے حسن کی گہما گہمی
جلوہ گر کون ہی اس گھر مین یہ گھر ہی کسکا

مجھسے بیمار کو تیر یہ جو پلواتے ہو
ہی محبت کا اثر اور اثر ہے کسکا

شیشۂ دل مین جو ہوتے ہین پری رو تسخیر
ہی کشش کا یہ اثر اور اثر ہے کسکا

وجہ کھلتی نہین کچھ گور کے سناٹے کی
ہاتھ مین تیرے گل سرخ جو ہی اے گلچین

پہلے رہتا تھا یہان کون یہ گھر ہے کسکا
یہ جو بلبل کا نہین ہے تو جگر ہے کسکا

طفل اشک ای شرف اوس شوخ نے دیکھا تو کہا
مجھکو پیار آتا ہے یہ نور نظر ہے کسکا

دنیا تباہ کرکے برباد کیا کریگا +
کچھ اور ظلم تازہ ایجاد کیا کریگا

جسنے مٹا دیا وہ آباد کیا کریگا
جلاد بیکسون کی امداد کیا کریگا

اتنا کوئی بتا دے اسمین جو ہم نہونگے
خالی قفس ہمارا صیاد کیا کریگا

سنتا نہین زمانہ یارو سوا خدا کے
میری طرح سے کوئی فریاد کیا کریگا

منظور ہی ہوگی اسکو مری تباہی
بندے کو بندہ پرور آزاد کیا کریگا

ہم جو بسے قفس مین جان آگئی قفس مین
یون اوجڑے گھر کو کوئی آباد کیا کریگا

رسم وفا کریگا کیا مجھسے وہ پریرو
تحقیق کرکے میری بنیاد کیا کریگا

کیونکر گوارا ہوگی اسکو مری اسیری
فورا رہا کریگا صیاد کیا کریگا

ہر گل کی بلبلون نے بھرلی دماغ مین بو
گلچین نے کر لیا کیا صیاد کیا کریگا

پہلو سے چل بسا دل اے صدمۂ جدائی
قالب سے روح کو بھی آزاد کیا کریگا

ہوگا مرید حسرت دیدار کا جو سائل
او مرشد زمانہ ارشاد کیا کریگا

تڑپا کے مار ڈالا میت نہ دی اوٹھانے
اس سے زیادہ ظالم بیداد کیا کریگا

ہو جائیگا خلاف صبر و شکیب اے دل
تو جیب کی و داد لیتا فریاد کیا کریگا

آمد بہار کی ہے اب زمزمے مرے سن
صیاد وجد کر لے تو یاد کیا کریگا

اوس گل نے نام رکھا ہر کوہ دشت اسکا
خوش قامتی کا دعوا شمشاد کیا کریگا

اترا گئی ہے جو شیرین تو اوسکی جان لیکر
اسکی بھی کچھ خبر ہی فرہاد کیا کریگا

کنج قفس مین اپنے دم سے چہل پہل ہے
جب ہوگا ہوگا عالم صیاد کیا کریگا

آغاز عاشقی مین اے دل گھبرا نہ جانا
اتجو پڑی یہ تجھپر افتاد کیا کریگا

اک دن کریگا تیرے جانبازون پہ بیجا وہ
گنجینہ جوہرون کا فولاد کیا کریگا

مر جائے گا زبان پر دودھ آئیگا چھٹی کا
چنگیز خوانیان سب غم نے مری بھلا دین
خفیہ رہا کرے وہ اغوا کی آرزو مین
تصویر مین تمہاری ہم خون دل بھرینگے
انسان کی دل کو مفتون کرتی ہے اچھی صورت

تو جو سے مشیر لا کر فرہاد کیا کریگا
جو رنگ اب کسیکو جلاد کیا کریگا
طاعت کا ہو نہین بندہ ہمزاد کیا کریگا
تدبیر رنگ و روغن بہزاد کیا کریگا
تعلیم عشق کوئی استاد کیا کریگا

کیا جان ہی شرف کو روکے جنون مین کوئی
پابند بیڑیون کا حداد کیا کریگا

خود ہی تو زندہ باغ ریاض جہان کیا
کیا خوب ناز عشق نے اے جانجہان کیا
مین نے وہ عشق اسیری سے اے باغبان کیا
نشو و نما جو کرکے مجھے بے نشان کیا
جسدم خزان سے غنچہ و گل سہمنے لگے
تکنے کو لگنے وہ ناز ہوسے جلنے پہ بنا
ثابت ہوئی کسیکو تمہاری نہ بود و باش
دل پھٹ گیا حیات سے خون ہوگیا جگر
اللہ نے بنا کے گلون کی پری سی شکل
غرفہ ہوا نجات کا ادھی زمین مین
روز سرشت اوسنے جو ایجاد کی زمین
اللہ نے ریاض ہلاکت کی داد دی
پیکان بھی دل سے مین نے نکالا نہین کبھی
تنکے بھی جا کے باغون مین ہمنے اگر چنے
ایسی زمین نے مری مٹی عزیز کی
گلگون بہار نے جو چمن کے زمین کی

پھر آپ ہی مٹا کے اوسے بے نشان کیا
مردہ کیا مجھے تمہین روح روان کیا
چھوڑا چمن قفس پہ نثار آشیان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا
خوشبو کو بلبلون کے دلون مین نہان کیا
قابو مین کن اداؤن سے تمنے جہان کیا
دل مین ہی تم رہے تو اوسے لامکان کیا
بیدم جہان اجل نے کوئی نوجوان کیا
کیا بات اسمین تھی جو انہین بے زبان کیا
رگڑی جہان جبین تجھے سجدہ جہان کیا
میرا غبار اوڑا کے اوسے آسمان کیا
کافور خلد پاک مرا استخوان کیا
رخصت کیا نہ اوسکو جسے میہمان کیا
تیار ہم قفس کے لیے آشیان کیا
حسرت زدہ نہ کوئی مرا استخوان کیا
بلبل کے خون کو شفق آسمان کیا

کاجل جو یار نے کو دیا اوس پری نے حکم
ہمنے دل و جگر کو جلا کر دھوان کیا

اٹھو کراہنے کی بھی طاقت نہیں شرف
ایسا کسی کے غم نے ہمیں ناتوان کیا

نشو و نما جو کر کے مجھے بے نشان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا

مایوس پھرتی ہے جو دعا ڈھونڈھتی ہوئی
تمنے مری مراد کو غائب کہان کیا

کی آمدِ بہار کی گلچین سنے جو خوشی
آراستہ گلون سے مرا آشیان کیا

سرکش وہ کونسا ہے کہ جس سے جھکا ہے تو
یہ کسنے سرنگون تجھے اے آسمان کیا

بارے صبا نے لا کے لپائی گلون کی بو
گلدستۂ ہوا و مرا آشیان کیا

چھوڑا جو زندہ بھی تو سسکنے کے واسطے
نخچیر بھی کیا تو مجھے نیمجان کیا

پرسان مری مزار کا ہوتا نہ تھا کوئی
دو پھول تمنے پھینک کے باغ جنان کیا

وحدت سرا مین ایسی رسائی بشر نے کی
اللہ نے حبیب کہا میہمان کیا

باتین جو عشق کی مرے منھ سے نکل گئین
اُسکو تری خدائی نے اک داستان کیا

برپا ہے حشر و نشر یہ کیون ہم بھی تو شین
کس شیفتہ کا آپ نے آج امتحان کیا

الانسان بھی ذبح ہوتے ہین نخچیر کی طرح
شوق شکار نے اونہین چنگیز خان کیا

ہم جا کے بیٹھے ندیپہ دل اوڑوا کر لیے
صیاد نے خدنگ جو سوئے کمان کیا

دنیا سے لیکر جاتے ہین دلمین وطن کا داغ
تقدیر نے چھڑا کے مکان بے مکان کیا

ڈھونڈتین جنون کے خاک اوڑاتا ہون اے خدا
دیوانہ ہونے کو مجھے کیون نوجوان کیا

ملتی کہین تو عمر گذشتہ سے پوچھتا
تونے مری جوانی کو غارت کہان کیا

مجنون کو عشق نے نہ نشینی دیا شرف
اوس بیوطن غریب کو بیدم جوان کیا

گلے سے مل کے جو وہ بے حجاب ہو جاتا
فسانہ غم کا خیال اور خواب ہو جاتا

تری حضوری مین جو باریاب ہو جاتا
صنم یقین ہے خدا رسی خطاب ہو جاتا

ترا جو چاند سا رخ بے نقاب ہو جاتا
چھپک جھپک کے غروب آفتاب ہو جاتا

شگون نیک کو جاتا تو ہوتی بد شگنی
مجھے عدم کا سفر یا تراب ہوجاتا

بڑی ہی سخت مشکل تم آئینے کو جو دکھلاتے
خلاف شرم و خلاف حجاب ہوجاتا

تمہارے کشتے کی تربت پہ اسقدر تھی چمک
نہ کرتے دفن تو وہ آفتاب ہوجاتا

یہ بیکسی نہ برستی جو تم کرم کرتے
مری لحد کا اندھیرا سحاب ہوجاتا

نہ دیکھ سکتے جو وہ دیکھکر پھر آئینہ
تو انکو مجھسے سوا اضطراب ہوجاتا

مقابلہ بھی جو ہوتا ترے پسینے سے
خود اپنی بو سے کشیدہ گلاب ہوجاتا

کہیں لگاتے جو وہ عاشقوں کی تصویریں
شبیہ قیس کا میں بھی جواب ہوجاتا

تری رحیمی تجھے خوش مزاج کردیتی
جو مجھ غریب پہ تیرا عتاب ہوجاتا

حلال ہونے کے بعد اسلیے نہ تڑپا میں
لہو سے یار کا دامن خراب ہوجاتا

ترے محب جو اک الحمد آکے پڑھ دیتے
مری لحد کا مجاور ثواب ہوجاتا

اگر وہ ناز و تلون کسی سے بھی کرتے
زمانے بھر کو ابھی انقلاب ہوجاتا

ہمارے خون کے محضر کو تم جو دھوتے بھی
گواہی دینے کو باقی شہاب ہوجاتا

بہاؤ پر کبھی رقت جو میری آجاتی
سمٹ سمٹ کے سمندر حباب ہوجاتا

محاسبے میں ہمارے لگائی اتنی دیر
خدائی بھر کا تو اتنک حساب ہوجاتا

بیاں جو کرتے ترے حسن استراحت کو
فسانہ یوسف کنعاں کا خواب ہوجاتا

بلا کے سامنے اپنے خفا جو تم ہوتے
ہزار رحم سے بڑھکر عتاب ہوجاتا

ہمارے داغ کا پڑتا جو اسپہ سایہ بھی
تو اے شرف آفتاب ہوجاتا

نکل کے جاؤں کدھر تیرے انجمن کے سوا
چمن کی بو ہوں بسوں پھر کہاں چمن کے سوا

کہاں ہے روئے زمیں پر بہشت کا طبقہ
دکھا تو دے مجھے کوئی مرے وطن کے سوا

کلام منھ سے جو نکلے تو وحی ہوجائے
سنی نہیں یہ کرامت ترے دہن کے سوا

ہزاروں ہوگئے بسمل تمہاری محفل میں
یہ کشت خون نہیں دیکھا اس انجمن کے سوا

شریک وقت نہ تھا کوئی قبر کیوں تر ہے
پھر اور کون یہ رویا ہے گورکن کے سوا

کہان سے لاؤن جو پوشاک حشر میت ہون
نہین ہے اور کوئی پیرہن کفن کے سوا

دیا تھا دم جو صباحت پہ سبزہ رنگون کی
اوگا نہ کچھ مری تربت پہ یاسمن کے سوا

کہیگا قہر خدا مجمع قیامت مین
کسیکا پاس نہین مجھکو پنجتن کے سوا

نشانے اوسنے اوڑا کر جو تیر ڈھونڈھوائے
کہین پتا نہ لگا تیرے تن بدن کے سوا

چلے ہین لیکے جہان سے لباس عریانی
نہین ہے پاس کچھ اس جامۂ کہن کے سوا

رہا جو ہوجیو اے روح قید غربت سے
بہشت مین بھی نہ تو جائیو وطن کے سوا

قفس مین دیکھیے کیا ہوئے شام ہوتی ہی
کیا نہین ہے بسیرا کہین چمن کے سوا

ہمیشہ ہمنے شرف وجد وحال کو ڈھونڈھا
کہین پتا نہ سنا اوسکی انجمن کے سوا

جسدم لہو مین غرق ترے تیر نے کیا
شکرانہ سرخروئی کا نخچیر نے کیا

نورانی تیرے چہرے کی تنویر نے کیا
تصویر آئینہ تری تصویر نے کیا

اُلفت وہ کی کہ اوسنے نہ چھوڑا مجھے کبھی
تقدیر کا مزا مری تدبیر نے کیا

بسمل بھی ہوکے زندۂ جاوید ہوگئے
روح القدس ہمین تری تکبیر نے کیا

تجویز ہے جو درد جدائی کے واسطے
پرہیز اوس علاج سے تاثیر نے کیا

پروانے بلبلون کی طرح نعرہ زن ہوے
گل شمع کو جو بزم مین گلگیر نے کیا

جلتا تھا خط شوق کے مین جس اُمید پر
مطلب وہ فوت یار کی تحریر نے کیا

مانی نے دی بتا کے جو سکتے مین رہگئے
تصویر ہمکو بھی تری تصویر نے کیا

باغ جہان سے جاکے وہ خلد آشیان ہوے
بسمل جنھین جنھین تری تکبیر نے کیا

پھیری چھری جو تونے تو جان اسنے بخوشی دی
ایوب کو خجل تری نخچیر نے کیا

اپنوں کی تو برائی نہین جانتا کوئی
برباد کیون مجھے مری تقدیر نے کیا

اوس بے نیاز کا مین ہوا ہون نیازمند
ایسا رسا مجھے مری تقدیر نے کیا

مٹی بھی میری شیشۂ ساعت مین بند کی
اسکا بھی امتحان تری تسخیر نے کیا

افسانۂ مراد مرے حق مین ہوگئی
محفوظ اسقدر تری تقریر نے کیا

شیرون نے گاو زوری جو مجھسے جنون مین کی
انکو بھی سرنگون مری زنجیر نے کیا

ٹھہرا نہ کوئی تیرے تلون کے سامنے
جب سامنا کیا مری تقدیر نے کیا

دو گز زمین گور کی حسرت مین مر مٹے
پر یاد دبے نشان ہمین جاگیر نے کیا

موسی جو ہو رہے ہین سراسیمہ طور پر
یہ حال کسکے نور کی تنویر نے کیا

دیدار کی ہوس مین سنین لن ترانیان
تا شاد مجھکو خواب کی تعبیر نے کیا

ہرگز وطن کی راہ نہ لینے دی ای شرف
پابند نجد کا ہمین زنجیر نے کیا

ای رشک پری انس جو انسان مین ہوتا
الفت کا مزا عالم امکان مین نہوتا

یونہین تری کشتون کی جو خون کی نہ شکستین
گلزار مین گل لعل بدخشان مین نہوتا

احباب مجھے دفن امانتا جو نہ کرتے
مردہ بھی مرا گور غریبان مین نہوتا

دم بھر کو وہ آتے تو خدائی ہمین ہوتی
کوسون کہین ویرانہ بیابان مین نہوتا

گلزار مین یار رو جو رسائی ہوئی ہوتی
پھولون کا ذخیرہ مرے دامان مین نہوتا

پرسش جو اسیرون کی نہ کرتا وہ پری رو
زنجیر کا غل خانۂ زندان مین نہوتا

الفت مین جو مرجانے کی انشاء پیچیدہ
عالم مین کوئی طفل دبستان مین نہوتا

مرجھانے کی پہلے سے خبر اسکو جو ہوتی
غنچہ کبھی شاداب گلستان مین نہوتا

عالم مین جو محبوب خدا پہلے سے آتے
یوسف کا کہین ذکر بھی قرآن مین نہوتا

موتی کی صدف مین کبھی بنیاد نہوتی
قطرہ مری آنسو کا جو نیسان مین نہوتا

سنتے جو کبھی تم مری الفت کی حکایت
چرچا گل و بلبل کا گلستان مین نہوتا

سودے کی خرابی تھی جو صحرا مین نہ جاتے
گھٹتا دم اگر چاک گریبان مین نہوتا

مہلت جو غریب الوطنی سے مجھے ملتی
کیون ہند مین ہوتا مین خراسان مین نہوتا

مغرور رہو ہم رو جوانی پہ نہوتے
پیری مین یہ رعشہ تن لرزان مین نہوتا

کرتا نہ اگر انکی حفاظت وہ پری رو
دیوانون مین زندہ کوئی زندان مین نہوتا

دیدار دکھاتے تو وہی اسمین سماتے
حسرت کا گذر دیدۂ گریان مین نہوتا

اللہ نہ کرتا جو کبھی خلق بشر سے
تو سورۂ اخلاص ہی قرآن مین نہوتا

معدوم کیا میرے بگولے کو صبا نے
دنیا مین جو ہوتا تو بیابان مین نہوتا

آنکھین نہ لڑی ہوتین جو رقت سے ہماری
اشکون کا یہ لشکر صف مژگان مین نہوتا

ہنس ہنس کے اگر اسکو ہنسی تم نہ سکھاتے
یہ حسن تبسم گل خندان مین نہوتا

کیون خاک بیابان شرف آتا مین اوڑانے
دیوانہ نہوتا تو پرستان مین نہوتا

نالان مین اسقدر دل ناشاد سے ہوا
سائل خود اپنے قتل کا جلاد سے ہوا

صد شکر عشق حسن خداداد سے ہوا
مانوس بھی ہوا تو پریزاد سے ہوا

مجنون سے انس رابطہ فرہاد سے ہوا
واقف نہ مین کسی وطن آباد سے ہوا

کملا کے گر پڑا گل شاداب کیلئے
افتادہ خاک پر یہ کس افتاد سے ہوا

بیخود کیے ہوے ہے مجھے خود فرامشی
آخر مرا یہ حال تری یاد سے ہوا

عالم مین کشت خون کی دکھانے کو صورتین
ایجاد چار آئینہ فولاد سے ہوا

لی اپنے ذمہ مین مرے عقبی کی بازپرس
قسمت سے کار خیر یہ جلاد سے ہوا

کوئی خطا خزان کی نہ کی تھی بہار نے
ناحق عناد باغ کی بنیاد سے ہوا

آہین جو کین چھٹین رخ گل پہ ہوائیان
غنچے کا دل لہو مری فریاد سے ہوا

اے جانجان مزار مرا اچھا مقام ہو
طبقہ بہشت کا تری امداد سے ہوا

چاہا تجھے ترا کلمہ پڑھ کے جان دیگی
بیدم خوشی خوشی تہرے ارشاد سے ہوا

شوق ارم مین جسم سے نکلی یہ کہکے روح
آج الفراغ قید کی میعاد سے ہوا

رومال اوس پری کا ہوا اٹھیون مین حشر
اوسیر بھی خون بند نہ فصاد سے ہوا

ہوتا کسی سے بھی نہ مرا کار مغفرت
محبوب ذوالجلال کے داماد سے ہوا

دیوانہ مین تو یار کی تنہا روی کا ہون
آگاہ سائے سے نہ وہ ہمزاد سے ہوا

دل ہل گئے حسینون کے شمعین لرز گئین
شب کو وہ تہلکا مری فریاد سے ہوا

آشفتہ نجات نہوتا کبھی نصیب
واللہ جبرئیل کے استاد سے ہوا

طاقت مری نہ تھی جو اوٹھاتا مین بار عشق
یہ زور مجھ مین زور خدا داد سے ہوا

دشمن کے بھی فراق نے مردی کی شکل کی
دل مرگیا جدا جو مین صیاد سے ہوا

سکھلائی اوسکو رحم دلی پیر عجز نے
عادل وہ مجھ غریب کی فریاد سے ہوا

دم کی روا روی کا رہا غم تھے ملال
افسوس ہے کہ اُنس کس آزاد سے ہوا

بہتے تھے اشک آنکھون سے بہنے لگا لہو
شاید جگر جدا دل ناشاد سے ہوا

ہنس ہنس کے اوسکا نام دھرا اوسنے کو زندہ بہشت
برہم اگر ملنے پر جو وہ شمشاد سے ہوا

کھب کھب گئے زمانے کے دلمین سے گئے وہ شعر
نیرنگ شاعری مرے استاد سے ہوا

خاموش ہو خدا کے لیئے دم لے ای شرف
ٹکڑے مرا جگر تری فریاد سے ہوا

عاشقی مین ہمنے دل سے دوست کو دشمن کیا
رہنما کو منزل مقصود مین رہزن کیا

ابر رحمت نے بہارستان مرا مدفن کیا
بھاگتی تھی بوے گل جس سے اوسے گلشن کیا

تیرے غم مین جسنے اپنا چاک پیراہن کیا
خاک کا پیوند تونے اوسکو جان من کیا

غم نے سخت دل جو گوندھے آنسوؤن کے تار مین
ہمنے تیرا نام جینے کو اوسے سمرن کیا

موجد گلزار نے گلزار کی جو سیر کی
بیکلی بلبل کو دی غنچون کو خندہ زن کیا

داغ اوٹھا کر عشق کا دل پر گرا بیٹھے پہاڑ
بوجھ کو اک پھول کے ہمنے ہزارون من کیا

دستگیری کچھ ہماری تونے اسیری ہی کی
ہمنے پیکان سہ پہلو کو ترے جوشن کیا

گل جو پژمردہ کیا اوس تک بہار آنے نہ دی
جو چراغ اوسنے بجھایا پھر نہ وہ تا روشن کیا

یار سوتا ہے محل مین دیکھتے ہین ہم اوسے
دید کو خفیہ نگاہ شوق نے روزن کیا

صید حسرت ہو گیا جسپر پڑی چشم سیاہ
کھیل نے قدرت کی آہو کو شکار افگن کیا

سرکشی پابوس ہو کر خار صحرائی نے کی
پیر سے دامن سے لپٹ کر مجھکو بے دامن کیا

جس سے آزردہ ہوئے بھیجا جہنم مین اوسے
جسکو چاہا اوسکی خاطر آگ کو گلشن کیا

تیرے باعث سے شب قدر اسکی اندھیاری ہوئی قائم
مرحبا اے داغ دل گیا قبر کو روشن کیا

تجھکو مرنے کو وہان بھی اک نئی دنیا بسی
جا بجا تونے خدائی کی جہان مسکن کیا

اسنے ایسا کیا کیا تھا ای صبا تیرا قصور
کیون طمانچے مار کر نیلا رخ سوسن کیا

اوس در دولت پہ پہنچایا ای شرف تیرا غبار
جسکی شان اوج نے گردون کو خم گردن کیا

غارت ای دست جنون دودون مین پیراہن کیا
کل کیا تھا بے گریبان آج بے دامن کیا

شکر کی جا ہے ہزارون داغ دلمین ہو گئے
کی عنایت عشق نے اک دانے کو خرمن کیا

مردنی دیکھی مرے منھ پر تو پوچھا یار نے
کسنے اس تصویر کو بے رنگ دبے روغن کیا

ایک تاری مین کیا طی منزل معراج کو
شہسوار لوکشف نے خیز جب توسن کیا

رنگ قدرت کے جو دکھلائے تلون نے تری
باغ کو صحرا کیا ویرانے کو گلشن کیا

دونون آنکھون کو برابر رقت نے دی
ایک کو بھادون کیا اور ایک کو ساون کیا

مجھ پریشان کا جو ناحق دم کیا ضیق مین
زلف پیچان نے تجھے غارت نہ ای الجھن کیا

دل ہزارون توڑ کر کے کھلونون کی طرح
اوسنے طفلی مین کیا بچپن تو یہ بچپن کیا

سیر دل بہلنے کی مجھکو کچھ نہ دکھلائی بہار
آگ مین جھونکا کے تمنے گلفشان آہن کیا

آگ جن پھولون کی رنگت سے لگی تھی باغ مین
گلخن افروزون نے اونکو داخل گلخن کیا

آب زہرہ ہو گیا گھٹ گھٹ کر اسپار و لی ہم
خون ہو کر بہ گیا دل اسقدر شیون کیا

ایک پروانہ جو پہونچا اوسنے اونکی بزم مین
شمع کو گلگیر نے سو بار بے گردن کیا

باندھنے بیٹھے جو شیرازہ کتاب عشق کا
رشتۂ جان کو شرف نے رشتۂ سوزن کیا

چاہیے تھا جو مزا وصل کا اسے یار ملا
دہن زخم سے جسدم لب سوفار ملا

آخر کار ترا خاک مین بیمار ملا
کیا وہ بچتا نہ جسے شربت دیدار ملا

اوس پریرو سے ملاقات ہوئی رویا مین
خواب مین مجھے مرا طالع بیدار ملا

لن ترانی نہ سنا پردے سے باہر تو نکل
آئے ہین دور سے ہم آنکھ تو ای یار ملا

منزلون پائی نہ راحت تری بربادی نے
بیٹھنے کو نہ کہین سایۂ دیوار ملا

زندے پریون سے ہوا مردہ ملے حورون سے
پر کسی سے نہ ترا طالب دیدار ملا

اوسکے نقشے سے جو یوسف کی ملائی تصویر
حسن سے حسن نہ رخسار سے رخسار ملا

نجد مین قیس نے ڈھونڈھا جو تبرک کیلیے
پیرہن کا مرے ثابت نہ کوئی تار ملا

گھر سے نکلے جو حسینون کی خریداری کو
بک گئے مفت جہان حسن کا بازار ملا

پوچھتے کیفیت قید محبت کس سے
کوئی زندہ بھی نہ زندان مین گرفتار ملا

ہمنے دل دیکے اونھین داغ ہزارون پائے
ایک غنچے کے عوض مین ہمین گلزار ملا

دیکھکر اوسکی چھبین دلکو مسوسا پھرون
آگیا پیار جو معشوق طرحدار ملا

مسکراتے ہین گل زخم نمک پاشی پر
کاٹتا ہے جگر و دل کو تو زنگار ملا

آج بلوا کے مری اوسنے بڑی خاطر کی
خود بغلگیر ہوا عطر ملا ہار ملا

ذبح کر ڈالے گا صیاد تجھے ای بلبل
پیار غنچے کو نہ کر گل سے نہ منقار ملا

مین تو کہتا تھا نہ اب تمسے ملونگا ہرگز
بیقراری نے ملایا تو مین ناچار ملا

کھا لیا زہر کسی نے جو غم ہجران مین
دیکھو انصاف خطاب اوسکو گنہگار ملا

اوس ستمگار نے چھریون سے کریدا ہر سون
دلمین گم ہو کے نہ پیکان نہ سوفار ملا

مین وہ مجنون ہون کہ سمجھا اوسی مفتاح مراد
وادے راہ وفا کا جو کوئی خار ملا

اوسطرف گلشن بخشش کی ہوا پلٹا دی
جسطرف تیری رحیمی کو گنہگار ملا

پاک دامن ہو شرف جسمین کفن مین جو لکھا
پیرہن پھونک بھی دی خاک مین دستار ملا

گرد پروانے جو تھے وہ کر و فر کیا ہوگیا
رات کا سامان اے شمع سحر کیا ہوگیا

کیون اندھیری قبر ہے داغ جگر کیا ہوگیا
کس گھٹا مین گھر گیا میرا قمر کیا ہوگیا

بلبلون مین مر مٹا یا جان پروانون مین دی
دل ہمارا ہو کے مفقود الخبر کیا ہوگیا

مانگتا تھا جب دعا فی الفور آتی تھی مراد
بے اثر کیون ہو گئی اسکا اثر کیا ہوگیا

رہ برہا ہو دل بیتا دامن مین آنسو کا نہین
آنکھ کا تارا مرا نور نظر کیا ہوگیا

وحی آیا کی اوسے اوسلے گیا جسکو سفیر
وہ پیمبر ہو گیا پیغام بر کیا ہوگیا

جاکے اے دل دیکھ لو رنگ ہم حسن عشق
ہر ادھر شور سیار کیا ادھر کیا ہوگیا

نکہت گل کسلیے غم مین جل بسی گلزار سے / بے حلاوت ہو گیا کیون ہر ثمر کیا ہو گیا
خون گھل کر ہو گیا یا کھا لیا غم نے اوسے / بے کلیجے ہو گیا میرا جگر کیا ہو گیا
ہو رہا ہی بیگنہ چورنگ تیغ عشق سے / کیون جگر ہوتا نہین دل کی سپر کیا ہو گیا
تاب لا سکتی نہین برق جمال یار کی / کیون جھپکتی ہے یہ تجلا ہی نظر کیا ہو گیا
کی ہی کیون ظالم شہید ناز کی مٹی خراب / دفن بے سر ہو رہی ہی لاش سر کیا ہو گیا
کیون گیا ہی چاک کے تکیہ اوسنے قبر قیس پر / کیا ہوئی لیلا کی محمل اور گھر کیا ہو گیا
کونسی کشتے کے غم مین کشت خون موقوف ہی / نیچہ ہوتا جو تھا زیب کمر کیا ہو گیا
مر گیا ہی کونسا شب زندہ دار و صبح خیز / کیون گریبان پھاڑتی ہی اے سحر کیا ہو گیا
پاسداری پہلے کیون کی تھی جواب ملتی نہین / کونسا جب فائدہ تھا اب ضرر کیا ہو گیا
پوچھتی ہی مجمع محشر سے بربادی مری + / کیا قیامت ہی جہان زیر و زبر کیا ہو گیا

کیون پڑے ہو ایک کروٹ اے شرف گور مین
چین سے سوتے تھے جس گھر مین وہ گھر کیا ہو گیا

پر جو بلبل نے قفس کے چاک سی باہر گیا / دونون بازو توڑ کر صیاد نے بے سر کیا
کار مردانہ یہ قاتل ہمنے مرنے پر کیا / روح کو اپنی ترے شمشیر کا جوہر کیا
استقلال الفت مین تیری اے پری پیکر کیا / بھاگتی تھی روح جس سے اوس جسم کو سر کیا
کیا ہی نیرنگی تری اللہ رے ایجاد رنگ / پیس دی جسپر حنا یا قوت وہ پتھر کیا
پاسداری کی ملائک سے سوا انسان کی / انتہا کی سرفرازی کی کہ پیغمبر کیا
پاک دامانی ہی کو اوڑھا اور بچھایا عمر بھر / تیرے کوچے مین کبھی بستر کبھی چادر کیا
باغبان کے ظلم سے تنکے گلستان مین بچے / بازؤن کو توڑ کر صیاد نے بے پر کیا
حشر مین لرزان تھا میرے نامۂ اعمال سے / حق تعالی نے معافی کا اوسے دفتر کیا
کوئی پھرتا تو خبر ہم رفتگان کی پوچھتے / کونسی منزل پر اوترے ہین کہان بستر کیا
جب کیا اوس غمزدے نے نازش تابی حسن / پہلے پروانون سے میرے دل کو خاکستر کیا
کونسا یا آبرو رویا تھا نیسان کیطرح / حق تعالی نے یہ کسلیے اشک کو گوہر کیا

دلمین آمد آمد اوس پردہ نشین کی جب ہوئی
دم کو جلدی جلدی مین لے جسم سے باہر گیا

آئینہ اسمین لگانا تھا کہ تھا مین صاف دل
نصب میری قبر پہ یاروں نے کیون پتھر کیا

شور و غل پر اپنے دیوانون کے رحم آیا اوسے
رستگاری ہر طرف کی بر طرف محشر کیا

کچھ حقیقت ہی مرے اعمال نامے کی نہ تھی
اے کراما کاتبین تمنے اسے دفتر کیا

گور مین پہونچانے کو بھی ساری دنیا ساتھ تھی
میرے مُردے کو بھی تو نے صاحب لشکر کیا

آنکھین حسرت نے بچھائین چادر گل کی عوض
بیکسی نے آکے تربت پر مری بستر کیا

میرے آنسو کی شباہت پائی جسمین یار نے
دیکھکر اوسنے نظر انداز دہ گوہر کیا

میرے قالب مین تری لو روح ہو کر بس رہی
دور ہو کر دل مین تیرے آرزو نے گھر کیا

کونسا گلچین کمی کرتا تھا میری تاک مین
جس لیے صیاد نے گلزار مین بستر کیا

قطرۂ شبنم کو اوس گل نے جو بخشی آبرو
میرے آنسو کے مقابل کا شرف گوہر کیا

فروغ خوبی داغ جگر لکھا تو کیا لکھا
چراغ طور لکھنا تھا قمر لکھا تو کیا لکھا

لکھا محبوب اوسے اپنا کہ اپنی جان نثار ہون
خدا نے عشق و اخلاص بشر لکھا تو کیا لکھا

نہ لکھنے پائے جلدی مین حقیقت بیقراری کی
مسیحا کو فقط درد جگر لکھا تو کیا لکھا

یہ لکھنا تھا کہ دل بھر کی ہمین دیدار دکھلاؤ
کسی کے دیکھنے کو اک نظر لکھا تو کیا لکھا

شادیگی رحیمی اے کراما کاتبین اوسکی
گناہون کا مرے دفتر اگر لکھا تو کیا لکھا

دعاے مغفرت ہی یا کلام اللہ کی آیت
یہ تمنے آکے میری قبر پر لکھا تو کیا لکھا

بسانا تھا کوئی فرمان لکھکے اپنے کوچے مین
اوجڑ جانے کو مجھ شیدا کا گھر لکھا تو کیا لکھا

وصیت کی ہی لیلی کو کہ نقش حب برای مجنون
یہ تو نے خاک پہ ٹکڑا کے سر لکھا تو کیا لکھا

ہوا بیکار اک دفتر نہ پوچھا اوسنے اتنا بھی
حساب عشقبازی عمر بھر لکھا تو کیا لکھا

نگاہ یار مین جچتا وہ اسکی آبرو بڑھتی
مرے آنسو کو یارون نے گہر لکھا تو کیا لکھا

حنا کے ساتھ پس جاتے ہمین کہتے جو پسنے کو
ملانے کو فقط خون جگر لکھا تو کیا لکھا

مریضان محبت کی حقیقت اوسنے پوچھوا کے
دوا لکھی تو کیا لکھی اثر لکھا تو کیا لکھا

شہید ناز کو لکھ دی سند کیا بیقراری کی
لکھی سودے کی کیفیت حقیقت اسکی لکھنی تھی
ہمارا پڑھ کے خط شوق آخر اوس پہ پرونے
لکھا ہوتا کہ تیغ یار روکینگے گلے پر
خط آتا نزع مین تیرا تو اسکو حرز جان کرتے

بتاؤ تو شہادت نامے پر لکھا تو کیا لکھا
نہ لکھا درد دل کا درد سر لکھا تو کیا لکھا
زبانی کیا کہا اے نامہ بر لکھا تو کیا لکھا
مجاب آتا ہے سینے کو سپر لکھا تو کیا لکھا
ہمارے بعد کچھ اوبے خبر لکھا تو کیا لکھا

دو طرفہ تمنے خط مین اے شرف تحریر کیا کی
ادھر لکھا تو کیا لکھا اودھر لکھا تو کیا لکھا

تمھین جو چاہ کی مین سب بے چھری حلال ہوا
مراد حسن گل آئی تو پھر زوال ہوا
سسکتے مجھسے نہ دیکھا گیا جو بسمل کو
تمام عمر دل اولجھا جو زلف سلجھائی
خدا کے فضل سے ایسا دیا جواب انھین
کوئی رحیمی کو اوسکی چراغ سے پوچھے
یہانتک اوسکی کہین خوشنما بیاض مین
وہ کل جو آئے تھے بیمار دل کی عیادت کو
بشر کے حسن پہ غش کرکے قدسی کہتے ہین
شہید ناز کی تربت پہ گل چڑھائینگے
تمام عمر نہ پوچھا کسی نے درد مرا
اوڑے جو تجد مین ہوش ایسے جو کڑی کبھو
شہید ناز ہوا مرکے زندہ جاوید
تری رحیمی ترے سامنے مجھے لیجاسے

یہ سیرے کو نشے کردار کا مآل ہوا
مٹا دیا اوسے تمنے جسے کمال ہوا
تڑپ تڑپ کے مین اسکا شریک حال ہوا
کیسکی مانگ سنواری تو غیر حال ہوا
کہ لا جواب نکیرین کا سوال ہوا
کہ گل سحر کو ہوا شام کو بجال ہوا
کہ داغ ہجر جو تھا دیدۂ غزال ہوا
کنھین چلا گئے کس کا انتقال ہوا
ترے نثار کہ محبوب ذو الجلال ہوا
ہمارے زخم جگر کا جو اندمال ہوا
سوا خدا کے نہ کوئی شریک حال ہوا
کہ آسیب بیٹھ ہمارے حال پر غزال ہوا
زوال ہو کے اسے اوج لازوال ہوا
اس آرزو مین گنہگار پایمال ہوا

جہان کسی لے رہ عشق مین جبین رگڑی
شرف کو شکر کے سجدے کا احتمال ہوا

جگر کا درد جو معشوق دلربا سے کہا
کوئی بتائے کہ بیجا کہا کہ جا سے کہا

ہماری سینے کو جان اوسنے ہنس ادا سے کہا
کہ قبض روح کو خوش ہو کے خود قضا سے کہا

قیامت آئی ہے مریخ تھرتھراتا ہے
تمہارے زخمی نے کیا جانے کیا خدا سے کہا

دوبارہ مرنے کو پھر ہم لحد مین اوٹھ بیٹھے
ملائکہ نے جو قم قم تری صدا سے کہا

عجب طرح کی خدائی کی خود بدولت نے
نہ بادشاہ کو پوچھا نہ کچھ گدا سے کہا

کسی کو دوست نہ سمجھے نہ کچھ وصیت کی
جو نزع مین ہمین کہنا تھا وہ خدا سے کہا

جہان کی آکے جو اوس گل نے روشنی دیکھی
مرا چراغ بجھا دینے کو ہوا سے کہا

یہ سوچتا ہون کہ مین نے یہ کیا قیامت کی
کہ درد عشق کبھی تو کبریا سے کہا

کبھی کسی سے سفارش ستی نہ بلبل کی
ہزار بار گلون سے کہا صبا سے کہا

ستا رہی ہے جو مسکینون کو غریبون کو
کسی حریف نے کیا جانے کیا جفا سے کہا

لرز لرز کے مرے استخوان اوگلتا ہی
ہما کے دل نے خدا جانے کیا ہما سے کہا

دیا جو حکم کبھی اوسنے نقاب اوٹھنے کو
تو رعب حسن سے لی جان اس دلا سے کہا

کبھی نہ ہمنے حقیقت مسیح کی سمجھی
تمام عمر نہ درد جگر خدا سے کہا

کہا جو بیٹھنے کو اوسنے اپنے پہلو مین
تو روح کھینچ لی ہٹ ہٹ کی اس حیا سے کہا

مری طرح سے کلیجا پکڑ لیا اوسنے
فسانہ درد جگر کا جس آشنا سے کہا

خدا کے آگے جو بو خون کی لگی دینے
کسی شہید نے کیا جانے کیا حنا سے کہا

نہ آئی پھر کے جو پھر بارگاہ سے تیری
مری مراد نے کیا کیا مری دعا سے کہا

نکل پڑے مرے آنسو لو آبرو ڈوبی
ہنسا وہ مجھ پہ غم اپنا جس آشنا سے کہا

ہوے فریفتہ یہ جو ترے تلون کے
یہ تو نے کیا مری تقدیر نارسا سے کہا

بتاؤ تو اسے بھیجا ہے ای شرف کس نے
یہ مسکرا کے اشارون سے کیا قضا سے کہا

بے سرمہ ہوے آنکھون مین گھر ہو نہین سکتا
اوس شوخ کی منظور نظر ہو نہین سکتا

تنہائی کے قابو سے سفر ہو نہین سکتا
دل کا بھی تو پہلو مین گذر ہو نہین سکتا

بے حکم تمہارے کوئی بھی نہیں ہلتا
ذرہ بھی ادھر سے تو ادھر ہو نہیں سکتا

کیا کرتے ہوا اسکو مرے آنسو سے مقابل
نور نظر اے یار گہر ہو نہیں سکتا

چھایا ہے ترے حسن کا رعب اسقدر اسپر
آئینے کو سکتے سے مفر ہو نہیں سکتا

معلوم نہیں رشتۂ جان ہے کہ رگ گل
جو چاہیے اثبات کمر ہو نہیں سکتا

ممکن ہی نہیں عود کرے حسن جدائی
پھر چودھوین کا چاند قمر ہو نہیں سکتا

صیاد کی رہتی ہے وہ بلبل پہ سیاست
پرواز کے قابل کوئی پر ہو نہیں سکتا

کرتے ہین ہزارون کے کلیجون کو وہ چھلنی
مجھسا کوئی تفتیدہ جگر ہو نہیں سکتا

دنیا سے بسانے کے پھر جاتے ہین اسکو
بستی سے بھی آباد جو گھر ہو نہیں سکتا

بس ہمنے کرامات تری دیکھ لی اے دل
اتنی سی محبت مین اثر ہو نہیں سکتا

کیجے گا گنہگارون کو کسطرح سے ماخوذ
توبہ کا تو بند آپ سے در ہو نہیں سکتا

مردون ہی سے ہے ناز مسیحائی تمہارا
موقوف مرا درد جگر ہو نہیں سکتا

تم اپنی طرف یار لوا دے مجھے کروٹ
مرتا ہون سسکتا ہون ادھر ہو نہیں سکتا

اللہ نے دی رہنے کو اسکی وہ بلندی
خود اوج بھی ہم اوج بشر ہو نہیں سکتا

پھولون کی آ جائے کرین چہچہے بلبل
گلشن کبھی صیاد کا گھر ہو نہیں سکتا

زندہ بھی نہ مجھ زخمی افتادہ کو چھوڑو
چورنگ کرو سینہ سپر ہو نہیں سکتا

کیا کیجیے اس معرکۂ عشق مین اے دل
ارمانون کے لشکر سے تو سر ہو نہیں سکتا

مرتا ہون مین جسپر وہی کرتا ہے تشفی
اب حال مرا نوع دگر ہو نہیں سکتا

نرگس تری آنکھون کو لگائے گی نظر کیا
اعجاز پہ جادو کا اثر ہو نہیں سکتا

جسطرح سے جاتے ہین ضعیف اٹھکے عدم کو
ایسا تو جوانون سے سفر ہو نہیں سکتا

تربت پہ تڑپتی ہے مرے غم مین مری روح
بے بس ہون مین ایسا کہ خبر ہو نہیں سکتا

جاتا ہون جدھر خاک اڑانے کے لیے مین
ہنگامہ قیامت کا ادھر ہو نہیں سکتا

رقت ہی نہیں تھمتی نکل پڑتے ہین آنسو
کرتا ہون شرف ضبط مگر ہو نہیں سکتا

ہمارا دل اونہین کے پاس نکلا ہمنے پہچانا
گواہی دی خدائی بھر نے اک عالم نے پہچانا

رہا پیش نظر لیکن نہ اک عالم نے پہچانا
خدائی کا وہ ہی معشوق اوسکو ہمنے پہچانا

نگاہین لڑگئین اوس شوخ سے انبوہ محشر مین
اوسے ہمنے یہین اوس قاتل عالم نے پہچانا

یہان تک کسطرح آیا جو پھر اسمین سمایا ہی
مری میت کو گورستان مین کیونکر دم نے پہچانا

نہ شادان ہون نہ غمگین ہون خدا جانے مین کیا ہون تو
نہ خوشدل نے مجھے جانا نہ اہل غم نے پہچانا

سحر تک ساتھ تیرے غمزدہ کی شام سے روی
یہ ہمگریہ جو تھا اوسکا اسے شبنم نے پہچانا

چڑھائی لاکے پھولون کی مسہری اوسکی تربت پر
شہید ناز کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

یہ صورت عاشقی نے کی مری سوتے قفس مین
کہ ہمدم ساز تھا مجھکو نہ اوس ہمدم نے پہچانا

پڑے تھے اسقدر بیہوش ہم درد جدائی مین
عیادت کو جو آئے تھے نہ اونکو ہمنے پہچانا

مریض عشق ہو کر وہ بھی دم بھرنے لگا اوسکا
مرے عیسی کو جیسے عیسی مریم نے پہچانا

ہمیشہ گرد آلودہ ہی رکھا عشقبازون کو
نہ اپنے ذرون کو اوس نیر اعظم نے پہچانا

پڑھا فی الفور کلمہ تیری شان بے نیازی کا
ہوا بندہ ترا ایسا تجھے آدم نے پہچانا

دعاے مغفرت کی اوسکو لپٹا کے کلیجے سے
تمہارے کشتے کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

قیامت ہوگئی پیدا جو پروانون مین دل تڑپا
مگر تیری نہ بزم درہم و برہم نے پہچانا

کر آئے حیا سے اوسکے سامنا انبوہ محشر مین
شرف وہ قاتل عالم ہین بیشک ہمنے پہچانا

جب سے ہوا ہی عشق ترے اسم ذات کا
آنکھون مین پھر رہا ہے مرقع نجات کا

مالک ہی کے سخن مین تلون جو پاسیے
کیجیے یقین لائیے پھر کسکی بات کا

دفتر ہماری عمر کا دیکھیگے جب کبھی
مذکور آوسے کروگے مرقع نجات کا

الفت مین مرتے ہین تو پوچھے ہی جائینگے
اک روز لطف اوٹھائینگے اس واردات کا

سرخی کی خط شوق مین حاجت جہان ہوئی
خون جگر مین سوت ڈبویا دوات کا

موجد جو نور کا ہے وہ میرا چراغ ہے
پروانہ ہو نہین انجمن کائنات کا

اے شمع بزم یار وہ پروانہ کون تھا
لو مین تری یہ داغ ہی جسکی وفات کا

مجھسے تو لن ترانیان اوسنے کبھی نہ کین
موسی جواب دے نہ سکے جسکی بات کا

اس بیخودی کا دینگے خدا کو وہ کیا جواب
دم بھرتے ہین جو چند نفس کے حباب کا

قدسی ہوے مطیع وہ طاعت بشر نے کی
کل اختیار حق نے دیا کائنات کا

ایسا عتاب نامہ تو دیکھا سُنا نہین
آیا ہے کسکے واسطے سورہ برات کا

ذی روح مجھکو تو نے کیا مشت خاک سے
بندہ رہونگا مین ترے اس التفات کا

ناچیز ہون مگر مین ہون اونکا فسانہ گو
قرآن حمد نامہ ہے جنکی صفات کا

رویا ہے میرا دیدۂ ترکس شہید کو
مشہور ہوگیا ہے جو چشمہ فرات کا

آئے تو آئے عالم ارواح سے وہان
دم بھر جہان نہین ہے بھروسا ثبات کا

دہوم اوسکے حسن کی ہے دو عالم مین ہے شرف
خورشید روز کا ہے وہ مہتاب رات کا

پر نور جسکے حسن سے مدفن تھا کون تھا
چہرہ یہ کس شہید کا روشن تھا کون تھا

ٹھہرا گیا ہے لا کے جو منزل مین عشق کی
کیا جانے رہنما تھا کہ رہزن تھا کون تھا

توڑا تھا کسکے دل کو کھلونے کی طرح سے
عاشق تمہارا جسکہ لڑکپن تھا کون تھا

کس دل سے ہے خدائی مین ایجاد درد عشق
روز ازل جو موجد شیون تھا کون تھا

ہوگا مقام تھا مجھے روتی تھی بیکسی
کوئی نہ تھا جہان مرا مدفن تھا کون تھا

جُھک جُھک کے دیکھتا تھا وہ کسکے جگر کا گھاو
تر جسکے خون مین یار کا دامن تھا کون تھا

ہم مُسکراتے تھے وہ دکھاتا تھا سیر باغ
دم کسبہ شیفتہ دم مردن تھا کون تھا

انسان تھا کہ کوئی پریزاد تھا شرف
دل میرا جسکے نور سے روشن تھا کون تھا

دل کو پہلو سے اوڑا کے خون پیکا نمین تھا
صاحبخانہ کے غم مین دم بھی مہمان مین تھا

مجھ مین رعب حسن سے دم بزم جانانہ مین نہ تھا
خون دل تھا خشک آنسو چشم گریان مین تھا

مرنے مٹنے کا نہ تھا غم عالم ارواح مین
عاشقی و عشق کا جھگڑا ازل سے جان مین تھا

تیرا دیوانہ بسا تھا جا کے جس ویرانے مین
کونسا عالم وہ تھا جو اوس بیابان مین تھا

کھینچنے مین دونون کو کھینچا تھا تری تصویر نے
حسن گلشن مین نہ تھا جو بن پرستان مین تھا

خلوت معراج مین اللہ سے کی گفتگو
وہ کیا انسان نے جو اسکے امکان مین تھا

کی اوٹھانے کی جو ہمت ترے بار عشق کی
کونسا وہ زور تھا جو زور انسان مین تھا

حشر کے دن بھی وفا کی پاسداری تھی مجھے
ہاتھ تھا قاتل کی ٹھوڑی مین گریبان مین تھا

بیکسی روتی تھی دم نکلا تھا جبدم قیس کا
جان لیلی دے رہی تھی دم حدی خوان مین تھا

کیا کہون اے ہمدم احوال برزخ کی خبر
ہو گیا تھا خاک مین گور غریبان مین نہ تھا

میرے مرتے ہی کیا پاک اونکو میرے خون نے
دم نکلتے ہی کہین دھبا بھی دامان مین نہ تھا

جبنے باندھی تھی کمر جسدم ہم حشر مین
تھا فقط فضل الٰہی کوئی میدان مین نہ تھا

موت کو بھیجا تھا جب نازکون نے ترے
ہوش بلقیس اوڑ گئے تھے دم سلیمان مین تھا

کاٹ کر گردن پہ گردن لوٹتا تھا وہ تڑپ
دوسرا شغل اور اوسکو عید قربان مین تھا

اک نشانی میرے داغ دل کی تھی رکھی ہوئی
اسے پریرو وہ پر طاؤس قرآن مین تھا

اسقدر مین نے کیا تھا اوسکو پروانون سے تنگ
نور کی ہوتی وہ حسرت شمع شبستان مین تھا

اے گلو ہم بھی کبھی اوسکے چمن کے پھول تھے
داغ لالے کے جگر مین جسمین گلستان مین تھا

چل بسا تھا عشق مین دل دم ٹھہرتا کسطرح
صاحب خانہ بھی مہمانی مہمان مین نہ تھا

مجھسے طفلی مین بھی ایسی ضد تھی ناز حسن کو
سورۂ یوسف مرے پڑھنے کو قرآن مین تھا

مسکرا کے اوسنے جسدم دل سے کھینچی تھی چھری
کونسا حسن تبسم زخم خندان مین نہ تھا

چشم حسرت تھی صدف موتی کی پیدا کش نہ تھی
میرے آنسو کا جو مروارید ابر نیسان مین تھا

سالگرہ تھی میری سنگ یادبہاری کی نہ تھی
تھا مرا لخت جگر لالہ گلستان مین تھا

صبر بلبل سے رہا تھا خوف بلبل کا عوض
ہاتھ کس گلچین کا کس گل کے گریبان مین تھا

شام سے تڑپے اسیران محبت اسقدر
صبح ہوتے ہوتے زندہ کوئی زندان مین تھا

کون دیتا پھر گل داغ جگر کی مجھکو داد
ایک دم بلبل کا تھا وہ بھی گلستان مین تھا

کس سے کہتے خاک مین ملنے کی اپنی سرگذشت
اے شرف ہمدم کوئی شہر خموشان مین نہ تھا

کلیجا کاہے کو تیر نظر سے اوڑ جاتا
کسی طرف کو جو مین پیشتر سے اوڑ جاتا

ہوس بھی سر بتری تیغ دو سر سے اوڑ جاتا
جگر مرا ترے تیر نظر سے اوڑ جاتا

ذرا بھی ہوتی جو پرواز روح کی تائید
مین اونکے گھر مین ابھی اپنے گھر سے اوڑ جاتا

خدا نخواستہ رہتا جو تاک مین صیاد
چمن مین شام کو جاتا سحر سے اوڑ جاتا

وہ شمع رو کبھی کہتا جو دیکھنے کے لیے
یہ داغ ہوکے پتنگا جگر سے اوڑ جاتا

بھلا ہوا نہ سنی اونکی قمر کی آمد
عدم کو جسم سے دم اس خبر سے اوڑ جاتا

قفس مین چاک بھی صیاد نے نہ رکھا تھا
کوئی بتائے کہ پھر مین کدہر سے اوڑ جاتا

دیے تھے جہولی مین صیاد نے کئی پھندے
کمر نہ تھی جو تڑپ کر کمر سے اوڑ جاتا

زیادہ کرتی پریشان جو حسرت گیسو
دھوان ہین ہوکے اگر مین اگر سے اوڑ جاتا

ہلاک کا ہیکو صیاد و باغبان کرتے
بسیرا لے کے جو پہلے گجر سے اوڑ جاتا

تباہ اسکو قیامت کی آندھیان کرتین
مرا غبار اگر تیرے در سے اوڑ جاتا

خزان رسیدہ سمجھاتے جو پھول بلبل کو
رہا سہا بھی جو تھا ہوش اثر سے اوڑ جاتا

برائے قوت دل جسکو چاہتے ہم بے یار
تو پر لگا کے مزا اوس ثمر سے اوڑ جاتا

کبھی وہ حکم جو دیتے عدم کے جانے کا
شرف کا دم بھی تو خوف سفر سے اوڑ جاتا

دکھائے رنگ تمنے قدرتی ایجاد سے کیا کیا
نمائش کی گلون کی خاک کی بنیاد سے کیا کیا

تباہ و یار روپیجے گا وہ مجھ ناشاد سے کیا کیا
ہزاروں آرزوئین ہین کہوان جلاد سے کیا کیا

ہزارون بستیان اوجڑین ہزارون کے وطن چھوٹے
ابھی ہونا ہے کیا جانے تری بیداد سے کیا کیا

غش آنے کا نہ کچھ غم ہے نہ ہشیاری کی پروا ہے
ہوئی ہے خود فراموشی تمہاری یاد سے کیا کیا

چھری مجھپر اسیری سے جو پہلی تیز کرتا ہے
خدا معلوم گلچین نے جڑی صیاد سے کیا کیا

خود آرائی سے کچھ مطلب رکھا ترک دنیا کی
مٹے تیری محبت مین ترے ارشاد سے کیا کیا

کوئی گلگون قبا ہو خوف مین کوئی تھا تا ہے
دکھاتے ہو طلسم آئینہ فولاد سے کیا کیا

زمین پر وحی بھیجی عرش پر بلوا کے کرسی دی
خدا نے بھی محبت کی ہے آدم زاد سے کیا کیا

بہا ہی آنسوؤن مین خون ہو کر رو رہا ہون
ہوا ہے دل مرا تحلیل تیری یاد سے کیا کیا

گرینگے شاخ گل سے خاک پر جب پھول مرجھا کر
تو ہوگا ہول دل بلبل کو اس افتاد سے کیا کیا

رلا دیتا ہی حسرت سے کبھی مجھکو ہنساتا ہی
ترا غم کر رہا ہے ناز مجھ ناشاد سے کیا کیا

جو رحم آیا تو قہر آیا غضب ڈھایا تلون نے
عنایت کے عوض تمنے لئے شداد سے کیا کیا

اسیر گور ہو کر کیسی روح تڑپی ہے
قیامت پر قیامت گذری ہی بیداد سے کیا کیا

اوہنین آغوش مین لینے کی حسرت جب مین کرتا ہون
لپٹتی ہی تمنا آکے مجھ ناشاد سے کیا کیا

اسیران قفس حسرت سے منقاریں جو کہولے ہین
خدا جانے کہین گے درد دل صیاد سے کیا کیا

دم رحلت کوئی پوچھے عدم کے جانیوالون سے
دیا کیا کیا لیا اس عالم ایجاد سے کیا کیا

چھری پھیری مگر پٹی نہ کہولی میری آنکھون سے
سوال دید حسرت سے کئے جلاد سے کیا کیا

تلاطم ہو رہا ہے غل ہے آمد ہی قیامت کی
خدا معلوم ہوتا ہی مری فریاد سے کیا کیا

سرشت حسن سے انکے لہو کا رنگ پیدا ہی
شگوفے ہو لینگے ان پھولون کی بنیاد سے کیا کیا

تجھے صد آفرین صد مرحبا صد مرحبا اے دل
گیا ہی امتحان مین سرخرو جلاد سے کیا کیا

نہ آئے پاس میرے وہ گرا کر مجھکو نظرون سے
خدا جانے اونھین ہم آئے اس افتاد سے کیا کیا

وہ دیوانون کے بلوانے کی تیاری جو کرتی ہین
چمن کتنے اوجڑ والے لیا حداد سے کیا کیا

تری تصویر مجھکو کھینچ دینے کی جو صورت کی
ہوس و ہوش تھی کی میرے بہزاد سے کیا کیا

ولی اللہ کا بھی علم کیا علم لدنی ہے
دو عالم کو ہوا ہی فیض اوس استاد سے کیا کیا

کبھی جو شاخ گل لاکر قفس کے پاس رکھ دی ہے
تو بلبل نے کہی ہین چہچہے صیاد سے کیا کیا

درا ندازون نے جا مین لین جو کوہستان مین دو فن کی
دئے شیرین کو دم کیا کیا کہا فرہاد سے کیا کیا

ہوا وارستہ دل مایوس دم کی آمد و شد سے
کیے رخصت کے ناز آزاد نے آزاد سے کیا کیا

کبھی اسکو بلا ڈالا کبھی ہنسیا شرف ناحق
قصاص اوسنے لیا میرے دل ناشاد سے کیا کیا

گیا رعب حسن آئینہ و انجمن مین تھا
سکتے مین سب تھے دم عرق کسی کے بدن مین تھا

خونریزیوں کا غل جو تری انجمن مین تھا
برہم بہار گل کا مرقع چمن مین تھا

باغ مراد گو نہ تھی مجھ خاکسار کی
جنت کا تھا وہ پھول جو دھبا کفن مین تھا

فرہاد و قیس کی نہ اوڑی تھین یہ دھجیان
وحشت مین جو جو چاک مرے پیرہن مین تھا

گلکاریان یہ داغون سے بد تر قفس کی ہین
مفتاح دلکشا تھا جو کانٹا چمن مین تھا

اعمال نامہ لیکے نکیرین پھر گئے ✢
ایسا جواب نامہ ہمارے کفن مین تھا

اللہ رے رہنے کی ترے دیوانون مین خوشی
خندان مین گل کیطرح پھٹے پیرہن مین تھا

بیچین روح ہے قفس گور مین ہون بند
دم بھر کی بات ہے کہ مین زندہ چمن مین تھا

میت اوٹھی جو حشر کے دن مجھ نفیس کی
جھُرّی نہ تھی بدن مین نہ دھبا کفن مین تھا

روز ازل سے غش ہون تیری اوس کلام پر
اے یار کاف و نون کا اثر جس سخن مین تھا

فردوس مین بھی ڈھونڈھ رہی ہے اوسی کو روح
تھا کونسا وہ باغ مین جسکے چمن مین تھا

شامل کسی کا رنگ نہ تھا میرے رنگ مین
خوشبو تری بسی تھی مین جس پیرہن مین تھا

میرے جنون کو دیکھ کے سہمے تھے اسقدر
دم تھا نہ قیس مین نہ لہو کوہکن مین تھا

کیونکر زبان کھولتے اوس گل کے سامنے
کیا بولتے کہ قفل خموشی دہن مین تھا

خوش خوش جو خاک اوڑاتے ہین صحرای عشق مین
ارمان اس تباہی کا ہمکو وطن مین تھا

سہمی ہوئی بہار تھی اوس گل کے سامنے
جو غنچہ تھا وہ نیم شگفتہ چمن مین تھا

دزد حنا حسینون مین کیونکر ہو ملقب
مخفی یہ جور تو مرے زخم کہن مین تھا

تاکا تھا موت نے ترے بیمار عشق کو
جب سے مریض تھا نظر گور کن مین تھا

دیکھی نہ میرے دل کی تڑپ صید گاہ مین
افسوس ہے کہ دھیان تمہارا ہرن مین تھا

پھیلا دیا جو یار نے صحرا مین دام زلف
نافہ جو تھا چرائے ہوئے دم ختن مین تھا

جس سے مزار مین تری میت نکھر گئی
کیون ای شرف وہ کونسا حلہ کفن مین تھا

دم دلاسے سے نہ آیا نہ بمشکل آیا
سالہا سال سے پہلو مین نہین دل آیا

جاکے اوس شوخ کی محفل سے نہ خوشدل آیا
نیمجان ہوکے تڑپتا ہوا بسمل آیا

قبر پر پھول چڑھانے کو وہ قاتل آیا
باغ حسرت کی ریاضت کا ماحصل آیا

رنگ خوش رنگ یہ مہندی مین جو قاتل آیا
شاید اسمین ترے کشتے کا لہو مل آیا

ترے پروانون مین جلنے جو مرا دل آیا
اُف نہ کی منھ سے یہ ایسا متحمل آیا

زخمیون مین جو تڑپنے کو مرا دل آیا
دھیان مین بھی کوئی نخچیر نہ بسمل آیا

وا رے حوصلہ اللہ ری خوشی مرنے کی
سجدۂ شکر کیا مین نے جو قاتل آیا

بیٹھ کے کوئی بھی اوٹھا نہ تری محفل سے
صاحب دل بھی جو آیا تو وہ بیدل آیا

تیری محفل مین تصور کی طرح پہونچا مین
جانجات چشم زدن مین کئی منزل آیا

جلد مرنے کو چھری اوسنے دوبارہ پھیری
پاس اونکے جو تڑپتا ہوا بسمل آیا

تربت قیس پہ وہ ہوگئی زندہ درگور
کوئی لیلی کے لیے لیکے نہ محمل آیا

دھوم ہے گنبدون مین کہ بہار آپہونچی
شور ہے موسم فریاد عنادل آیا

بے تکلف وہ رہا جسکو نہ حیا تھا جبتک
پھر نہ آیا وہ کبھی جبسے مرا دل آیا

نقش جب لکھنے پرا سنے وہ فسون زری کی
ہاتھ باندھے ہوئے رومال سے عامل آیا

دولت حسن لٹانے ہی لگے پردے سے
آگیا رحم جو دیدار کا سائل آیا

چاہنے والون کی فریاد سنی جاتی ہے
کونسا محکمۂ عشق مین عادل آیا

لے چلے حسن پرستی کی ہوس دنیا سے
سامنے بھی نہ کوئی پیار کے قابل آیا

دونون ہاتھون سے کلیجا جو سنبھالا مین نے
ہو کے بیتاب سفارش کے لیے دل آیا

یوں گل گور غریبان مین بھری جاتی ہے
کون لیسوانے یہ اوجڑی ہوئی محفل آیا

ہوش تک بھی شب ہجران مین آیا افسوس
دم بھی دم بھر کو جو آیا تو بمشکل آیا

دل نہ قابو مین رہا دیکھ کے میرا تابوت
گور تک خاک اوڑاتا ہوا قاتل آیا

ہو رہی ہے جو یہ گھبرائی ہوئی خود بینی
کون آئینے مین ہونے کو مقابل آیا

ہے ازل سے مجھے حسرت نظر رحمت کی
اسلیئے مین بھی گنہگارون مین شامل آیا

[illegible] مین وہ زخم رسیدہ ترے بیتابون مین
دھیان مین کوئی نہ نخچیر نہ بسمل آیا

تھک کے مرجاؤ لگا مین رہ وفا مین اے دل
دم تو لینے دے کہین سیکڑون منزل آیا

بزم ہستی تھی لگا ہوت مین ہماری اندھیر
روشنی آئی جو وہ رونق محفل آیا

حاصل ملک لعشق نہ کسی نے پوچھا
اس علاقے کی نہ تحصیل کو عامل آیا
سجدۂ شکر کی حسرت نے کشش کی جسدم
آستان در محبوب ادھر رل آیا
مجھ سے بیکار سے مرجانے کی فرمایش کی
کام درپیش جو آیا بھی تو مشکل آیا

بام پر اوسنے بلایا ہے مجھے معراج ہوئی
جاکے اوس شوخ سے مین آج شرف لایا

خوب ہی نام نکالوگے مری جان اپنا
لوٹ کر مجھکو جتاتے ہو جو احسان اپنا
لاکے مجنون کو دکھایا جو بیابان اپنا
پھاڑ کر پھینک دیا اوسنے گریبان اپنا
روح رخصت ہی جگر خون ہی دل ہی پرزے
آج شیرازۂ ہستی ہے پریشان اپنا
کی جو خواہش تری دیوانون نے گنجایش کی
خاک اوڑانے کو دیا حشر نے میدان اپنا
خاک ہوجائینگے تجھ مین ہی نہین رہنے کو
ہمکو جہان سمجھ اے گور غریبان اپنا
تیری حسرت کا جو ہر دم کلمہ پڑھتا ہون
اس وظیفے کو سمجھتا ہون مین ایمان اپنا
گھٹ کی جب روتی ہین ہوجاتی ہو وحشت ہمکو
دلکشا ہمتو سمجھتے ہین یہ زندان اپنا
اے دل آزردہ نہو آمد و شد سے دم کی
اسکی خاطر سے تجھے چاہیے مہمان اپنا
تیری حسرت نے کیا ہی ہمین ایسا نابود
عالم ہو مین ممکن نہین امکان اپنا
اسقدر خوش تھے ترے ہاتھ سے گھائل ہوکر
دم بھی نکلا ہی تو ہر زخم ہے خندان اپنا
لیٹے ہین ساری خدائی کے گنہگار آکر
تیری رحمت نے بڑہایا ہے وہ دامان اپنا
داغ دل کو مرے برباد نکرنا مرے بعد
کیجیو اسکو چراغ اے شب ہجران اپنا
استخوانون کو مرے لیکے امانت رکھ چھوڑ
تو دفینہ سمجھ اے گور غریبان اپنا
پیرہن وقف کیا راہ جنون مین ہمنے
قبر مجنون پہ چڑھا آئے گریبان اپنا
کر گیا آپکا دنیا سے دعاگو رحلت
قبر پر رکھنے کو بھیجا ہے قرآن اپنا
بیبیں ڈالے تو نکر اوسکی شکایت اے دل
بات وہ کر کہ نہو دوست پشیمان اپنا
دم نکلجاے تو مرتے ہی خدا رس ہوجاے
چاہیے نزع مین انسان کو [illegible] اپنا
ہمنے دل بھر کے گل داغ محبت لوٹے
اوس پہ پیرو نے لٹایا جو گلستان اپنا

سنا ہنا ہوتا ہے اک روز خدا کا یہ دل
کیا دکھائینگے اوسے روسے پشیمان اپنا

اوس پہ پروے شرف یاد کیا ہے تمکو
تخت لیجانے کو لائے ہین سلیمان اپنا

ارادہ اوس سے کرے کیا کوئی لڑائی کا
کہ جیسکے تیرون کو دعوا ہے دلربائی کا

کیا ارادہ جو اوس گل نے رونمائی کا
تو کار خانہ دگرگون ہوا خدائی کا

سیاہی آنکھون کی حل آنسو و نکلیں کرتا ہو
فسانہ ہو گا مرے خط کی روشنائی کا

گناہگار کی بیت جہان سے اوٹھتی ہے
ہوا ہے حکم رحیمی کو پیشوائی کا

پہونچ کے بارگہ خاص تک پہرے مایوس
رسائی کر کے لیا داغ نارسائی کا

نظر لگی نہ کہین نازکی کو نرگس کی
نہ شاخ گل سے ارادہ کرو کلائی کا

ہوس ہی رہگئی پہونچے نہ اوس پری رو تک
جہان سے لیکے چلے داغ نارسائی کا

نیاز مند سے جانے دو بے نیازی کو
غریب سے نہ کرو ناز کبریائی کا

چمک وہ ہے کہ مرا منھ دکھائی دیتا ہے
یہ عالم آئنہ ہے رخسار کے صفائی کا

اسیر تھا تو مین کڑھتا تھا چھوٹنے کے لیے
رہا ہوا تو مجھے غم ہوا رہائی کا

اسی مین ہو گئی مرسی آرزو کی گنجائش
کہ خاتمہ ہے مرے دل پر اس سمائی کا

کسی نے چادر گل بھی نہ بھیجی تربت پر
بڑا بھروسا تھا یارون کی آشنائی کا

شرف حسینون کو تم ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر چاہو
نہ بہنو جامہ جوانی مین پارسائی کا

اگر تم پیٹتے مجھکو تو مین شکر خدا کرتا
کہ سرمہ بھی جو ہو جاتا تو ان آنکھون مین جا کرتا

تجھے چاہا تھا عاشق تھا ترا شکوہ مین کیا کرتا
کیا تھا پیار اس منھ سے اسی منھ سے گلا کرتا

تمہارا ہجر کے دم سو تنفس مین قضا کرتا
یہ حسرت تھی کہ جو شرط محبت تھی ادا کرتا

بچاتا ڈوبنے سے کون میری چشم گریان کو
مین اس کشتی طوفانی کا کسکو نا خدا کرتا

نہ دیتا کسطرح دنیا مین نقد جان کو وعدے پر
خدا کا قرض تھا مجھپر نہ کیونکر مین ادا کرتا

کلیجے سے لپٹ جاتے جو تم آغوش مین آ کر
تو ہمسے برخلافی کیون جدائی کا مزا کرتا

خدا دیتا مجھے قدرت اگر ہیئت بدلنے کی
ترا دل ہو کے ہر دم تیرے پہلو مین رہا کرتا

نہ منظور اوسکو ہوتی خانہ بربادی گلشن کی
چمن سے رنگ کیون غنچون سے کیون خوشبو جدا کرتا

نحس مین بوے خلد آتی تری رحمت جو ہو جاتی
مقام ہو کوئی بھی تو چاہتا تو دلکشا کرتا

مزا گوشہ نشینی کا وہ لوٹا ہی جو چھٹتا ہی
گلون کو جا کے دیکھ آتا قفس ہی مین بکا کرتا

وہ بیکس ہون اگر تربت مری مسمار ہو جاتی
تو مشت استخوان کی جو کسی برسون ہما کرتا

ہزار دن روگ صد ہا دکھ تھے آزار محبت مین
دوا کرتا تو کس کس درد کی یارو دوا کرتا

شگفتہ کسطرح ہوتا گل شاداب مرجھا کر
مٹایا تھا جسے تمنے وہ کیا نشو و نما کرتا

قفس مین بوے گل کے واسطے ایسا ترستا ہون
جو بس چلتا تو اپنی سانس کو باد صبا کرتا

کیا تھا بندۂ احسان مجھے دیدار دکھلا کر
سوا مر جانے کے تجھسے عوض اسکا مین کیا کرتا

قفس کے حبس سے چھوٹ کر جو ہم تفریح کو جاتے
تو وہ گل ہو کے یہ ہم بند گلشن کی ہوا کرتا

کریمی اوسکی بھر دیتی شرف دامن مرادون سے
رجوع قلب سے جو بندۂ عاجز دعا کرتا

دل کبھی بوے بہاری نے خوش اسکا نکیا
کو لئے پھول کو بلبل نے کلیجا نہ کیا

دم نکلتے ہی گیا پھول تری رحمت سے
دوش احباب پہ بھاری مرا مردا نہ کیا

مٹنے والون کی نمائش نہ کبھی کی اوسنے
جنکو نابود کیا پھر اونہین پیدا نہ کیا

خاک برسون چمنستان مین اوڑی بلبل کی
پیرہن غنچہ و گل کا کبھی میلا نہ کیا

مرے اشکون نے زمانہ سے نہ کھویا کسکو
آبرو کسکی نہ ڈوبی کسے رسوا نہ کیا

سوز رقت کی جو لو میرے جگر مین بھڑکی
شمع منت کی سمجھ کے اوسے ٹھنڈا نہ کیا

جیسے انسان ہی محبوب الٰہی مشہور
نام ایسا کسی قدسی نے بھی پیدا نہ کیا

اس رحیمی و کریمی کے تصدق جاؤن
دھیان بھی میرے گناہون کا کچھ اصلا نہ کیا

شاد ہین گل کی طرح جامۂ عریانی مین
دل نفاست نے ہمارا کبھی میلا نہ کیا

ہم وہ برباد ہین اوڑتی تھی جہان سے مٹی
دفن قاتل نے ہمارے ہمین اوسجا نہ کیا

لن ترانی پہ اگر ناز کیا تھا تمنے
وجہ پھر کیا تھی جو آئینے سے پردا نہ کیا

گل کسی سے نہوئی آگ مرے دل کی لگی
کون کون آکے شرف اسکو بجھایا نہ کیا

لبون پر دم ہو وہ عیسی شمائل کیون نہین آتا
فلک غم کا گرا کر تجھپر اے دل کیون نہین آتا

ازل سے جی چھری جسکا ہوا بسمل کیون نہین آتا
مری آسان کرنے کو وہ مشکل کیون نہین آتا

زمانہ تمسے لیجاتا ہو نعمت دین و دنیا کی
جو ہو دیدار کا بھوکا وہ سائل کیون نہین آتا

چلی آتی ہے خلقت میری تربت کی زیارت کو
شہید ناز ہون جسکا وہ قاتل کیون نہین آتا

مسافر تھک کر مرجاتا ہو کیون شہر خموشان کا
غریب آفت زدہ منزل بمنزل کیون نہین آتا

پری سی صورتون سے جسنے یہ دنیا لبھائی ہو
پھر اس محفل مین وہ بانی محفل کیون نہین آتا

طرفداری مری کرتا ہو جھگڑے مین قیامت کے
یہ جسکا رحم آیا ہو وہ عادل کیون نہین آتا

جنازہ دھوم سے لیلی نے اوٹھوایا ہو مجنون کا
جلوداری کو ناقہ لیکے محمل کیون نہین آتا

پھر آئے چند پروانے بھی زندہ اوسکی محفل سے
نہین معلوم کیا گذری مرا دل کیون نہین آتا

مکان صیاد کا پایا ہو ہے کیا گلزار عالم سے
یہان پیک صبا طی کرکے منزل کیون نہین آتا

تمہاری بزم مین ساری خدائی جمع رہتی ہو
لیا ہو جسکا تمنے دل وہ بیدل کیون نہین آتا

بتاؤ تو ہمین کیا تمنے خونریزی سے توبہ کی
چھری کھا کے کوئی مرنے کو بسمل کیون نہین آتا

مسافر ہون عدم کا دیکھ لون اوسکو تو رخصت ہون
ہوئی جاتی ہے کھوٹی میری منزل کیون نہین آتا

تغشی موت مین مجسے وہ کہتے ہین ہم آئے ہین
تجھے اب ہوش ہو بیہوش غافل کیون نہین آتا

اوجڑ جائیگا اے دل چھوڑتا ہو تو جو پہلو کو
یہ بیتابی ہے جسکے واسطے دل کیون نہین آتا

ہزارون غنچہ و گل منتظر ہین جسکی خوشبو کے
شرف مشتاق ہو جسکی یہ محفل کیون نہین آتا

گلزار حسن و عشق ہین ہمکو مکان سے کیا
یہان نشین گل ہین ہمین آشیان سے کیا

کہنے کو کیا تھے ہمنے کہا جانجان سے کیا
کیا جانے پیجو اسی مین نکلا زبان سے کیا

ہین جان بلب قفس مین ہمین آشیان سے کیا
قصہ بیان تمام ہو مطلب وہان سے کیا

بلبل سے ہو گیا ہو جو اسکو دلی عناد
کیا جانے فصل گل نے جڑی باغبان سے کیا

اپنی ہی خاک اوڑ کے کریگی طواف عرش
ہوگا بلند اور غبار آسمان سے کیا

کیا ہی مہک رہا ہی جو بلبل کا آشیان
دو پھول بھیک مانگ لیے باغبان سے کیا

پھیکا ہے بیکسی نے جو باہر مزار کے
یارب گنہ ہوا ہے مری استخوان سے کیا

خود رفتہ ہو کے عشق مین جاہے جہان رہے
دیوانے کو مکان سے کیا لامکان سے کیا

کی ہی جو قدسیون نے حضوری کی آرزو
انسان کو خدا نے کہا ہی زبان سے کیا

پوچھا فرشتون سے جو سنا ہمنے شور حشر
یوسف کوئی چھٹا ہے کسی کاروان سے کیا

دیگا مرے تڑپنے کا پروانہ کیا جواب
بیتابیون کی بحث کرون بے زبان سے کیا

مرتے ہین تمپہ کیون ہوس سلطنت کرین
تابوت چاہیے ہمین تخت روان سے کیا

بھرتے ہین دم کلام کرامات کا مسیح
کیا جانے سن لیا ہی کسی کے دہان سے کیا

چھٹتا نہین ہی خون مرا تیری تیغ سے
اور امتحان ہوگا اب اس امتحان سے کیا

بیکار ہی ضعیفی مین حسرت شباب کی
جو تیر چھٹ گیا وہ ملیگا کمان سے کیا

بلوا کے باتین کی ہین تو پردہ اولٹ بھی دو
بیٹھے ہو منھ چھپائے ہوئی میہمان سے کیا

جبرئیل کہکے بلبل سدرہ جو ہو گئے
یارب اوڑا لیا ہے مری داستان سے کیا

چھائی ہے سوی قبلہ گھٹا کی طرح شفق
برسے گا تیرے کشتون کا خون آسمان سے کیا

برسون ریاض کرکے ہوا ہی قفس نصیب
صیاد سے ہی عشق ہمین بوستان سے کیا

خوش ہو رہے ہو آپ ہی تم پڑھکے ای شرف
ہم بھی سنین جواب خط آیا وہان سے کیا

جلا وطن کو وطن کی خبر سے کیا مطلب
خدا نے گھر سے نکالا تو گھر سے کیا مطلب

صبا کو بند لحد مین گذر سے کیا مطلب
اسیر گور کو دیوار و در سے کیا مطلب

رسائی ہوگی نہ انسان کی اوس پری رو تک
وہ بے نیاز ہی اوسکو بشر سے کیا مطلب

اوڑا دو شوق سے دل کو نہ چھوڑو تیر اسپر
اوسی نے تاکا ہی تمکو جگر سے کیا مطلب

لحد مین روشنی چاہی تو بولی تاریکی
شب مزار کو نور سحر سے کیا مطلب

گلو سے فرق بریدہ کرو یہ چسپیدہ
شہید ناز کی میت کو سر سے کیا مطلب

نہ لینگے ساتھ کوئی شی عدم کی منزل مین
خدا کی راہ مین زاد سفر سے کیا مطلب

لگا نہ بلبل کشتہ کو تیرا اے صیاد
شکار کھیل چکا مشت پر سے کیا مطلب

اثر جو آہ مین ڈھونڈھا تو چل کے بولی آہ
کوئی دوا نہین مجھ مین اثر سے کیا مطلب

زوال عمر ہوا جب تو حسن زیست کہان
ڈھلا جو دن تو اوسے دوپہر سے کیا مطلب

یہان تو ملتی ہے دولت اسی مرادون کی
ترے گدا کو کسی اور در سے کیا مطلب

محبت اوسکی سمجھتا ہون مین یہ از اکسیر
کسی کو بے اثری و اثر سے کیا مطلب

حبیب کہکے جو معراج مین بلایا ہے
یہ رمز کیا ہے خدا کو بشر سے کیا مطلب

ستم کرو نہ کسی پر کریم کہلا کر
کہ تم تو خیر کے موجد ہو شر سے کیا مطلب

قضا کی آپکے آنکھین بچھانے والی نے
اب اس غریب سے ترچھی نظر سے کیا مطلب

کسی سے ہمنے جو اونکا مزاج پچھوایا
کہا وہ کون ہین میری خبر سے کیا مطلب

لکھا ہے نامہ تو مین نے کرو مرے پرزے
گناہگار ہون مین نامہ بر سے کیا مطلب

مزا نہ ڈھونڈھ حلاوت مین ترک لذت کی
کہ فقر فاقے مین شیر و شکر سے کیا مطلب

شب فراق مین کیا چاندنی کی سیر کرین
اک آسمان پھٹا ہے قمر سے کیا مطلب

تمام عمر نہ بیٹھے کبھی جو سائے مین
مرے پڑا وسکو لحد کے شجر سے کیا مطلب

نظر مین رکھتے ہین صیاد و باغبان ہمکو
گلون کی بو سے ہمین کیا ثمر سے کیا مطلب

گھڑی گھڑی جو لپٹتا ہے طرۂ گیسو
یہ اسکو ہے تری نازک کمر سے کیا مطلب

شرف وصیت آرائش لحد نہ کرو
فنا کے بعد تمہین کروفر سے کیا مطلب

دیکھکر مجھکو وہ بولے اپنی محفل کے قریب
یہ مسافر ہوگا شادی مرگ منزل کے قریب

رحم بھی صیاد کو آیا تو سمجھایا مجھے
پر بریدہ کرکے چھوڑا ہی تو بسمل کے قریب

تیغ ابروسیان سے واقف کبھی ہوتی نہین
یہ وہ لیلی ہے نہین جاتی جو محمل کے قریب

جان دونون مین تھی تم جو نہ تھے آغوش مین
دل جگر کے پاس ہے دم تھا جگر دل کے قریب

اوس ستمگر سے جو مانگی دل کے ناسورون کی داد
رکھ دے اک تصویر چھلنی کی مرے دل کے قریب

چاہنا ظالم نہ دنیا چاہنا دنیا مراد
جان کو اپنی لڑا کر اوسکے دل مین کی ہے جا
اوسکی ترکش سے کیا تیرون کی دستون نے جو کوچ
یاس نے ہٹلا دیا تھوڑی رہی جب آہ عشق
چودھوین شب چل بسی وہ داغ حسرت ہو گیا
سخت دل یون آ کے تڑپا ڈبڈبائی آنکھ مین
شوق عشق آغاز ہے انجام ہے اے دل بخیر
دیکھکر آئینہ کیا عالم ہے دل کا سچ کہو

سن تو لے اسکی ٹھہر تو اپنی سائل کے قریب
معرکے مین لی ہے جا پہلوی قاتل کے قریب
کچھ جگر کے پاس و تیر کچھ مرے دل کے قریب
نارسائی نے کیا واماندہ منزل کے قریب
جب تری تصویر رکھ دی ماہ کامل کے قریب
جیسے کشتی ڈگمگا جاتی ہے ساحل کے قریب
موسم حق اب کہان دن آئے باطل کے قریب
کیسے چپ بیٹھے ہو تم اپنے مقابل کے قریب

ای شرف اک پھول سے بھی ہم تو کم سمجھے اسے
کوئی دیوانہ نہ آیا جب سلاسل کے قریب

بے نیازی تجھکو زیبا تیری باتین لاجواب
عشق مین بیمثل ہون مین حسن مین یکتا ہو تم
لن ترانی سنکے مین نے ہی دیا پردہ اولٹ
حضرت موسی کے منھ سے پھر نہ نکلی بات بھی
شاد ہو اے دل مبارک ہو مبارک ہو تجھے
تیغ چمکانے کو وہ کہتے جو میرے سامنے
راستی پر ہم بھی ہین تم بھی نہ ہمسے بل کرو
ہو رہے ہے تیرے کرم سے دم بخود منکر نکیر
اے پری رو کیون نہو شہرت تری یکتائی کی
خط نہ لکھنے کو اونھون نے نامہ لکھا ہے مجھے
جانبجان کرتا ہو نہین تسکین دل کا سوال
کچھ نہ پوچھو دوستو مجھسے جواب خط کا حال
سچ بتا دو آج بھی آؤ گے شب کو یا نہین

لن ترانی کا تجھے دن ہے پری رو کیا جواب
کوئی دنیا مین نہ مجھسا ہے نہ تمسا لاجواب
لاجواب اوسنے کیا تھا خوب ہی سوجھا جواب
ہوش ہی جاتے رہے اوسنے دیا ایسا جواب
شکر ہے آئی مراد آیا مرے خط کا جواب
بھول جاتے بانکپن ایسا اونہین دیتا جواب
سیدھی سیدھی بات کا دینا ہو کیا ٹھہرا جواب
سر جھکا کر رہگئے اونکو دیا ایسا جواب
حق تعالی نے نہین پیدا کیا تیرا جواب
ہو چکی اونسے صفائی صاف صاف آیا جواب
مطمئن ہو جاؤن مین ایسا مجھے دینا جواب
نامہ بر کی جان کو روتا ہو نہین آیا جواب
کیا تمھین منظور ہی دیتے ہو مجھکو کیا جواب

خط شوق اونکو تو پہونچا میری دیکھی نہین
نامہ بر کہتا ہے آئیگا لیس فردا جواب

اے شرف روتے ہو کیون قاصد کی صورت دیکھکر
تمنے کیا لکھا تھا اوسکو اوسنے کیا لکھا جواب

فرصت ملیگی بات کی اوس نازنین سے کب
چھوٹیگی جان قصۂ دنیا و دین سے کب

لے یار ہوگا صبر مجھے اندوہگین سے کب
زندہ رہونگا چھٹ کے مین اوس نازنین سے کب

رلواکے ہمیں آپکو کب رحم آئیگا
آنسو ہمارے پونچھیگا آستین سے کب

دنیا مین کوی یارب ہے طبقہ بہشت کا
اتنی زمین اوٹھ آئی تھی خلد برین سے کب

سونپی ہین تمنے خاک مین میری جو ہڈیان
یہ تو کہو یہ لوگے امانت زمین سے کب

دیدار کے سوال کو ہم آپ جاینگے
ہوگا سوا ہمارے یہ روح الامین سے کب

لیگا ہماری آنکھون کو ہی جہانک تاک کا
ہوگی موافقت کسی پردہ نشین سے کب

مجھ بیگنہ کی حشر مین دینگی گواہیان
یہ چھینٹین چھٹینگی خون کی تری آستین سے کب

قالب سے نکلے تو تو ملے دولتِ وصال
اے دل کمائی ہوتی ہے خانہ نشین سے کب

دست حنائی چوم لیے ہین چھری تلے
آنکھین ملی ہین یار تری آستین سے کب

تربت وہین بنے گی جہان گر پڑونگا مین
نقشِ قدم کی طرح اوٹھونگا زمین سے کب

یکتائی کا تری کلمہ کب پڑہونگا مین
گویا زبان ہوگی تری آفرین سے کب

کسطرح دیکھون چشم تصور سے قصر یار
آئیگا لامکان نظر اس دوربین سے کب

کہنے لگے اوٹھا کے وہ لخت جگر مرا +
یہ لعل کھل پڑا تھا مرے آستین سے کب

تربت مین میری روح کو کب ہوگی تازگی +
دو پھول پھینک جاؤگے لاکر کہین سے کب

الفت جتا جتا کے لپٹتی ہے مجھسے قبر
اوٹھی تھی مشت خاک مری اس زمین سے کب

بیتاب ہون سنونگا نہ مین لن ترانیان
گستاخ ہون ڈرونگا تمہاری نہین سے کب

برباد کی صبا نے جو اے شوخ شہسوار
جھٹکا تھا میری خاک کو دامان زین سے کب

گلشن مین آگ چار طرف ہے لگی ہوئی
پھول اسمین جا پڑا تھا رخ آتشین سے کب

دم ضیق مین ہے سو نفس سے اے شرف

چھٹکارا ہوئیگا نفس واپسین سے کب

قفس مین شاد ہون مین نالہ و شیون سے کیا مطلب
پلا ہون خانۂ صیاد مین گلشن سے کیا مطلب

اگر تم پیرہن کی دھجیان کرتے تو سی لیتا
مرا دل پہاڑ ڈالا ہے مجھے سوزن سے کیا مطلب

پڑا رہنے دو کشتون کو تم اپنے اپنے کوچے مین
شہیدان اداؤ ناز کو مدفن سے کیا مطلب

ہوس ہے مجھکو تیری تیغ سے جو زنگ ہونے کی
مجھے چار آئینون سے کام کیا جوشن سے کیا مطلب

وہ کہتے ہین نکالو میری محفل سے ضعیفون کو
جو گل پژمردہ ہو جائین اونہین گلشن سے کیا مطلب

نہ آئیگا وہان تک خون کیون تو سرکا جاتا ہے
الگ ہین تو تڑپتا ہون ترے دامن سے کیا مطلب

عزیز اہل وفا کو ہوتی ہے مٹی شہیدون کی
ستمگارون کو خاک پاک کی سمرن سے کیا مطلب

ارادہ بھی کبھی ہرگز نہ قتل عام کا کرنا +
رہو تم نازنینون مین تمہین ان کہن سے کیا مطلب

لگاوٹ دمبدم ہی ناز معشوقانہ کرتی ہے
تری تیغ دودم کو ہے مری گردن سے کیا مطلب

جنون مین ننگ ملبوس تکلف کو سمجھتا ہون
بہت زیبا یہ عریانی ہے پیراہن سے کیا مطلب

کسی کی مجلس حیران کی حسرت مین ہون آوارہ
گل نرگس سے مطلب کیا مجھے سوسن سے کیا مطلب

عدم کی راہ مین لوٹے کوئی کیا جان کہتا ہے
خدا ہے حافظ و ناصر مجھے رہزن سے کیا مطلب

اوباش و غیر کو کہتا ہون تو برہم ہو کے کہتے ہین
تمہین میری نقاب چہرۂ روشن سے کیا مطلب

ہزارون گل جو نیرنگ جہان نے اسمین چھونکے ہین
خدا جانے کہ ہے سرتابی گلخن سے کیا مطلب

جہان جاتی رہی خوشبوئے گل بس ہم نہین آتی
مرے پیارے شرف روح روان کو تن سے کیا مطلب

تیری اوج حسن سے ہے پست جاہ آفتاب
کیا ہے وہ ناچیز تو ہے بادشاہ آفتاب

داغ پر اسکے ہوا جب اشتباہ آفتاب
خانۂ دل کو مین سمجھا جلوہ گاہ آفتاب

سیل ہستی کو ہے یون تا کے ہوے ہنگام حشر
جسطرح شبنم پہ پڑتی ہے نگاہ آفتاب

بندۂ بے زر ازل سے ہے جمال یار کا
دونون عالم آج تک تو ہین گواہ آفتاب

نور کا کیا ہی لباس اوس نوجوان کا ہوئیگا
جسنے پیر چرخ کو دی ہے کلاہ آفتاب

تفرقہ شام و سحر مین کس سبب سے پڑ گیا
ماہ سے موقوف ہے کیون رسم و راہ آفتاب

حشر تک بھی منھ نہین کرنے کا دنیا کی طرف
اک پری پیکر سے جھپکی ہے نگاہِ آفتاب

عاشقون کے نام سے جھک جاتے ہین آتش پرست
یہ ترے پروانے ہین وہ خیرخواہ آفتاب

غنچہ و گل کو جو تولتا ہی دن بھر دھوپ مین
کوئی پوچھے تو کیا ہی کیا گناہ آفتاب

حسن کی تو جان ہی معشوق معشوقون کا ہی
آفتاب ماہ نو ہے اور ماہِ آفتاب

رعب روی آتشین سے جب یہ روگردان ہوا
نور تیرا ہوگیا لیثیت و پناہ آفتاب

تو جو سرگردان اسے رکھتا ہی روبروے آسمان
بالا بالا یہ نہین جانے کی آہِ آفتاب

روشنی کس شی کی اسکین ہی جو ہون رو سفید
ماہ و پروین کا نہ رستا ہی نہ راہ آفتاب

چاہ بابل سکے اوس زہرہ جبین نے ای شرف
نام رکھا ہے ذقن کا اپنے چاہ آفتاب

باغ مین روتا ہون خون این گل دیگر شگفت
موسم گل مین جنون این گل دیگر شگفت

یون ہین تیری بزم ہی باغ و بہار ای پری
اوس پہ ہوا اکشت خون این گل دیگر شگفت

تازہ شگوفہ سوا آئی ہے فصل بہار
کھل گئے داغ جنون این گل دیگر شگفت

پریون نے دی دیکے دم قصہ بین لوائین میری
ہوگیا سودا فزون این گل دیگر شگفت

ہا نزاکت تیری بوسے کا دیکھا جو خواب
چہرہ ہوا نیلگون این گل دیگر شگفت

دلربا نازنین شکل پری نوجوان
ایسے پہ عاشق نہون این گل دیگر شگفت

زرد ہوے سیکڑون خاک مین صدہا ملے
پھول جو تھے لالہ گون این گل دیگر شگفت

بوی چمن شام تک کل مجھے خوش آئی تھی
آج مین صحرا مین ہون این گل دیگر شگفت

جان جہان روح من عشوہ کر و شوخ چشم
پیار نہ اوسکو کرون این گل دیگر شگفت

قیس تو ہی ہمنشین جوش جنون ہے تو ہو
اس سے جدا مین ہون این گل دیگر شگفت

غنچہ دہن گلبدن سرو سہی سبزہ رنگ
اوسکو شرف دل نہ دون این گل دیگر شگفت

اوسکے دیدار کی بھی ہے اگر کی صورت
ہوگی بیتابی مین کیا تاب نظر کی صورت

دل کی پھٹ پھٹ کے ہوئی ہے جو جگر کی صورت
غنچہ تھا ہوگیا کھل کر گل تر کی صورت

مرے خون مین جو نہا کر یہ کبھی نکھریگا — اک پری ہوگی ترے تیر کے پر کی صورت
اوسکے جاتے ہی نہ قالب مین رہا دم باقی — ہوگئی گور سے بد تر مرے گھر کی صورت
غنچے سے بھی دہن یار رسوا ہے خوشرو — خوبصورت ہی رگ گل سے کمر کی صورت
کیا تصور تھا رہی پیش نظر جیتے جی — سامنے سے نہ کبھی یار کے سر کی صورت
نظر آتی ہین دوئی مین مجھے دو تصویرین — دیکھون دل بھر کے ادہر کی کہ اودہر کی صورت
حسن کیا حسن ہے کیا نور ہے اللہ اللہ — غش کرے حور بھی دیکھے جو بشر کی صورت
ناتوانی مجھے بیدم ہی پڑا رہنے دے — سانس آئیگی تو اوڑ جاونگا پر کی صورت
یار کا مانی نے مرقع کے جو نقشہ کھینچا — ہوش گم ہوگئے نکلی نہ کمر کی صورت
جلوہ گر چار طرف ہی تری تصویر اے یار — دل کسے نذر دون دیکھون کدہر کی صورت
خط یہان سے کوئی پہونچا نہ وہان سے آیا — آرزو رہگئی نکلی نہ خبر کی صورت
اوسکے ابرو ہین اگر تیغ دو دم کی تصویر — سرفروشون کا جگر بھی ہے سپر کی صورت
کرلیا اسلیے سامان عدم پہلے سے — دفعتہ ہوتی نہ اسباب سفر کی صورت
شکل وہ پائی کہ محبوب خدا کہلایا — خود مدولت کو پسند آئی بشر کی صورت
غم مین پروانون کے یہ حال ہوا گھل گھل کر — ہمسے دیکھی نہ گئی شمع سحر کی صورت
کس مسیحا نے یہ لکھا ہے مرقع نسخہ — ہر دوا مین نظر آتی ہے اثر کی صورت
تری رحمت سے ہوا باغ ارم کی تصویر — نور کی ہوگئی مدفن مین بشر کی صورت

یاد گیسو مین شرف نالہ سوزان جو کیا
ہڈیان ہوگئین جل جل کے اگر کی صورت

خلعت فاخرہ دونگا اوسی جاگیر سمیت — نامہ بر یار کا آئیگا جو تحریر سمیت
جو میرے حق مین وہ چاہیگا وہی ہوویگا — اوسنے قابو مین کیا ہی مجھے تقدیر سمیت
اوس شہ حسن کو ہم دیکھتے ہین رویا مین — عرضیان لکھتے ہین یوسف ہمین تعبیر سمیت
لیلی و قیس کو اوسنے جو کسی نے پوچھا — اپنی تصویر دکھا دے مری تصویر سمیت
داد دیجائیگی شاید کسی پروانے کی — شمع محفل مین طلب ہوتی ہے گلگیر سمیت

جان دیگر ترے دیوانے کا زیور اوترا | بیڑیان آج بڑھائی گیئن زنجیر سمیت

خون ناحق کا سبب اس سے خدا پوچھے گا | سر طلب ہوگا ہمارا تری شمشیر سمیت

تیری حسرت مین فرستادہ تجھکر تیرا | دلمین پیکان کو دیتا ہون جگہ تیر سمیت

اوسکی رحمت نے نوازا جو گنہگارون کو | باغ جنت کی معافی ہوئی تقصیر سمیت

دوڑ بھجوائی ہے صیاد پر اوس گلرونے | حکم ہے جلد اوسے حاضر کرو نخچیر سمیت

خاک ملجائے اگر اوسکے در دولت کی | کیمیا کو مین نپھاور کرون اکسیر سمیت

ناحق وحق کی اگر بحث خدا پوچھے گا | عاجزی اپنی کہون کا تری تقریر سمیت

یار دیوانہ ہشیار مجھے سمجھا ہے | بدّھی پھولون کی جو بھجوائی ہو زنجیر سمیت

لاکھ حکمت کی مگر یار پری تا بہ ہوا | عقل آرائی دھری رہگئی تدبیر سمیت

مین نے اس پاس سے قاتل کی چھری کو دیکھا | غیبت ذبح بھلا دی اوسی تکبیر سمیت

تم مجھے لکھتے ہو کیا مین تمھین کیا لکھتا ہون | اپنی تحریر کو دیکھو مری تحریر سمیت

تنگ ہے زندان مین تنگ آکے ترے قیدی نے | کاٹ ڈالا ہے گلا طوق گلوگیر سمیت

درد دوری نے کیا میری دوا کو بیکار | بے اثر ہو کے تھکی آئی تھی تاثیر سمیت

خال خط مصحف رخ کا جو بیان کرتا ہون | حفظ کرتا ہون مین قرآن کو تفسیر سمیت

سجدہ ترا جو مرے کے چومونگا تری ابرو کو | تجھکو قبضے مین کرونگا تری شمشیر سمیت

باب زندان کی حقیقت نہ شرف زنجانی | قفل کو پھینک دیا توڑ کے زنجیر سمیت

ہو رہے ہین زخم دل صد چاک زخم تن سمیت | گل گریبان پھاڑتے ہین باغ مین دامن سمیت

کاجل آنکھون مین دیا اوس شوخ نے مسی ملی | آج تو نرگس کو لوٹا یار نے سوسن سمیت

ذبح کر اچھی طرح سے ہے نجات مجھکو نہ چھوڑ | سیری شہرگ کاٹ دے میری رگ گردن سمیت

عشقبازون پر ہوا ہے ساحرون کا شک انہین | نام جپنے والے پکڑے جاتے ہین سمرن سمیت

کس ستم کی تیغ تھی وہ کس غضب کا کاٹ تھا | پیکر مرحب کو دو ٹکڑے کیا جوشن سمیت

اے فرشتو مین نہ چھوڑونگا ریاست ہی مگر | لیچلو فردوس مین مجھکو مرے مدفن سمیت

بجھ گیا دل جب چراغ نوجوانی گل ہوا
منہ پہ چھائی مردنی رنگ اوڑ گیا روغن سمیت

پلکیں تکنے میں چھٹتا ہوں ہاتھ سے صیاد کے
آنکھ میں ڈورا ابھی موجود ہے سوزن سمیت

لے چل اے بخت رسا آرام گاہ یار میں
دولت دیدار اوسکی لوٹ لوں جوبن سمیت

میں شہید بیگنہ ہوں ہے یہی میرا کفن
دفن کر دو مجھکو خون آلودہ پیراہن سمیت

تیر مارا ہو تو اسکے زخم میں بھر دو اوگال
بند کرتے جاؤ خون دل مرا روزن سمیت

دم خفا ہے زندگی سے اشتیاق زلف میں
دفن کر دے کوئی جیتے جی مجھے الجھن سمیت

لالہ و گل کو جلاتے ہیں جو میرا بس چلے
گلخن افروزوں کو پھکوا دوں ابھی گلخن سمیت

تنگ وحشت ہو تمہیں زیبا نہیں ہے اے شرف
پیرہن پھیکو گریبان پھاڑ کر دامن سمیت

پروانوں میں تڑپتے رہے ہم تمام رات
بیتابی نے نہ لینے دیا دم تمام رات

رقت نے دی نجات نہ اک دم تمام رات
رومال آنسوؤں سے رہا نم تمام رات

دھڑکن رہی ہے شب کو جو پیہم تمام رات
دل نے مرے کیا ہے یہ ماتم تمام رات

کس وقت اوسنے جاکے کرے کوئی عرض حال
نا خوش وہ دن کو رہتے ہیں برہم تمام رات

تا صبح شمع بزم کے آنسو بہا کیے
پروانوں کو جلا کے کیا غم تمام رات

کل سے زوال حسن ہے اے پود ہو کے چاند
مہمان ہے یہ نور کا عالم تمام رات

اک دشت میں بٹھا کے ہمارے غبار کو
کیا کیا لپیٹ کر روئی ہے شبنم تمام رات

یوں ایتو رات کٹتی ہے تیرے مریض کی
اوٹھ اوٹھ کے لوگ دیکھتے ہیں دم تمام رات

ہوتا ہے شب کو ذوق ذقن میں جو اضطراب
کرنے کو ڈھونڈھتا ہوں میں زمزم تمام رات

دن بھر وہاں تو عید ہے شب بھر شب برات
غم شام تک یہاں ہے محرم تمام رات

باہر نہ نکلے آج کوئی ہوگا قتل عام
دیکھا ہے اوسنے تیغ کا دم خم تمام رات

اے یار تیرے ذوق میں شب زندہ دار نے
لوٹا ہے کیا مذاق کا عالم تمام رات

شمعیں بھی جھلملاتی ہیں پروانے مر چکے
ہوتی ہے بزم درہم و برہم تمام رات

گھیرا ہے جب سے آکے ہمیں درد یاس نے
بیتاب دن کو رہتے ہیں بیدم تمام رات

دن بھر جہان مین خاک اوڑاتی ہی کیون صبا
روتی ہے کسکے واسطے شبنم تمام رات

زخمی کیا ہے تمنے ہمین دن بھر اسقدر
مہلت نہو نگا دو مرہم تمام رات

حسرت ہی سو بھی جاؤن جو شب کو توا ی مسیح
دہونڈھے نکل نکل کے تجھے دم تمام رات

لو دوسری سحر ہوئی درد جدائی کو
دن بھر نہ کل تھا نہ ہوا کم تمام رات

سمجھا بھی اے شرف کوئی بے خانمان نہین
دن بھر تو دھوپ پڑتی ہے شبنم تمام رات

یہان پھول سونگھنے کو نہین باغبان نہ لوٹ
برسون کا ہے ریاض مرا آشیان نہ لوٹ

غارتگری گلشن عالم سے درگذر
زندہ چمن یہ ہی اسے تو اے خزان نہ لوٹ

رہزن کہین کے لوگ دو رستے مین دلکو چھین
لے چل کے گھر یہ لوٹ لے ظالم یہان نہ لوٹ

خود جان بلب ہون اپنی کھلا ای غم فراق
ظالم رہی سہی مری تاب و توان نہ لوٹ

پژمردہ اے خزان گل شاداب کو نہ کر
اے موت لطف زندگی نوجوان نہ لوٹ

پھر خدا مسیح کو پوشیدہ اب نہ رکھ
بیمارون کی حیات کو اے آسمان نہ لوٹ

چکھ چکھ کے چاشنی محبت نہ ہونٹ چاٹ
ہی زہر اس ہوس کا مزا اے زبان نہ لوٹ

تدبیر عشقبازون کی بربادی کی نہ کر
لتہ یہ لٹا ہوا اب کاروان نہ لوٹ

ناآشنا نہو نہ کلیجا نکال لے
اے جانجان بلا کے مجھے میہمان نہ لوٹ

جانے دے قصر یار مین مجھکو نہ روک ٹوک
دولت مری رسائی کی اے پاسبان نہ لوٹ

اتنا نہ بر خلاف ہو للہ رحم کر
اے انقلاب حشر بہار جہان نہ لوٹ

اے گردش زمانہ نہ عشاق کو مٹا
یوسف کی ہی تلاش مین یہ کاروان نہ لوٹ

تاراجیون سے ہوگا تلاطم جہان مین
مرضی تمہاری ہوگی تو ہوگی کہان نہ لوٹ

اے یاس حوصلہ نہ مرے دل کا توڑ
مظلوم دردمند ہے بے خانمان نہ لوٹ

دل چھین چکا شرف کا بس آنکھین نہ اب نکال
اتنا بھی آدمی کو دم امتحان نہ لوٹ

دے رہی ہو سب مجھے ایذا و تکبیر عبث
کام جلدی کا یہ ہی کرتے ہو تاخیر عبث

مجھسے دیوانے کو پہناتے ہو زنجیر عبث — واجب الرحم ہون تم دیتے ہو تعزیر عبث

ہون مین بیجرم کبھی خط بھی نہین پڑہنے کا — رگڑے جاتے ہو گلے پر مرے شمشیر عبث

مشکل آسان کوئی دم مین ہوئی جاتی ہے — پھڑپھڑاتا ہے چھری دیکھ کے نخچیر عبث

اوڑگئی روح مری تاک رہے ہو کسکو — مرگیا سہم کے مین چھوڑتے ہو تیر عبث

شربت وصل کی ہوگی نہ حلاوت ممکن — خلط مبحث مین پڑے ہین شکر و شیر عبث

ہوش اوڑجائینگے صیاد جو آجائیگا — ناز پرواز یہ کرتے ہین عصافیر عبث

دلمین پیوست ہی لپٹی ہو رگ جان اسکی — تمسے کھینچنے کا نہین کھینچتے ہو تیر عبث

واجب القتل کسی طرح نہین ہو سکتا — دل دیا ہے تمہین ٹھہراتے ہو تقصیر عبث

مرکے بھی ہوگی نہ اے یار رسائی اوس تک — بن پڑیگی نہ تمہین کرتے ہو تدبیر عبث

پھاڑکر نامہ جو قاصد کے اوڑائے پرزے — ایسے بیرحم کو ہی شوق کی تحریر عبث

موسم گل کے بہت روز ابھی باقی ہین — تنگ کرتا ہی ابھی طوق گلوگیر عبث

گرد اوسکی در دولت کی نہ ممکن ہوگی — خاک اوڑاتے ہین جو ہوس اکسیر عبث

پنڈلیان سوجی ہین کڑیان ہین گونمین پیوست — پاؤن کٹجائینگے کٹواتے ہو زنجیر عبث

حوصلہ دل کا نکالو بجھے جو رنگ کرو — برق دم کھینچ کے رہجاتے ہو شمشیر عبث

اب کہان عالم رویا ہین جسے دیکھا تھا
اے شرف کرتے ہو تم حسرت تعبیر عبث

لٹا ہے باغ گل و لالہ زار کے باعث — چمن پہ آئی یہ آفت بہار کے باعث

جدہر نگاہ کی آئی پری سی شکل نظر — یہ ذوق شوق بڑھا عشق یار کے باعث

بھلا ہوا کہ احبا مین کی قضا مین نے — جنازہ اوٹھ گیا دنیا سے چار کے باعث

بسورے دیتے ہین غنچے پڑا ہی سناٹا — چہل پہل تھی چمن مین ہزار کے باعث

کیا تمہین قدر انداز بلبل دل سے نے — ہوئی تمہاری نمائش شکار کے باعث

سمجھائی بھی نہین دنیا اولٹ گئین آنکھین — ہوا یہ روگ ترے انتظار کے باعث

فرشتے آئے تھے ہنگامہ کرکے تربت مین — چھٹا مین رحمت پروردگار کے باعث

کوئی نہ مرنے کو آتا نہ تجھپہ بندھتا
یہ طمطراق ہی مجھ جان نثار کے باعث

خزان کا ہول نہ ہوتا گلون کو اے صرصر
یہ تھلکا ہے ترے انتشار کے باعث

وہی زمین یہ ہی جسمین ہُو کا عالم تھا
بہشت ہوگئی میرے مزار کے باعث

بنا چکے جو وہ قدرت سے گلشن ایجاد
ہوا طلسم یہ نقش و نگار کے باعث

قریب پردے کے پہونچا ملی مجھے معراج
بڑھی یہ قدر مری اعتبار کے باعث

ہماری خاک جنون خیز ہے شریک اسمین
بگولے اوڑتے ہین اپنے غبار کے باعث

اوس آفتاب نے دی ہی جگہ جو پہلو مین
شرف ہوا یہ شرف انکسار کے باعث

کھا لینگے زہر تو جو نہ آئیگا یار آج
بس اور شام تک ہی ترا انتظار آج

گلشن مین دیکھنے تجھے آئیگا یار آج
کھلتے ہین تیرے پھول عروس بہار آج

بیتاب ہون کرونگا مین دل بھر کے پیار آج
باہین گلے مین ڈال کے لپٹونگا یار آج

ہوتے ہین عشقباز شہادت سے سرفراز
پہنتے ہین سرفروشون کو زخمون کی ہار آج

شاید جہان سے لالہ و گل کوچ کر گئے
آئی نہین چمن سے نسیم بہار آج

کیون مجھ قریب مرگ کو آتی ہین ہچکیان
کرتا ہے یاد کیا مجھے پروردگار آج

اس انقلاب دہر سے عبرت ہی چاہیے
کل بادشہ تھے ہوگئے مشت غبار آج

برسا تھا جنکے باغ مین گل جھوم جھوم کر
روتا ہی اونکی قبر پر ابر بہار آج

شب کو شگفتہ دل تھے سویرے ہوئی شہید
کل پھول تھے گلاب کے ہین لالہ زار آج

اے دل خدنگ ناز سے تجھکو اوڑائینگے
تاکا تھا گل جنھین وہ کرینگے شکار آج

در کی طرف نگاہ ہے آنکھون مین روح ہی
کس زور شور پر ہے ترا انتظار آج

کل تک تو لوگ رو کے چلے جاتے تھے یہین
تمنے ہلا دیا ہے ہمارا مزار آج

اوجھن ہی یاد زلف مین گل سے بڑھی ہوئی
دم گھٹ رہا ہے روح کو ہے انتشار آج

محشر ہے اوٹھ رہے ہین دھوئین آسمان کے
صحرا سے اوٹھ رہا ہے ہمارا غبار آج

خونرنگ ہی شفق سے سوا آسمان پر
کس باغ سے اوٹھا ہی ہمارا غبار آج

کل تک تو تھا طواف شرف قصر یار کا
پہر پہر کے گرد ہونگے ہم اوسکے مزار کج

کردار عاشقی کا اگر ہے مآل رنج
کاہے کو ہونے دیگا کسیکو بحال رنج

دونا ہوا اوس بہار سے داغ اس بہار کا
ہر اگلے سال سے بہی سوا اگلی سال رنج

کہتا حنا کے ساتھ انہین لیجا کے پیس ڈال
کرتا دل و جگر کا جو مجھسے سوال رنج

نازک مزاج ہو نہین رگڑوا نہ ایڑیان
تڑپا نہ مجھکو جلد مجھے مار ڈال رنج

بیدم ہی کردے یا غم ہجران سے دی نجات
جھگڑا نہ طول ہو جو کرے انفصال رنج

دل کو ہمارے گلشن ایجاد مین لوٹ
سیرانی ہین نہ دے ہمین اے نونہال رنج

بیتاب ہوکے ہجر مین کہا جاونگا جو زہر
اتنا کہونگا اونکو بہی ہوگا کمال رنج

پہلوے گل کے واسطے تڑپین کے باغ مین
صیاد کی طرح سے کریگا حلال رنج

یارو کرو معاف ہمارا کہا سنا
دل مین نہ رکھو ہمسے دم انتقال رنج

باغ ارم مین بہی مرے دل کو نہین قرار
رہ رہ کے دے رہا ہے تمہارا خیال رنج

دل مین جگہ جو دی ہے غم ہجر کو شرف
لخت جگر کھلا او سے اور جان پال رنج

خونریزیون کو چھوڑ دے جلاد کسطرح
توبہ کرے شکار سے صیاد کسطرح

دھیان اوسکا ہوگا سیر و تماشائے حشر مین
ایدل مری سنیگا وہ فریاد کسطرح

کیونکر ہوا جہان مین رواج انقلاب کا
دنیا کی بستیان ہوئین برباد کسطرح

کنج لحد سے ہوتی ہے کس روز مخلصی
اس قید کی گذرتی ہے میعاد کسطرح

ایجاد ہے یہ کونسے رنگین مزاج کا
گل کی ہوئی ہے خاک سے بنیاد کسطرح

مانا کہ تونے کھینچ دی تصویر یار کی
روح اسمین تجھسے آئیگی بہزاد کسطرح

ایدل جھلک جہرہ کے سوا اوسنے دکھا تو دی
معشوق اور کرتے ہین امداد کسطرح

کیونکر بحال کیجیے دل کس سے پوچھیے
اوجڑے ہوئے کو کرتے ہین آباد کسطرح

اک بھید ہے جو قید ہون یہ اوسکے مین گر پڑا
پوچھو نہ کچھ پڑی ہے یہ افتاد کسطرح

کیون چوکے وہ جو آئے دل اوسکی گرفت مین
بلبل لے تو چھوڑ دے صیاد کسطرح

تونے کیا ہے قید جو قالب مین روح کو
اتنا بتا دو گذریگی بیداد کسطرح

زیر زمین جو شہر خموشان مین قید ہین
بندہ نواز ہونگے یہ آزاد کسطرح

کیا دل مین آگئی جو عدالت پر آگئے
سننے لگے غریبون کی فریاد کسطرح

جھنجھلا کے بولے وہ کبھی مین نے جو ہنس دیا
ناشاد و نامراد ہوا شاد کسطرح

سنتا نہین وہ شوخ کسی مستغیث کی
فریاد ہے ملیگی مری داد کسطرح

تقریب کسنے کی شرف اوس شاہ حسن سے
کسطرح پہونچے اوسنے کیا یاد کسطرح

ہوا لحد مین بھی ہمکو فروغ گھر کی طرح
جگر کے داغ نے کی روشنی قمر کی طرح

پڑا وہ پھیر محبت کا کوے جانان مین
تمام عمر مسافت رہی سفر کی طرح

یہ جلد جائے کہ یارب جنون کی ہوش اڑین
ہوا ابھی چل نہ سکے میری نامہ بر کی طرح

تزک عروس بہاری کا جاکے دیکھ آئے
نہین ہے جاہ و حشم تیرے کر و فر کی طرح

بہانہ کرکے جو تم تڑکے تڑکے جاتے ہو
رلاؤ گے مجھے دن بھر یہی رات بھر کی طرح

خدا نے سلطنت حسن دی ہے نام کرو
لٹاؤ دولت دیدار مال و زر کی طرح

کہونگا مین یہی تو چاہے ذبح کر ڈالے
چھری بھی پھیرتی ہوگی تری نظر کی طرح

اسے بہار سے پہونچا ہے کہ لسا صدمہ
پھٹا جو ہے دل غنچہ مرے جگر کی طرح

ہزار زلف کو لیلی نے اپنے لٹکایا
نہ بل کیا نہ وہ لچکی تری کمر کی طرح

یہ محو ہوگئے ہم قصر یار مین جا کر
کھڑے ہی رہگئے اک جا ستون در کی طرح

کہا جو مین نے کہ صدقے کرو مجھے تو کہا
نہ جالو زہنو باتین کرو بشر کی طرح

یہ بھیڑ ہوگی قیامت مین ہم نہ مانین گے
وہان بھی ہوگا نہ حشر اوسکی رہگذر کی طرح

چلی جو باد خزانی گلون کی پنکھڑیان
چمن سے اوڑنے لگین میری مشت پر کی طرح

روانہ ہونے کو گھبرا کے یار اوٹھ بیٹھا
فغان جو کی دل شوریدہ نے گجر کی طرح

مہم عشق مین دیکھی ہماری جانبازی
جگر یہ آپ کی شمشیر کی سپر کی طرح

جو مرتے دم کوئی پڑھ دیتا سورۂ یوسف
تو دل لگا کے مین سنتا تری خبر کی طرح

شب وصال مین کیا تم پہ اے شرف گذری
پھٹا ہوا ہے گریبان کیون سحر کی طرح

غم نے گھلا دیا ہے مجھے آزار کی طرح
مایوس زندگی سے ہون بیمار کی طرح

تیر نگاہ توڑ چکا تھا دل و جگر
آئینہ آڑ سے آگیا دیوار کی طرح

کیونکر کلام بلبل ناشاد سے کرین
غنچون کے لب تو بند ہین منقار کی طرح

کیا کیا گلون کی پنکھڑیان خاک مین ملین
بکھرین نہ تیری لٹ پٹی دستار کی طرح

بوسہ جو ہنستے اونکی سروہی کا لے لیا
ٹیڑھے ہوئے وہ ابروی خمدار کی طرح

تاکا ہے آکے کونسے صیاد نے سے
دل کیون پھڑک رہا ہے گرفتار کی طرح

پہونچے ہین جان بیچ کے محفل مین یار کی
سودائیون کی بھیڑ ہے بازار کی طرح

بیتاب ہو کے اونسے جو لپٹے تو بولے وہ
گھبرا نہ جاؤ پیار کرو پیار کی طرح

ڈالین ہین تیغ یار نے زخمون کی بدھیان
کیا کیا گلے پڑی ہین مرے ہار کی طرح

لینا ہے دل جو مول تو پھر گھڑکیان نہ دو
قیمت کرو چکاؤ خریدار کی طرح

اے دل بتا تو عارضہ ہے تجھکو کونسا
ہر دم کراہتا ہے جو بیمار کی طرح

رہ رہ گئی ہمیشہ سر اپنا پٹک کے برق
چمکی نہ دیکھی یار کی تلوار کی طرح

شب کو جو ہم اونسے اپنی کہانی کہا کیے
جاگا کیے وہ طالع بیدار کی طرح

اے بیوفا بلا لے شرف کو بھی بزم مین
باہر کھڑے ہوئے ہین گنہگار کی طرح

کیا کرون بیتاب بجلی ہے جو بسمل کی طرح
اوس سے بھی تڑپا نہ جائیگا مرے دل کیطرح

عشق مین ہستی نہین کچھ دین و دنیا کی خبر
خود غلط ہشیار ہو جاتے ہین غافل کیطرح

جب سے تم چپ ہو رہے ہو سنکے بوسے کا سوال
یاس کی عالم مین ہون مایوس سائل کیطرح

کیا رسائی کی ہے میرے اشک کے سیلاب نے
زیر قصر یار حد کرلی ہے ساحل کیطرح

کوی جانان دور ہے بیٹھو اوٹھو دم لو چلو
طے کرو منزل کو رفتہ رفتہ منزل کی طرح

رحم دل جسکو سمجھ کر درد دل کہتا ہون مین
وائے قسمت وہ غضب ہوتا ہی قاتل کیطرح

تو سہی تسسے بڑہاؤن اسقدر کا اتحاد
اپنے پہلو مین جگہ دینے لگو دل کی طرح

ضعف کے مارے مری اب آنکھ کُھل سکتی نہین
ہوش مین بیخود پڑا رہتا ہون غافل کیطرح

بادشاہ حسن تم ہو اور فریادی ہون مین
ایک دن تو دادکو پہونچا و عادل کی طرح

کی گلون نے انجمن اپنی ہزار آراستہ
ہو سکے باہم نہ غنچے تیری محفل کی طرح

حسرت لیلا نہ لیلا پر بھی ظاہر ہو سکی
پردہ پوشی کی دل مجنون نے محمل کی طرح

دم نہ لینے دیگی دم بھر بھی کہین راہ وفا
مار ڈالیگی تھکا کر پہلی منزل کی طرح

دیکھکر اوسکی لپک بجلی تڑپ کر گر پڑی
کیا چمکتی وہ بھلا شمشیر قاتل کی طرح

کو نسے سفاک نے ایدا کیا ہے نیمجان
کسنے یہ تجھپر چھری پھیری ہے بسمل کیطرح

یاس کے عالم مین ہی دل کے سویدا کا یہ حال
اے شرف حسرت زدہ ہی چشم بسمل کی طرح

عرش کا تارا ہوا مہر درخشان کی طرح
قدسیون نے بھی نہ پایا اوج انسان کی طرح

تا قیامت جب مرا روز شہادت آئیگا
سنگریزے سرخ ہو جائینگے مرجان کی طرح

جب جتایا عشق مجنون سے تو لیلی نے کہا
قیس دیوانہ نہو باتین کر انسان کی طرح

اسقدر دلمین ہمارے حسرتین کشتہ ہوئین
ہو کا عالم ہو گیا گور غریبان کی طرح

جب قدم رکھا ہی مین نے بعدیاسے عشق پر
لے اوڑا ہی مجھکو اورنگ سلیمان کیطرح

دلمین ہوگا خانہ باغ اوسمین ہزارون ہونگے داغ
یہ وہ غنچہ ہے جو پھولے گا گلستان کی طرح

اے پری وہ دیکھکے جنون ترے تصویر کی
رہگئی حسرت مین نرگس چشم حیران کی طرح

اے سحر صدمہ ہی کسکے وصل کی شب کا تجھے
کیون گریبان چاک ہی تیرے گریبان کیطرح

تیری حسرت نے ہمین دنیا سے بھی رخصت کیا
رہ چلے کچھ دن یہان بھی آگے مہمان کیطرح

کیا خدا داد آدمیت اوس پری پیکر مین ہی
اکتسب کرتا ہی ہوا خواہون کو انسان کی طرح

کسکے غم مین نرگس شہلا کی آنکھین پھر گئین
کیون یہ ہی حسرت زدہ بیمار ہجران کی طرح

باغ عالم مین وہ ریحان تنہا ہون شرف

زلف پیچیدہ ہی جسپر عشق پیچان کی طرح

تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے ہجر یار مین روح
کوئی گھڑی کی ہے مہمان جسم زار مین روح

ادا و ناز یہ جاتی ہے جان پریون کی
خدا نے حور کی ڈالی ہے جسم یار مین روح

جگا جگا کے نکیرین خاک اوڑانے لگے
نہ آئی گور مین بھی مجھ نحیف و زار مین روح

تصور گل رخسار مین اجل آئی
نکل گئی میرے قالب سے کس بہار مین روح

ہوا کے جھونکے طمانچے اجل کے مجھکو ہوئے
خزان رسیدہ ہوئی موسم بہار مین روح

چمن دکھا سے صبا واب یہ بیدم ہے
گلون کو سونگھ کے آجائیگی ہزار مین روح

بگولہ ڈھونڈھتی ہے اپنے جسم حنا کی کا
بھٹکتی پھرتی ہی ایک ایک کے غبار مین روح

پھکائیگی طپش عشق خانۂ دل کو
دھوین کیطرح نکل جائیگی بخار مین روح

جلائے لاکھ مسیحا تمہارے کشتے کو
کبھی جو عود کرے جسم جان نثار مین روح

دھوان جگر سے جو ہر سانس مین نکلتا ہے
سُلگ رہی ہی مری عشق زلف یار مین روح

شب فراق مین روکون کسی کسی دم و دن
نہ میرا دل یہ ہے قابو نہ اختیار مین روح

چمن کی سیر ہوئی خاتمہ سحر گلرو مین
نہ باغ باغ ہوئی موسم بہار مین روح

شرف مین یار کے آئینے مین جنم لیتا
دکھاتا صورت اگر ہوتی اختیار مین روح

دم مسیحا جسکا بھرتے ہین مری جان ہی وہ شوخ
مین نے چاہا ہی جسے محبوب یزدان ہی وہ شوخ

حسن قدرت عالم ایجاد مین ہے وہ نگار
جسکی خوشبو ہی خدائی وہ گلستان ہی وہ شوخ

جشن ہی خود بینیان ہین خلوت آئینہ سے
تخلیہ ہے اپنی ہمصورت کا مہمان ہی وہ شوخ

ایسی صورت ہی کہ محبوب الٰہی ہے خطاب
التس کرتا ہے خدا جس سے وہ انسان ہی وہ شوخ

جلوہ فرما دلمین کوئی اور ہو سکتا نہین
صاحب خانہ ہے خود ہی خود ہی مہمان ہے وہ شوخ

سب حسینان جہان یدل اوسپر کرتے ہین پیار
کم سنی سے اوسکی ثابت ہی پرایمان ہی وہ شوخ

مردون مین ناز مسیحائی سے جانئین آئینگی
جلوہ فرما جانب گور غریبان وہ ہی شوخ

واہ ری تقریر اوسکی واہ رے حسن کلام
ہوگیا قرآن ناطق وہ سخندان ہی وہ شوخ

جب بگڑتا ہے کسی سے پھر لگی رکھتا نہین — معرکہ آرائی مین شمشیر عریان ہے وہ شوخ

کہتے ہین اے پری‌زاد اپنی جانون کو تمام — روح ہی بلقیس کی جان سلیمان ہی وہ شوخ

حسن و خوبی وہ ہے یوسف ہین اک ادنی غلام — تاج بخش مصر و شاہنشاہ کنعان ہی وہ شوخ

کیا عجب ہی وصل کی شب مین جو شادی مرگ ہون
ای شرف مین صاحب خانہ ہون مہمان ہی وہ شوخ

ہی قدرتی جلوس عروس بہار سرخ — کوسون جلو مین گل ہین ہزاران ہزار سرخ

عالم سے زرد ہو کے اوڑا ہے گلون کا رنگ — غصے سے جب ہوا ہی کبھی روے یار سرخ

اتنی مری شہیدون مین اوسنے نمود کی — معمار سے کہا کہ بنا دے مزار سرخ

داد اپنے خون کی ہے خدا سے یہ مانگتا — یارو شفق نہین ہے مرا ہی غبار سرخ

سینچی اگر نہ یہ ترے کشتون کے خون سے — ہوتا کبھی نہ رنگ حنا نہ بہار سرخ

نہلاؤ گے لہو مین تو شرم سے ملون گا منھ — رخسار مین کرونگا تمہین کرکے پیار سرخ

گلرو بھڑک گئے لب سوفار پر ترے — ایسا ہوا یہ چاٹ کے خون شکار سرخ

ہم وہ شہید ہین کہ جب آتا ہی روز قتل — ہوتا ہے خود بخود یہ ہمارا مزار سرخ

رنگین مزاج سٹ کے ہی لاتے ہین ایک رنگ — مرجھا کے بھی تو ہوتے ہین پھولون کے ہار سرخ

آنکھون سے میری ہین جو گل لالہ گون خجل — رکھتا ہے کس پری کا انہین انتظار سرخ

شوخی دہان یار کی اوسکو کہان نصیب — لعل یمن تو سنگ ہی ہووے ہزار سرخ

کس سینے پر پڑا ہی جو کوڑی کا ہو گیا — کس کے لہو مین تمنے کیا ہے کٹار سرخ

غصہ یہ آرہا ہے تمہین کس غریب پر — ہوتا ہی رنگ چہرے کا کیون بار بار سرخ

ترٹپو نہ اے شرف در دندان یار پر
اس سے تو ہیرا پیس کے کھا جاؤ چار سرخ

کسقدر تونے کیا ہی اسے قاتل گستاخ — ہوگیا شوق اجل سے جو مرا دل گستاخ

ہی یہ پیشانی ہم دوش سے مرا دل گستاخ — یا کہ ہے شمع سے پروانہ محفل گستاخ

گر دیکھ بھر کے اوڑائیگا لہو کی چھینٹین — تمنے پھیری ہی چھری ہوگا یہ بسمل گستاخ

لن ترانی کوئی مشتاق نہین سننے کا
حا سجان رعب مین آئیگا بمشکل گستاخ

قبر رہ کے لپٹتی ہے ترے کشتے سے
ناز بردار رسائی سے ہو منزل گستاخ

دلبرون کو جو دل چاہنے والون نے دیا
حق پرستون سے ہوا فرقہ باطل گستاخ

گھونٹتا ہے کوئی دم کوئی دل اولجھاتا ہے
مجھ گرفتار سے ہین طوق و سلاسل گستاخ

نقش جب لکھ کے ترا نام چبا کرتے ہین
تیرے طالب ہین اب ایسے ہوے عامل گستاخ

بارہا جاکے لپٹ جاتا ہے اوسکے دل سے
پہلوے یار سے ایسا ہے مرا دل گستاخ

مرکے ای قیس کریگی تری مٹی بھی عزیز
تجھسے ہو جائیگی جب لیلی محمل گستاخ

ناز بردار ہی سے ناز کیا جاتا ہے
جاننے والے سے ہوتا ہے وہ جاہل گستاخ

دیکھ لیگا تمہین آئیگا جو مجھسا بیتاب
پردہ اولٹیگا جو ہوگا کوئی نازل گستاخ

لپٹے ہی جاتے ہین یہ مانگ کر بوسہ ہر بار
کسقدر تجھسے ہوئے ہین ترے سائل گستاخ

عشقبازون ہی کے دل کو وہ دکھا دیتے ہین
قدردانون سے ہوا کرتے ہین عاقل گستاخ

لپٹے رہتے ہین وہ انصاف کی امید مین سب
دادخواہون کو شرف کرتی ہے عادل گستاخ

قفس مین جان سے دق ہوگئی ناتوان صیاد
چمن سے لائی ہے مجھکو قضا یہان صیاد

جہان مین کہنے کو اوس گل کی داستان صیاد
ہزار شکر کہ گویا ہوئی زبان صیاد

وہانکی خاک سے پیدا ہزارون گل ہونگے
جہان مین ذبح کریگا مجھے جہان صیاد

ہزار مردہ دلون مین ہون پر وہ بلبل ہون
قفس بناؤن تو پڑجاے اوسمین جان صیاد

مرا دماغ بسا ہے قفس معطر ہے
مہک رہی ہے یہ کس گل کی بو یہان صیاد

رہیگا شوق انہین سے ہون شکار بلبل کا
کہ باغبان ابھی کم سن ہے نوجوان صیاد

جگر مین درد اوٹھا ہے دکھا کے دل میرا
کراہتا ہے جو رہ کے باغبان صیاد

یہ کس نحیف کی خاطر قفس بناتا ہے
لگا رہا ہے جو مجنون کے استخوان صیاد

دہن مین قفل خموشی ہر دم لبون پر ہے
زبان بند ہے اب پیچھے کہان صیاد

کہان سے لاؤن وہ نہین ڈھونڈھتا ہے دل جنکو
نہ وہ مکین یہان ہین نہ وہ مکان صیاد

کریگا میری طرح کیا کوئی خوش الحانی
مری تو گھٹی مین بلبل کی ہے زبان صیاد

بسی ہوئی ہے وہ بو مجھ مین غنچہ و گل کی
کہ ہو رہا ہے معطر ترا مکان صیاد

کسی طرف کو تم اے ہمصفیرو اوڑ جاؤ
کریگا آکے مرا آج امتحان صیاد

نہ تاب لائیگا سننے کی دل پکڑ لے گا
کہونگا آج وہ یہ درد داستان صیاد

وہ لطف گوشہ نشینی کا ہمین اوٹھا ہے
ترے قفس نے بھلایا ہے آشیان صیاد

گلون کو سونگھ چکے رہ چکے گلستان مین
قفس مین چند نفس اب ہین میہمان صیاد

خدا کے فضل سے ہین اوس چمن کا بلبل ہو
کہ باغبان ہے ہوا خواہ قدردان صیاد

قفس مین کونسی صورت ہے جی بہلانے کی
نہ ہمصفیر ہے کوئی نہ بوستان صیاد

اوڑا سکے خاک زمین دام مین جو پھنس جاوے
حلال ہون تو لہو روئے آسمان صیاد

ترے مکان مین اسیرون کا اژدہام جو تھا
ہوا کدہر کو روانہ وہ کاروان صیاد

گلے سے مجھکو لگا کے دئے ہمصفیرون کو
مرے قفس مین یہ آئے ہین میہمان صیاد

الٰہی آندھی وہ آئے ہماری آہون کی
کہ مارے ہول کے دینے لگے اذان صیاد

اشرف سے پوچھ لے سد تنکے چنتا ہون
بنا رہا ہے ہوت مین بلبل کا آشیان صیاد

عذر مرنے مین کرین کیا خط تقدیر کے بعد
بات جاتی رہے پھر جائین جو تحریر کے بعد

دل بھر آئے جو ترا عاشق دلگیر کے بعد
روئیو جان جہان دفن کی تدبیر کے بعد

آپ مین آئے نہ ہم جامے سے باہر ہو کر
گھر مین رکھا نہ قدم خانۂ زنجیر کے بعد

ایسی اس ہستی مین آنے کی سزا ملتی ہے
دم بھی انسان مین رہتا نہین تعذیر کے بعد

چہرہ پرداز خدائی نے قلم کو توڑا
پھر نہ تصویر بنائی تری تصویر کے بعد

کسکے پر توڑ کے صیاد نے توبہ کر لی
دام کو پھونک دیا کونسی نخچیر کے بعد

سنکے افسانۂ دنیا کو قضا کی مین نے
نیند آئی مجھے اس خواب کی تعبیر کے بعد

باغ فردوس ملا چلے ملے خلعت مین
اوسنے کیا کچھ نہ دیا قبر کی جاگیر کے بعد

کیمیا سے بھی ہوس کا نہین دل بھرتا
خاک پارس کے لیے چھنتی ہے اکسیر کے بعد

کھینچے دو تنگا کلیجے سے نہ اس ناوک کو
لب معشوق ہوا ہے یہ کبھی تیر کے بعد

ایسے بیتاب ہوے وہ مجھے بسمل کر کے
ٹانکے گردن مین لگانے لگے تکبیر کے بعد

پھر کسیکو نہ ہوئی دولت معراج نصیب
کوئی تقدیر نہ چمکی تری تقدیر کے بعد

چلین لوہی مین جگر کبھی نہین پڑنے کا
کاٹ مین پاؤن پڑیگا ابھی زنجیر کے بعد

چھوڑ کر اسکو بھرے جائینگے موتی اوسمین
مانگ سنورے گی ابھی زلف گرہ گیر کے بعد

نزع کے وقت کوئی پاس نہین ٹھہریگا
سانس آئیگی جو دم بھر کو تو تاخیر کے بعد

من و سلوی مرے معبود نے مجھکو بھیجا
جب کیا منھ کو سلو تا شکر و شیر کے بعد

اے شرف تمکو اسیری یہ مبارک ہوگی
بردھیان پھولون کی تم پہنوگے زنجیر کے بعد

ہزار شکر کرون ذبح کر جو تو صیاد
کہ ہونگا شاہد گل سے مین سرخرو صیاد

گھڑی گھڑی جو اسے سونگھتا ہے تو صیاد
تری چھری مین ہے کسکے لہو کی بو صیاد

کیا ہے خشک مرا بیگنہ لہو صیاد
خدا کرے مرے سائے کو سمجھے تو صیاد

نہ آئیگی جو مرے بعد میری بو صیاد
قفس جگر سے لگایا کریگا تو صیاد

کیا ہے گوشہ بلبل کے صدمے نے بے چین
کراہتا ہے جگر تھام کر جو تو صیاد

بھلا دی اسنے تو داؤد کی خوش الحانی
عجب طرح کا یہ بلبل ہے خوش گلو صیاد

ہماری اک ورق گل پہ داستان لکھ کر
نہ پھر سنیگا یہ دلچسپ گفتگو صیاد

بہائیگا کہ جہان کو ائیگا گلستان مین
بھرے ہین خون عنادل سے کیون سبو صیاد

چہل پہل ترے گھر مین ہمارے دم تک ہے
جو ہم نہونگے تو ہوگا مقام ہو صیاد

ہمارے آنسوؤن مین ہے گلاب کی خوشبو
دماغ مین وہ بھری ہے گلون کی بو صیاد

خدا کے قہر سے ڈر روک بھی چھری ظالم
کہ بلبلون کا لہو ہے گلو گلو صیاد

چھپا لون ایک جگر مین تو دوسرا دل مین
قفس مین لاکے جو دو پھول رکھدے تو صیاد

شگاف و چاک کیا ہے جگر جو بلبل کا
کریگا کیا رگ گل سے اسے رفو صیاد

ہوس یہ ہے کہ دم ذبح دم نہ مارون مین
چھری تلے مری رہجائے آبرو صیاد

پھڑک رہا ہے مرا دم جو گل کی سرخی پر
ازل سے اسمین ہی شامل مرا لہو صیاد

چھری پھری ہے برابر ہماری آنکھوں میں
کبھی جو بھولے سے بیٹھا ہے قبلہ رو صیاد

چمن سے ساتھ نسیم بہار کو لیکر
کریگی نکہت گل میری جستجو صیاد

سمجھ کے درد جگر کہیو انسے اے بلبل
تنک مزاج تو گلچین ہے تندخو صیاد

کمال شوق مجھے تھا قفس میں رہنے کا
اسیر ہونے کی تھی دل کو آرزو صیاد

نہ تشنے دے مجھے ریحان و عشق پیچان کے
یہ او بھی او بھی نہ کر مجھسے گفتگو صیاد

چمن میں لاکے مجھے تو جو ذبح کرتا ہے
یہی تھی مجھکو تمنا و آرزو صیاد

بڑی خوشی تو یہ ہے مجھکو ذبح ہونے کی
کہ ہوگیا گل لالہ مرا لہو صیاد

نہال کرکے تجھے مجھکو دینگے وہ چھڑوا
چمن سے جلد بلا لے شرف کو تو صیاد

چمن کے گرد لیے پھیر مرا قفس صیاد
طواف گل کی ہمیشہ سے ہی ہوس صیاد

چٹک رہے ہیں جو غنچے مقام عبرت ہی
یہی بہار کی ہے کوچ کا جرس صیاد

قفس میں بند کریگا کتر کے پر سکو
مرا تو ٹوٹ چکا رشتۂ نفس صیاد

چڑھا رہا ہے مسہری گلوں کی تربت پر
نکالتا ہے مری روح کی ہوس صیاد

خدا کو مان کے اب آشیانہ دکھلا دے
گذر گئے ہیں قفس میں کئی برس صیاد

تمام عمر ترے جال میں نہ آئینگے
یہ دل کی دل ہی میں رہجائیگی ہوس صیاد

جو مر بھی جائینگے تو بھی نہ اس سے نکلینگے
ہمارا مقبرہ ہوگا ترا قفس صیاد

چمن میں رکھتے نہ نام و نشان ترا باقی
مزا چکھاتے جو چلتا ہمارا بس صیاد

گلوں سے رنگ جمانے دیا نہ تونے ہمیں
گھٹا بھی چل بسے مینہ بھی گیا برس صیاد

پھڑک کے جان نکل جائیگی تنگ نہ کر
خزاں کا ہول نہ دے میرے دل کو بس صیاد

حنا کے ساتھ وہ سب انگلیوں سے ملتے ہیں دل
ستم ہے ایک تو بلبل ہے اور دس صیاد

عدم کو بلبل جان شرف سے کی پروا نہ
لے اب تو چین پڑا تیرے دل کو بس صیاد

رخصت کریگی سب کو سحر دو گھڑی کے بعد
ہوگا مقامیون کا سفر دو گھڑی کے بعد

روئینگے خون دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد
نکلیگی لاش لخت جگر دو گھڑی کے بعد

دم بھر مین عضو عضو مین ہوگی مفارقت
دل سے مرے چھٹیگا جگر دو گھڑی کے بعد

آنکھون پر اوسکے حسن کی کیا کیا پڑیگی چھوٹ
ممتاز ہوگی تاب نظر دو گھڑی کے بعد

ساعت کی ساعت آکے شب وصل چل بسی
اس رات کی ہوئی ہے سحر دو گھڑی کے بعد

کیا اطلاع ہوگی اونہین میرے ضعف کی
جاتی ہے اک قدم پہ خبر دو گھڑی کے بعد

قدغن ہے خلوت شب معراج کیلئے
مہمان ہوگا کوئی بشر دو گھڑی کے بعد

رفعت نہ دیگی حسرت دیدار مین جو جبین
آنکھون کو چھوڑ دیگی نظر دو گھڑی کے بعد

تیغ خوش آب تیز جو ہوتی ہے شام سے
شبخون پہ اب بندھیگی کمر دو گھڑی کے بعد

بینائی کو کریگا نظر بند انتظار
بیکار ہونگے دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد

اے مکر چاندنی نہ مرے دل کو دے فریب
خود جانتا ہون ہوگی سحر دو گھڑی کے بعد

پہونچا ہون ابتو خلوت و آرامگاہ مین
زانو پہ ہوگا یار کے سر دو گھڑی کے بعد

ثابت نہوگا دم بھی نکلتے ہوئے مرا
آئیگی یون ہی سانس اگر دو گھڑی کے بعد

صیاد ابھی تو گھونٹ رہا ہے مرا گلا
پھینکیگا نوچ نوچ کے پر دو گھڑی کے بعد

دم بھر مین تری بزم کا پروانہ اور ہون
ہوجائیگا چراغ سحر دو گھڑی کے بعد

بیفائدہ علاج ہو دم بھر مین ہون تمام
کیا ہوگا کسکو ہوگا اثر دو گھڑی کے بعد

دنیا تمام ہوگی قیامت وہ ڈھائینگے
ہوگا زمانہ زیر و زبر دو گھڑی کے بعد

نازان جو ہو رہی ہے لچکنے پہ نازکی
زلفون سے بل کریگی کمر دو گھڑی کے بعد

دم بھر رہیگی اور جو پیکان کی خلش
اک گھاو ہوگا زخم جگر دو گھڑی کے بعد

ملتے ہین دونون وقت اوٹھو غش سے اے شرف
آرام کیجو چار پہر دو گھڑی کے بعد

ہوجائینگے آخر قفس گور مین ہم بند
بیٹھو رکیا ہے ملک الموت نے دم بند

مشغول گناہون مین رہا کرتے ہین بندے
اوسپر نہین ہوتا ہے ترا باب کرم بند

شکوہ نہین اونکا ہے مقسوم کا لکھا — بیوجہ جو وہ گالیان دیتے ہین قلمبند
برسون ہوے ہمنے کبھی کھلتے نہین دیکھا — مدت سے ہے قفل در زندان ستم بند
روتا تو یہ ہے کھوے سے کاہیکو کھلینگی — آنکھون کو کیے دیتا ہے آنکھونکا ورم بند
گو لٹتی ہے پر دوسرے دن ہوتی ہے دولی — گر دیکھے کوئی دولت دیدار قلمبند
اللہ ری حسرت ترے دیدار کی اے یار — ہم مرگئے لیکن نہوئے دیدۂ نم بند
سر کھول کے کرتے ہین دعا جلد جواب آئے — کر چلتے ہین جسوقت خط شوق کو ہم بند
اشکون کی لڑی سلک گہر سے بہی ہے نادر — اے چشم پر آشوب کہان تہی یہ رقم بند
دشوار ہے جان اپنی مسیحا کو بچانا — بے طرح کیا ہے ترے بیمار نے دم بند
کرتے ہین کفن پھاڑکے فریاد خدا سے — اس حبس مدفن مین نہین رہنے کے ہم بند
جو رنگ کو ترسے گی نہ چمکیگی مرے بعد — رکھوگے غلافون مین یہ شمشیر دودم بند
صیاد قفس مین ترے کٹتے ہین مرے بلبل — کل اسمین بہت بند تھے آج اسمین ہین کم بند
صیاد جہکنے دے نہ ہوش اسکے اوڑا تو — بلبل کو نہ سہما کے کراے سبز قدم بند
جو رنگ ہمارا کوئی دم مین شرنی ہے — تمکو نہ تامل ہے نہ ہین مرنے مین ہم بند

وہ نزع مین کہتے ہین شرف سوئے نہ جاؤ
آنکھین نہ کرو تمکو مرے سر کی قسم بند

بیکسی کا مرے صدمہ جو ہوا میرے بعد — ماتمی صف نے نہ چھوڑی مری جا میرے بعد
اسقدر اوسکو مرا صدمہ ہوا میرے بعد — غم بھی تربت پہ مری بیٹھ رہا میرے بعد
کیا اسیران چمن پر قفسون مین گذری — مرگیا کون ہوا کون رہا میرے بعد
بے نیازی پہ او نہین ناز مرے دم تک تھا — لن ترانی کی نہ پھر آئی صدا میرے بعد
سر مرا کاٹ کے جلاد نے افسوس کیا — جان لیکر مری پچھتائی قضا میرے بعد
قدردان مجھسا نہ پائیگی جو بوے گل کا — سر کو گلزار مین پٹکیگی صبا میرے بعد
قبر کو تکیۂ آغوش بنا کر بیٹھا — میرے قاتل کا کہین دل نہ لگا میرے بعد
ناز بردار تمہین کون ملیگا مجھسا — بھول جاؤگے یہ شوخی و ادا میرے بعد

نجد مین یاد مجھے کرکے لہو روئیگا
آبلے توڑیگا جو آبلہ پا میرے بعد

مجھسے ملنی کو تڑپتے ہین جو قیس و فرہاد
چومتے پھرتے ہین نقش کف پا میرے بعد

کسکی طاقت ہے کہ جو نجد مین گھر کائیگا
پھر نہ زنجیر کی آئیگی صدا میرے بعد

دست بردار ہوے وہ بھی مسیحائی سے
پھینک دی یار نے جب میری دوا میرے بعد

منزلون خون سے سیراب کیا کانٹون کو
مجھسا کیا ہوگا کوئی آبلہ پا میرے بعد

اسقدر اوسکو ہوا رنج میرے مرنے کا
رہگئی غم سے دوتا زلف دوتا میرے بعد

اسقدر میرے لیے وہ ستم ایجاد کڑہا
پھر کسی پر نہ کبھی ظلم کیا میرے بعد

خاک بھی ہو کے ہوئی جسمین سے غائب میری خاک
کون اوس قبر مین پھر آکے رہا میرے بعد

ای شرف نام کا تمنے [illegible] پاس کیا
قیس سے تمنے نہ لی [illegible] میرے بعد

مر سکیگا یار کی محفل کو تو اے دل نہ ڈہونڈ
سیکڑون ہی کوس کی منزل ہے وہ منزل نہ ڈہونڈ

محکمے مین عشق کے ہوتے ہین فریادی امیر
یہ خلافت ہے حسینون کی یہان عادل نہ ڈہونڈ

جستجو سے مجمع خوبان کے اے دل باز آ
ہو نہ دیوانہ پریزادون کی تو محفل نہ ڈہونڈ

عمر رفتہ کو کہان سے لائیگا رنگ خضاب
نوجوانی چل بسی اب اوسکو ای غافل نہ ڈہونڈ

اوٹھ گیا دنیا سے وہ خالی ہوا صحرا ترا
چل بسا قیس اب اوسے اے لیلی محمل نہ ڈہونڈ

بیشک ای دل ہے وہ یکتا ہے زمانہ لاشریک
ڈہونڈھ اوسے تنہا کسیکو کرکے تو شامل نہ ڈہونڈ

گلشن جنت مین پہونچے خاک سبکا ہوا
روح اپنی اب کسی کشتے مین اے قاتل نہ ڈہونڈ

زندۂ جاوید دنیا مین نہ کر اسکے تلاش
صیدگاہ یار سے زندہ یہان بسمل نہ ڈہونڈ

جنکو ملنی تھی اونہین دولت شہادت کی ملی
اب نہین ملنے کی دنیا مین تجھے سائل نہ ڈہونڈ

گور کی منزل ہے ای دل ہے یہ عبرت کا مقام
استراحت کی جگہ طے کرکے یہ منزل نہ ڈہونڈ

دولت دیدار کی ہرگز نہ کرنا جستجو
یہ نہین ملتی کسیکو اسکو ای دل نہ ڈہونڈ

روح لیلا کی بھٹکنے پر یہ بولی روح قیس
میری تربت اب تری محمل ہے وہ محمل نہ ڈہونڈ

قید سے قالب مین تو ہر جائی ہے وہ بیوفا
وہ نہین ملنے کا تجھکو اوسکو ای دل نہ ڈہونڈ

جا ہیم عشق پر کہتا شرف کا مان لے
ای دل بیتاب آسائش دم مشکل نہ ڈھونڈ

پردہ ہے روز وعدۂ دیدار شاذ شاذ
انکار دمبدم ہے تو اقرار شاذ شاذ

پوچھا جو ہمنے چھٹتے بھی ہین عشق کی اسیر
آنسو بہا کے بولے گرفتار شاذ شاذ

آزاریون کی تیری شفا دل لگی نہین
بچتے ہین درد عشق کے بیمار شاذ شاذ

ہر وقت میرے دم کے لیے رہتی ہی کبھی
چمکیگی میرے بعد یہ تلوار شاذ شاذ

چھپ چھپ کے دیکھتے ہین جھروکے مین یار کو
جا بیٹھتے ہین ہم پس دیوار شاذ شاذ

عالم مین روز روز قیامت نہ ڈھایئے
ہر دم نہ چلیئے چلیئے یہ رفتار شاذ شاذ

دل مین خدنگ ہین لب معشوق سیکڑون
دکھلائی بھی دیے ہین تو سوفار شاذ شاذ

فرصت نہین بناو سے اوس شاہ حسن کو
خلوت تو آئینے سے ہی دربار شاذ شاذ

صیاد و باغبان نے کیے اسقدر اسیر
گلزار مین ہین بلبل گلزار شاذ شاذ

سب ہین گناہگار بہت کم ہین بے قصور
غفلت زدہ ہزارون ہین ہشیار شاذ شاذ

صیاد کے قفس مین یہ ہی بلبلون کا حال
صدہا تو پر بریدہ ہین پردار شاذ شاذ

کیون بد مزاج ہو گئے تھے تم تو خوش مزاج
غصہ نہین تو آتا تھا اے یار شاذ شاذ

مردے کی طرح پڑتے ہین منھ کو لپیٹ کر
راتون کو سانس آتی ہے ای یار شاذ شاذ

وو دن بھی خواب مین متواتر نہ آئیے تم
رویا مین بھی دکھاتے ہو دیدار شاذ شاذ

شب کو ترے نہ آنے سے سوتے ہی رہ گئے
چونک اوٹھتے تھے جو طالع بیدار شاذ شاذ

سودا بنے گا دل کا نہ بازار حسن مین
نا قدر سیکڑون ہین خریدار شاذ شاذ

ساری خدائی اوسکی خریدار ہے شرف
کھلتا ہے ایسو حسن کا بازار شاذ شاذ

دل نکلجائے جو دیوانۂ گیسو ہوکر
مشک و عنبر مین مری روح رہی بو ہوکر

روکتا تیر ترا سینے پہ آہو ہوکر ✤
میرے صحرا ہی مین نکلا نہ کبھی تو ہوکر

سوز ہجران سے دل ایسا ہوا پانی پانی
بہ گیا آخر کار آنکھ سے آنسو ہوکر

اپنے ہمسر پہ کبھی آپکی تیوری نہ چڑھی — آئینے کو کبھی دیکھا نہ ترش رو ہوکر

جانِ جانان حُسن کی میزان مین جو تم تُل بیٹھے — آئے یوسف بھی تو پاسنگ ترازو ہوکر

دیکھیئے کوسنے گلشن مین برس پڑتا ہے — ابر کیا جھومتا جاتا ہے لب جو ہوکر

اوسکی تلوار سے کیونکر نہ گلا کٹوا دون — میرے منھ چڑھتی ہے ہمصورت ابرو ہوکر

خلق مین عشق کے طوفان سے نہ بچتا کوئی — اسکو روکا ہے مری خاک نے ٹاپو ہوکر

کسقدر آتا ہے بہروپ بدلنا اونکو — ہوش انسان کے اوڑاتے ہین پریرو ہوکر

جسم کو چھوڑ کے جاتی ہے عدم کو اے روح — گل سے بیزار ہوئی جاتی ہے خوشبو ہوکر

خاک مین مجھکو ملاؤ تو حقیقت کھلجاے — قبر پر بیٹھ رہو تکیہ بزانو ہوکر

شیشۂ دل ہی کم اندر کے اکھاڑے سے نہین — اسمین معشوق اوترتے ہین پریرو ہوکر

آرزو روترشت آکے تری اے گلرو — غنچۂ دل مین مرے بس رہی خوشبو ہوکر

ہمسری کی جو ترے حسن سے ہمو زنی مین — رہگئے شمس و قمر سنگ ترازو ہوکر

کیا فقیرون کا ترے رتبہ ہے اللہ اللہ — بادشہ سامنے بیٹھے تو دوزانو ہوکر

ای شرف یار کو کہتے ہو نہین آنے کا
دل مرا توڑتے ہو قوت بازو ہوکر

مہم الفت مین دیکھ لے تو ہمین بھی اے یار آزما کر
ترا پسینا جہان گریگا مٹین گے اپنا لہو بہا کر

ہزار راحت سے بڑھ کے جانون لہو بھی رُلوا و تم جو آکر
خوشی ہو ایسی کہ مرتے مرتے جو دم بھی نکلے تو مسکرا کر

بشر ہوا مشت خاک سے تو نماز شکر یہ تو ادا کر
خدا کو ہے منھ تجھے دکھانا خدا خدا کر خدا خدا کر

خفا نہو تم تو کہدون تمسے مین وجہ اپنے کراہنے کی
اوٹھے ہو پہلو سے تم جو میرے جگر مسوسا ہے تلملا کر

شب جدائی سے ہو گیا ہے یہ سوز داغ جگر کا عالم

کہ شام کو لوگ آ کے اس سے چراغ لیجاتے ہین جلا کر
ہزارون پریون کی جان غشی ہے نگاہ حورون کی پڑ رہی ہے
نکھر رہے ہین تمھارے کشتے لہو مین اپنے نہا نہا کر
بتاؤ تو کیون فروغ پا کر چراغ حسرت مرا ہوا گل
کیا تھا کیون آ کے اسکو روشن چلا ہو کسواسطے بجھا کر
بسورتے تھے چمن مین غنچے شگفت ہوتا نہ جانتے تھے
سکھا دیا انکو مسکرانا ہمارے زخمون نے مسکرا کر
فرشتے تربت کے پوچھتے ہین کہ رحم آیا ہے کسکو تجپر
یہ لاتخف کون کہہ رہا ہے لحد مین شانہ ہلا ہلا کر
گلو بریدہ تو ہو نہین لیکن کیا ہے اسوقت پیار ہمکو
تڑپ تڑپ کر رسائی کی ہے جگر سے لپٹا لیا ہے آ کر
وہ عالم اوسپر فریفتہ ہین وہ باتین اوسکی ہین پیاری پیاری
خدائی بھر کو کیا ہے عاشق رجھا رجھا کر رجھا رجھا کر
گلون کو ہے وجد جھومتے ہین گلون کو صیاد چومتے ہین
کیا ہے سفتون مخالفون کو چمن مین بلبل نے چہچہا کر
جسے بنایا اوسے بگاڑا تلون ایسا اونہین خوش آیا
ہزارون زندہ چمن اوجاڑے بسا بسا کر بسا بسا کر
مرا دوسے شرم رکھ لے میری یہ ہاتھ پھیلے ہین تیرے آگے
کریم ہے تو رحیم ہے تو قبول ناچیز کی دعا کر
وہ آتے ہین اونکو دیکھ لین یہ کہ او نیہ جاتی ہے جان انکی
شرف کو بیدم ابھی نہ کر تو تامل اک لحظہ اے قضا کر

روانہ ہو کے شادی کی روح تن کی بہار درود پڑھتی ہین گھاسے زخم پر حورین	نہ ہو نگی نہ ہوئی ہے کسی چمن کی بہار فرشتے دیکھ کے غش ہین مرے کفن کی بہار

نظر مین کھبتی ہی غنچون کے دلمین چبھتی ہے
جواب ہی نہین رکھتی ترے دہن کی بہار

ہوس ہی گور کی منزل مین کوی جانان کی
مسافرت مین دکھادے خدا وطن کی بہار

عجیب گل ہین جوانان سبزہ رنگ ادیل
ستم کی بو ہے قیامت ہی اس چمن کی بہار

دکھاتے ہین انہین گلہای زخم بہشت
شہید لوٹتے ہین تیرے بانکپن کی بہار

مٹا دی مشک کی بوباس اسقدر مہکی
تمہارے گیسوؤن نے لوٹ لی ختن کی بہار

نہ لائے جائے گل کو خیال مین بلبل
جو دیکھ لے ترے زنجی کے پیرہن کی بہار

ملا ریاض کا پھل اوسنے کشت خون جو کیا
نہال ہوگئے لوٹی جو ہمنے رن کی بہار

تمام عمر کرے وجد بلبل شیراز
وہ رنگ اوسکو دکھادے مری سخن کی بہار

گرے جو شمع سے جل جل کے اوسمین پروانے
گل مزار یہ طرہ ہوئی لگن کی بہار

ہزار رنگ سے سنبل نے پیچ و تاب کیا
نصیب ہی نہ ہوئی زلف پرشکن کی بہار

ہوا کرین جو چھچھو کا ہین پھول گلشن کے
کہان سے لائینگی اوس گل کے پیرہن کی بہار

پہاڑ پر جو نمائش ہوئی ہی لالے کی
سما گئی ہے بیان خون کوہکن کی بہار

بہت تلاش کی باغ بہشت مین ہی شرف
کہین نظر نہ پڑی اوسکے انجمن کی بہار

مسکراؤ تو نہ عشاق کی فریادون پر
جائے افسوس ہے کیا ہنستے ہو ناشادون پر

جائیجان تیرے طلسمات کی ایجادون پر
ٹوٹے پڑتے ہین پریزاد پریزادون پر

دل سے قربان ہین عشق ہین ستم ایجادون پر
جان پر کھیلے ہین مرتے ہین پریزادون پر

مستعد ہے وہ شہ حسن جو بیدادون پر
نامرادون کے گلے کٹتے ہین فریادون پر

چمن دہر مین ہر رنگ کا موجد تو ہے
مرتے ہین سیکڑون گلرو تری ایجادون پر

چار دن مین نہ رہا نام ونشان بھی باقی
اسقدر پھولے تھے گل کونسی بنیادون پر

عاشقی مین جو مجھے ٹھوکرین کھاتے دیکھا
گر پڑے یار کے آنسو مری افتادون پر

تیری جو مرضی ہے ہوتا ہی وہی عالم مین
سارے ہی دنیا کا عمل ہے ترے ارشادون پر

مرگئے یا ابھی زندہ ہین تمہارے بیمار
یہ تو پوچھو اوکہ کیا گذری ہے ناشادون پر

مرہی جائنگے اسیران قفس اے صیاد
حکم ہونے کو ہے دنیا کے مٹا دینے کا
عشقبازون کو نہ پوچھا نہ خبر لی اوسنے
خون تا حق سے جو معشوق نہین باز آتی
روح کو تانستی ہین پستے ہین دل سیلا

چھوڑنا چاہئے نہ رکھنا انہین صیادون پر
دستک آنے کو ہی بربادی کی آبادون پہ
رحم آیا نہ کبھی یار کو برباد ون پر
اسکو کیا کیجئے کیا زور ہے جلاّدون پر
کیا قیامت ہی کہ بیداد ہے آزادون پہ

تنگدستی انہین برباد شرف رکھتی ہی
صبر پڑتا ہی عنادل کا یہ صیادون پہ

اُمید معراج کی ہے اونکو جھکے ہین تیرے جو آستان پہ
پڑے ہوئے ہین جو اس زمین پر دماغ اونکے ہین آسمان پہ
عجیب کیفیتین اوٹھی ہین فسانہ گو نے جھما دیا ہے
کیا ہے اے یار وجد کیا کیا تمہاری دلچسپ داستان پہ
سدا رہیگا وہ خوبصورت کبھی نہ کم ہوگا حُسن اوسکا
شباب اوسپر فریفتہ ہے ہوا ہو ان مفتون ہین حسین جوان پہ
خدا کے بندون ہین کون بندہ بتانے جاتا ہے اونکو رستا
مسافران عدم عدم کو روانہ ہوتے ہین کس نشان پہ
چمن کے سایہ سے بھاگتا ہون اسے بہی صیاد چاہتا ہون
بہار نے دل اولٹ دیا ہی گمان قفس کا ہے آشیان پہ
وہ آزماتے ہین ظلم اپنا ہم آزماتے ہین اپنے دل کو
ہوا ہے مرنے کا شوق ہمکو وہ ناز کرتے ہین امتحان پہ
نہ کر تو عشق مجازی اے دل جو کر تو عشق حقیقی اے دل
نمود ہوتی ہے مٹ کے اوسکی جو کوئی مٹتا ہے قدردان پہ
کیا ہے ممتاز بندہ یہ ور بلا کے معراج مین جھکے
دکھا دو جلوہ بہی اسکو اپنا کرم کیا ہے جو میہمان پہ

شفق کے گلرنگ پھولنے سے ہوا شہادت کا اوج ظاہر
اوٹھا کے لیجاتے ہین فرشتے لہو شہیدون کا آسمان پر

ہلاک کر دیکی کوئی دم مین تلاش نا دیدہ آشنا کی
محبت اوسکی جو ہو گئی ہے قضا یہ نازل ہوئی ہو جان پر

کیا ہے تکیہ جو ہمنے اسیر ہین مرینگے نہین مرینگے
خوشی خوشی تو بہشت دیگا مثیل کے تیرے جو آستان پر

شکار ہونے کی آرزو مین کہونگا اوس سے مین صید گہ مین
اوڑا دے دل کا جو تو نشانہ چھٹاؤن چلا تری کمان پر

فلک کا جور و ستم بھلایا مسافرت کا مزا چکھایا
مرے پرا لیا لحد نے پلیا چھٹی کا دودھ آگیا زبان پر

طواف گل کے لیے کہان سے چمن پہ آکے پرش کیا ہی
یہ پرعنا دل کے اوڑ رہے ہین کہ ٹڈی چھائی ہی بوستان پر

مزاج اونکا ہوا ہے برہم اوٹھاؤ بستر یہان سے بھاگو
قیامت آنے کو اے شرف ہی عتاب ہونے کو ہی جہان پر

خوب رسوائی ہوئی عشق جنون زا ہوکر
ہوش تک بھی نہ ٹھکانے رہی سودا ہوکر

چلیے خلوت مین پھر آ بیٹھیے گا محفل مین
میری دو باتین بھی سن لیجیے تنہا ہوکر

لیلی و قیس کی اس شوق مین وحشی نکلین
استراحت کا مزا لوٹیے اک جا ہوکر

آڑے آجاتی ہے قربان تری رحمت کے
عیب پوشی یہ کیا کرتی ہے پردا ہوکر

کام ہنگامۂ محشر مین ہمارا کیا تھا
ہم فقط آئی تھے مشتاق تماشا ہوکر

بیٹھے بیٹھے جو خداوند کو غصہ آیا
خاک مین ملگئی دنیا تہ و بالا ہوکر

کیا مین جمعیت محشر مین پہنکر جاؤن
اک کفن تھا سو وہ وحشی ہوا میلا ہوکر

دل ہمارا جو لیا اوسنے کف روشن مین
رنگیا ہاتھ مین اوسکے ید بیضا ہوکر

دفن کو آئی جو میت ترے دیوانے کی
خاک گلزار اوڑانے لگی صحرا ہوکر

گوزہ پشتون کی طرح جھک گئی سرو شمشاد
یون بٹھایا قد بالا نے دو بالا ہوکر

ساحل وا ایکی جانب جو نظر کی بے یار
مرے اشکون سے نے ڈبویا مجھے دریا ہوکر

چاہنے والون کو دیدار سے ترساتے ہو
منھ چھپاتے ہو رقیبون سے مسیحا ہوکر

زیر شمشیر نہ ہوتے جو نہ الفت کرتے
واجب القتل ہوئے ہم ترے شیدا ہوکر

اے شرف الفت جو کرتے ہین پریزادون سے
آدمیت سے گذر جاتے ہین سودا ہوکر

ضبط کیا تو نے کیا ہے متحمل ہوکر
واہ رے دل کہ تڑپتا نہین بسمل ہوکر

عشقبازی کا مزہ لوٹیے کامل ہوکر
چاہیے یار کو اپنے ہمہ تن دل ہوکر

کی رسائی تو وہ کی عشق مین کامل ہوکر
عمر بھر یار کے پہلو مین رہا دل ہوکر

یار نے دولت دیدار کا انکار کیا
منھ دکھانے گئے نہ قابل رہی سائل ہوکر

کردیا اسکو بھی تصویر تری صورت نے
رہ گیا سکتے مین آئینہ مقابل ہوکر

واجب الرحم ہون رحمت سی نہین پیش آتے
حق تلف کرتے ہو حقدار کا عادل ہوکر

ملگئے مٹی مین اڑگئی بھی جہان سے ہستی
خاک تھی خاک ہوئی خاک مین شامل ہوکر

بھینے ہر زخم مین تصویر کا عالم دیکھا
لالہ و گل کا مرقع ہوئے گھائل ہوکر

دیکھ ہی لینگے ہمین وہ نظر رحمت سے
ابتو آئے ہین گنہگارون مین شامل ہوکر

خاک لیلی کی جو تھک جاتی ہے اوڑتی اوڑتے
تربت قیس بٹھا لیتی ہے محمل ہوکر

ناتوان مین کوئی کیا گور سے بڑھکر ہوگا
تنگ رکھتی ہے مسافر کو یہ منزل ہوکر

شانہ ہلاکے وہ تربت مین مرا کہتے ہین
انکو چونکا دو یہ کیون سو رہی غافل ہوکر

بے خبر دولت دیدار کے محتاجون کی
کسکے دروازے پہ جائین تری سائل ہوکر

پھیر لینگے نظر اپنی وہ بسا کر دینا
صفت اولٹ جائیگی آراستہ محفل ہوکر

کب تک آنکھون کو رہیگا یہ مرض رقت کا
ابتو بینائی بھی رخصت ہوئی زائل ہوکر

کشتۂ ناز کی تربت کی زیارت ہوگی
گھیر لیگی اوسے رحمت تری نازل ہوکر

بندۂ عشق اوسی اللہ کی رحمت جانے
سہل ہو جائے کوئی کام جو مشکل ہوکر

جان لیتے ہو میری قدر اگر کرتے ہو
حق کبھی دل مین جو آتا ہے تو باطل ہو کر

تمنے بلوا کے بھی ہمکو نہ دکھایا جلوہ
داغ ہم لیکے چلے آئے تھے خوشدل ہو کر

نوجوانون کی جوانی پہ خدا رحم کرے
گل نہ مرجھائے کوئی دید کے قابل ہو کر

یار تکبیر کا شکریہ ادا کرتا ہون
لوٹتا ہون ترے قدمون پہ جو بسمل ہو کر

پانؤن تجھپر سے اوٹھالے کہ تڑپ لون ظالم
ڈر نہ تو تجھسے مین کیا لپٹونگا بسمل ہو کر

خون بہا یار پہ ثابت نہین ہوتا میرا
حق محبت مین مٹا جاتا ہے باطل ہو کر

جلوہ گر ہونے لگی پیش نظر شکل اونکی
صورت وصل ہوئی ذوق مین کامل ہو کر

زندہ در گور ہوے ہو کے جدا ہم تجھسے
زندگانی کا مزا لٹ گیا حاصل ہو کر

اسقدر سہم گئی روح چھری پھرتے ہی
مارے ڈر کے ترے تڑپا نہ مین بسمل ہو کر

ای شرف بہتے ہین آنسو جو مری آنکھون سے
یار کے دل کو یہ لہرائین گے ساحل ہو کر

دیا اوسنے جو چرکا میرے دل پر نوجوان ہو کر
مہم عشقبازی مین نے سر کی نیمجان ہو کر

وہ مشتاقون مین جب آئی تو آئے جانجان ہو کر
چھپی آنکھون کے پردون مین ہر دلمین نہان ہو کر

خدائی کی جو نکلا سیر کو وہ نوجوان ہو کر
جہان کو زندہ باغ اوسنے کیا جان جہان ہو کر

پرتنگ پسے گل آئی چلے روح روان ہو کر
دہائی ہے دہائی مار ڈالا مہربان ہو کر

ترے صدقے کی بلبل چھٹ کی آتی ہین جو گلشن سے
بساتے ہین وہ نہین پھولون کے غنچے آشیان ہو کر

مین بسمل ہو کے تڑپونگا تو صیاد دیکھین گے
لہو رو ینگی چھریان میری گردن پر روان ہو کر

اوٹھائین حسرتین ترا بعشوق سے دل کی
دغا کی صاحب خانہ کو لوٹا میہمان ہو کر

نہ پہونچا یہ تمہاری آستانے کی بلندی تک
تمنا مین رہا پھیرا بگولہ آسمان ہو کر

یہی چرچا ہے جیسے یار نے آئینہ دیکھا ہے
ملے ہین دو پری پیکر دو قالب یکجان ہو کر

بہار جاودانی لوٹ لی تیرے شہید دل نے
مرقع ہو گئی گلزار جنت کا خزان ہو کر

اوڑائی خاک دنیا ترک کی ساری خدائی نے
قیامت ہو گئی تیرے تلون کا بیان ہو کر

کہانسے لاؤن مین وہ قصر جسمین یار رہتا ہے
میری آنکھون سے غائب ہو گیا ہر لا مکان ہو کر

ترے پالے ہوے بلبل جو رہجاتے ہین گلشن مین
خوشامد کرتے ہین گلچین نثار آشیان ہوکر

کبھی آنے نہ دیگا دہوپ گور غریبان پر
ترا ابر کرم سایہ کریگا سائبان ہوکر

ترے محفل کا مجمع سانس بھی تو لے نہین سکتا
اسی منزل پہ مٹتا ہی فروکش کاروان ہوکر

یہ کیونکر اسے پری پیکر ترے مجنون نے دم توڑا
کہان سے آگئی اوسمین یہ طاقت ناتوان ہوکر

ہزارون صیدگاہ عشق مین دل تمسے اوڑوا لیے
مژہ نے ہوکے تیر ناز ابرو نے کمان ہوکر

دراندازون کا دم گھٹ جائیگا رستہ نہ سوجھیگا
میری آہین بھی وہ اندھیر ڈھائینگی دھنوان ہوکر

چھری پھرنے کی حسرت ہی مزا ہے اضطرابی کا
شرف مجھکو تمنا ہے کہ تڑپون نیمجان ہوکر

ہوا جو حسن پر نازان وہ گلرو نوجوان ہوکر
جوانی ہوگئی مفتون بہار جاودان ہوکر

کیا برباد انہین بھی غنچہ و گل نے خزان ہوکر
جہان مین خاک اوڑاتے ہین پریشان باغبان ہوکر

تڑپتا ہون کہ پھر دیکھون جو عالم مینے دیکھا ہے
وہ صورت ہی کہ شرماتے ہین یوسف نوجوان ہوکر

بدل کر بھیس اوسکی انجمن مین غل مچاتا ہون
فغان میری زبان کرتی ہے بلبل کی زبان ہوکر

تم اپنی انکھڑیون کے واسطے کاجل جو پاروگے
تمنا مین ہماری روح نکلیگی دھنوان ہوکر

ہمیشہ خاک اوڑاتی ہے زمین گور غریبان کی
ترے کشتے کو روتا ہی سیہ پوش آسمان ہوکر

تمنا ہے کرون الہام کی باتین حسینون سے
بتاؤن غیب کا احوال تیرا رازدان ہوکر

کسی بیکس کی میت جب مری تربت کی پاس آئی
شریک اوسکے ہوے کافور میری استخوان ہوکر

ترے کوچے مین ایسی شان رفعت اپنی دکھلائی
جھکا میرے بگولے سے پشیمان آسمان ہوکر

پھڑکتا ہون تو گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
پشیمان ہون کہ تنکے کیون چنے بے آشیان ہوکر

کہین سے باغ مین آتا ہی بہکر خون بلبل کا
چھڑکتا ہے گلون پر آبدیدہ باغبان ہوکر

تم اپنے زخمیون کا حسن سامان آکے دیکھو تو
جہان سے کوچ کرتے ہین گلون کا کاروان ہوکر

لحد مین نزع مین محشر مین مجھکو آزمایا ہے
میری بخشش ہوئی ہے امتحان پر امتحان ہوکر

ہوس دل کی نکالین گے بہار اس سال آئی تو
ہزارون پھول چن لائینگے ہم بھی باغبان ہوکر

نہ خاطر ہے نہ دلجوئی نہ پرسش ہی نہ صحبت ہی
ہوئے مایوس ہر صورت سی تیرے میہمان ہوکر

ستانے اب نہ پائیگا کسیکو غم تعشق کا + رگ جاں نے مری جکڑا ہی اسکو پاسباں ہوکر
ہمین اے ہمصفیرو لے چلا صیاد گلشن سے بسانے جاتے ہین کنج قفس بے آشیاں ہوکر
چمن مین اوس پری پیکر نے جب مسّی لگائی ہی ہوئی ہو زرد اوڑا ہی رنگ سوسن کا دھواں ہوکر
ترا دیوانہ اپنے پانوں جب توڑے مروڑیگا برابر گر پڑینگی ٹکڑے ٹکڑے بیڑیاں ہوکر

مریض عشق کے دلمین شرف طاقت نہین باقی
کراہا بھی نہین جاتا ہی اوس سے ناتوان ہوکر

گیا تھا لانے کو اوس شوخ فتنہ گر کی خبر سنائی آ کی منگائی جو نامہ بر کی خبر
بتا بھی صبح شب وصل سے نہین ملتا نہ مجھکو دل کی خبر ہے نہ ہی جگر کی خبر
کسی پر آنکھ پڑیگی تو برق کوندے گی اوڑیگی چشم زدن مین تری نظر کی خبر
پیام بھیجا ہے اوسنے مزاج پوچھو اکر اڑا نتا ہے خبر دار اس خبر کی خبر
سنا کسی سے رگ گل کسی سے رشتۂ جان مگر کھلی نہ مفصل تری کمر کی خبر
گلوں کے گرد مین برباد گو ہین صرصر سے سنے ہی اوڑتی ہوئی اپنے مشت پر کی خبر
صبا نے دھوم اوڑائی جو بوے گیسو کی جہان مین پھر گئی عنبر و اگر کی خبر
اخیر وقت تم آئے تو کیا ہوا اے یار بشر ہی لیتے ہین اسوقت کب بشر کی خبر
پڑا ہے بیخبر ایسا شہید ناز ترا نہ سر کو تن کی خبر ہے نہ تن کو سر کی خبر
کہاں تک اسنے کہوں سرگذشت دنیا کی فرشتے پوچھتے ہین مجھسے عمر بھر کی خبر
جہان مین عالم ارواح سے نہ آتا مین وہاں جو ہوتی عدم کی مجھے سفر کی خبر
غش آگیا جو کبھی آنکھ کھل گئی میری ٹھنڈھائی پی تو نہ مجھکو رہی اثر کی خبر
خدائی مین وہ پریرو خدائی کرتا ہے ہو ہو ہے اوسے ایک ایک بشر کی خبر
تری سواری نکلنے کا راستہ نہ ملا کسی کو بھی نہوئی تیرے رہگذر کی خبر
وہ ضعف ہی جو مسیحا بھی آکے پوچھیگا کہی نہ جائیگی درد دل و جگر کی خبر

ہر اک طرف سے شرف مجنون کا نرغہ ہے
دماغ اوڑیگا سنوں مین کدھر کدھر کی خبر

رجوع ہوتے ہین یارب یہ خوبرو کیونکر
کسی کی اونسے نکلتی ہے آرزو کیونکر

کیاہے کونسا اوس سے فریب مشاطہ
ہوئی ہے یار کی آئینہ دار تو کیونکر

کسی پہ وار کرے وہ اولٹ کی مجھ پہ پڑی
چٹادون یار کی تلوار کو لہو کیونکر

جنون کی داب سے واقف نہین ہین اے مجنون
جہان مین خاک اوڑاتے ہین چارسو کیونکر

گناہگار ہون اوسنے مجھے بلایا ہے
غضب ہے جاؤنگا مین اوسکے روبرو کیونکر

لہو لگا کے شہیدون مین مین بہی ملجاؤن
رگڑدون یار کی تلوار پہ گلو کیونکر *

زبان بند ہوئی وقت نزع ہے اے دل
وہ شاید آئے تو اب ہوگی گفتگو کیونکر

بٹھا دیا ہمین اک جا پہ ناتوانی نے
کرینگے یار کی افسوس جستجو کیونکر

لباس چاک جو ہوتا تو کرلیتے ہم بخیہ
پھٹا ہوا ہے کلیجا کرین رفو کیونکر

ہوس مین دید کی آنکھین جو تھین پہوڑوا دین
ہمارے دل سے نکالوگے آرزو کیونکر

نماز شکر جو مانی ہے اونکے آنے کی
خوشی کے مارے کیا جائیگا وضو کیونکر

ہمارے دل کی اوڑائی ہین حسرتین کسنے
کیا ہے یاس نے اسکو مکان ہو کیونکر

بنا تہا حسن کے جامے سے پیرہن گل کا
ہوا ہے چاک یہ کیونکر کرون رفو کیونکر

جو ضبط ہو نہ سکے کی جدائی مین رقت
ہنسینگے لوگ رہیگی پہر آبرو کیونکر

تمھین بتاؤ نہ مونھ پر جو روکتا شمشیر
تمہارے سامنے ہوتا مین سرخرو کیونکر

شرف تمام ہوئے انتظار مین آخر
اب آنکھین پہاڑ کے دیکھوگے چارسو کیونکر

پھڑکتا ہون مین بلبل کی طرح اوس روے رنگین پر
کہ جسکی سادہ لوحی طرہ ہے ہرگل کے تزئین پر

تعشق دل کو شہباز نظر سے اوس پری کے ہے
یہ وہ جانباز طائر ہے جو پروانہ ہے شاہین پر

تصور مجھکو اوس پیشانی کی افشان کا رہتا ہے
قیامت توڑتی ہے چھوٹ جسکے ماہ و پروین پر

ترے شبدیز سے یہ کونسا مجروح لپٹا تھا
یہ کسکے خون کے دھبے پڑے ہین دامن زین پر
یہ خوشبو اس ستم کی بھینی بھینی کسکی آتی ہے
ہوائی چھٹتی ہے جو نسترن پر اور نسرین پر
کیا ہے تمنے جاری یہ جو سکہ بے نیازی کا +
چلے ہو بادشاہ حسن ہو کر کسکے آئین پر +
سمجھتے ہین یہ کیا تفسیر تیرے مصحف رو کے
جو اکثر نزع والے جان دیدیتے ہین یٰسین پر
جنون کا دل سے مجنون کے مزا ہرگز نہ جائے گا
کیا ہے وجد میری داستان وحشت آگین پر
دلاسا تم جو دیتے ہو تو شادی مرگ ہوتا ہے
غضب مین جان پڑتی ہے جو رحم آتا ہے غمگین پر
سر اپنا وہ پریرو میرے زانو پر جو رکھ دیگا +
ہزارون شکر کے سجدے کرونگا خشت بالین پر
امید دل کی بر لانے مین اسنے بھی نہ کوشش کی
دعا کس یاس سے مانگی تھی نازان ہو کے آمین پر
جنون بلقیس لائی ہے مگس رانی کی حسرت مین
تمھین بیٹھے ہوے دیکھا ہے جب سے تخت زرین پر
جگر پکڑے ہوئے بیتاب کیون عالم مین پھرتے ہو
شرف تم تو بہت نازان تھے معشوقون کی تسکین پر

روح غائب ہو گئی افسوس تن سے چھوٹ کر
داغ دل چمکا ہے زلف پرشکن سے چھوٹ کر
بجد مین کس سے لپٹا پھر ہرن سے چھوٹ کر

چل بسی یوسف کی خوشبو پیرہن سے چھوٹ کر
آفتاب حشر نکلا ہے گہن سے چھوٹ کر
اے جنون مجنون پہ کیا گذری وطن سے چھوٹ کر

جان دی ہی گلرخون کی انجمن سے چھوٹ کر
شہر خاموشان بسایا ہی چمن سے چھوٹ کر

سیکڑون صیاد سوفاردن کی خاطر لے گئے
خون ہم روئے جو اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

پاک دامن خون کے دہبون نے قاتل کو کیا
خود بخود غائب ہوئی سب پیرہن سی چھوٹ کر

گل کو پژمردہ کیا بلبل کو افسردہ کیا
ہو گیا افسون شگوفہ بھی دہن سی چھوٹ کر

دیکھے دم دنیا سے گورستان مین لے آئی اجل
آئی کس ویرانے مین کس انجمن سے چھوٹ کر

دیکھکر گنج شہیدان کی زمین بھر آگیا
گر پڑے اوزار دست گورکن سے چھوٹ کر

اک تلاطم مین رہینگی مارے غم کے جوئے شیر
کوہ کا دل خون ہو گا کوہکن سے چھوٹ کر

میری تربت کے گلون مین ہو گئی پژمردگی
غم جو حسرت کو ہوا داغ کہن سے چھوٹ کر

توڑ کر پھانسی ترے وحشی کو آیا ہی جلال
شور ہے اک شیر بپھرا ہے ہرن سے چھوٹ کر

مخلصی کا چاہ کنعان پر چڑھاونگا چراغ
یوسف دل آئیگا جسدن ذقن سی چھوٹ کر

اوس پری کی بزم مین ملتا ہی جسکو جسکو عطر
فتنہ ہو جاتا ہی میل اوسکے بدن سی چھوٹ کر

جیسے آدم کو ہوا تھا غم نکل کر خلد سے
مجھکو وہ صدمہ وطن کا ہی وطن سی چھوٹ کر

جانثار تیری کریمی بھیجتی حلہ کے ساتھ
پاکدامانی جو رہجاتی کفن سے چھوٹ کر

ہو گئی تصویر غم کی پھر نہ بولے عمر بھر
ہم تو ایسے چپ ہوے اوس کم سخن سی چھوٹ کر

غم سے ہے معشوقون کو اوجبل ہو کر چشم یار سے
چوکڑی صیاد بھولے ہین ہرن سی چھوٹ کر

کھلے ہین رنگ اوس گل نے جو تھوپا گلال
سرخی اوسمین آگئی لعل یمن سے چھوٹ کر

رحم کر مجھکو بچا لے اے خداوند کریم
مین بیابان مرگ ہوتا ہون وطن سے چھوٹ کر

جامہ جسم اسقدر آخر کو بوسیدہ ہوا
مر گئی بوے حیات اس پیرہن سے چھوٹ کر

ڈھونڈھنے جاتی ہے میت عالم نابود مین
رات کو گم ہو گئی ہے روح تن سے چھوٹ کر

کھلکے مژگان کی ہمارے نے اسقدر لڑا دیا
گر پڑی کیون چھوٹ سورج کی کرن سے چھوٹ کر

جامہ گل مین بسی ہے یہ جو بوے دلفریب
ہو گئی مفقود الخبر اس پیرہن سے چھوٹ کر

سیکڑون صیاد آتے ہین طواف قبر کو
مر گیا ہون کو لینے ناوک فگن سے چھوٹ کر

اسلیے مین سونگھتا پھرتا ہون بو ہر پھول کی
اک قفس مین جاکے لیتا ہی چمن سے چھوٹ کر

منزل راہِ وفا مین ہون فنائی اسلیئے
کھو گیا ہے دل مرا مجھ لغزہ زن سی چھوٹ کر

جا کے قبر قیس پر لیلا نے اپنی جان دی
چل بسی دنیا سے شیرین کوہکن سی چھوٹ کر

میری بیتابی پہ نخچیرون کے آنسو گر پڑے
اسقدر بھڑ کا مین اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

جان لیگی اوسکی محفل کی بلا قید ای شرف
ہونگے شادی مرگ ہم رنج و محن سی چھوٹ کر

مجھکو بھی دم توڑنے دی دم ابھی بسمل نہ توڑ
ہوں ترا ہمدرد صدمہ دیکے میرا دل نہ توڑ

ایک بوسے کے لیے للہ ظالم منھ نہ پھیر
صدمۂ بے اعتنائی سے دل سائل نہ توڑ

دل مرا ہے تیری تصویر خیالی کا حباب
ایسے آئینے کا ملنا ہوگا پھر مشکل نہ توڑ

مشکل آسان کر ہماری بگینا ہی پر نہ جا
شوق سے چورنگ کر شمشیر اے قاتل نہ توڑ

تیری معشوقہ ہی لیلی رنج لیلی کو نہ دے
دل سنبھال اپنا دم اے مجنون لیس محمل نہ توڑ

منع کر آنے کو تو لے چل کے خلوت مین مجھے
رشتۂ امید کو میری سر محفل نہ توڑ

بادشاہِ حسن ہی دے نامرادون کی مراد
دردمندون کی دعائین لے کسی کا دل نہ توڑ

دم تو لینے دے کہین راہ العشق مین مجھے
پاؤن مجھ خود رفتہ کے ای حسرت منزل نہ توڑ

نا امید امیدوارون کو نہ رکھ دیدار سے
سلسلہ الفت کا ای شاہنشۂ عادل نہ توڑ

غنچۂ وابستہ ہی کھل لے تو دل کو توڑ یو
ناشگفتہ ہے یہ غنچہ اسکو اے جاہل نہ توڑ

نامراد آیا ہون جاؤن تیرے در سی بامراد
جلوہ دکھلانے مین حجت کر کے میرا دل نہ توڑ

ہون شکستہ دل نہ دی صدمہ مجھے ای بحر حسن
سامنے میرے حبابون کو لب ساحل نہ توڑ

داغ تو اسکو نہ دے اس سے ترقی ہی تری
چودھوین شب سے مروت ای مہ کامل نہ توڑ

زندگی ہے لاکھ نعمت ای شرف ہوشیار ہو
رشتۂ تار نفس کو ہوکے تو غافل نہ توڑ

جان غش ہے مرض عشق پر اے یار عزیز
تندرستی سے زیادہ ہے یہ آزار عزیز

ہوگی ناقدر کو کیا قدر پریزادون کی
باغبان کو نہین ہوتی گل گلزار عزیز

بعد مردن بھی نہ چھوڑا کبھی اسکا پہلو
حد جنت سے سوا کی تیری دیوار عزیز

روز ہنگامۂ قیامت کا رہیگا برپا
شوخی و ناز نے کی ہی تری رفتار عزیز

ہر طرف حشر مین بشاش پڑے پھرتے ہین
کسکی رحمت کو ہوے ہین یہ گنہگار عزیز

تم مسیحا ہو نہین چاہیے تمکو پرہیز
جان بلب ہی نہ کرو شربت دیدار عزیز

عطر کھچوا کے لگاؤ گے بدن مین اپنے
ہوگی ایسی مری مٹی تمھین اے یار عزیز

ہر نفس ناز کریگا نفس عیسی سے
اوس پہ پروگے جو ہونگے لب گفتار عزیز

اسے پر پر و دل لب معشوق ہمیشہ سمجھا
اسقدر دل نے کیا بوسۂ سوفار عزیز

ہر دم اے یار عیادت کے لیے آتا ہے
کیا مسیحا کو ہوئے ہین ترے بیمار عزیز

ہون وہ جانباز مرا خون جو بہہ جاتا ہی
جو ہرون سے ہی سوا کرتی ہے تلوار عزیز

ناتوانان محبت کو ہے غفلت کا مزا
یہ غشی وہ ہی جسے کرتے ہین ہشیار عزیز

دفن کے بعد کبھی کوئی نہ پرسان ہو گا
قبر تک اور ہی ساتھ ہین دو چار عزیز

رحم کر رحم خطاوار ہون توبہ توبہ
اب گنہ کو نہ کرونگا مین گنہگار عزیز

خوش کیا ہے تجھے ہو کر لب معشوق سے
ہے پری سے بھی سوا مجھکو یہ سوفار عزیز

جان بلب ہون جگر و دلمین ہین پیکان پیوست
اتنو پچھنے نہ لگا رحم کر اے یار عزیز

کسکو ہے روح کے قالب سے رہائی منظور
کون ہے جسکو نہین ہے یہ گرفتار عزیز

ای شرف ترک کرون عشق مین اوسکا کیونکر
جان سے بڑھکے ہی وہ شوخ طرحدار عزیز

گوش زد وقت سحر ہو جو گجر کی آواز
غافلو جانو اوسے کوس سفر کی آواز

ہوگئی صبح دم اے شوق فغان لینی دے
ہی تھکی ماندی مری چار پہر کی آواز

اوڑگئی اے قدر انداز مری سہم کے روح
سن سے آئی جو ترے تیر کے پر کی آواز

درد دل کہہ نہ سکا رعب مین آکر اوسکے
منھ سے نکلی بھی نہ مجھ خستہ جگر کی آواز

میرا نالہ نہ کسی اہل محلہ نے سنا
ناتوانی سے رہی گھر ہی مین گھر کی آواز

نامۂ شوق لیے کسکا اوڑی جاتے تھے
آرہی تھی ابھی جبریل کے پر کی آواز

اوڑگئے ہوش گلستان مین جو پتا کھڑکا
مرگئے آئی جو افتادہ شجر کی آواز

جس پر یزداں نے جھنکار سنی رحم آیا
میری زنجیر کی ہے کیسی اثر کی آواز

سنکے فریاد مری اوس شہ خوبان نے کہا
کوئی لائے تو خبر ہے یہ کدھر کی آواز

روز کٹتے ہین گلے اوسکی خوش الحانی پر
کیا خوش آہنگ ہی اوس خنک قمر کی آواز

اے گلو فصل خزان آنے دو کیا ہوتے ہو
کھڑکھڑا دیگی تمہین برگ شجر کی آواز

جو بہادر ہین وہ صدمے سے نہین اف کرتے
کون سنتا ہی گرہ جنے مین گہر کی آواز

اے جنون نجد سے زندان مین مجھے پہونچا دے
دل تو بہلے کا سنونگا جو بشر کی آواز

دفعتہً آنکھین بچھاتا ہوا مین پہونچا ہوتا
جب سنی ہی کسی منظور نظر کی آواز

دم کسی مین یہی نہ اے شوخ رہا کھینچے ہی
شپ سے آئی جو تری تیغ کمر کی آواز

ای شرف آگے وہ جیتا تمہین چھوڑیگا
یار سن لیگا جو ٹکرانے مین سر کی آواز

ہوا ہے گریۂ مجنون سے سبزہ کیا سرسبز
زمین دشت کی ہے منزلون برابر سبز

بہار مین مری تربت رہو سدا سرسبز
چڑھا دو چادر گل کے جو ساتھ چادر سبز

خدا سے ڈر مجھے کھلوا کے زہر ذبح نہ کر
گواہی شاہدی کو ہو نہ چاہے خنجر سبز

ریاض ابر سے نرگس ہری نہین ہوگی
کرینگے روکے اسے میرے دیدۂ تر سبز

کہان سے لائینگے اوس سبزہ رنگ کی رنگت
ہوا کرین جو ہین شمشاد اور صنوبر سبز

عجیب رنگ ہی قصر زمردی کا ترے
ہزار باغ ہون اس سے نہونگے بہتر سبز

ہرا نہ تربت بلبل کا سبزہ ہوویگا
گلاب سے اسے سینچین تو ہو مقرر سبز

کرون نثار زمرد کو مین ترے خط پر
کہان یہ نور کا سبزہ کہان یہ پتھر سبز

حنا سے بڑھ کے دورنگی کسی مین کیا ہوگی
کہ اندرون تو ہے سرخ اور باہر سبز

نہین وہ باندھے ہین تعویذ دہانی اطلس کے
لگا لیے ہین زمرد کے قدرتی پر سبز

بہار مین ہمین مارا ہے سبزہ رنگون نے
ہمارے خون کا یارو بناو محضر سبز

قبا بنائیگا فصل بہار مین مجنون
اسی کو دیدو مری قبر پر کی چادر سبز

شرف کا قول یہی ہے کہ جو شاہ وہ تھا

ہوئے نہین کبھی گلبرگ زرد ہو کر سبز

یون ہجوم داغ حسرت ہی ہمارے دل کے پاس
جیسے لختے خون کے جم جاتے ہین بسمل کے پاس

سیکڑون قبرین بنی ہین کوچۂ قاتل کے پاس
عاشقون کا قافلہ تہا مرمٹا منزل کے پاس

لوٹ کر پیکان جو رستے مین رہگیا اچھا ہوا
دوسرا دل ہو گیا اک اور میرے دل کے پاس

اس ادا سے تمنے پھیری اوسکی گردن پر چھری
دو گھڑی تک دل مرا پھڑکا کیا بسمل کے پاس

آئی ہین گلزار جنت سے عیادت کے لئے
جمع ہین جو حسین شہیدون کی ترے گھائل کے پاس

اوسطرف ہوگا پرستان مرنے والے اسطرف
ہم بہی اک محفل کرینگے یار کی محفل کے پاس

طرۂ گیسو نہین لرزان ہے روئے یار پر
وجد کرتا ہے چکورا یدل مہ کامل کے پاس

اور ہی چاہت ہوئی لیلی کا پردا کھل گیا
دیکھتے ہی قیس کو بلوا لیا محمل کے پاس

خوب سمجھا یائی صورت سے تڑپایا مجھے
رکھدیا صیاد نے میرا قفس بسمل کے پاس

اک خدنگ ناز سے دو نون اوڑائی جائینگے
دل کلیجے پاس تڑپے گا کلیجا دل کے پاس

اوسکو کیا پروا ہم کیون نکلے گدائی کے لیے
دولت امید کیا کم ہے ترے سائل کے پاس

قبر پر میری بنائی جائینگی دو تربتین
قیس کا دل ہو گیا ہو دفن میرے دل کے پاس

یار کی محفل مین جس کشتے کو پوچھا تو کہا
اک مسافر تہا جو تھککر مر گیا منزل کے پاس

پھڑپھڑاتا عندلیب پر شکستہ کی طرح
خلد سے رضوان اگر آتا تری محفل کے پاس

اسقدر بیخود کیا جوش جنون نے قیس کو
جانور وحشت زدہ رہنے لگے محمل کے پاس

خال مشکین کا مین جب جانون کہ نظارہ کیا
دونون آنکھون کے اگر رہجائین تل اوس تل کے پاس

دوسرا دریا بہایا میری آنکھون نے شرف
روتے روتے جان دی تربت بنی ساحل کے پاس

حسرت افزا ہو گئی اوسنے خوب حاصل کی ہوس
میری آنکھون نے جو نرگس سے مقابل کی ہوس

لائی تہی دنیا مین ہمکو تیری محفل کی ہوس
نارسا تھے چل بسے دلمین ہی دل کی ہوس

عمر کم ہونے لگی اور آرزو بڑھنے لگی
اشتیاق یار نے دلمین جو نازل کی ہوس

روح جب تک جسم مین تہی ولولہ تھا قیس کو
اب نہ لیلی کی تمنا ہے نہ محمل کی ہوس

اوسکا نظارہ مہم عشق سر کرکے کیا
خوب ذوق وشوق نے کی سہل مشکل کی ہوس

اشتیاق یار کی ہونے لگی جبدم سرشت
عاشقی نے پیرسے آب و گل مین شامل کی ہوس

معرکہ آراے جانبازی ہون راہ عشق مین
امتحان کی آرزو ہی تیغ قاتل کی ہوس

خون تھوکا عمر بھر حسرت سے ہوکر ضیق مین
درد دکھ مین خوب ہی نکلی دق وسل کی ہوس

عالم ارواح سے نکلے ہین اوسکو ڈھونڈھنے
وہ مسافر ہین کہ روح وجان ہی منزل کی ہوس

خانۂ صیاد تک لیجا اوڑاکے بوے گل
اے صبا تائید کر نکلے عنادل کی ہوس

آرزو ہے تو یہ ہی خلوت ہو اوس محبوب سے
دل کو حورون کی نہ ہی پریون کی محفل کی ہوس

مر رہا ہے تم نوازو دولت دیدار سے
شاہ خوبان ہونگا لو اپنے سائل کی ہوس

آرزوے حسرت دیدار مین کامل ہوئے
حضرت موسی نے ایسی ہمسے حاصل کی ہوس

نیمجان حسرت زدہ کچھ منھ سے کہ سکتا نہین
دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہی بسمل کی ہوس

جسکے ہم شیدا ہین وہ رہنے لگا پیش نظر
اے شرف جوش تعشق مین وہ کامل کی ہوس

رت کے پھر جانے سے گلہاے چمن ہین مایوس
تنکے چننے سے بھی بلبل ہمہ تن ہین مایوس

حق تعالے ہی کرے رحم ترے کشتون پر
روحین بیچین ہین لیے گور وکفن ہین مایوس

تم باذلی بھی سنینگے تو ہوگی تسکین
اتنوا ایسے ترے شیدا سے دہن ہین مایوس

ہر طرح ہم اونھین صیاد سے چھڑوا دینگے
کیون رہائی سے اسیران چمن ہین مایوس

اوس جگہ مجھکو غریب الوطنی لائی ہے
زندگی سے مرے یاران وطن ہین مایوس

سب نے لوٹی تری دولت قدر اندازی کی
کچھ ادھر بھی کہ ہم اے تیر فگن ہین مایوس

ساتھ اپنے انھین اے شمع سحر لیتی جا
لاکھون پروانے ترے گرد لگن ہین مایوس

حسن تقریر سے لازم ہے تشفی انکی
اے پریرو ترے مشتاق سخن ہین مایوس

یاس دیدار سے ہے جبسے تجھے چاہا ہے
ہم اوسی وقت سے اے عہد شکن ہین مایوس

بے چھری ذبح کیا ہے تری خوش چشمی نے
زیست سے اپنی غزالان ختن ہین مایوس

روز تم اونکو یہین سیکڑون جھنکواتے ہو
اسلیے شیفتۂ چاہ ذقن ہین مایوس

خاک چھنوائیگا وحشت یا شون سی نیرنگ اسکا — سن کے سب تیری زمانے کا چلن ہین مایوس
عالم یاس نہ کیونکر ہو تمہین مشفق ہو — آبلے بہر ہو گئے ہین زخم کہن ہین مایوس
کوچۂ یار مین امید نہین جانے کی — جسکے بلبل ہین چھٹا ہی وہ چمن ہین مایوس

ای شرف جسم سے اب روح کی رخصت ہی قریب
تندرستی سے سب اعضای بدن ہین مایوس

مرنے کے بعد بھی نہ گئی یار کی تلاش — پرسش جو کی فرشتون نے اظہار کی تلاش
اے یار کوہ طور کہان اور مین کہان — لائی ہے مجھے یہان ترے دیدار کی تلاش
جلوہ دکھا کے حال کسیکا نہ پوچھیے — بیخود ہین سب نہ کیجیے ہشیار کی تلاش
مدفن سے پچھلے ہین مجھے کیون ملائکہ — کس بادشاہ کو ہے گرفتار کی تلاش
زخمون کی بدھیان مری گردن مین ڈالدین — قاتل کے گھر مین جا کے جو کی یار کی تلاش
ڈھونڈھو لکے دردمندون کا اپنے کرو علاج — عیسی ہو چاہیے تمہین بیمار کی تلاش
نکلے چمن مین ڈھونڈھے جو بلبل کے مشت پر — کرتی تھی گل کو پیار جو منقار کی تلاش
آئینہ ہو کے صاف دکھا دی پری سی شکل — تھی اسلیے مجھے تری دیوار کی تلاش
بلبل کیطرح جاتے ہین گلرو کو ڈھونڈھنے — کرتے ہین عشقباز بھی کس پیار کی تلاش
زندان مین دیکھتے ہین وہ غصے سے ہر طرف — کیا جانے کونسی ہے گرفتار کی تلاش
فضل خدا سے مین بھی وہ بلبل جہان مین ہون — روح القدس کو ہو مرے گلزار کی تلاش
دن رات تجھکو چاہیے اے دل شباب مین — معشوق نازنین و طرحدار کی تلاش
راہ وفا نے دل کو دکھایا عجب سمان — غربت مین کی جو بارگہ یار کی تلاش
ڈھونڈھا جو آ کے ہوش مین پایا نہ پیرہن — کانٹون مین چھیان تھین جو دستار کی تلاش
دن رات کو ہی یار کی رہتی ہے جستجو — جو یا ختن کے ہین نہ ہی تاتار کی تلاش
نکلا نہ پھر جو تیری کریمی نے کی نجات — محشر مین بھی ہوئی جو گنہگار کی تلاش
ہمنے تمام عمر کچھ اور آرزو نہ کی + — جبتک جیے رہی ترے دیدار کی تلاش

سودائی ہو کے نعت مین بکجاؤ گے شرف

ناحق ہے تمکو حسن کے بازار کی تلاش

حاضر ہے جان لے لو کیون ہو رہے ہو ناخوش
جسمین خوشی تمہاری ہین خوش مرا خدا خوش

ہر وقت دل شگفتہ ہین گلشن جہان مین
کرتی ہے ہمکو کیا کیا اس باغ کی ہوا خوش

دل ہلگیا لحد کی منزل جو تنگ دیکھی
اسمین مسافر آکے ہوگا غریب کیا خوش

ای یار دشمن جان کھاتا ہون زہر تجھپر
جان اپنی دے رہا ہون کرتا ہون دل ترا خوش

دل خوش کیا ہے جسنے جلوہ دکھا کے اپنا
پروردگار عالم رکھے اوسے سدا خوش

کہتا ہے یار مجھسے جا یہان سے سرکو
پہلو دبا کے میرا کیا خوش ہوئے ہو کیا خوش

برسون بہار لوٹی ہین نے موافقت کی
اوس گل سے مین ہا خوش مجھسے وہ گل رہا خوش

لیکر مری مرادین آپ گی نازکرتی
تیرے کرم سے کیا کیا ہوگی مری دعا خوش

سائل کا بھر دیا دل دولت وہ اوسکو بخشی
مایوس جسکو دیکھا فی الفور اوسے کیا خوش

بے یار کیون کیا تھا درمان درد دل کا
تاثیر زہر بخشی پی کر ہوئے دوا خوش

نکھرا ہے اک زمانہ آمد سنی ہے کسکی
عالم مین جسکو دیکھو پھرتا ہے جابجا خوش

مرتے ہین جان بلب ہین اوسیر ہین شکستہ
کنج قفس سے ہونگے ہم ہوکے کیا رہا خوش

راہ وفا سے آکر پہچانیگا وہ مجھکو
محنت وصول ہوگی جس روز وہ ہوا خوش

لائی ہے نکہت گل صیاد کے مکان مین
کیا کیا کیا ہے دل کو بلبل کے اے صبا خوش

تم پر فریفتہ ہون دل دیکے تمکو اپنا
اتنا تو کہدو مجھسے ناراض تم ہو یا خوش

ہوتا ہے دل روانہ الفت کے عارضی مین
دیکھو تو کیا ہوا ہے رہزن سے رہنما خوش

نکھرا دکھا دو اپنا تم مسکرا کے مجھکو
ہوجاؤن مین بھی خوش دل رکھے تمھین خدا خوش

کیونکر نہ پھر عطا ہو باغ ارم شرف کو
اللہ خوش نبی خوش حسنین مرتضا خوش

دیکھتے ہی اوس پری کو ایسے اوڑ جاتے ہین ہوش
غش جو آتا ہے تو دو دو دن نہین آتے ہین ہوش

یار آتا ہے تو ہم دل بھر کے دیکھین کسطرح
بیخودی چھا جاتی ہے تشریف لیجاتی ہین ہوش

عالم وحشت مین ملتا ہی نہین انکا پتا
کو لئے صحرا مین کس جانب نکلجاتے ہین ہوش

چہرۂ پر نور دکھلانے کو جب آتا ہے یار
اوس گھڑی آفت عشق کی جان پڑ ہا آتی ہین ہوش

دیکھکر اوس گل کو ہو جاتے ہین ایسے باختہ
پہر ٹھہرتے ہی نہین ہم لاکھ ٹھہراتے ہین ہوش

غش جو آتا ہی تو ہو جاتی ہے پہر ایسی غشی
دفعتاً ناک عدم کی راہ دکھلاتے ہین ہوش

کیسا کیسا چاہتا ہون مین جنون سے انفراغ
آپ مین آنے کو کیا کیا مجھکو ترساتے ہین ہوش

او مسیحا آکے تو جلدی خبر لے نزع مین
پہر گئین آنکھین ہماری گم ہوئے جاتے ہین ہوش

ایسی فصل گل مین ہو جاتی ہی گھبراہٹ نہین
مفت مین جوش جنون کی ہاتھ بکجاتے ہین ہوش

منفعل ہین مجھسے تاب دل نہ لا کر دید کی
اسلیے آتے ہوئے اب مجھ مین شرماتے ہین ہوش

مجھکو بسمل کر کے اوڑ جاتے ہین اونکے سامنے
ماہی بے آب کی مانند تڑپاتے ہین ہوش

سیر کرتا ہون عدم کی مین کبھی فردوس کی
بیخودی مین رنگ کیا کیا مجھکو دکھلاتے ہین ہوش

بیخودی ہو جاتی ہی جسوقت اونکو دیکھکر
پہر تو پہرون ایڑیان مجھسے رگڑواتے ہین ہوش

نزع مین غش کر گیا ہون اوسکی صورت دیکھکر
ای شرف ہے یار اب مجھ مین نہین آتے ہین ہوش

جسوقت ہوی جا کے ہم اوس گل سے ہم آغوش
گل مارے خوشی کے ہوی بلبل سے ہم آغوش

ہم جشن کرین مسند شاہانہ بچھا ئین
راضی ہو تو ہم تم ہون تجمل سے ہم آغوش

جسوقت قدم چومے گلے مجھکو لگایا
جنت مین ہوا صاحب دلدل سے ہم آغوش

لپٹے ہین جو غنچے چمن ان مین گلون سے
آپس مین ہوے ہین یہ توسل سے ہم آغوش

چلا کے جو لپٹا تو خفا ہوکے وہ بولے
ہوتے نہین اس شور سے اس غل سے ہم آغوش

حسرت کسی معشوق سے ملنے کی نہ رہجاتے
ہو آئی حسینون مین جز و کل سے ہم آغوش

سر تابی کا پہر تمکو کبھی بل بھی نہ رہتا
ہوتے جو کسی عاشق کاکل سے ہم آغوش

آئے ہو تو اے یار نہ شرماؤ نہ گھبراو
کیا جلدی ہی مین ہونگا تامل سے ہم آغوش

پہر نعمت دنیا کا کبھی نام نہ لیتا +
ہوتا جو کسی اہل توکل سے ہم آغوش

غل ہوگا اسیران قفس مین کہ مبارک
صیاد کبھی ہوگا جو بلبل سے ہم آغوش

اے یار سنوارونگا تری گیسوی پیچان
رویا مین ہوا ہون جو مین سنبل سے ہم آغوش

چھوڑا ہے گلستان مین شگوفہ وہ کسی نے
غنچے کبھی ہوتے نہین بلبل سے ہم آغوش

ہوگا گل شاداب مرا داغ جگر کا
قسمت جو کرے گی مجھے اوس گل سے ہم آغوش

سنتا ہون وہ اوس روز گلے مجھسے ملینگے
گل ہووینگے جسدن کسی بلبل سے ہم آغوش

جامے سے جو باہر ہو شرف مارے خوشی کے
ہو آج کہو کس اہل تغافل سے ہم آغوش

کس حسن سے وہ صاحب توقیر ہی خاموش
بیٹھا ہے وہ خاموش کہ تصویر ہے خاموش

نالہ نہ کر اے دل وہ پریزاد نہ سن لے
تجویز ترے واسطے تعذیر ہے خاموش

گردش کا جو تجسے کبھی شکوہ نہین کرتی
مرضی یہ تمھاری مری تقدیر ہے خاموش

برسون سے ہی چپ چاپ اوسی کھڑکائیے چلکر
سنتا ہی زندان مین جو زنجیر ہے خاموش

سنتا نہین چلتے ہوئے آواز بھی کوئی
جادو کی طرح یار ترا تیر ہے خاموش

اے یار کراہا نہیان اُف بھی نہین کرتا
کیا ہے جو ترا زخمی شمشیر ہی خاموش

کس بات کی ہے دیر جو روکا ہی چھری کو
اب کیا ہی جو ظالم دم تکبیر ہے خاموش

اے جانجہان جلد جواب اسکا مجھے دے
کسواسطے پڑھکر مری تحریر ہے خاموش

محفل مین تری منھ سے نہین بات نکلتی
دیکھو جسے وہ صورت تصویر ہے خاموش

حسرت مین رہا ہی جو ترے تیر سے محروم
سناٹے مین افتادہ وہ نخچیر ہے خاموش

دیکھا ہے جو شانہ دل صد چاک کا اوسنے
سودائی گیسوے گرہگیر ہے خاموش

کردی ہی زبان بند کہ گھڑکی اوسی دی ہے
کیا ہی جو ترا عاشق دلگیر ہے خاموش

دیوانہ ترا شور مچاتا تھا یہ کیسا
پہنے ہوی اب طوق گلوگیر ہے خاموش

رو دیا مین جو دیکھا شرف اوس غنچہ دہن کو
یوسف نے کہا کچھ نہین تعبیر ہے خاموش

جانجان سُنکے ترا دہر مین افسانۂ خاص
آپ مین ہم نہ رہے ہوگئے دیوانۂ خاص

جان بلب ہو نہین کوئی سورۂ یوسف پڑھدے
گر مرون بھی تو مرون سُنکے مین افسانۂ خاص

اے پریرو یہ اولش کسکو عنایت ہوگا
نشہ اروسے جو لبریز ہے پیمانۂ خاص

کیون نہ شہرت ہو خود آرائی و آرائش کی
مول لوگے جنہیں کھینچو گے گلوری اونکو
مال و زر بخش دیا حرص و ہوس اون کو
عشق کے نشے مین مخمور رہا کرتے ہین
کچھ حقیقت بہی نہ جانین گر وہ پروانون کی
بند رہتی ہے ہوا رہتے ہین جس صحرا مین
خال عارض سے بھلا مشک کو نسبت کیا ہے
کیون نہ مین دل کو کلیجے سے لگائے رکھون
امتحان کیجے تو دیکھو کبھی میرے دل کا
ہر طرف مجمع محشر مین تجھی کو ڈھونڈھا
کیونکر اوٹھکر تری محفل مین مرا دل جائیگے
جگر و دل کا مرے بہی ہے خدا ہی حافظ

خلوت آئینے سے ہے شانے سے یارانہ خاص
خاص لوگون کے لئے جائیگا بیجا نہ خاص
جانجان جان و جگر ہین تری نذرانہ خاص
تیرے متوالے ہین مشہور ہین مستانہ خاص
آگ مین کود پڑینگے ترے دیوانہ خاص
ہو کا عالم ہے ہمارا جو ہے ویرانہ خاص
تل سے آنکھون کے بہی بہتر ہے سیہ دانہ خاص
اوس پریرو کا یہ مشہور ہے کاشانہ خاص
شیر سے بہی تو نہ جھجکے گا یہ فرزانہ خاص
حشر کو حشر نہ سمجھا ترا دیوانہ خاص
بے پر و بال ہے افسوس یہ پروانہ خاص
مجرم عشق ہون ہونے کو ہے جرمانہ خاص

دور کر اب نہ چلو پاؤن ادب سے رکھو
ای شرف وہ نظر آتا ہے جلو خانہ خاص

مطلب ارم سے گلشن شداد سے غرض
آنکلے تجھے ہم اوس گل خوبی کو ڈھونڈنے
دشمن کسیکا ہون نہ مرا ہے کوئی حریف
مجھکو گزر نہ عمر روان سے ہے کام کیا
سنگو لگے جو جی شیر کرینگی اوسے ہلاک
پروا نہین کسیکی ہے اوس شاہ حسن کو
وہ خود غرض ہے مجھکو رہائی کی آرزو
جانے کا اسکے کوئی ٹھکانا بہی دو بتا
اوسپر طبیعت آئی جو دشمن ہے جان کا

فانی ہون مجھکو کیا ابد آباد سے غرض
کچھ اور تھی نہ گلشن ایجاد سے غرض
مطلب نہ داد سے ہے نہ بیداد سے غرض
رکھتا ہون زندگانی کی میعاد سے غرض
شیرین کو اور کچھ نہین فرہاد سے غرض
آباد سے غرض ہے نہ برباد سے غرض
کل ہیکو نکلیگی مری صیاد سے غرض
رکھتے نہین جو بندہ آزاد سے غرض
لاحق ہوئی ہے کس ستم ایجاد سے غرض

دل پرکشش سے کھینچینگے تصویر یار کی
مانی سے واسطہ ہے نہ بہزاد سے غرض

کیونکر بھلا دون وعدہ فراموش مین نہین
مجھکو تو دمبدم ہے تری یاد سے غرض

کیون عشق و عاشقی کا سبق مین کسی سے لون
لا علم مین نہین مجھے استاد سے غرض

جان اونپر اپنی جاتی ہے ظالم وہ ہین تو ہون
بیداد سے غرض ہے نہ کچھ داد سے غرض

کیون اپنی جان کھوتی ہے شوق خدنگ مین
اے عندلیب کیا تجھے صیاد سے غرض

پوچھینگے آکے مجھسے نکیرین کیا شرف
رکھتا نہین مین عالم ایجاد سے غرض

ہو نہین سکتا جو کرتے ہین ترے بیمار ضبط
صدمۂ درد جگر کا ہی بہت دشوار ضبط

کسقدر زخمی وہ ہین جنپر یہ چہرکا جائیگا
ہو رہا ہے یار کی سرکار مین زنگار ضبط

درد تنہائی مین کیا ہوناہی میرے دلکا حال
صبر ہے آزردہ خاطر اور ہے بیزار ضبط

کر چکی زلف معنبر مشک کی بستی اوجاڑ
آچکی ضبطی ختن کی ہو چکا تاتار ضبط

آفرین صد آفرین صد آفرین ای عندلیب
واہ کیا نالہ کیا ہی کھولکر منقار ضبط

جانجان لوٹا تو لوٹا اس دل پر داغ کو
اب نکرنا یون کسی مظلوم کا گھربار ضبط

دولت حسرت کی کثرت سے ہے میرا دل غنی
کیا کروگے ضبط اسے ہو گی نہ یہ زنہار ضبط

کیا گنہ مین نے کیا ہی اس شب تنہائی کا
کیون کیے ہین اسنے میرے طالع بیدار ضبط

اہل حرفہ کو جو آیا رحم مجھ سودائی پر
کر لیا اوس بادشاہ حسن نے بازار ضبط

دیکھ لی قاتل ہماری تو نے جانبازی کی شان
چھین لی تجھسے لپٹ کر کی تری تلوار ضبط

لوٹتے ہو تم جسے پھر جان تک چھٹتی نہین
دولت امید تک کرتے ہو تم اے یار ضبط

برہمی نے موسم گل کا عمل اوٹھوا دیا
کی خزان نے دفعتہً کیفیت گلزار ضبط

ہمت مردانگی کا دل مرا ہے بادشاہ
کر لیا تیر لب معشوق کا سوفار ضبط

اس نمک پاشی سے تیری اف نہین کرنیکا
میرے زخمون پر چھڑکوا دیکھ لے ای یار ضبط

سوز غم کے واسطے ہو ای شرف رقت ضعیف
گھٹ کے مرجاؤگے یا اچھا نہین ہر بار ضبط

کس ستم کی تیز دم ہے اوسکی شمشیر الحفیظ
اور اوڑتی پھرتے ہین چارون طرف تیر الحفیظ

پھیر دی مجھپر چھری کچھ بھی نہ قاتل نے سنا
لاکھ مین کہتا رہا ہنگام تکبیر الحفیظ

آمد آمد ہے جو زندان مین تری سودائی کی
طوق غل کرتا ہے چلاتی ہے زنجیر الحفیظ

کشت و خون و قتل ہر فقرے سے ثابت ہی مرا
کس قیامت کی مجھے بھیجی ہے تحریر الحفیظ

اوٹھ رہی ہین سبکی جانین اس قیامت سے تاک
تیر سے سہمے ہوے کھنچے ہین نخچیر الحفیظ

ترچھی نظرون سے جو سفاکون نے تاکا ہی مجھے
ہر طرف سے پڑ رہے ہین سیکڑون تیر الحفیظ

اسقدر مجروح دل دیکھا ہی اپنا خواب مین
سنکے یوسف بھی کھینچینگے وقت تعبیر الحفیظ

پرزے ہوتا ہی جگر دل ہو رہا ہے پاش پاش
تیغ بران ہی تری اے شوخ تقریر الحفیظ

کیا پریشان ہے معاذ اللہ کیا آوارہ ہی
کہہ رہے ہین عاشق زلف گرہ گیر الحفیظ

نجد مین دیکھا نہین جاتا کسی سے حال قیس
کسقدر غم نے کیا ہی اسکو دلگیر الحفیظ

کسقدر تم غیظ مین ہو ذبح کرنے مین مجھے
مارے غصے کے نہین سنتے ہو تکبیر الحفیظ

عاشق و معشوق سے پڑتا ہے ایسا معرکہ
جسمین پڑتی نہین کوئی بھی تدبیر الحفیظ

جان لیجاتی ہے اوسکی دل جو دیتا ہی نہین اور
کسقدر انسان کو ملتی ہے تعذیر الحفیظ

اے نکیرین آکے میری پاسداری چاہیئے
کس غضب کی مجھسے تم کرتے ہو تقریر الحفیظ

لیچلی ہے ای مشرف گنج شہیدان مین مجھے
کسقدر دشمن ہوئی ہے میری تقدیر الحفیظ

آرزو ہے یار کا پیغام لائے وقت نزع
نامہ بر یا رب فرشتہ بن کی آئے وقت نزع

کوئی دم مین ہم نہونگے ہوگا رونا پیٹنا
دیکھنا ہو جسکو ہمکو دیکھ جائے وقت نزع

راہ لی جنت کی آخر دم مین آکر موت کے
ایسی ایسے سبز باغ اسنے دکھائی وقت نزع

جسطرف کو یار ہوگا میرا رخ ہوگا اودھر
لاکھ کوئی قبلہ رو مجھکو لٹائے وقت نزع

جان لینے مین شتابی اسقدر کی موت نے
درد دل بھی یار سے کہنے نہ پائے وقت نزع

جانبجان آؤ خدارا تم بھی دم بھر کے لیے
جمع ہوتے جاتے ہین اپنے پرائے وقت نزع

دم لبون پر ہوگا مین کلمہ پڑھونگا یار کا
جسکا جی چاہے وہ یہ بات آزمائے وقت نزع

قبض کیں روحیں شہیدوں کی جو عزرائیل نے
پھول اون نازک دماغوں کو سنگھائے وقت نزع

جسنے دیکھی جھلک کی مجھ مین سانس اوسنے رو دیا
آنسوؤں مین دوستوں کے ہم نہائے وقت نزع

مرتے مرتے آمد آمد سنکے اوس محبوب کی
کیسے ہم اوٹھ بیٹھنے کو تلملائے وقت نزع

دم نکل کر رہگیا پتھرا کے آنکھیں رہگئیں
حال پر اپنی جو دو آنسو بہائے وقت نزع

مر رہے ہین جسپر اوسنے بند کر دی ہے زبان
کیا کہیں ناگفتنی ہے ماجرائے وقت نزع

جان دیدی عشق مین جنکی رگڑ کر ایڑیاں
دیکھنے کو واسطے بھی وہ نہ آئے وقت نزع

صورت اوس غنچہ دہن کی آگئی پیش نظر
ہمسے وہ ہنسنے لگا ہم مسکرائے وقت نزع

آئیں جو حوریں ہماری پیشوائی کے لیے
پیرہن مین پھر نہ ہم پھولے سمائے وقت نزع

کس پری پیکر کا نظارہ کیا ہے اے شرف
نازکسکا دیکھکر تم مسکرائے وقت نزع

دیکھے جو کبھی بزم مین پروانۂ دل شمع
معشوقوں سے کہنے لگے افسانۂ دل شمع

بجھتی ہے کوئی دم مین لرزتی ہے سحر سے
چھپ جائے مرا پاے جو کاشانۂ دل شمع

روشن وہ کرے آگے جو اسکا ہو یگانہ
تربت پہ نہ لائے کوئی بیگانۂ دل شمع

ہو صبح شب وصل تو لیتی ہے اسی مول
اک داغ دیے جاتی ہے بیعانۂ دل شمع

خاطر سے تمہاری وہ جلا دیگی اسے بھی
پروانے سے دیکھے گی جو یارانۂ دل شمع

شب کو جو بڑھی داغ تمنا کے تجلی
ہم سمجھے ہوئی طرۂ شاہانۂ دل شمع

لو اسنے جو تیرے رخ روشن سے لگائی
لائی ہے شب وصل مین نذرانۂ دل شمع

اک حسن کا شیدا ہے تو اک درد کا معشوق
پروانۂ دل سوز ہے جانانۂ دل شمع

فی الفور جلا یا اسے پروانوں سے پہلے
محفل مین تری ہو گئی بیگانۂ دل شمع

معشوقوں جو چراغ رخ روشن کا یہ ہوگا
ہر بزم مین ہو جائیگی پروانۂ دل شمع

سب داغ شب ہجر مین ہین شام سے روشن
دکھلاتے ہین مجھکو مرے دیوانۂ دل شمع

پروانوں کی کیا اصل ہے ان داغوں کے آگے
لے دیکھ جلو دار ہے شاہانۂ دل شمع

پروانہ تمہارے رخ روشن کا سمجھتی
سنتی جو کسی بزم مین افسانۂ دل شمع

اوس گل کی شرف ہووےگی کب روشنی اسمین
اندھیرے ہے اک چاہتا ہے خانۂ دل شمع

درد دل کہہ لون جو آئے یار جانی وقت نزع
اتنی مہلت دی مجھے اے جانفشانی وقت نزع

دیر تک تڑپا ہون مین اے یار جانی وقت نزع
بیرخی تھی مجھکو تیری آزمانی وقت نزع

مرتے مرتے جا پڑا اوسکے در دولت پہ مین
اڑیان رگڑین مگر کی پاسبانی وقت نزع

نبض رخصت ہوگئی ہے چلتی ہے رگ رگ کی سانس
مجھکو پیسے ڈالتی ہے ناتوانی وقت نزع

نیند آئی جاتی ہے آنکھیں ہوئی جاتی ہین بند
ہوگئی نیسین شب خوانی کہانی وقت نزع

مر رہا ہون کیون رگڑواتی ہے مجھسے ایڑیان
اے اجل کرتی ہے کیا چنگیز خانی وقت نزع

کیسے پھر اوٹھ بیٹھکر ٹلجاتی موت آئی ہوئی
سنتے ہم نہین اگر اونکی زبانی وقت نزع

جانکنی دم گھٹ رہا ہے کھنچتی ہے رگ رگ سے روح
کس کشاکش مین پڑی ہے زندگانی وقت نزع

اے اجل مرتے تو ہین اچھی طرح دم توڑ لین
جانفشانی کی ہے کر لین مہمانی وقت نزع

کس وقت پر مر رہا ہون مین جو حورین خلد سے
دمبدم لالا کے ٹپکاتی ہین پانی وقت نزع

آنکھ کھل سکتی نہین ہوتا ہے ایسا ناتوان
کچھ نہین چلتا ہے زور نوجوانی وقت نزع

زرد ہو جاتا ہے کیسا جسم نازک پھول سا
آدمی ہو جاتا ہے برگ خزانی وقت نزع

موت کی ہاتھون سے تو ایذا نہ دلوانا مجھے
جلد رخصت ہو جیو اے زندگانی وقت نزع

ہوگئے آگاہ ناز بے نیازی سے ترے
کیفیت سن لی فرشتون کی زبانی وقت نزع

روح و دل تحلیل ہین آنکھیں ہین پتھرائی ہوئی
کسقدر چھایا ہے عیب لن ترانی وقت نزع

لاکے یہ کیسی مجھے انگشتری پہنائی ہے
کس پری پیکر نے بھیجی ہے نشانی وقت نزع

سانس ہو جاتی ہے گل کرنے کو آندھی اے شرف
جھلملاتی ہے جو شمع زندگانی وقت نزع

فروغ طور سے بڑھکر فروغ پائے چراغ
جگر کے داغ سے بہرے جو لو لگائے چراغ

تمہاری بزم کے پروانون کو جو پائے چراغ
جلو مین ساتھ رہے روشنی دکھائے چراغ

اندھیری گور مین جسدم ہوی ہوائے چراغ
جگر کا داغ مرا ہوگیا بجائے چراغ

قیامت شب تنہائی سے لرزتا ہے
زبان ہو تو دہائی دے غل مچائے چراغ

کسی کی بزم کی حسرت مین تلملاتا ہے
کہین یہ صورت پروانہ اوڑ نہ جائے چراغ

ضعیف ہونے سے دل ہے بجھا بجھا میرا
سحر کا وقت ہی کیونکر نہ جھلملائے چراغ

ادب سے آئے مری شمع رو کی محفل مین
جلو مین ہی کسی پروانے کو نہ لائے چراغ

یہ حال دل ہے تصور مین اوسکے گیسو کے
کہ جیسے سانپ کا لے کے جھلملائے چراغ

کیا تھا کس سے سحر دم یہ ناز سر تابی
نسیم صبح سعین جو ہے برائے چراغ

چڑھائے لیلی و شیرین نے پھول تربت پر
ہمیشہ کوہکن و قیس نے جلائے چراغ

دکھا دون شعلۂ داغ جگر جو مین اونکو
نہ پھر نگاہ مین پروانون کی سمائے چراغ

نہ فوق ہوگا مرے دل کی بیقراری پر
ہزار الفت پروانہ آزمائے چراغ

شب فراق کی عبرت سے ہوگئین ناواقف
لرز لرز کے نہ دل کو مرے ہلائے چراغ

ازل کے دن سے ہی روشن اسی کے شعلے سے
ہوئی ہے داغ جگر سے مرے بنائے چراغ

ہوئے شوق سے گل ہوگیا کنول دل کا
یہ آندہی وہ ہے کہ صد ہا شرف بجھائے چراغ

کھینچے ہوئے اجل لیے جاتی ہے سوے تیغ
حسرت ہے سرخرو مین رہون روبروے تیغ

عالم مین کرتی ہے حق و ناحق جو قتل عام
ابرو کے دم مین آکے یہ بگڑی ہے خوے تیغ

اے دل لپٹ لپٹ کے جہان زخم کھائے ہین
باہین ہی ڈال دون جو مین دیکھون گلوے تیغ

مجھ با وفا کا اسمین بھرا ہے نہ دے لہو
کیون یار دھوئے ڈالتا ہے آبروے تیغ

جو ہے وہ کشتہ ہے تری شمشیر ناز کا
پھر ہو رہی ہے کسکے لیے جستجوے تیغ

سر کاٹتے ہو تم تو نہ تسمہ لگا رہے
ایسا نہو کہ ہوئے کہین پست روے تیغ

ہم سے گناہگارون کو جو رنگ کیجیے
دل کی ہوس نکالیے اور آرزوے تیغ

دیتی ہین روحین گنج شہیدان مین یہ صدا
پھر جا اجل رسیدہ اودھر ہے یہ کوے تیغ

ایسی نہا کے نکھری ہے یہ میرے خون مین
عطر حنا سے بڑھ کے مہکتی ہے بوے تیغ

آجائے رحم ہاتھ نہ مجھپر کبھی اوٹھے
حسرت مری جو دیکھو تو دیکھو نہ سوے تیغ

کرتے ہو جلتی ہے مجھے سرکاٹ کر مرا
دنیا مین سرخرو ہو رہے آبروے تیغ

اسے یار اوسکو پیرہن گل مین جا بنا
ہوتا جو میرے جامۂ تن پر اڈے تیغ

قبضے کو چوم چوم کے لیتے ہین منھ پہ زخم
مشہور ہین جہان مین ہم سرخروے تیغ

دریا لہو کا دیکھ کے پوچھا تو بولے وہ
سیل فنا یہ ہے اسے کہتے ہین جوے تیغ

اے شاد باش ای شرف اللہ رکو ہوا اس
قاتل کے منھ کو چوم لیا روبروے تیغ

خم نہا ثابت نہین ہوتا ہی قاتل کی طرف
اور سنی حق ہوا جاتا ہی باطل کی طرف

ڈر نہین مجھکو جو ہے شمشیر قاتل کی طرف
حوصلہ فضل خدا سے ہی مرے دل کی طرف

ہی کوئی ایسا محیط ایدل عدم کی راہ مین
سر کے بھل جاتے ہین انسان پہلی منزل کی طرف

دیکھکر صیاد کو عبرت سے ہوش اوڑ جائینگے
کیا کرینگے ہوکے بسمل پر عنادل کی طرف

مانگتا ہے جب دعا آمین کی آتی ہے صدا
خاص بندے تیرے ہوجاتے ہین سائل کیطرف

صید گاہ عشق پر پھڑکا ہوا ایدل جو ہے
سب طرف جانا نہ جانا اوسکی بسمل کی طرف

مستعد مرنے پہ ہم ہین جان تم لینے کو ہو
تم ہو آسانی کی جانب ہم ہین مشکل کی طرف

جانجان جسنے تری اکبار صورت دیکھ لی
آنکھ اوٹھاکر پھر نہ دیکھا ماہ کامل کی طرف

کوئی بھی اسکا طرفدار اور الفت مین نہین
اک فقط تیرا کلیجا ہے مرے دل کی طرف

حشر کیون برپا ہی کی بیداد کس جلاد نے
ہو رہی ہے کیون رجوع خلق عادل کی طرف

آب زہرہ ہو گیا آنسو کبھی تھمتے نہین
اک نظر دیکھا تھا اوس ظالم نے بسمل کی طرف

فوج و لشکر کی حقیقت کیا ہی اوسکے سامنے
حسن عالم گیر ہے اوس شوخ جاہل کی طرف

ست ہی جائینگے رسائی کی جو خاطر عشقباز
شان بے پروائی ہوگی اوسکی محفل کی طرف

رحم آ ہی جائیگا کڑھ جائیگا لیلی کا دل
قیس نے اس یاس سے دیکھا ہی محمل کی طرف

متفق ہے دل سے دل لیلی و مجنون کا شرف
ہین یہ دو پردے برا سے نام محمل کی طرف

آئینہ ہو سکے جو ہے طالب دیدار ہی صاف
تری تصویر نظر آتی ہے دیوار سے صاف

دشمن جان ہے اسیران قفس کا صیاد
پر بریدہ ہی رہے ہو صاف نہ پرواز سے صاف

اس قیامت کی چلے چال وہ رفتہ رفتہ
بستیاں ہونے لگیں یار کی رفتار سے صاف

جان لوگے مری یا زہر کا تم رکھوگے سوف
زخم دل کو جو مرے کرتے ہو زنگار سے صاف

حلقۂ گلشن فردوس دلاکر چھوڑا
جوش رحمت نے کیا اسکو گنہگار سے صاف

لاش بلبل کو قفس سے نہ نکالا صیاد
جان بھی لیکے ہوا تو نہ گرفتار سے صاف

اسقدر پڑتے ہیں داغ انمیں ہمارے خون کے
گھڑیوں کانٹوں کو کیا کرتے ہیں دستار سے صاف

زندہ رکھتا نہیں صیاد پھر اوس بلبل کو
پر جو کرتا ہے کوئی پھول کے منقار سے صاف

بانکپن نے ترے عالم میں کیا ہے ستھراو
گھر کے گھر ہو گئے ظالم تری تلوار سے صاف

کیا اوسے شربت دیدار کو ترساتے ہو
تم مسیحا ہو رہو صاحب آزار سے صاف

کیا کدورت ہو کہ نفرت اوسے اخلاص سے ہے
منھ ہے کسکا جو ترے دل کو کرے پیار سے صاف

حسرت دید کا آزار نہیں جانے کا
خود مسیحا ہی نہیں عشق کے بیمار سے صاف

میرے دلمیں لب معشوق ہوا ہے آکے
دم لبوں پر ہے مگر ہوں ترے سوفار سے صاف

بغض للہ ہوا ہی شب تنہائی کو
ہوگئی کاہے کو مرے طالع بیدار سے صاف

پرورش دل سے جو منظور ہے صیادونکو
روز کرتے ہیں اسیروں کے قفس ہار سے صاف

ای شرف ہمنے کدورت کبھی دشمن سے نہ کی
عمر بھر صورت آئینہ رہے یار سے صاف

عمر رفتہ نے جو میری نوجوانی کی تلف
مین نے غم کھا کھا کے اپنی زندگانی کی تلف

جشن کا سامان تھا تھی جسکے آنے کی خوشی
اوسنے کی ساری ریاضت میہمانی کی تلف

تیری محفل مین تری باتوں پہ ہمکو وجد تھا
دولت شادی شاکر لن ترانی کی تلف

کل تو تو سرسبز تھا آج اے چمن کیوں زرد ہے
کس پری رو نے تری پوشاک دھانی کی تلف

اب کسی پر ہاتھ اے قاتل ترا اوٹھتا نہیں
سب کمائی ہو گئی چنگیز خانی کی تلف

مٹ گیا جو داغ تھا دل خون ہو کر بہہ گیا
تیرے پیکاں نے سب الفت کی نشانی کی تلف

میری صورت دیکھکر پھیکا مرقع پھاڑ کر
صنعت ہمنے محنت بہزاد و مانی کی تلف

مین جو تم تک آکے پہونچا نہ میری جان کی — دولت امید وقت قدر دانی کی تلف

منزل مقصود مین گر کے نہ پھر مین اوٹھ سکا — خوب ہی طاقت مری اے ناتوانی کی تلف

انجمن مین آب زہرہ میرے آنسو کا کیا — آبرو موتی کی تمنے کرکے پانی کی تلف

واہ ری تیر افگنی کھیلے تو دو اک کا شکار — سیکڑون کی زیست وقت شہ کمانی کی تلف

تیری فرقت مین ہوا مجھکو تڑپنے کا جو شوق — موت نے کی آکے حسرت جانفشانی کی تلف

دل کی تڑپن کو کبھی پوچھا نہ اوس بیرحم نے — سب ریاضت ہوگئی درد نہانی کی تلف

سورۂ یوسف کو پڑھکر ای شرف ہم مرگئے
مفت اپنی زیست کھکر یہ کہانی کی تلف

ہم ہین اے یار چڑھائے ہوی پیمانۂ عشق — ترے متوالے ہین مشہور ہین مستانۂ عشق

دشمنون مین بھی رہا ربط محبت پرسون — ہوش مین آیا کسی معشوق کو یارانۂ عشق

مجھکو جو چاہ محبت کی ہے مجنون کو کہان — اوسکو لیلی ہی کا سودا ہی مین دیوانۂ عشق

جان لینگے کہ وہ دل لینگے جنھین چاہا ہے — دیکھئے کرتے ہین کیا آکے وہ جرمانۂ عشق

جابجا چاہنے والون کا جو مجمع دیکھا — کوچۂ یار کو سمجھا مین جلوخانۂ عشق

سالہا سال سے خوش باش جو ہون صحرا مین — عالم ہو کو سمجھتا ہون مین ویرانۂ عشق

دل پسا چاہتا ہے جاکے حنا پر اوسکی — خرمن حسن ہوا چاہتا ہے دانۂ عشق

دل کا ہے قصد تری بزم مین اوڑ کر جاؤن — کیا ہی بے پرکی اوڑاتا ہے یہ پروانۂ عشق

ہر پریزاد کی ہے جلوہ نما اک تصویر — شیشۂ دل ہے ہمارا کہ پریخانۂ عشق

دل مرا خاص مکان ہے جو تری الفت کا — کہتی ہے ساری خدائی اسے کاشانۂ عشق

کیون کمسکا شب معراج مین ہوگا معشوق — کی ہے کس شوخ نے یہ محفل شاہانۂ عشق

ذکر ہے ناز تجھے یار زمانہ جا ہے — تا ابد یہ رہے آباد ترا خانۂ عشق

اوس پریرو نے جو دیکھا مرے دلکو صد چاک — اپنی زلفون مین کیا نام ہوا شانۂ عشق

عالم نو نہ تری شکل کا پروانہ ہے — حسن کی جان ہے تو اور ہی جانانۂ عشق

سر بکف گنج شہیدان مین چلے جاتے ہین — امتحان سے نہین ڈرتے ترے فرزانۂ عشق

نزع مین سورۂ یوسف کوئی للہ پڑھے
دم ہی نکلے تو مرون سنئے مین افسانۂ عشق

ڈبڈبائین مری آنکھین تو وہ کیا کہتے ہین
دیکھو لبریز ہین چھلکین گے یہ پیمانۂ عشق

اے شرف کون مرے دل کے مقابل ہوگا
اک ہی ساری خدائی مین ہے مردانۂ عشق

خاطر مین کسیکو بھی نہین لاتے ہین معشوق
کیا حسن خداداد پر اتراتے ہین معشوق

ہم عشق مین ہمشکل ہین وہ حسن مین یکتا
ہم چاہنے والے ہین وہ کہلاتے ہین معشوق

اللہ کی قدرت نظر آجاتی ہے مجھکو
جب شان خود آرائی کی دکھلاتے ہین معشوق

کرتے ہین ہمارے دل بیتاب کو بیچین
اس شوخی و انداز سے شرماتے ہین معشوق

شیدا ہون کسیکا مین گنہگار نہین ہون
بیواسطے کسواسطے دھمکاتے ہین معشوق

دیوانہ تمہارا نہین سنتا ہے کسیکی
خود نجد مین جاکر اوسے سمجھاتے ہین معشوق

اے یار تری آگے چراغون کو ہے لرزا
کیا حسن کا ہے رعب کہ تھراتے ہین معشوق

خاطر سے مری آئے ہین صحرا کو بسانے
رہنے کو یہان چھاونیان چھاتے ہین معشوق

چھریان بھی لگاتے ہین جو دل پر تو وہ اوچھی
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپاتے ہین معشوق

کرتے ہین ہمیشہ مرے مرنے کا تاسف
کیا ہاتھ سے کھو کر مجھے پچھتاتے ہین معشوق

مرتا ہون تو کہتے ہین نہ صدمے تمہین دینگے
اب دل کے دکھانے کی قسم کھاتے ہین معشوق

دیتے نہین دم بھر کبھی پہلو مین اسے جا
کیا کیا دل بیتاب کو ترساتے ہین معشوق

ہم محفل خوبان مین نہین جاتے ہین جبتک
بیچین رہا کرتے ہین گھبراتے ہین معشوق

شاید وہ سمجھتے ہین کسی شمع کو شعلہ
دل کو مرے محفل مین جو لرزاتے ہین معشوق

ہوتا ہون شرف وقت کا اپنے مین سلیمان
محفل مین جو اپنی مجھے بلواتے ہین معشوق

دم آگیا لبون پر آیا نہ یار ابتک
ہوتی ہین بند آنکھین تھا انتظار ابتک

دو تین دن سے ترکش خالی کیے ہین یون ہی
چوزنگ بھی لگاؤ کھیلے شکار ابتک

کہنے لگے وہ رو کر نکلا جو دم ہمارا
اب چین انکو آیا تھے بیقرار ابتک

دم بھر رہا ہون تیرا اگر ہے سو تنفس
اس بیخودی مین بھی ہون ہشیار یار اتبک

کیا نازکی ہے شب بھر سوئے ہین وہ لپٹکر
شاداب اوسی طرح ہین پھولون کے ہار اتبک

حسرت کی بھی جو قاتل تجھسے لپٹ رہا ہون
باقی ہے آرزوے بوس و کنار اتبک

برسون ہوے لحد مین تڑپا تھا ایکدن مین
اوس دن سے جل رہا ہے میرا مزار اتبک

ٹھوکر کے سر جو تیرے قدمون سے ہو نہین لپٹا
ظالم مین چاہتا ہون اخلاص پیار اتبک

روز ازل ہوا تھا خاک اوس پری کی خاطر
شیشے مین ہے مقید میرا غبار اتبک

کیا پھیری طرح کوئی دیکھیگا تیرا رستا
پتھرا گئین ہین آنکھین ہے انتظار اتبک

برسون مین جانکنی کی مشکل ہوئی ہے آسان
نکلا ہے دم ابھی تو تھا احتضار اتبک

کنج قفس مین ہم تو مردہ پڑے ہین لیکن
لپٹے ہین بستنی سے پھولون کے ہار اتبک

دم اے شرف اوکھڑکر سو دم کے ایکجزی مین
نکلا تو جل چکا ہے سر پر ہے بار اتبک

بسیگا زلف معنبر سے کیا دماغ مشک
تتار و چین و ختن مین ڈھلینگے شانۂ مشک

سنوارے زلف جو اونکی ختن مین مشاطہ
لٹا سارا شہر بہا ور کرے خزانۂ مشک

یہ فرق حلقۂ گیسو مین اور نافے مین ہے
وہ مرغ دل کا نشیمن یہ آشیانۂ مشک

شمیم زلف جو سونگھے تو ہو کے آوارہ
لٹا دے خسرو تاتار کارخانۂ مشک

تمہارے خال سیہ سے مناسبت کیا ہے
ہمیشہ پھکتے ہین اسپند ہو کے دانۂ مشک

بڑھیگی شانے سے کیا قدر نافۂ آہو
کہان مقرب گیسو کہان یگانۂ مشک

چڑھاے زلف کا چلا کمان ابرو پر
اوڑا دے نافے سے تیر نظر نشانۂ مشک

تمہاری زلف کی خوشبو جو آگئی اوسمین
ازل سے نافے نے چھوڑا نہ آستانۂ مشک

کسی کی زلف کی بو نے ختن کو لوٹا ہے
مٹا کے نافے کو غارت کیا ہے خانۂ مشک

تمہارے خال کی خوشبو کا جب ہوا شہرہ
سنا کسی سے جہان مین نہ پھر فسانۂ مشک

شرف جو حسرت گیسو مین خون روتے ہین
وہ پوچھتے ہین تو ہم کرتے ہین بہانۂ مشک

ہمکو دہمکائیگا ای قاتل کہاں تک کب تلک
آزمائیگا ہمارا دل کہاں تک کب تلک

صدمے سے صدمے دیے ہین اوسنے کیونکر ضبط ہو
حق بجانب ہی ترا ای دل کہاں تک کب تلک

دیکے اک رگ رہا گلے پر روک لی تونے جو تیغ
یہ رکاوٹ آخر ای قاتل کہاں تک کب تلک

تھک گیا راہ وفا مین ای مرے پروردگار
پھیر دیگی مجھکو یہ منزل کہاں تک کب تلک

چودہوین رات آج ہی کل شب کو یہ جوبن کہان
بحث اوس سے ای مہ کامل کہاں تک کب تلک

چل بسے احباب دنیا سے کسی کی کچھ چلی
پانون پھیلائینگے ہم ای دل کہاں تک کب تلک

روئے ہین روتا سا رونا ہم شب تنہائی مین
ہو نہ جائے زندگی مشکل کہاں تک کب تلک

لاکھ آہستہ چلے احباب لیکر سوے قبر
ہوگئی دم بھر مین طے منزل کہاں تک کب تلک

ہاتھ پھیلا کر دعا جب کی ہی آواز آئی ہے
لے لیے جائیگا ای سائل کہاں تک کب تلک

اشتیاق قیس مین برسون رہی لیلی کو شرم
نوچ ڈالے پردۂ محمل کہاں تک کب تلک

یار کہتا ہے بس دم توڑ کر بیدم بہی ہو
پھڑ پھڑائیگا تو ای بسمل کہاں تک کب تلک

عاشق دلسوز ہون مین رحم مجھپر کیجیے
مجرمون مین رکھیگا شامل کہاں تک کب تلک

خونبہا قاتل سے اپنا حشر کے دن لینگے ہم
حق کیے جائیگا وہ باطل کہاں تک کب تلک

دیر جانے مین نہ کر برخاست ہوگی بزم یار
راستا دیکھیگا وہ ای دل کہاں تک کب تلک

ہوگی کب راہ وفا کے پھیر سے مجھکو نجات
رکھیگی واماندہ یہ منزل کہاں تک کب تلک

چل دیے وہ چھوڑ کر تم ہی چلو گھر ای شرف
روؤگے بیٹھے لب ساحل کہاں تک کب تلک

لاتی ہے تیغ یار بہی کیا تازہ چل کے رنگ
دکھلاتی ہے بہار گلستان او گل کے رنگ

منصف جو ہو تو دیکھے ہماری غزل کے رنگ
بھر بھر دیے ہین شعر و نہین کس کس پہل کے رنگ

یارب وہ برق طور جلا دے کلیم کو
ایسا جگر جگر کرے اوسکا نکل کے رنگ

بخشا جو حسن صانع قدرت نے یار کو
کس کس ہماہمی سے لیا ہے مچل کے رنگ

یاد آگیا ہے کونسا اسدم شہید ناز
مہندی کا تم جو دیکھتے ہو ہاتھ مل کے رنگ

آیا گلون کو جوش جو فصل بہار مین
بہنے لگا زمین چمن مین ابل کے رنگ

بیرنگیٔ مزاج سے اونکے نہ چل سکا
تھک تھک گیا ہمیشہ زمانہ بدل کے رنگ

طفلی میں گو مزاج میں بیرنگی اونکے تھی
اب ہر شباب دیکھے کوئی آج کل کے رنگ

پوچھینگے اپنے یار کے دامن سے اشک سرخ
عاشق ہیں ہم جائینگے بے زور یل کے رنگ

اللہ ری صفائی کف دست یار کی
اکثر تو گر پڑا ہے حنا کا پھسل کے رنگ

نازک مزاجیوں پہ تری سٹ رہی ہیں گل
کیا کیا کھلے ہیں یار تجھے ہلکے ہلکے رنگ

اللہ ری نازکی کہ وہ لیتے ہیں کروٹیں
اوسپر گلوں کا کم نہیں ہوتا کچل کے رنگ

پھر رنگ ہو کے تو جو تڑپتا ہے خون میں
دامن تو اپنے یار کا اید ل اوچھل کے رنگ

کھا آئے ہیں جو زہر ہم اوس سبزہ رنگ پر
دم توڑتے ہیں مثل زمرد بدل کے رنگ

ٹھہرے ہو دور گنج شہیداں سے کیا شرف
اس سرزمین کا دیکھو ذرا آگے چل کے رنگ

کسطرح دل ہو ابرو سے خمدار سے الگ
جوہر کبھی ہوئے نہیں تلوار سے الگ

کہتے ہیں وہ جہرو کے سر دیدہ کے گھر کیا ت
اوٹھ جائو جان دو مری دیوار سے الگ

کوثر کا جام ہی مجھے حوریں جو لاکے دیں
رکھ دوں اوٹھا کے شربت دیدار سے الگ

ہنگام حشر و نشر جو نکلے گا سیر کو
ہو گی قیامت اک تری رفتار سے الگ

صیاد کو بھی رحم جو ٹکنے پر آگیا
رکھ دی چھری چھپا کے گرفتار سے الگ

کس سے شب فراق کی فریاد کیجیے
رکھتی ہے ہمکو چارہ بہر یار سے الگ

ممکن نہیں کہیں مرض الموت کا علاج
یارو یہ عارضہ ہے ہر آزار سے الگ

تنہائی میں وہ دیکھینگے اوسمیں پری سی شکل
آئینہ لے گئے ہیں جو اس پیار سے الگ

کھینچو جگر کا تیر چھری سے کرید کے
چٹکی تمھاری پڑتی ہے سوفار سے الگ

صیاد کے جو سامنے لٹکا قفس میں ہار
سرکا کے رکھ دیا اوسے منقار سے الگ

تاب و توان و صحت و امید زندگی +
کوسوں یہ جا رہے ترے بیمار سے الگ

ایسا شگوفہ یار نے چھوڑا بہار میں
بلبل گلوں سے گل ہوئی گلزار سے الگ

چھوڑا اسے خدائی نے اسنے خدائی کو
رحمت تری ہوئی نہ گنہگار سے الگ

روکا ہے نارسائی نے اسے بادشاہ حسن
افتادہ ہون جو پہلوے دیوار سے الگ

رونا چھٹے خدا کرے غسل شفا کرے
سب روگ دھوگ ہون تری بیمار سے الگ

منظور اے شرف ہے جو یوسف کی گاہکی
گفت و شنید کیجیے بازار سے الگ

معشوق بے نیاز کا گھر ہے مکان دل
کیا منزلت ہے شان الٰہی ہے شان دل

پیکان دل کا دل ہے پری ہے زبان دل
سوفار سے ثبوت ہوا ہے دہان دل

قصہ ہے دردخیز بڑی سرگذشت ہے
اے یار ہے بیان سے باہر بیان دل

ذوق دل کے بوجھ اوٹھالین تری شوق و ذوق کا
اسواسطے جگر سے ہوا ہے قران دل

ہر گل فریفتہ ہے یہ وہ عندلیب ہے
جو غنچہ ہے چمن مین وہ ہے آشیان دل

بیتابی فراق نے وہ روک ٹوک کی
صبر و شکیب آنے نہ پائے میان دل

دیکھے جو جھلملاتے شب وصل کا چراغ
فوراً اسسک سسک کی نکل جائے جان دل

کشتہ ہے کشت خون کے نشیب و فراز کا
گلگون زمین دل ہے شفق آسمان دل

شاید پناہ مانگے تو تلوار پھینک دو
آنسو نکل پڑین جو سنو الامان دل

فریاد کی جو یوسف کنعان نے جاہ مین
ہم اوس ذقن کے عشق مین سمجھے فغان دل

پھکتے ہین تیرے بزم کی پروانے جس جگہ
جب وہ زمین کھدیگی تو نکلیگی کان دل

بازار حسن مین جو سنین تجھکو مشتری
زہرہ بھی دل نکال کے رکھیے دکان دل

اے یار بے نیاز وہ وحدت سرایہ ہے
سجدہ کرین ملک جو ملے آستان دل

اوس بے وفا نے سنکے کلیجا پکڑ لیا
مجھ دردمند نے جو کہی داستان دل

وہ تربتین جو گور غریبان مین ہین شرف
اک ہے مرے جگر کا نشان اک نشان دل

داغون کا ہو رہا ہے جو مجمع میان دل
جائیگا دل کو لیکے کدہر کاروان دل

رتبہ دیا تھا اسکو اگر لامکان کا یارب
پھر قدسیون کو کیون نہ کیا پاسبان دل

تنہائی مین ہوا نہ کوئی بھی شریک حال
دم بھی رہا تو چند نفس میہمان دل

اک اک سے سرگذشت کہی اسکی عمر بھر — اوس پر بہی نا تمام رہی داستان دل
الفت تو اسمین اور تری آرزو مین وہ — دل اوسکا رازدان ہے وہ ہے رازدان دل
داغ اسمین جسقدر ہین وہ قدرت کے پھول ہین — جسکا چمن یہ ہے وہی ہے باغبان دل
دونون کو زندہ رکھتی ہے تیری ہوائے شوق — اے یار میری روح یہ ہے اور جان دل
دل پکڑے پھرتے ہین جو کلیجا تھے ملیسے — خود رو رہے ہین کرتے جو تھے امتحان دل
حسرت ہی تو چکھا ہے محبت کی چاشنی — برسون سے اس ہوس مین کھلا ہے دہان دل
حسرت کو میری دیکھتے داغون کے بجای ہین — قدسی ہوئے ہین آکے یہ باشندگان دل

قدرت خدا کی رنگ ہے داغون کا ای شرف
ہے اک عجائبات چمن بوستان دل

شمیم گل ہے جو ہووے مزار کے قابل — دماغ چاہیے خوشبوے یار کے قابل
فرشتی جو نہ کرتے تو رنگ کب جمتا — حنا یسی تہ ہوئی ہے سنگار کے قابل
مجھے بلایا ہے اوسنے کدہر کرون سجدہ — خدا نے مجھکو کیا وصل یار کے قابل
یہانتک آپکا ہمنے تو راستا دیکھا — کہ آنکھیں بہی نہ رہین انتظار کے قابل
ہمارے دل پہ بہی اک تیر وہ لگا بیٹھے — الٰہی شکر اسے سمجھے شکار کے قابل
تمہاری شکل جو دیکھی تو دل نے مجھسے کہا — حقیقتاً مین یہ صورت ہے پیار کے قابل
شہید ناز ہون ہوگی اسے غبار کی قدر — کہ غازہ ہوگا یہ روے نگار کے قابل
کسی حریف نے ایسا اوٹھا دیا مجھکو — کہ میری خاک نہ رکھی غبار کے قابل
خدنگ ناز کیا ہے جو لیس قاتل سے — یہ تیر ہے مرے دل کے شکار کے قابل
جہان مین دہوم نہ کیونکر ہو دل کے داغون کی — کہ پھول ہوگئے کھل کھل کے ہار کے قابل
بھلا ہوا کہ ہوا دفن کوے قاتل مین — یہی زمین تھی میرے مزار کے قابل
مراد آئی مبارک ہو داغ عشق اے دل — خدا کرے تجھے مہر و قرار کے قابل
جزا ے خیر کے میرے ان گناہون کو — کیا ہے رحمت پروردگار کے قابل
ہرسن اونکا ہمنے جو پوچھا تو بولی مشاطہ — سلامتی سے ہین بوس و کنار کے قابل

قصاص عشق و عنایات وصل ای شہ حسن
یہ دار و گیر ہے مجھ جان نثار کے قابل

اشارہ ضبط کا پائے تو جان اپنی دیجئے
کہ دل نہیں ہے مرا اختیار کے قابل

چمن سے کون خطا پر گل کو اے شرف پہنچا
یہ قاصدی ہے نسیم بہار کے قابل

نہ مجھ میں ہے نہ بتاتا ہے یار میرا دل
پہنچ گیا ہے مرے پروردگار میرا دل

کسی چمن میں نہیں اے ہزار میرا دل
اڑا کے لے گئی باد بہار میرا دل

شب فراق میں تڑپا کے مار ڈالے گا
قرار رو رہی ہے بیقرار میرا دل

بھلا یہ کونسی صورت ہے صبح ہونے تک
ہوا ہے شام سے بے اختیار میرا دل

وہ شیفتہ ہوں سمجھتا ہوں دست شفقت ہیں
ٹھوکر لگتی جو ادھر کا کرے [illegible] میرا دل

یہ کیا ہے جان تو اضطع کرونگا اے غم عشق
مگر امتحان نہ لے بار بار میرا دل

کیا ہے اتنو سراسیمہ بیقراری نے
کسی زمانے میں تھا برقرار میرا دل

مری خوشی جو میں مرتا ہوں اوس ستمگر پر
کریگا مجھ پہ ہے کیا اختیار میرا دل

اوسی کے رنگ حنا نے لہو رلایا ہے
پسا ہے دیکھ کے جسکا سنگار میرا دل

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہو کے بیٹھا
خبر بھی ہے تمہیں کرتا ہے پیار میرا دل

جہان سے داغ جگر مجھکو لیکے جانے دو
تمہارے پاس رہے یادگار میرا دل

چھڑا دیا مرے پہلو سے بیقراری نے
خدا ہی ہے کہ جو ہو برقرار میرا دل

اسے لیا تو ہزاروں نے آ کے جانیں دیں
ہوا ہے یار کو کیا سازوار میرا دل

چلا ہوں رونے کو یاران رفتگان کے لئے
ہلا نہ ڈالے کسیکا مزار میرا دل

یقین جانو شرف میں وہ صاف باطن ہوں
عدو سے بھی نہیں رکھتا غبار میرا دل

باغ ارم کی مجھکو دکھا دیں بہار پھول
تربت پہ پھینک جاؤ جو تم تین چار پھول

اللہ رے انقلاب و دو رنگی زمانے کی
گلشن میں جونکے جلتے ہیں بلبل و ہزار پھول

شبنم تجھے بٹھائیگی شب کو زمین پر — اتنا فلک پہ چڑھ کے نہ بنت غبار پھول
رکھتا ہون اتنی حسن پرستی سے آرزو — محفل کرون حسینون کی باتون مین ہار پھول
دیکھی بہار داغ جگر کی جو ایک مین — گلشن مین پھول پھول کے نکھرے ہزار پھول
ہر چند حسن و رنگ و خود آرائی ختم ہے — لیکن ہین تیری دید کے امیدوار پھول
وہ لالہ رو نکھر کے جو نکلا بہار مین — بلبل سے بھی زیادہ ہوے بیقرار پھول
گلشن مین کون آئیگا لینے کو جا بجا — کوسون جمارہے ہین جو ہر سو قطار پھول
کیونکہ نہ اوس پہ بلبل جان ہو فریفتہ — گلزار حسن کا ہے وہ روے نگار پھول
مرجھا کے تیرے عشق مین پژمردہ ہو گئے — آخر تری ہوس مین ہوے جان نثار پھول
بلبل ہزارون لوٹ پڑے آ کے دام مین — صیاد نے بچھائے جو وقت شکار پھول
اس گلشن خدائی مین وہ گل ہے کون سا — جسکے لیے ہوے ہین یہ سینہ فگار پھول
سمجھے ہین کیا یہ گریۂ شبنم کو دل لگی — ہنستے ہین کھلکھلا کے جو بے اختیار پھول
فصل بہار آئی خدا نے کیا کرم — گلزار مین پھر آ کے ہوے برقرار پھول
نایاب ہو مرے گل داغ جگر کا رنگ — لے دیکھ دیکھنے کے یہ قابل ہے یار پھول
گرد جبین جھلکتی جو ہے بوسے دلفریب — ارواح کش یہ باندہ رہی ہین حصار پھول

کیونکہ یہ عشق گلشن ایجاد ہو شرف — کس کس طرح کے ہوے ہین باغ و بہار پھول

نامہ وہ میرا پڑھے تحریر سے کیا حاصل — ممکن جو نہو اوسکی تدبیر سے کیا حاصل
جانبازی کا کیا مجھکو نا قدر صلہ دیگا — لیٹون جو مین قاتل کی شمشیر سے کیا حاصل
سونے کو جو چھو لون مین ہو جائے ابھی مٹی — پھر مجھکو بھلا ہوگا اکسیر سے کیا حاصل
[illegible] ذلت ہون بہت اسیر ہین اوسکی خدائی مین — دیکھون مجھے ہوتا ہے تقدیر سے کیا حاصل
تربت کے فرشتون سے دنیا کو مین کیون پوچھون — اوس خواب پریشان کی تعبیر سے کیا حاصل
گردن پہ چھری رکھکر کیون ہاتھ کو روکا ہے — یہ کام ہی جلدی کا تاخیر سے کیا حاصل
[illegible] سمجھے ہو تم پردہ مین اولٹ دونگا — کچھ بھی نہ سنونگا مین تقریر سے کیا حاصل

بے جرم و خطا ہوں میں خط بھی نہیں پڑھنے کا
رد کو بھی چھری ناحق تکبیر سے کیا حاصل

خود قیدی الفت ہوں لو ہے میں جکڑو و تم
دل بستۂ کاکل ہوں زنجیر سے کیا حاصل

کیا جاہ و حشم چاہوں ملتی ہے زمین دو گز
مسند پہ جو بیٹھوں میں توقیر سے کیا حاصل

بسمل نہ کیا تو نے بے موت کیا بیدم
صیاد ہوا خون نخچیر سے کیا حاصل

ہے کسکا فرستادہ اس سے جو لپٹتا ہے
اے دل تجھے ہوتا ہے اس تیر سے کیا حاصل

مشتاق ہوں میں جسکا وہ شکل کہاں ممکن
ہوگا مجھے یوسف کی تصویر سے کیا حاصل

لازم ہے کرم تمکو الفت کے اسیروں پر
تم اپنی طرف دیکھو تقصیر سے کیا حاصل

بیت سے شرف کی تم تنگ نہ برہم ہو
مٹی اسے دلوادو تشہیر سے کیا حاصل

ہمدرد اسکو جانکے شور و فغان سے ہم
کرتے ہیں غم غلط جرس کاروان سے ہم

صیاد کے عناد سے بے خانمان رہے
آگاہ بھی ہوئے نہ کبھی آشیان سے ہم

پھر پھر کے دن کو گرد محل تھک کے رات کو
پڑ رہتے ہیں لپٹ کے ترے آستان سے ہم

گلزار میں گنبد جو ہوگا بہار میں
دو پھول مانگ لیں گے کسی باغبان سے ہم

خلق خدا ہمارے جنازے کے ساتھ ہے
کس دھوم سے عدم کو چلے ہیں جہان سے ہم

پہونچا دے جلد شہر خموشان میں اے اجل
بچھڑے ہوئے ہیں جا کے ملیں رفتگان سے ہم

لیٹو گے تم گلے سے رگڑوا کے ایڑیان
دل کی مراد پائیں گے اس امتحان سے ہم

کیوں ہمکو رفتہ رفتہ لب گور کر گئی
ملتی کہیں تو پوچھتے عمر روان سے ہم

دھونی رمائینگے ترے کوچے میں عمر بھر
مٹی ہمیں کے ہیں نہ اوٹھیں گے یہاں سے ہم

اس شد و مد سے دوڑ کے روکا جگر پہ تیر
چلا اوتار لائے تمہاری کمان سے ہم

ہستی کو چھوڑ آئینگے جب تم بلاؤ گے
وعدہ یہ کر کے آئے ہیں اک بیجان سے ہم

آئیگا جسجگہ سے نظر قصر یار کا
سمجھینگے اس زمین کو بلند آسمان سے

پائیں کہاں اوسے کہ جو روکے شباب کو
عمر روان کو ڈھونڈھ کے لائیں کہاں سے ہم

سمجھے ہیں تیغ ناز کو معشوقۂ حیات
ہر دم اس امتحان کو حاضر ہیں جان سے ہم

اللہ رے ناز حسن ہوا اک جہان تمام
باقی ہے امتحان ہوا امتحان تمام

ہستی مین ملگئی تھی جو دولت شباب کی
دم دیکھے لوٹ لیگئی عمر روان تمام

رحم آئیگا خدا کو فرشتے کرینگے دفن
راہ وفا مین ہونگا مین گر کے جہان تمام

بلبل کا خون کرکے نہ پھول اے بہار باغ
اترا نہ جا کریگی تجھے بھی خزان تمام

اوس شوخ کی ہوس نے ستایا جہان کو
یوسف کی آرزو مین ہوا کاروان تمام

سن لین مری زبان کی شیرین بیانیان
طوطی کہا کیے اسے اہل زبان تمام

اللہ رے ضعف سانس بھی علنو سے رہ گئی
بدلی جگہ تو ہوگئے ہم ناتوان تمام

تاثیر مجھ مریض کو یسین کی ہوئی
افسانہ گو نے کی جو تری داستان تمام

اللہ داد دے مجھے میرے ریاض کی
خوشبوے گل بسا گئے مرا آشیان تمام

پژمردہ ہوگئے گل شاداب سیکڑون
نیرنگ نے کیے ترے کیا کیا جوان تمام

دیکھا جب اوسنے جہانک کی جھکو مین مرگیا
افسوس اجل نے کام کیا ہے کہان تمام

مرجہا رہے ہین پھول ٹپکتی ہے سر نسیم
عمر بہار ہوتی ہے اے باغبان تمام

لیلی یہ رو کے کہتی ہے دم توڑتا ہی قیس
برسون کا ہو رہا ہے مرا قدردان تمام

ظالم کے انجمن مین نہ زندہ رہا کوئی
مہمانی بھی وہ کی کہ ہوئے میہمان تمام

وحشت جنون مین لاش کا پرسان کوئی نہین
افسوس ہے کہ آ کے ہوا ہون کہان تمام

آیا قریب روز قیامت خبر بھی ہے
عمر دراز ہے تری اے آسمان تمام

شعلہ اوٹھا بھبھک کے جگر سے جو عشق کا
مانند شمع جلنے لگے استخوان تمام

ظالم نے میرے درد کو پوچھا نہ اے شرف
سو طرح مٹ کے مین نے مصیبت مین کی اپنی جان تمام

شکوہ جسے کو راضی برضا سے کیا کام
سانس لینے کو نہین حکم ہوا سے کیا کام

بوے گل خانۂ صیاد مین پہونچائی ہے
سالہا سال مین نکلا ہی صبا سے کیا کام

شاہ خوبان ہی جو کوئی تو ہمین کیا مطلب
سلطنت ہی جو کسیکو تو گدا سے کیا کام

دم ہوم ہر سارے ہی جدائی مین تری چاہت کی
پھر مری جان تجھے جور و جفا سے کیا کام

ابتو اکسیر کی ابدل نہ ہوس کرتا تو
جا چشنی موت کی چکھ لی تو دوا سے کیا کام

حشر کا روز ہے پرسش ہے گنہگاروں کی
آج اے متقیو تمکو خدا سے کیا کام

تو کری رحم مری روح پڑی ہو تحلیل
چاہیے خوف ترا خوف قضا سے کیا کام

تندرستی سے غرض کیا ہے خوشی مالک کی
ہو چکا وعدہ برابر تو شفا سے کیا کام

تیرے بندے ہیں طرفدار ہے رحمت تیری
مطمئن ہیں ہمیں تقدیر و سزا سے کیا کام

صحن گلشن سے غرض کیا ہے مجھے صحرائی ہو تو
ہو کے عالم میں رہا ہوں تو قضا سے کیا کام

کیوں او نہیں یاد کریں ملک عدم میں ابدل
چھوڑ آئے تو عزیز و رفقا سے کیا کام

جلد یارو مجھے پہونچا دو مرے مدفن میں
شوق فردوس ہیں دنیا کی ہوا سے کیا کام

شرم جانے دو کلیجے سے لپٹ بھی جاؤ
جا پہنچا ہوئے ہم آغوش حیا سے کیا کام

دھوم سے مردۂ عاشق جو اوٹھایا ہے تو کیا
مٹنے والے کو ترے نشو و نما سے کیا کام

خاص محفل کا ترے یار میں ہوں پروانہ
مجھکو پھر اور کسی تیغ لقا سے کیا کام

ای مشرف بخدیں آکر جو رہا ہے مجنوں
کون ہوتا ہے یہ اسکو مری جا سے کیا کام

خبر ہوئے نہ کبھی رنگ و بوی یار سے ہم
وہ پھول ہیں کہ نہ واقف ہوئے بہار سے ہم

جدا ہوا باختہ ہیں چھٹ گئی ہیں یار سے ہم
نہیں ہیں آپ میں باہر ہیں اختیار سے ہم

نہ دیکھ لیتے او نہیں اک نظر جو پیار سے ہم
تو اپنی آنکھیں نہ پھوڑواتے انتظار سے ہم

رہیم ہو کے ہی آپکی عدالت ہے
کہ بیگناہ ہیں بری ترک گناہگار سے ہم

وہ خاک ہیں کہ جو رخصت بہار ہوتی ہے
تو لپٹے جاتے ہیں گلزار کے غبار سے ہم

پہونچے گئے بزم میں اونکے وداع روح ہوئی
جو گل ہوئے تو جدا ہو گئے بہار سے ہم

اٹھائے دست جنوں دھجیاں گریباں کی
چلیں جو نجد میں دامن بچا کے خار سے ہم

ہوش نہ گذر نیند کا ہو آنکھوں میں
کبھی نہ غافل انہیں پائیں انتظار سے ہم

شکستہ دل کسی بلبل کو ہم جو سنتے ہیں
تو جا کے کرتے ہیں بندش گلوں کی پیار سے ہم

آئی جو الفت میں ہمکو بیتابی
عدو سے صبر ہوئے پھر گئے قرار سے ہم

زمین سے ہمکو لیا کہول کہول کر آغوش
اٹھینگے ہم بہی شہید ادا کی تربت پر
روانہ ہوگیا وہ بہی کنارہ کش ہوکر
یہ وجہ ہے کہ جو ہمکو خوشی ہے محشر کی

ترے کرم سے نہ واقف ہوئی فشار سے ہم
کہ عشق رکہتے تہے اس تیرے جان نثار سے ہم
غبار ہوگئے جو لپٹے کسی غبار سے ہم
خدا کے سامنے جانے کو ہین مزار سے ہم

اک اور حشر قیامت مین یہ شرف ہوگا
کفن کو پہاڑ کے نکلینگے جب مزار سے ہم

کیا ہنستے ہو تمکو مری فریاد سے کیا کام
جلنے مین بہی پروانے تری اُف نہین کرتے
کیون ساتھ وہ اپنے کسی پر عکس کو کہین
دم بہر مین تری بزم سے اوٹھ جائینگے مرکے
رحم آہی گیا اونکو کیا اسنے جو نالا +
ظالم کا گذر بہی ادہر سے گلشن مین نہوگا
رنشا محبت کو پڑہوان کیون ہین کسی سے
اے ہمنفسو خوش ہو رہائی ہو مبارک
کہینچینگے کشش سے تری تصویر خیالی
کیا پوچہتے ہو کیون مرے گرپڑتے ہین آنسو
جب چاہتے ہین جاکے کہین لیتے ہین بخیر
جب تنگ وہ جیا غم کے پہاڑ اوسپہ گرالئے
اے جان جہان بیت عاشق کو نہ پوچہو
تسکین جگر قوت دل ہوتی ہے پیدا
کیا پوچہتے ہو قصہ فرہاد کو سمجھے +
پتھر او کہولی کرتا ہے بہلاتا ہے کوئی
ظالم ہے جو تجھ پر تو اونہین شاہ ہی ناحق

آباد رہو تم تمہین ناشاد سے کیا کام
ہین ضبط یہ نازان اونہین فریاد سے کیا کام
سایہ نہین جنکا اونہین ہمزاد سے کیا کام
فانی ہین ہمین اس ابدآباد سے کیا کام
نکلا ہے ہمارا دل ناشاد سے کیا کام
ہون بلبل سدرہ مجہے صیاد سے کیا کام
الہام ہوا ہے مجہے استاد سے کیا کام
کیون کڑہتے ہو تمکو مری بیداد سے کیا کام
مانی سے غرض کیا ہمین بہزاد سے کیا کام
تم خوش ہو تمہین عشق کی افتاد سے کیا کام
زندان مین بلا قید ہو صیاد سے کیا کام
پہر جان دی شیرین نے تو فرہاد سے کیا کام
آزاد کیا جسکو اوس آزاد سے کیا کام
اے یار نکلتے ہین تری یاد سے کیا کام
تمکو کسی سودائی کی روداد سے کیا کام
لیتا ہون مین خطلات پریزاد سے کیا کام
یوسف کو ترے حسن خداداد سے کیا کام

آئے ہین تماشا سے جنون کو مری ورنہ
اس نجد سے طفلان پریزاد سے کیا کام

فریاد کرے کوئی تو وہ کہتے ہین ہنسکر
ہون موجد بیداد مجھے داد سے کیا کام

دم بھر مین قضا کر ہی گئی ساتھ ہی اوسکے
شیرین تو کھا کرتی تھی شہزاد سے کیا کام

بیجرم شرف کون گلا کاٹیگا میرا
قربانی مین نہین ہون مجھے جلاد سے کیا کام

وہ جھروکے سے جو جھانکے تو کہین پیارے ہم
سر کو ٹکراتے ہین پہرون تری دیوار سے ہم

گل کی بنیاد نہ تھی جب سے قفس مین ہین اسیر
نام تو سنتے ہین واقف نہین گلزار سے ہم

قید ہی عشق کی ہوتی ہے رہائی کیونکر
پوچھتے پہرتے ہین اک ایک گرفتار سے ہم

ساتھ لیجاکے وہ کہتے ہین مجھے محفل مین
ایک سودائی پکڑ لائے ہین بازار سے ہم

لذت لخت لہو دل کا ہمارے چاٹا +
سرخرو ہوگئے ظالم لب سوفار سے ہم

ترچھی چتون کبھی اوسکی نہین ہوتی سیدھی
خوبرویون مین جسے دیکھتے ہین پیارے ہم

محو ایسے ہین کہ محبوبۂ عالم سمجھے
ہوکے بیتاب جو لپٹے تری تلوار سے ہم

خوب ہی داغ جگر عشق مین ہنستے پائے
لے چلے پھول عجائب ترے گلزار سے ہم

جسکی باتون مین مزا ہے نفس عیسیٰ کا
ہم سخن ہوتے ہین اوسکے لب گفتار سے ہم

پاسداری جو ہوئی خواب عدم کی ہمکو
پھر خبر بھی نہوئے طالع بیدار سے ہم

آج تو دولت دیدار لٹا دے اے یار
آنکے محروم نہ جائین تری سرکار سے ہم

مرکے بھی اوس شہ خوبان کی نہ صورت دیکھی
خواب مین بھی نہ مشرف ہوئے دیدار سے ہم

نیند اوس شوخ ستمگر کی اوڑا دیتے ہین
حشر اوٹھا دیتے ہین زنجیر کی جھنکار سے ہم

کسقدر رہے ہمین ایذا کے اوٹھانے کا مزا
زخم دل صاف کیا کرتے ہین زنگار سے ہم

وجہ کیا رسم تعلق مین جدا کرنے کی
دل چھدیگا تو چھڑانے کی نہین خار سے ہم

آگ دل مین نہ لگا دے کہین رفتہ رفتہ
اے شرف ڈرتے ہین اس آہ شرربار سے ہم

ترے واسطے جان پہ کھیلینگے ہم یہ سمائی ہے دل مین خدا کی قسم

رہ عشق سے اب نہ ہٹین گے قدم ہمین اپنے ہی صدق وصفا کی قسم
مرے پرزے اگرچہ اوڑائیگا تو گل زخم سے جھلکی گی عشق کی بو
کھینچے تیغ تری تو رکھ دون گلو ہے مجھے تیرے ہی جور وجفا کی قسم
مرا نام جو یار ہے پوچھ رہا مین بتا دون تجھے جو لقب ہے مرا
مجھے کہتے ہین کشتۂ ناز و ادا ترے غمزۂ ہوش ربا کی قسم
لب گور اگرچہ جدائی مین ہون مگر آئینہ دل کی صفائی مین ہون
ترا محو خدا کی خدائی مین ہون مجھے اپنے ہی عشق و وفا کی قسم
کیے تمنے جو ظلم وہ مین نے سہے مری آنکھون سے برسون ہی اشک بہے
کوئی غمزہ و عشوہ اب اوٹھ نہ رہے تمھین اپنے ہی ناز و ادا کی قسم
شب ہجر مین آنکھ جو بند ہوئی تری زلف کی یاد دوچند ہوئی
مرے سانس اولجھ کے کمند ہوئی مجھے تیری ہی زلف دوتا کی قسم
تری چال سے حشر بپا جو کیا ترے خوف سے حال مرا یہ ہوا
ہوئی جاتی تھی روح بدن مین فنا مجھے آمد روز جزا کی قسم
مرا ہاتھون مین خون ملو تو ذرا تمہین دیکھو تو رنگ دکھاتا ہے کیا
کرو آج نمود شہید ادا تمہین شوخی رنگ حنا کی قسم
کہا لیلی نے ہے مجھے قیس کا غم مرے دل کو ہے اوسکی جنون کا الم
نہین چین جدائی مین اب کوئی دم اوسی وحشی بے سروپا کی قسم
ترے بزم کا مثل ہی یار نہین کہ جہان مین یہ نقش و نگار نہین
کہین تیرے چمن سی بہار نہین مجھے باغ ارم کی فضا کی قسم
غم دولت وصل مین ہوکے حزین رہ عشق و وفا مین ہین خاک نشین
ہوس اب ہمین جاہ وحشم کی نہین ہمین تیرے ہی نشو ونما کی قسم
یہ دعا ہے قفس مین برائے چمن کہ گلون سے خدا نہ چھڑائے چمن
مجھے رکھتی ہے زندہ ہوائے چمن گل و غنچہ و باد صبا کی قسم

ترا شیفتہ ہون مری تجھمین ہے جان نہ تیغ نہ کر تجھے جان جہان
مرا غصے مین آکے مٹا نہ نشان تجھے جاہ و جلال خدا کی قسم
یہ ہوس ہے کہ درد جگر مین مرے جو مسیح بھی آئے تو دم نہ بھرون
کبھی تیرے سوا نہ علاج کرون مجھے تیرے ہی دست شفا کی قسم
شرف اوسنے دیے ہمین سیکڑون دم رہی طینت صاف سے پاک ہم
کہی بات اگر تو سچ ہی کہی کبھی جھوٹ نہ بولے خدا کی قسم

مر جائینگے نکل کے تری انجمن سے ہم
جاتے ہین اوس رحیم کے پاس اک کفن سے ہم
قاتل کا ظلم و جور فرشتون پہ کھل نہ جائے
حسرت جو ہوگی حشر کے دن وصل یار کی
زنجیر سے نہ رکتے تھے باہم وہ شیر تھے
برسون سے جسپہ مرتے تھے آج اوسکے نام پر
بیخود کیا تھا سوز نہانی نے اسقدر
الفت مین جان دینگے جو منھ سے کہا کہا
پھول اسمین بھر دے قبر کی مٹی نکال کے
چشم سیہ کسی کی جنون مین جو آئی یاد

بلبل نہین چمن کے جو ہلین چمن سے ہم
جلنے کا لطف اوٹھائینگے اس پیرہن سے ہم
زخم اسلیے چھپائے ہوئے ہین کفن سے ہم
تصویر بن کے نکلینگے اپنے کفن سے ہم
پا ہل سکے نہ بندش تار کفن سے ہم
کرتے ہین اپنی روح کو آزاد تن سے ہم
نکلے تھے گھر مین آگ لگا کر وطن سے ہم
مر جائینگے پھرینگے نہ اپنے سخن سے ہم
روح آئے جسم مین تو نہین گورکن سے ہم
صحرا مین خوب روئے لپٹ کر ہرن سے ہم

حسرت تھی مر کے دفن وہین ہون ای شرف
مجبور ہو کے نکلے ہین اپنے وطن سے ہم

ناحق و حق کا اونہین خوف و خطر کچھ بھی نہین
دھوم ہی دھوم تھی مدفن کی مگر کچھ بھی نہین
ہائے افسوس ہوئی کونسی صحبت برخاست
کہ رہی ہے یہ مرے دل سے محبت اوسکی
آرہی ہے یہ صدا گور کے سناٹے سے

بیخبر ہین وہ زمانے کی خبر کچھ بھی نہین
خاک اس گھر مین بسر ہوگی یہ گھر کچھ بھی نہین
شب کہ معراج مین تھی وقت سحر کچھ بھی نہین
ہون تو اکسیر مگر مجھ مین اثر کچھ بھی نہین
مین وہ عالم ہون جہان شام و سحر کچھ بھی نہین

اس نزاکت سے تو مین کاہیکو بسمل ہونگا ... تم چھری پھیرتے ہو مجھکو خبر کچھ بھی نہین

ہاتف عشق تو کہتا ہے ادہر سب کچھ ہے ... عالم یاس یہ کہتا ہے اودہر کچھ بھی نہین

آنکھ پھر جاتی ہے معشوقون کی مایوسون سے ... غمزدہ کچھ نہین حسرت کی نظر کچھ بھی نہین

تربت قیس سے کہتی ہے لپٹ کر لیلی ... ہم تڑپتے ہین پڑے تمکو خبر کچھ بھی نہین

منزل گور مین کیا جانئے کیا گذرے گی ... تازہ وارد ہین ابھی ہمکو خبر کچھ بھی نہین

لن ترانی کی جو تاکید ہے اے دل یہ کھلا ... باب دیدار مین منظور نظر کچھ بھی نہین

خواب دیکھا تھا کہ تھا وصل کی شب کا سامان ... جشن تھا رات کو ہنگام سحر کچھ بھی نہین

اوسکو گہری اسے یا اوچھی چھری آہ اے یار ... زخم دل گہاؤ ہوا زخم جگر کچھ بھی نہین

رشتہ جان سے بھی نازک ہے وہ باریکی مین ... گل کی رگ بھر ہے گداز اوسکی کمر کچھ بھی نہین

قبر مین حورون کے آنے کا اوٹھائین کیا لطف ... دیدہ و جسم و دل و جان و جگر کچھ بھی نہین

راس آجائیگی جسکو وہ اوسے چاہینگے ... پہر محبت مین سبھی کچھ ہے اگر کچھ بھی نہین

مطمئن ہون رہ عصیان مین تری رحمت سے ... وہ مسافر ہون کہ تشویش سفر کچھ بھی نہین

اے شرف ہے گل مقصود کے ہر سو بوچھار
واہ اے خوبی قسمت کہ ادہر کچھ بھی نہین

پایا ترے کشتون نے جو میدان بیابان ... شان چمن خلد ہوئی شان بیابان

دیوانہ ترا مر کے ہوا ذرۂ صحرا و یہ ... روح اوسکی جو نکلی تو ہوئی جان بیابان

مجھسا بھی جہان مین کوئی سودائی ہوگا ... سمجھا لحد قیس کو ایوان بیابان

ویرانہ نشینی ہے ازل سے مری جاگیر ... قسمت نے دیا ہے مجھے فرمان بیابان

وحشت پہ مری آہوؤن کے بہتے ہین آنسو ... حیرت پہ مری روتے ہین حیوان بیابان

ہے عالم ہو تربت مجنون کا مجاور ... سناٹے کا عالم ہے نگہبان بیابان

چپ رہو نہ مرے ہوش کے ہمراہ اوڑینگے ... دم توڑ کے مر جائینگے مرغان بیابان

اک دن بھی نہ موقوف ہوا خاک کا اوڑنا ... کیا کیا نہ کیا قیس نے سامان بیابان

پروا تھی نہ بستی کی نہ تھی یاد وطن کی ... اللہ رے مدہوشی و نسیان بیابان

رہتے ہین مرے گرد پریزاد ہزارون
ہون عالم وحشت مین سلیمان بیابان

لیلی یہ جو عالم ہے تو مجنون بھی ہے خوشرو
وہ حور بیابان ہے وہ غلمان بیابان

اس طبقے کی منظور ہوگی تمنے تباہی
بربادی ہوئی دست و گریبان بیابان

افسوس ہے اوس نجد کو مجنون نے بسایا
لیلی جسے کہتی ہے بیابان بیابان

دل کھول کے جی چاہتا ہے خاک اڑاون
پھرنے کو ملا ہے مجھے میدان بیابان

جسدن سے بنی ہے ترے دیوانے کی تربت
ہوتے ہین پریزاد بھی قربان بیابان

شیرون کے ہلا ڈالے ہین دل اسکی جنون نے
مجنون ہے کہ ہے رستم دستان بیابان

جسوقت شرف لیلی و مجنون نے قضا کی
اک غل ہوا رخصت ہوے مہمان بیابان

رہا کرتے ہین یون عشاق تیری یاد حسرت مین
بسے رہتے ہین جیسے پھول اپنی اپنی نکہت مین

کھچا حسن و فا ہوکر جو یہ تصویر وحدت مین
خدا کا نور شامل ہوگیا انسان کی صورت مین

نہین ہے لذت دنیا و ما فیہا جو قسمت مین
خدا معلوم حصہ ہے مرا کس خوان نعمت مین

صفائی رخ بڑہی ایسی ہوا آئینہ حیرت مین
جوانی مین نظر آنے لگا منھ اوسکی صورت مین

پھلون پھولون کا مین پیاسہ جا کر باغ جنت مین
ازل سے پرورش ہوتا ہون مین گلزار جنت مین

محل عشق مین جو خون مشتاقون کا بہتا ہے
ہوا کرتی ہین رنگ آمیزیان اوسکی عمارت مین

کرو ایسی ادا یعنی ہمسے ہم تصویر ہوجائین
رہین ہم اور تم اک جان دو قالب ہوکے خلوت مین

ملی ہے میری قسمت سے مجھے نعمت توکل کی
جو مرغوب خدا ہین وہ مزے ہین اسکی لذت مین

خدائی وجد کرتی ہے جہان مین چہچہاتا ہون
ہزارون مین ہون اک بلبل ترے گلزار قدرت مین

نمازہ پنجگانہ مین بھی ہر جا ذکر اوسی کا ہے
تشہد مین اذان مین سجدے مین نیت مین تکبیر مین

مچل جانے پر اس نافہم کے رحم اوسکو آیا ہے
لیا ہے میرے طفل اشک کو دامان رحمت مین

دل آزاری کا ہمصورت سے اپنے مشورہ لینگے
الٰہی خیر آئینہ طلب ہوتا ہے خلوت مین

مرے پر بھی شرف کی دونون آنکھین ڈبڈبائی ہین
خدا جانے کہ دم نکلا ہے انکا کسکی حسرت مین

ہوا جاتا ہون خود رفتہ وطن جانے کی حسرت مین
روانہ روح قالب سے ہوئی جاتی ہے فرقت مین
نہ کیجئے زبان فریاد اوسکی بزم عشرت مین
تصور مین کسی کے اس طرحکا سوچ رہتا ہے
جب اوسکی بارگاہ خاص مین آتا ہون مین جا کے
چلی آتی ہین حورین سونگھنے کو باغ جنت سے
لرزتا ہون جو ڈر ڈر کر نگاہ قہر سے اونکی
مری میت اوٹھا کر تیرے کوچے مین چلا دین
سلا کر گور مین مجھکو خبر تو میری لی ہوتی
یہ دونون یا الٰہی کس نگین دل کے ٹکڑے ہین
حقیقت مین اگر اوس سے رجوع قلب ہو جائے
شروع درد دل مین سانس رہ رہ کر اٹکتی ہے
خدا کو مان کے او منزل مقصود نزدیک آ
تمہاری بارگہ مین قید ہو غیبت ہوئے دیوانے
نہونے پائے بوسیدہ کفن ایک پرانا لیے
ہوئے جاتے ہین کیون موم استخوان کیون دل پگھلتا
ملا کر خاک مین ہمکو مٹا ڈالا سٹا ڈالا
ہم آغوشی کی حسرت مین ترا جیتا مین تڑپتا ہون
کسی حسرت زدہ کی کچھ نظر بازی نہین چلتی
فساد غم وہی ظالم کرے فیصل تو فیصل ہو
جہانتک جسقدر عالم ہوا ویسا اوسقدر غم ہے
کسی ظالم کی حسرت کر رہی ہے نیمجان مجھکو
دکھا دیتے ہو تم دل کو تو بڑھ جاتا ہے دل میرا

یہ منزل ہوگی طے کیونکر پڑا ہے پھیر قسمت مین
خبر لے او مسیحا مردنی پھرتی ہے صورت مین
کوئی آواز طوطی کی نہین سنتا ہے نوبت مین
کہ جیسے ہوتی ہے حسرت زدہ تصویر حیرت مین
تو آنسو ڈبڈباتے ہین نگاہ خود بدولت مین
ترے گلشن کے پھولون کی جو بو آتی ہے تربت مین
اشارے سے وہ کہتے ہین [illegible] گا رحمت مین
خدا دے اجر انہین کا یہ جنت پائین حیرت مین
کہ اک کروٹ پڑا ہون مدتون سے ایک حالت مین
جو اک مہر نبوت مین ہے اک مہر امامت مین
تو دن الہام مین گذرین شبین گذرین بشارت مین
کمی مین تو یہ بیچینی ہے کیا ہوتا ہے شدت مین
سکے دیتی ہے تیری جستجو بیدم مسافت مین
اسیری مین بھی رکھتے ہو مجھے اپنی حفاظت مین
یہی پہنے ہوئے جاتا ہے وہ قیامت مین
ڈرا ہون نام سے کسکے کھڑا ہون کسکی عبرت مین
خوشی اوسکی یہی معبود کی آیا مشیت مین
تو حورین دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتی ہین جنت مین
وہ آنکھون مین بھی پھرتے ہین تو چھپتے ہین [illegible]
یہ وہ جھگڑا نہین لیجائیے جسکو عدالت مین
دیا ہے کم سنی نے ہاتھ اوسکا دست قدرت مین
خیانت ہو رہی ہے حق تعالے کی امانت مین
خوشی ہوتا ہون ایسا مین کہ ہنس دیتا ہون رقت مین

وطن مین اب وہی ہمکو جو بھیجیگا تو جائینگے
نکلوا کر کیا آدم کو داخل جسنے جنت مین

اوٹھی ہے عالم ایجاد مین شہرت قیامت کی
جسے دیکھو وہ ہے مصروف اپنی اپنی حلت مین

جو صدمے دل پہ گذرے ہین اونہین ہم روسمجھا ہنگے
کیے ہین شکر کے سجدے خوشی ہوکر مصیبت مین

یہ وہ سرکار ہین جنمین خدائی کارخانے ہین
رحیمی ہے امامت مین کریمی ہے نبوت مین

فرشتے چھپتے پھرتے ہین ترقی ہر سو تلاطم ہے
ہوئی ہے کو تنسی دیوانے کی آمد قیامت مین

چونکا ہون جب سے دیکھ کے اوس گل کو خواب مین
بینائی بیقرار ہے چشم پر آب مین

تھی مجھسے قبر تنگ گھر اتہا عذاب مین
الحمد پڑھ کے تمنے ڈھکیلا ثواب مین

لیتے تھے وہ محاسبہ مجھسے عتاب مین
لکھوا لیا رحیمی سے اپنے حساب مین

تحریر پھر نہ آئی جو خط کے جواب مین
کیا جانے لکھ دیا اونہین کیا اضطراب مین

تصویر مردہ ہوکے جو پڑتا ہون شام سے
جاتی ہے کسکے ڈھونڈھنے کو روح خواب مین

ہوتے ہین قتل چاہنے والے جو بیگناہ
کیون صاحبو درست یہ ہے کس کتاب مین

جاتا ہے کوئی یار مین ہوکر وہ ہونٹ کا رنگ
شاید شریک ہین مری آہین سحاب مین

دنیا کا مجھسے لیگا کوئی کیا محاسبہ
بے شمار کیا ہے مین ہون کس حساب مین

کھینچا گیا جو اوس گل رعنا کے واسطے
بلبل نے جان ڈوب کر دیدی گلاب مین

بھنوا رہے ہو کسکے نئی نخچیر کے کباب
کسکا کلیجا کاٹ کے رکھا ہے قاب مین

شاداب ہو جو پھول تو پژمردہ پھر نہ ہو
یارب کسی کو موت نہ آئے شباب مین

نازل ہوا ہے قافلۂ لخت ہاے دل
حسرت کا ازدحام ہے چشم پر آب مین

خواب عدم سے پھر جو خبر چونکنے کی ہے
ہوتا ہے کسکے ملنے مین کس انقلاب مین

قدرت سے حسن یار کے آئینہ ہوگیا
اے دل دکھائی دینے لگا منھ نقاب مین

بھجواتے ہو بہشت مین قربانیون کی کھال
ہوتے ہو ذبح کر کے یہی داخل ثواب مین

بے رنگ کر رہا ہے لہو کس شہید کا
اے دل سفیدی دوڑ رہی ہے شہاب مین

تیرا کرم جو گور غریبان پہ لا برسے گا
ہو جائیگی بہشت کی خشکی سحاب مین

محبوب سبحے نیاز بشر کا لقب ہوا
شامل ہوئی خدا کی خوشی اس خطاب مین

سمجھا ہے غسل بیت بلبل کو مستحب
صیاد دے رہا ہے جو غوطے گلاب مین

آنکھون سے بہ رہی ہین لہو ہو کے حسرتین
شاید ہو کشت و خون دل خانہ خراب مین

ممکن ہوا ترے گل رخسار کا نہ رنگ
کس کس نے لے خون دل نہ ملا یا شہاب مین

معشوق کہ رہے ہین مرے داغ عشق کو
ایسی چمک دمک تو نہین آفتاب مین

کسنے کیا ہر شربت دیدار کا سوال
گھلواتے ہو جو سودۂ الماس آب مین

اچھا نہین ہے درد اس آزار عشق کا
دق ہوکے مر گئے ہین ہزارون شباب مین

دل مین جگہ جو دی ہے تری ذوق شوق کو
دریا کو لے کے بند کیا ہے حباب مین

اے گلعذار ترے پسینے کی بوند دے
خوشبو ہزار پھول کی مہکے گلاب مین

منھ سے جو اسطرف نکل آتا ہے حسن
یہ ہے خدا کے نور کا جلوہ نقاب مین

ہو آئے جا کے سطح محبوب مین شرف
دیکھ آئے دل جدے ہوئے سیخ کباب مین

معشوق ہوکے دخل ادسے بیداد مین نہین
اتنی تو بات میرے پری زاد مین نہین

راحت نصیب گور کی بنیاد مین نہین
کوئی شریک حال اس افتاد مین نہین

ہے آہ گرم و سرد مین ہر غم کی چاشنی
کس درد کا مزا مری فریاد مین نہین

تیری خوشی ترا گلہ بھی پڑا ہوگا مین
مجھکو کلام کچھ ترے ارشاد مین نہین

دم بھر ارم مین جانے نہ دیگی کبھی قضا
سیر اس چمن کی قسمت شداد مین نہین

دم بھر قفس مین اور ہون دم توڑتا ہون مین
چھٹتا ہون دیر اب مری میعاد مین نہین

گل تھا جو میت تو لیس مین نہ تھا باغبان کے
بلبل ہوا تو قابو صیاد مین نہین

کس نقش کس نگار کا موجد نہین ہی تو
نیرنگ کونسا ترے ایجاد مین نہین

سرکار کا رسا ہے جسکو ملا
حصہ کسی کا حسن خداداد مین نہین

کسطرح گر کے کوچۂ قاتل سے اوٹھ سکون
طاقت سنبھلنے کی بھی اس افتاد مین نہین

کوچے مین اوسکے جا نہین سکتی کسی کی خاک
گرد و غبار اوس ابد آباد مین نہین

دیکھا ہے ہم نے حجم مناجات عشق کا
کیا کیا خدائی مین ہین گناہون کی کثرتین
زنجیر کیا پہنائیگا سودائی کو ترے
اللہ اپنے بندے کو دیتا ہے چپ کی داد
ہرگز قضا نہ چھوڑیگی کوئی کہین چھپے
کسمین نہین خدائی مین تفساعیت کی بو
کیا وجہ ہے جو بلبل و گل مین نفاق ہے
حکمت نہین کہ فاختہ کا طوق اوتار لے
دنزات طائران قفس کی ہے پرورش
خوشبو جدا نہین ہے کسی گل کو کہان نصیب
مجنون کے غم مین جان ہے لیلی کی ضیق مین

مطلب وصال کا کہین استناد مین نہین
اسپر ذرا کمی تری امداد مین نہین
عبرت کے مارے جان بھی جلاد مین نہین
آواز اسلیے مری فریاد مین نہین
جا عافیت کی عالم ایجاد مین نہین
محبوب ذوالجلال کے داماد مین نہین
کیون بول چال قمری و شمشاد مین نہین
اتنا تو حوصلہ کسی حساد مین نہین
عادت عناد کی مرے صیاد مین نہین
رعنائیان وہ ہین کہ جو شمشاد مین نہین
شیرین کو ہوش ماتم فرہاد مین نہین

کیونکر کہو ہوگا حشر مین خونریز اوسے شرف
دھبا بھی خون کا دامن جلاد مین نہین

ترچھی نظر نہ ہو طرف دل تو کیا کرون
ٹھہرے نہ خونبہا سوے قاتل تو کیا کرون
اک رنگ کو جہان مین نہین کوئی مانتا
پیواؤن بیگناہ جو دل کو حنا کے ساتھ
پروانہ ہونے کی بھی اجازت نہین مجھے
جاتا گلو پہ پردہ بھی اوڑکر گلون کی پاس
لیلی سے کھلے جلوہ دکھاتی ہے قیس کو
خود چاہتا ہون ضبط کرون درد شوق مین
منھ چوم لون کہ گرد پھرون دوڑ دوڑ کے
دم راہ شوق و ذوق مین لیتا نہین کہین

لیلی کے ناپسند ہو محمل تو کیا کرون
حق ہو جو خود بخود مرا باطل تو کیا کرون
ہر رنگ مین رہون مین شامل تو کیا کرون
پرسان حال ہو کوئی عادل تو کیا کرون
عالم فریب ہے تری محفل تو کیا کرون
بازو کیا ہے توڑ کے بسمل تو کیا کرون
اوڑنے لگے جو پردہ محمل تو کیا کرون
دل ہی مرا نہو متحمل تو کیا کرون
اے دل جو ہاتھ روک لے قاتل تو کیا کرون
اسپر بھی طے نہو جو یہ منزل تو کیا کرون

کیونکر نہ جبر دل پہ کرون اپنے اختیار
راحت مین آ پڑے کوئی مشکل تو کیا کرون

اک اک سے پوچھتے ہین وہ آئینہ دیکھکر
معشوق پاؤن پیار کے قابل تو کیا کرون

دیدون مین راہ عشق مین جان اوسکی نام پر
ناچار ہون نہو کوئی سائل تو کیا کرون

ٹانکے جگر کے زخم مین کیونکر لگانے دون
گل تیرے باغ کا ہو مقابل تو کیا کرون

آنے کو منع کرتے ہو اچھا نہ آؤنگا +
یہ تو کہو نہ مانے مرا دل تو کیا کرون

شاید مجھے جمال دکھادے وہ اے کلیم
نظارے کا نہون متحمل تو کیا کرون

مرجاؤن ڈوب کر شرف اوس پار یار رے
کشتی نہو کوئی لب ساحل تو کیا کرون

ناچار ہو نہین اے مرے اللہ کیا کرون
پہلو سے دل کا کوچ ہے ہمراہ کیا کرون

دم بھر کا میہمان ہی نکلتا ہے دم مرا
چھٹتا ہے عمر بھر کا ہوا خواہ کیا کرون

یوسف کو آنکھ اوٹھاکے نہین دیکھتا ہو مین
ہر دل عزیز اور تری چاہ کیا کرون

کیونکر مرا گذر ہو تری بارگاہ مین
اے بے نیاز کل کے شہنشاہ کیا کرون

رستے رہین بند بہت سی ہی بھیڑ ہر طرف
محشر مین اوسکے ڈھونڈنے کی راہ کیا کرون

چھڑواؤن دل کو کیا مین لٹکو کے زلف
ہمت خدا بڑھائے تو کوتاہ کیا کرون

لائیگا تو نہ دھیان مین کیسا ہی اوج ہو
اے بے نیاز پھر ہوس جاہ کیا کرون

کیا پوچھنا ہے حسن جوانی یار کا +
یارو بیان قدرت اللہ کیا کرون

دن بھر تو مینے آنسوؤن سے زخم دہو لیے ہین
اے مہ لقا علاج شب ماہ کیا کرون

کیونکر دعا کو ہاتھ اوٹھاکر سمیٹ لون
بندہ نواز اسد کو کوتاہ کیا کرون

کسطرح میری قبر مین روزن ہو قدرتی
فردوس کی ہوا کے بھی راہ کیا کرون

تنہائی مزار سے اللہ دے نجات
پرسان حال کوئی نہین آہ کیا کرون

باتین سناکے اور وہ چھپنے لاینگا
ظالم کو دل کے زخم سے آگاہ کیا کرون

پہونچا دیا نہ منزل مقصود تک مجھے
بخت رسا نہ ساتھ رہا آہ کیا کرون

دل کو نہ دونگا حسن پرستی کا مشورہ
مین اپنے ہم سرشت کو گمراہ کیا کرون

سنتا تو ہون سنے گا وہ افسانہ عشق کا | ہوتا نہین کبھی یہ سچ افواہ کیا کرون

مرنا قبول ہے جگر و دل سوس کے
ہوگا خلاف ضبط شرف آہ کیا کرون

رلوا کے مجھکو یار گنہگار کہہ نہین
آنکھین ہین تر تو ہون مراد اس تو تر نہین

امید وصل سے بھی تو صدمہ نہ کم ہوا
کیا درد جائیگا جو دوا کا اثر نہین

دن کو بھی داغ دل کی نہ کم ہوگی روشنی
یہ لو ہی اور ہی یہ چراغ سحر نہین

تنہا جلین ہین معرکۂ عشق جھیلنے
اونکی طرف خدائی ہے کوئی ادھر نہین

خالی صفائی قلب سے بہتر ہے داغ عشق
کیا عیب ہے کہ جسکے مقابل ہنر نہین

قاتل کی راہ دیکھ لے دم بھر نہ زہر کھا
اے دل قضا کو آنے دے بے موت مر نہین

کیونکر یہان نہ ایک ہی کروٹ پڑا رہون
ہوگا مقام گور کی منزل ہے گھر نہین

رن کہن پڑینگے جب کہین دکھلائیگا وہ شکل
بے کشت خون ہوئی یہ مہم ہو کے سر نہین

آنکھین جھپکتی ہین مری برق حسن سے
بینش نظر ہو تم سے مجھے تاب نظر نہین

یارو بتاؤ کسطرف آنکھین بچھاؤن مین
اوس شوخ کی کدھر کو ہے آمد کدھر نہین

بندہ نواز سب ہین رکوع و سجود مین
طاعت سے ہے غافل آپکی کوئی بشر نہین

پریون کے پاس جاؤن مین کیون دل کو بیچنے
سودا جو مول لون یہ مجھے درد سر نہین

درد فراق یار سے دونون ہین بیقرار
قابو مین دل نہین متحمل جگر نہین

راہ عدم مین ساتھ رہیگی تری ہوس
پروا نہین نہو جو کوئی ہمسفر نہین

خلوت سرائے یار مین پہونچے گا کیا کوئی
وہ بندوبست ہے کہ ہوا کا گذر نہین

اوٹھوا کے اپنی بزم سے دل کو مری نہ توڑ
پہلو مین دیکے جا مجھے برباد کر نہین

ہستی کدہ ہے عالم ارواح ہے کہان
غفلت زدہ ہون مجھکو کہین کی خبر نہین

زنجیر اوتر گئی ترا دیوانہ مر گیا
سنتا ہا قید خانے مین ہے شور و شر نہین

چند را کے مجھکو بولے وہ آخر جو شب ہوئی
فق ہوگیا ہے رنگ کسیکا سحر نہین

برپا ہے حشر و نشر جو رفتار یار سے
یہ کونسا چلن ہے قیامت اگر نہین

درشتی تو جسم ہی اوس نازنین کا
موئے نحیف مین بال پڑا ہے کمر نہیں

دیوانہ ننگا کے مین آیا ہون آسرا
امیدوار ہون مجھے مایوس کر نہیں

یا روسیم ہوا ہوئی آخر شب وصال
سینہ شرف پہ کوٹ رہی ہین گجر نہیں

اگر ہی خیر جو شر وان نہیں تو یہان بھی نہیں
تامل اسمین اگر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

کچھ اپنے گھر سے نہیں کم ہمارا خانۂ دل
جو آدمی کا گذر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

وہ مال لیتے ہین ہم اونپہ جان دیتے ہین
نصیحتون کا اثر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

مرے شباب تم ایدل یہی جو چشمک ہے
صفائی مد نظر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

کرینگا ناز تڑپنے مین ہمسے کیا بسمل
کمی درد جگر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

وہ تیغ زن ہین تو ہم بھی جگر پہ روکینگے
جو احتیاج سپر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

وہ بیخبر ہین جہان سے تو ہم ہین خود رفتہ
زمانے کی جو خبر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

عجب ہین گالون سے اونکے ہمارے داغون سے
فروغ شمس و قمر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

تم آتے ہین یہ کس نازنین سے کہتے تھے
بغور دیکھ کمر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

شب فراق سے کچھ کم نہیں ہے شام فراق
اگر امید سحر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

وہ گالی دینگے تو بوسہ شرف مین لونگا
لحاظ پاس اگر وان نہیں تو یہان بھی نہیں

دیا ہے دل اونہین اسیر تہ شمشیر ہوتے ہین
کوئی پرسان نہیں ہم قتل بے تقصیر ہوتے ہین

حسینون کو خدا نے حسن کے سانچے مین ڈھالا ہے
حقیقت مین یہ سب آئینہ رو تصویر ہوتے ہین

در دولت پہ بلوایا ہے اوسنے مجھ سعید کو
گریبان گیر جو ہوتے تھے دامنگیر ہوتے ہین

نشانے تجھسے اڑواتا جو مجھ مین اوتنے دل ہوتے
تری ترکش مین اے سفاک جتنے تیر ہوتے ہین

خدا محفوظ ہی رکھے عدالت سے حسینون کی
ستم سے بیگنہ بھی واجب التعزیر ہوتے ہین

ہوئے ہین اوس شکار افگن کے جو نخچیر فریادی
پر اونکے نیمچے ہین آنکھون مین اونکے تیر ہوتے ہین

ہوس دولت کی رکھتا ہے تو خدمت کر فقیرون کی
انہین لوگون مین اکثر صاحب اکسیر ہوتے ہین

نشانے تاک کر اس اس ادا سے یار اوڑاتا ہے
تماشا دیکھنے والون کے دل نخچیر ہوتے ہین

کسی کے کشتے ہوکر گرد بر داد اوٹھتے ہین دنیا سے
شہادت نامے خاک پاک سے تحریر ہوتے ہین

نہین کرتے وہ باتین عالم رویا مین بھی ہمسے
خوشی کے خواب بھی دیکھین تو بے تعبیر ہوتے ہین

پہونچتے ہین جو اونکی بزم مین حسن رسائی سے
وہ خوش اقبال ہوتے ہین وہ خوش تقدیر ہوتے ہین

کبھی تو گوش زد ہونگے پکڑ لینگے وہ دل اپنا
کہین نالے غریبون کے بھی بے تاثیر ہوتے ہین

نہین پرسش وہ کر سکے ہے داغ الفت کی
وہان ایسے خزانے داخل توقیر ہوتے ہین

زمانے بھر نیتا اوڑتے بہی نشانے کو نہ چھوڑینگے
پری پیکر وہ ہین پردار اونکے تیر ہوتے ہین

ہمارے بعد لیلی رہیو تو مجنون سے صحرا مین
خدا حافظ ترا ہم رخصت اے زنجیر ہوتے ہین

عمارت کا ہوا ہی اتو شوق اوس شاہ خوبان کو
شرف لعل و زبرجد کے محل تعمیر ہوتے ہین

جلتے ہین گلشن فردوس مین گھر لیتے ہین
طے یہ منزل جو خدا چاہے تو کر لیتے ہین

عشق کسواسطے کرتے ہین پریزادون سے
کسلیے جان پر آفت یہ بشر لیتے ہین

دیکھنے بھی جو وہ جاتے ہین کسی گھائل کو
اک نمکدان مین نمک پیس کے بھر لیتے ہین

خاک اوڑجاتی ہے ستھرا او دھر ہوتا ہے
تیمچا کھینچ کے وہ پاک جدھر لیتے ہین

مین وہ بیمار ہون اللہ سے جاکے عیسی
مرے نسخون کے لیے حکم اثر لیتے ہین

یار نے لوٹ لیا مجھ وطن آوارہ کو
لوگ غربت مین مسافر کی خبر لیتے ہین

اسطرف ہین کہ جھروکے مین اودھر بیٹھے ہین
جائزہ کشتون کا اپنے وہ کدھر لیتے ہین

ٹھیک اوس رشک چمن کو وہ قبا ہوتی ہے
تاپ کر جسکی رگ گل سے کمر لیتے ہین

کچھ ٹھکانا ہے پریزادون کی بیرحمی کا
عشقبازون سے قصاص آٹھ پہر لیتے ہین

یہ نیا ظلم ہے غصہ جو اونہین آتا ہے
بیگناہون کو بھی ماخوذ وہ کر لیتے ہین

شہرت اوس صید وفادار کی اوڑجاتی ہے
تیر مین جسکے لگانے کو وہ پر لیتے ہین

کھنچتے ہین حورون کی دلہنین تا سر کشتون کے بنا
اسلیے خون مین نہا کر وہ نکھر لیتے ہین

کسقدر نامہ و پیغام کو ترسایا ہے
بھیجتے ہین خبر اپنی نہ خبر لیتے ہین

دم نکلتے ہین کلیجون سے لہو جاری ہے
سانس اولٹی ترے لفتیدہ جگر لیتے ہین

چل کھڑے ہونگے تو ہستی مین پہر ٹھہرینگے
جانبجان چند نفس دم پہ بستر لیتے ہین

ہی اشارہ بہی مو ہاسے مژہ کا اونکی
ہم وہ نشتر ہین کہ جو خون جگر لیتے ہین

سامنا کرتے ہین جب وقت گدا کا تیرے
بادشہ تخت رواں پر سے اوتر لیتے ہین

سکۂ داغ جنون پاس ہین رہنا ہشیار
لوگ رستے مین شرف جیب کتر لیتے ہین

غم کا معشوق سے افشا ای زبان اچھا نہین
دشمنون مین صدمہ و غم کا بیان اچھا نہین

یاد ہی رکہنا کہ ہو جائیگی مفقود الخبر
بے ٹھکانے کوچ اے عمر رواں اچھا نہین

عالم ارواح کی دنیا مین بے فکری کہان
پہر چلو یارو وہین رہنا یہان اچھا نہین

چاشنی چکھ لی اجل کی ہونٹ اونکے چوم کر
ہم نہ کہتے تھے یہ چسکا ای زبان اچھا نہین

دل پکڑ لیتا ہون اکثر دفعتہً مر جاؤنگا
یار سے ظاہر کرون درد نہان اچھا نہین

دور ہو جائینگے تلون سے ترے قائم مزاج
دمبدم کا انقلاب ای آسمان اچھا نہین

دم نکل جائیگا نکلے گی نہ پہر آواز بہی
اے دل شوریدہ انجام فغان اچھا نہین

منھ تمہارا چوم لونگا مجھپہ کھینچوگے جو تیغ
جان پر کھیلا ہون میرا امتحان اچھا نہین

خون بلبل کا نہ دے تو مشورہ صیاد کو
اس شگوفے کا تو کہل اے باغبان اچھا نہین

تو نہین ملتی تو ہم بہی تجھکو ملنے کے نہین
تفرقہ آپس مین اے عمر رواں اچھا نہین

کیجیے پردہ نہ گستاخون سے گستاخی معاف
بیقرارون سے حجاب ای جانجان اچھا نہین

گریۂ شبنم پہ غنچے مسکراتے ہین بہت
اس تبسم کا مآل اے باغبان اچھا نہین

جان کا ڈر ہستی موہوم کی منزل مین ہے
کیون یہان اوترا ہوا ہی کاروان اچھا نہین

پار ہو جائیگا اے دل یاد کر اللہ کو
بیٹھنا رونا یہ ہنگام اذان اچھا نہین

عشقبازی سے نہ کرنا دل کی نسبت ای شرف
بے مروت ہی یہ اسکا خاندان اچھا نہین

پہر اس بیگنہ کا خون تری شمشیر مین
کون تھا وہ صید جسکے پر لگے ہین تیر مین

تیغ ابرو سا بھلا دم خم کہاں شمشیر میں
غیر ممکن ہے جوانی کا جتنا ہو پیر میں

کھینچکر نقشا مصور نے مرے خونریز کا
رنگ کی بدلے لہو بھر دیا تصویر میں

شام کو دروازہ زنداں کا کہیں ہوتا ہی بند
قفل پڑتا ہی پھر دن سے مری زنجیر میں

حق تعالی یہ بھی قدرت ای مصور دی تجھے
جان بھی پڑ جا سے تجھسے یار کی تصویر میں

دیکھتا ہوں عالم رویا میں وہ حسن و جمال
دخل یوسف کو نہیں جنکی خواب کی تعبیر میں

آب و تاب اسکی جو دیکھی برق نے مانگی پناہ
کس ستم کی ہے چمک ظالم تری شمشیر میں

اے قدر انداز کہتے ہیں لب معشوق سے
چھد گیا ہی دل مرا سوفار ہوکر تیر میں

محو ہو جاتا ہی تم ہوتے ہو جس سی ہمکلام
سحر ہے باتوں میں یا اعجاز ہے تقریر میں

جانجاں کیا سوچتی ہو رکھ کے گردن پر چھری
ہاتھ کو روکا ہی کیوں کیا دیر ہے تکبیر میں

دیکھکر اوسکو جو میں کرتا ہوں اطمینان چشم
خون اوتر آتا ہے اوسکے دیدۂ تصویر میں

دل دیا تھا میں نے اوسکو اوسی اوسنے جان لی
صاحبو یہ کوستی تقصیر تھی تقصیر میں

اوسنے گلشن کے مرقع کی جو کی سیر ای شرف
بوے گل آنے لگی گلدستۂ تصویر میں

روح قالب میں نہیں کوئی ہوس دلمیں نہیں
جان مجنوں میں نہیں لیلا جو محمل میں نہیں

گل ہیں پژمردہ پڑے شہر خموشاں ہی چمن
جانجاں بیدم ہی مجمع تو جو محفل میں نہیں

ہو گئی گھس گھس کے کمزور اب کسی کھٹکا نہیں
ای جنوں جھنکار کی طاقت سلاسل میں نہیں

مجتمع ہیں اپنے اپنے خونبہا کے واسطے
لیٹی ہیں روحیں یہ جو ہر تیغ قاتل میں نہیں

کیا جیا کر سرخرو ہونگا لب سوفار کو
اک لہو کی بوند بھی اب تو مرے دل میں نہیں

کیا کوئی ملک عدم سے لائیگا اوسکی خبر
جس مسافر کا پتا پہلی ہی منزل میں نہیں

گرد ہتی تھی لیلی تو یہ کہہ کے سمجھاتے تھے لوگ
خار اک سنبل میں ہی مجنوں سلاسل میں نہیں

عاشق و معشوق سے ہیں صحبتیں معراج میں
قدسیوں کی بھی رسائی اونکی محفل میں نہیں

ہوں بہت بیتاب رونے دو نہ سمجھاؤ مجھے
صبر کی اسوقت گنجائش مرے دل میں نہیں

نشۂ عشق حقیقی جا پلو سی میں کہاں
حق پرستی میں جو کیفیت ہی باطل میں نہیں

تجھسے کیون چپ ہو رہے جلوہ نمائی کا سوال
دولت دیدار کیا تقدیر سائل مین نہین

ہو رہا ہے سرد فوارے لہو کے چھوٹ چکے
تم تک آئیگا نہ خون اب ہم بھی بسمل مین نہین

حسن عالمگیر کا سکہ پڑا ہے اے شرف
مہر کی ہے عاشقی نے داغ یہ دل مین نہین

تو نہین جس بزم مین اوسمین کوئی خورسند نہین
بزم ماتم ہی پری پیکر وہ ہے محفل نہین

خیر ہے کیون آج قتل عام اے قاتل نہین
شوق ہے خونریزیون کا سامنے بسمل نہین

زندگانی کا بھروسا کرکے کچھ حاصل نہین
کیا یہ مشکل فن ہے جس فن مین کوئی کامل نہین

اسقدر کاہے جو پردہ اپنے ناز حسن کو
کیا مری آنکھین ترے دیدار کے قابل نہین

گل مین خوشبو آرزو دلمین پریزادون مین حسن
روح عیسی جان ہو تو کہان داخل نہین

مین نہ مانونگا تڑپنے دو نہ فہمائش کرو
چپ رہو بس چپ رہو قابو مین میرا دل نہین

کسکو راہ عاشقی مین جان اپنی بخش دوست
شوق وہمت کا تقاضا ہے کوئی سائل نہین

خاک سے کشتون کی تیری ہر چمن کی ہے سرشت
کونسے گل مین شہیدون کا لہو شامل نہین

میرے دلمین آکے اے لیلا کہ مجنون جا نہ ڈھونڈ
اک طلسم حسن کا شیشہ یہ ہے محمل نہین

حضرت موسی تو عاشق ہون سب یا دم بھرین
ہم ہی مٹجاینگے تم پر کیا ہم اس قابل نہین

سب طرح کی ہے مجھے تیری کرمی سے امید
جھلنکنے والے جو ہین اونمین ترا سائل نہین

سو رہا ہون جسنے کھدوا کی تربت دیکھ لو
ہے مری میت امانت نعش گل در گل نہین

سب مسافت گور کی دم بھرمین طے ہو جائیگی
دو قدم کی راہ ہے کوسون کی یہ منزل نہین

دوڑتا پھرتا ہے یہ خنجر پھیرو پھر چھری
ہم نہ کہتے تھے ابھی اچھی طرح بسمل نہین

بے وطن ہو کے نہ پایا ہوس اے دل وصل سے
منزل راہ وفا ہے گور کی منزل نہین

انقلاب اوسکے تلون کا مرقع ہے شرف
جسکی الفت مین سوا مٹنے کے کچھ حاصل نہین

پھرا کرتی ہے اوس محبوب کی تصویر آنکھون مین
سمایا ہے ازل سے حسن عالمگیر آنکھون مین

نگاہین جو لڑائین اوس پریرو کی نگاہون سے
لب معشوق ہو کر رہ گئے وہ تیر آنکھون مین

ہماری حسرت دیدار کے حسن تصور نے
کیا ہے ایک پری سی شکل کو تسخیر آنکھوں میں

وہ بسمل ہوں کہ صورت بھی نہ دیکھی اپنے قاتل کی
رہا اندھیر کا عالم دم تکبیر آنکھوں میں

غم محبوب میں گھل گھل کے جب کا دل ہوا آنسو
یہ اوسکے آبرو پانی ملی جاگیر آنکھوں میں

مجھے زور جنون اٹھلا کے اپنا کیا دکھاتا ہے
سماتی ہی نہیں مجنون تری زنجیر آنکھوں میں

یہ کس یوسف کا عالم عالم رویا میں دیکھا ہے
جو مردم آبدیدہ ہیں پئے تعبیر آنکھوں میں

نشانہ خود میں ہوتا دیکھتا تیری جو صیادی
بدل رکھتا اگر رہتے ترے نخچیر آنکھوں میں

وہ گردش مجھکو دکھلاتی ہیں حسرت اوسکو دکھلانا
اگر دو دن کو آرہتی مری تقدیر آنکھوں میں

لہو ہو کر نکلتے ہیں جو دو آنسو میں روتا ہوں
الٰہی کسکے جادو کی ہوئی تاثیر آنکھوں میں

جمال اپنا کبھی تو مردم دیدہ کو دکھلاؤ
یہ دو دن بھی کریں تحسین کی تقریر آنکھوں میں

جہاں میں قاتل عالم سنا ہے ہمنے جسدن سے
ترا دم بھر رہے ہیں پھرتی ہے شمشیر آنکھوں میں

نہ آئیگا وہ ظالم اپنی منزل کھوٹی کرتا ہے
سفر کر جائے دم کرتا ہے کیوں تاخیر آنکھوں میں

کسی محبوب پر بس بس کے سرمہ تم جو ہو جاؤ
شرف تمکو جگہ دیں سب جو اکسیر آنکھوں میں

رہیگا بلبل سدرہ کو جدائی جانجان برسوں
تری یکتائی کی وہ وہ کہونگا داستان برسوں

ہماری عمر دن کی دھوپ شب کی اوس میں گذری
تلاش کنج مرقد میں رہی بے خانمان برسوں

کہیں بھی جب نہ تجھکو عالم ارواح میں پایا
تجھے دنیا میں ڈھونڈھا آکے میںنے جانجان برسوں

گل شاداب کا صدمہ بجا ہے باغبانوں کو
نہیں جاتا بشر کے دل سے داغ نوجوان برسوں

دکھا کر دل عنادل کا ہوا صدمہ وہ دونوں کو
لہو صیاد نے تنکو کا کرایا باغبان برسوں

لحد میں پوچھتی ہیں آکے روحیں نوحہ گر میری
بسر کی عالم ارواح سے جاکے کہاں برسوں

رولائینگی کراہینگی گھلائینگی مٹائینگی
کرینگی ایسی ایسے شعبدے عمر روان برسوں

لگائی تو لگائی اک چھری اسنے کلیجے پر
کبھی میں اف نکرتا وہ جو کرتا امتحان برسوں

چھری اوچھی لگانے سے بھی نشا تھا قاتل کا
کبھی تڑپوں کبھی سسکوں تو نکلے نیمجان برسوں

مری میت کو محشر تک امانت اے زمیں رکھنا
مجھے اس سے ہے انس اسمیں رہی ہے میری جان برسوں

ملی ہی اسکو لذت اوس لب شیرین کی بوسے کی
مزے لوٹا کرینگے ہونٹ چاٹیگی زبان برسون

نہ تیری جستجو واماندہ کرتی نہ ہم تھکتے
غرض کیا تھی ہمین دنیا سے کیون تھے یہان برسون

تمنا دل کو ہوگی دم نکلنے کی ضعیفی مین
اجیرن ہوگا اک دن جب رہیگا میہمان برسون

خیانت کی نہین ہوتی جو نیت خاکسارونکی
زمین بھی اونکی رکھتی ہے امانت استخوان برسون

چمن نے سبز پوشی کی گھٹانے کی سیہ پوشی
زمین نے خاک اڑائی مجھکو رویا آسمان برسون

ہمارا آشیان تاراج کرکے ہوگا دیوانہ
گریبان پھاڑ کر تنکے چنیگا باغبان برسون

مقام شہر خاموشان سے آگے بڑھ نہین سکتا
پڑا رہتا ہے اس منزل پہ بیدم کاروان برسون

مجھے دولت اسے یار تنک قسمت جو پہونچا دے
گھڑی چومون گھڑی لپٹون نہ چھوڑون آستان برسون

خزان مین جستجو ہوگی گل داغ محبت کی
ضعیفی مین مری آہٹ رہیگی نوجوان برسون

نشان میرا مٹا کر حشر تک پھر حشر ڈھائینگے
زمین سے میری تربت کی طلب ہونگے نشان برسون

غبار محو گیسو کی نہ بگڑی صورت اک دن بھی
رہا سر آرزو مین مشک و عنبر کا دھوان برسون

خدائی کارخانے ہین جو پھر مجمع ہی محشر مین
لٹا ہی ہستی موہوم مین یہ کاروان برسون

عدم کی راہ مین ہرگز ضعیفون کو نہ مانینگے
ہلاک انکی لطافت مین رہینگے نوجوان برسون

تعشق ہوگا ایک عالم کو اوس گل کی تصویر کا
یہ وہ طائر ہی جو دلمین کریگا آشیان برسون

مرے دل کو اڑا کر چھید ہونگے تیر ترکش مین
کسی گوشے مین پھڑکی رہی گی یہ کمان برسون

تری شمشیر کی ظالم چمک تھی کس قیامت کی
کبھی دم بھر رہا عالم مین شور الامان برسون

شکستہ چند قبرین ہین شرف اک ہو کا عالم ہی
وہان رہتا ہو مکین آتا نہین مردہ یہان برسون

کیا خدا مین جو بلا مین تو وہ آ ہی نہ سکین
ہم یہ کہتے ہین کہ آجائین تو جا ہی نہ سکین

شعلۂ دل کو وہ چاہین تو ابھی گل کردین
کچھ جہنم یہ نہین ہے جو بجھا ہی نہ سکین

دست رنگین کو ذرا انداز نہ چھونے پائین
خون فاسد کی طرح رنگ جما ہی نہ سکین

لوگ اوڑا لائینگے یوسف کا پھٹا پیراہن
جامۂ گل وہ نہین ہے جو چرا ہی نہ سکین

دفتر یار سے ہم لینگے محبت نامہ
فرد اعمال نہین ہے جو منگا ہی نہ سکین

راز دل بھول گئے ہمسے جو وہ کہتے ہین
ہو گیا علم لدنی کہ بتا ہی نہ سکین

بے نشان کرنے حریف آئین جو تربت میری
لوح محفوظ یہ ہو جاے مٹا ہی نہ سکین

ہم پہ مرنے کو کہا ہے تو مرین سکے تمیر
زیست کی بات نہین ہے جو بنا ہی نہ سکین

مستعد ہین وہ مٹانے کو ریاضت میری
دل پہ گل کہاؤن نشان جسکا مٹا ہی نہ سکین

ہوا اگر عشق کا سودا تو سعادت جانین
بار کھسیان تو نہین ہے جو اوٹھا ہی نہ سکین

شمع سان محفل محبوب مین سب گھلتے گھلتے
اشک کی طرح گرا ہون کہ اوٹھا ہی نہ سکین

یہ تمنا ہے وہ دکھلائین جو دیدار اپنا
غش جو آجائے تو پھر ہوش مین آ ہی نہ سکین

دعوی حسن پرستی سے نہ مجرم ہونگے
عشق کچھ کفر نہین ہے جو جتا ہی نہ سکین

اونکے پہلو مین جو لیجا کے سلا دے تقدیر
نیند ایسی ہمین آئے کہ جگا ہی نہ سکین

داغ ہجران جگر و دلمین نہان رکھینگے
آپکا حسن نہین ہے جو چھپا ہی نہ سکین

شوق دیدار کی اس حسن سے تقریر کرون
لن ترانی کو زبان پر بھی وہ لا ہی نہ سکین

مصحف رخ کا شرف عشق کریگا اظہار
کلمہ کفر نہین ہے جو سنا ہی نہ سکین

گدائے دولت دیدار یار ہم بھی ہین
ہمین نہ بھولیو امیدوار ہم بھی ہین

جو بندہ پرور و ذرہ نواز یار ہو تم +
تو یہ بھی دھیان رہے خاکسار ہم بھی ہین

شریک خاک عنادل رہیگی خاک اپنی
بہار باغ کا گرد و غبار ہم بھی ہین

جگہہ دو ہمکو بھی رہنے کو طور پر موسے
بشر ہین بندۂ پروردگار ہم بھی ہین

ہزار شکر قلمبند ہین شہیدون مین
زہے شرف کہ ترے جان نثار ہم بھی ہین

پسند آئی ہے پروانون کی جو بیتابی
ادھر بھی دیکھ لو تم بیقرار ہم بھی ہین

تمام عمر ہماری نہ آنکھ جھپکے گی
جوان معرکۂ انتظار ہم بھی ہین

انھین کی بو سے معطر دماغ ہے اپنا
وہ رشک گل ہین تو باغ و بہار ہم بھی ہین

لپٹ ہی جائو گلے سے ہمارے خلوت مین
اکیلے تم بھی ہو اسوقت یار ہم بھی ہین

جہان مین تجھ سے رخ روشن کے تیرے پروانے
امیدوار چراغ مزار ہم بھی ہین

کبھی نہ لکھیوا اشارہ بھی ہمکو چشمک کا
خبر ہے حسن پرستون کو وہ نوازینگے
غبار دن کو ہین شب کو چمن مین ہین خوشبو
نشانہ تاکیگا کوئی تو دل پکارے گا

جواب لکھنے مین حیا وو نگار ہم بھی ہین
ہزار شکر کہ امیدوار ہم بھی ہین
عجب دورنگئ لیل و نہار ہم بھی ہین
کسی کے تیر کے قابل شکار ہم بھی ہین

بہار گل مین شہیدون کی روحین کہتی ہین
شرف مٹے ہوے نقش و نگار ہم بھی ہین

واجب الرحم ہون رحمت کا سزاوار ہون مین
گل سے واقف نہین نادیدۂ گلزار ہون مین
مٹکے بھی خاک سے گل ہوکے نمائش کی ہے
درد الفت کے مرنے کی جو حقیقت ہے سنی
بیقراری سے تجھے سامنے بلوا لیتا
کس پہ بیداد کی یہ سوچ ہوئی ہے سیری
رحم اونکو جو مرے حال پہ آجائیگا
تیغ ابرو کا اشارہ ہے یہ جانبازون سے
اوسکو حیرت ہے ادھر مجھکو ادھر سکتا ہے
واسطے آداب اسیری ہو معاف اے صیاد
اوسکا سودائی ہون گاہک ہے جو میری جان کا
عشقبازون سے وہ ہرجائی کہا کرتا ہے
ہوگی سبقت مری جانب نظر رحمت کی
خون روتا ہون مین آیا دمی وو پلنے مین
ہون وہ مجرم کہ نوازا ہے تری رحمت نے

پاک دامن ہون نہ مجرم نہ گنہگار ہون مین
ہوش تک مجھکو نہ تھا جب سے گرفتار ہون مین
خون ناحق کے بدولت یہ نمودار ہون مین
خود مسیحا کو تمنا ہے کہ بیمار ہون مین
کیا کرون شرم دراندازی سے ناچار ہون مین
کون سے زندہ چمن کا گل گلزار ہون مین
پھر مین پوچھونگا کہ کیون ایسی گنہگار ہون مین
سمجھے مرنج ہے رہ پوچھ وہ تلوارون مین
یار لقوہ پہ ہے آئینۂ دیدار ہون مین
پھڑپھڑانے دے ابھی تازہ گرفتار ہون مین
مشتری ہے وہ مرا جسکا خریدار ہون مین
گل تو گلزار مین ہون یوسف بازار ہون مین
پہلے بخشوگے جسے تم وہ گنہگار ہون مین
بستیون مین ہون چمن سنج مین گلزار ہون مین
خاک سے پاک ہوا ہون وہ گنہگار ہون مین

ملنے جانا تھا شرف نرگس اعجاز اوسکو
ہر دم آزار ہے جس چشم کا بیمار ہون مین

تری ہوس مین اگر آپ سے گذر جاؤن / یقین ہے زندۂ جاوید ہون جو مر جاؤن

بلائین یار وہ شاید مجھے اگر جاؤن / سنبھالون دل کو کہ تھامے ہوے جگر جاؤن

سنا ہی جب سے یہ ملنے کہ وہ پری رو ہین / یہ آرزو ہے کہ دیوانہ ہو کے مر جاؤن

کیا ہے شوق شہادت نے گرد آلودہ / لہو مین تم مجھے نہلا دو تو نکھر جاؤن

بہار مین مجھے تاکے ہوئے ہی کیون صیاد / کدہر چمن سے بچا کر تری نظر جاؤن

مہم عشق مین یارب کرون وہ جانبازی / مری بغل مین حسین وہ جہان بھر جاؤن

پچھاڑین کھائے کلیجا پکڑ کے تو صیاد / پھڑک پھڑک کے قفس مین ابھی جو مر جاؤن

کسی گناہ کا یارب نہ مجھکو ہوش رہے / عدم کو جاؤن تو دنیا سے بے خبر ہو جاؤن

وہ رحم دل ہون کہ خونی کہون نہ قاتل کو / خدائی پوچھنے کو آئے تو مکر جاؤن

ہمارے درد کی اوسنے دوا یہ پوچھتی ہی / اثر دکھانے کو جاؤن کہ لے اثر جاؤن

اوٹھی جو لاش ہماری تو آرزو بولی / مجھے بھی لیتے چلو ساتھ مین کدہر جاؤن

سسک رہا ہون چھری جلد پھیر دے مجھپر / ثواب لے ترے قربان ہو کے مر جاؤن

روانہ ساتھ چراغ سحر کے ہونگا مین / کہان مین ڈھونڈنے اسوقت ہمسفر جاؤن

چلون مین نجد کو مجنون سے دل تو بہلے گا / وہین مین چاک گریبان برہنہ سر جاؤن

ہزارون تمنے جو بھکوا دیے ہین پروانے / کہان مین پھینکنے کو اونکے مشت پر جاؤن

نصیب اوسکی جو درگاہ کی زیارت ہو / طواف کو سحر و شام عمر بھر جاؤن

کسی سے عشق مین یارب نہ آنکھ ہو نیچی / کلیم طور پہ جائین تو عرش پر جاؤن

کوئی شریک نہین مر گیا ہے دل میرا / کہان مین دفن کو پکڑے ہوے کمر جاؤن

قفس مین پاؤن جو بلبل کا نامۂ اعمال / بھلا دون پھولون کے غنچے وہ گل کتر جاؤن

جواب دون او نہین ایسا کہ خوب یاد کرین / وہ مین نہین ہون نکیرین سے جو ڈر جاؤن

کوئی بھی ساتھ نہ دیگا عدم کی منزل مین / تلاش کرنے کو کیا خاک ہمسفر جاؤن

چمن مین جاؤن مین کیونکر بھلا نہین جانا / جو لین چلے تو صبا سے بھی پیشتر جاؤن

تم اوٹھ کے ہاتھ لگا دو شرف کی نیت کو

مصحف رخ کی ترے ہوگئی خدائی عاشق
یہ وہ قرآن ہے کہ تفسیر ہے تفسیروں میں

نظر جس سے دیکھا ہے مرقع کسنے
لوح رحمت ہے گنہگاروں کی تصویروں میں

مطمئن دولت دیدار سے ہونگے کہ نہیں
کیا لکھا ہے مرے محتاجوں کی تقدیروں میں

ہر طرف آج چھری پھرتی ہے نخچیروں پر
جلتے عشاق ہیں مشغول ہیں تکبیروں میں

عشق صادق ہے عوا دل ہے تجھے خونریزوں کا
ذبح ہو جل کے چمکتی ہوئی شمشیروں میں

اپنے مشتاقوں کی ناموس کو ذرا دیکھو تو
اونکی تصویریں نہیں آنکھیں ہیں تحریروں میں

میرے ارمانوں میں آتی ہے مہک وس گل کی
لوے یوسف ہے انہیں خوابوں کی تعبیروں میں

عشق میں روز نئی رہتی ہے آفت مجھپر
بیگنہی میں گرفتار ہوں تقدیروں میں

خاک میں اسکو ملادوں اوسے برباد کروں
رہتے ہو آٹھ پہر تم انہیں تدبیروں میں

ہر طرف سے ترے پروانوں نے جھرمٹ جو کیا
شمعیں تھرا گئیں چھپنے لگیں گلگیروں میں

ای پری وہ مرے دل پہ بھی لگا دی اک تیر
یہ تمنا ہے کہ تڑپوں ترے نخچیروں میں

فکر کی درد جگر کی جو دوا دار دی میں
اے شرف بے اثری حل ہوئی تاثیروں میں

تری گلی میں جو دھونی رمائے بیٹھے ہیں
اجل رسیدہ ہیں مرنے کو آئے بیٹھے ہیں

کرو ہماری بھی خاطر نکل کے پردے سے
کہ میہمان ہیں تمہارے بلائے بیٹھے ہیں

ہماری بغلوں میں بوے مراد آتی ہے
تمہارے پہلو میں ہم جب سے آئے بیٹھے ہیں

دیا جو عطر اونہیں عاشقوں کو مٹی کا
کہا کہ ہم نہ ملینگے نہائے بیٹھے ہیں

اوٹھا کے بزم سے خلوت میں تمکو لیجاتے
یہ سوچتے ہیں کہ اپنے پرائے بیٹھے ہیں

وہ شب کو بزم میں ہنس ہنس کے پوچھتے تھے ہمیں
یہ کون ہیں کہ جو آنسو بہائے بیٹھے ہیں

ازل سے ہے یہ دو عالم میں روشنی جسکی
اوسی چراغ سے ہم لو لگائے بیٹھے ہیں

بہار و نکہت گل ہو چکی ہیں نثار اونپر
چمن میں رنگ وہ اپنا جمائے بیٹھے ہیں

یہاں بھی چین سے سونے نہ پائینگے افسوس
مزار میں بھی نکیرین آئے بیٹھے ہیں

اوٹھا دو گے ہمیں اب کیا تم اپنی محفل سے
ہم آرزو و ہوس کے ہٹائے بیٹھے ہیں

بہار ہین نئی سوجھی ہی اونکو گستاخی
عروس باغ کا گہونگٹ اوٹھائے بیٹھے ہین

فریفتہ تری اس ترچھی ترچھی چتون کے
چھری کلیجون مین اپنے لگائے بیٹھے ہین

ہمارے دفن و کفن کی کسی اب کرو تدبیر
خبر ہی ہے تمہین ہم زہر کھائے بیٹھے ہین

یہ کچھ نہ سمجھینگے سودائیون پہ رحم کرو
حواس وہوش جنون مین اوڑائے بیٹھے ہین

فرشتے دیکھیے کرتے ہین ہمسے کیا پرسش
مرے پڑے تھے لحد مین جلائے بیٹھے ہین

فقیر کیون یہ ہوئے ہین شرف سے پوچھو تو
بھبھوت مل کے جو دھونی رمائے بیٹھے ہین

سناٹے کا عالم قبر مین ہے ہی خواب عدم آرام نہین
امکان نمود صبح نہین امید چراغ شام نہین

دل نامے کے شک لے پرزے کیا اسے واسے لفیبے کا یہ لکھا
پیشانی پر اونکی مہر نہین سرنامے پہ میرا نام نہین

جلتے ہین جو اوجڑ سے زندہ چمن اس باغ جہان کی وجہ یہ ہے
گلزار یہ جس گلفام کا ہے اس باغ مین وہ گلفام نہین

کچھ جانینگے بلبل آکے ہزارون لوٹ پڑینگے چھل یہ ہے
صیاد گلابی پہنے سے ہے کپڑے چادر گل ہے دام نہین

اس نجد مین خوف اے لیلی نہ کر اوس غمزدہ کی لے جا کے خبر
مجنون سے ترا وحشی ہے ترا بیچارہ کوئی ضرغام نہین

آگاہ کیا ہے دل کو ہمارے کسنے تمہاری خوبیون سے
انصاف کرو منصف ہو تمہین پھر کیا ہے جو یہ الہام نہین

دل دیتے ہی اونکو کھلنے لگے نظرون مین اجل کے تلنے لگے
آغاز محبت سے یہ کھلا چاہت کا بخیر انجام نہین

عالم ہے عجب گیتی عدم کا چار طرف سے ہے عالم ہو
آسائش جان و روح نہین راحت کا کوئی ہنگام نہین

جانا ہے عدم کی راہ ہمین ہونا ہے فنا فی اللہ ہمین
لینے ہین یہان دم چند نفس ہستی سے ہمین کچھ کام نہین

پھر آنکھ کبھی کھلنے کی نہین نیند آئیگی اک دن ایسی ہمین
ہوتا ہے یہی سوچے ہین جو ہم یہ خواب و خیال مدام نہین

جو رنگ نہین کیون کھلتے اب کس کشتے پہ رحم آیا ہے تمہین
خونریزیون کا کیون شوق نہین کیون زیب کمر صمصام نہین

اقلیم خموشان سے تو سدا اک غمزدہ آتی ہے یہ صدا
ہین سیکڑون شاہنشاہ یہان پر حکم نہین احکام نہین

دنیا مین جو تھا تابع تھا جہان معلوم نہین پہونچا وہ کہان
عبرت کا محل کہتے ہین اسے اب گور مین بھی بہرام نہین

بلبل کی فغان پر خندہ زنی غنچون نے جو کی پژمردہ ہوئے
سچ ہے کہ حزین و غمزدہ پر ہنسنے کا بجز انجام نہین

دیدار کے بھوکے ترسے جو ہین ہی ختم ادہین پر نفس کئی
کچھ خواہش و فکر قوت نہین دنیا کے مزے سے کام نہین

تم قبر مین کیون آؤ تو بیٹھے شرف آرام کرو آرام کرو
یاران وطن روتے ہین تمہین کچھ حشر نہین کہرام نہین

پری پیکر جو مجھ وحشی کا پیراہن بناتی ہین
جنون مین جا بجا ہم جو لہو روتے ہین صحرا مین
جنہین عشق دلی ہے وہ تمہارا نام جلنے کو
مرقع کھینچتے ہین جو ترے گنج شہیدان کا
دیا کرتے ہو تم جس طرح سے بل زلف پیچان کو
حسینان چمن پر خاتمہ ہے جامہ زیبی کا
ہمیشہ شگفتہ کہتی ہین ابر حسن قدرت کا

گریبان چاک کر دیتے ہین لے دامن سے تحریر بناتے ہین
گلون کے شوق مین پر اپنے کو گلشن بناتی ہین
طہارت سے ہماری خاک کی مسجد بناتے ہین
تہ شمشیر ہر تصویر کی گردن بناتے ہین
مسافر کے لیے یون بچا تسیان ہزارون بناتی ہین
پھٹا پڑتا ہے جوبن جو پیراہن بناتی ہین
خود اوسکی روح ہو جاتے ہین جسکا تن بناتے ہین

ہر سو سے مرے گھر مین چلی آتی ہے خوشبو		نزدیک کسی باغ مین وہ آئے ہوئے ہین

اے شمع لقا دل نہ جلا دینا شرف کا
پروانون مین خفیہ وہ کہین آئے ہوئے ہین

کھنچ اوس آئینہ رو کی سبھے مجھے تصویر کہان		صاف تو یہ ہے کہ ایسی مری تقدیر کہان
شکر کی جا ہے کہ دلمین لب معشوق ہوا		مین کہان او قدر انداز ترا تیر کہان
تذکرہ عالم موہوم کا تربت مین کجا		سو گئے جب تو پھر اوس خواب کی تعبیر کہان
تن بدن کا بھی نہین ہوش مجھے کیا جانون		ہون کہان قید پنھائی مجھے زنجیر کہان
تم ہی منصف ہو جو ظلم کرتے ہو ناحق بیداد		واجب الرحم کو ملتی ہے یہ تعذیر کہان
خوب ہی گھات تمہین آتی ہے حرافی کی		کسنے سکھلائی ہے سیکھے ہو یہ تدبیر کہان
دیکھکر مجھکو وہ محفل سے اوٹھے جاتے ہین		ہاے افسوس پھری جاتی ہے تقدیر کہان
تیر اوڑتے ہین ترے جسکے پرون سے صیاد		ہاتھ آیا تھا وفادار یہ نخچیر کہان
منزل بیم و رجا مین تو قدم رکھا ہے		دیکھیے اب مجھے لیجاتی ہے تقدیر کہان
پوچھتے ہین جو تڑپتا ہے کوئی دل زخمی		توڑتا ہے جو یہ دم پڑ گئی شمشیر کہان
یار کی باتون سے خاموش ہوا جاتا ہون		کوتہی کرتی ہے گنجائش تقریر کہان
قیس کیا روک کے لیلی کو کرے گستاخی		ناتوانون مین بھلا طاقت تقصیر کہان
عرش اعظم پہ پہنچی ہے جو شبیہ انسان کی		خود بدولت نے لگائی ہے وہ تصویر کہان
کسطرح پاس مین دل بھر کے اونہین دیکھینگے		اتنی مہلت نہین ہوگی دم تکبیر کہان
خواب مین بھی نہ کبھی جو سکتے دیکھنے		سو رہی ہے مری حسرت تو وہ تقدیر کہان

خط پہ خط تم جو شب و روز رقم کرتے ہو
اے شرف جاتی ہے لکھ لکھ کے یہ تحریر کہان

درد دل کہہ نہ سکے ہو گئی وقت شیون - خامشی قفل دہن
سامنے یار کے پیچک سے جھکا لی گردن منہ سے نکلا نہ سخن
چاک ہر گل نے کیا تیرے سبب پیراہن - ای مرے غنچہ دہن

روح کی طرح نکلنے لگی بوے گلشن - اوڑ گیا رنگ چمن
حسن کی جان ہے بے مثل ہے تیرا جوبن زیب ہو تجھکو پھبن
صدا لحمد ترے چاہنے کو جان من دل ہوا ہین ہمہ تن
سالہا سال سے مشتاق پڑا تھا ہین ترا دم نکلتا ہے مرا
آج کھلوا دے چہرہ کے سے خدارا چلمن جان من ولبرمن
دل مرا نور کی شکلون کا تو پروانہ تھا ہے یہ اندھیر نیا
میری تربت پہ نہین ہوتی ہین شمعین روشن ہای یہ مجھسے جلن
گل وہ مرجھا گئے نازان تھے جو شادابی پر غم سے پھٹتا ہے جگر
گلشن افروز لیے جاتے ہین پھر گلشن زرد ہین سرو و سمن
ملگئے خاک مین سب عضو ترے کشتون کے خوب چورنگ ہوئے
قابل دفن نہین کوئی نہ کھدوا مدفن کون پہنے گا کفن
شب کو میرا یہ کیا درد جگر نے عالم - ہو گیا ضیق مین دم
نبض نے کوچ کیا ہونے لگا جی سن سن ای مسیحاے زمن
جان کیا ہے جو کوئی راہ عدم مین دم سے حال عبرت کا یہ ہے
زندگی پھر کبھی رستا نہین چلتے رہزن ایسی منزل ہے کٹھن
آرزو عفو جرائم کے اشارے سے رہی - پھر گئی آنکھ مری
ہاے اس موت سے مجھکو نہ ملی جان من مہلت چشم زدن
ہوش اسیری مین سنبھالا ہی نہین اسے صیاد کچھ بھی مجھکو نہین یاد
گل کہان کھلتے ہین کیا جانے کہان ہین گلشن کیسے ہوتے ہین چمن
رنگ و بو کا چمنستان مین کہین نام نہین جان بلبل ہے حزین
گل وہ مرجھا گئے تھے جنسے مہکتا گلشن لہلہاتے تھے چمن
اے شرف تربت مجنون سے یہ آتی ہے صدا واہ ری آگہی تھا
جسکو اس نجد مین لے آتا ہے دیوانہ پن بھول جاتا ہے وطن

وہ دل کو تاکتے ہین یا جگر کو دیکھتے ہین
کدہر نگاہ ہی اونکی کدہر کو دیکھتے ہین

تجھی کو تاکا ہے اے دل جگر مین تو چھپ جا
اوڑا نہ دین قدرانداز ادہر کو دیکھتے ہین

جنون مین ذوق جو ہوتا ہی لالہ و گل کا
تماشا پھونککے ہم اپنے گہر کو دیکھتے ہین

ہزار جاہتے ہین رخ تری طرف نکرین
دکہاتی ہے ہمین حسرت ادہر کو دیکھتے ہین

وہ تیر جوڑتے ہین دل نشانہ ہوتا ہے
ہم اتفاق قضا و قدر کو دیکھتے ہین

برابر اونکے بہی آنسو ٹپک ہی پڑتے ہین
جو دردمند مری چشم تر کو دیکھتے ہین

خدا ہی جانے اسے غم ہے کس مسافر کا
ہمیشہ چاک گریبان سحر کو دیکھتے ہین

کفن اولٹ کے ہمین قبر کیا دکھاتے ہو
مرے ہوئے بہی کہین اپنے گہر کو دیکھتے ہین

عجیب وقت ہی پروانے تک شریک نہین
خیال کرکے جو شمع سحر کو دیکھتے ہین

بڑھی یہ روشنی آنکھون مین دیکھکر تمکو
کہ اب تو صاف تمہاری کمر کو دیکھتے ہین

شب اس سے ہو چکی رخصت اب اسکی رخصت ہے
مسافرانہ چراغ سحر کو دیکھتے ہین

وہ گہری آج تو ایدل چھری لگائی ہے
کہ خود جھکے ہوئے زخم جگر کو دیکھتے ہین

ہمین بہی عہد جوانی سے یاس ہوتی ہے
جب آفتاب کبہی دوپہر کو دیکھتے ہین

شب وصال سے بہتر وہ دن گذرتا ہی
کبہی کبہی جو ترا منھ سحر کو دیکھتے ہین

سمجھتے ہین اسے اپنے جگر کی ہم تصویر
خوشی خوشی جو تمہاری سپر کو دیکھتے ہین

کسیکو ہستی موہوم مین قیام نہین
رواروی مین ہمیشہ بشر کو دیکھتے ہین

ہلاک ہوتے ہین ہوکر مرقع ماتم
بشر جو خاک مین ملتے بشر کو دیکھتے ہین

دلون کو اونکے اوڑاتی ہے تیر ہو ہوکر
جو لوگ یار کی ترچھی نظر کو دیکھتے ہین

مرا تو کام ہوا ہے اونہین تماشا ہے
جو دم بدم مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

چلا ہے لیلے ترے بزم سے ہزارون داغ
غریب دل کی ہم اس کر و فر کو دیکھتے ہین

قریب ہی کہ کرے روح اسے شرف پرواز
جو ہمصفیرون کے ہم مشت پر کو دیکھتے ہین

وہ نازنینون مین گل ہے نگار صحبت مین
پری ہی باغ مین باغ و بہار صحبت مین

خفا جو ہونے لگا وہ نگار صحبت مین
چمن سے روٹھ کے آئی بہار صحبت مین

قریب ہی شب معراج دیکھئے اے دل
کسو بلا کے بٹھاتا ہے یار صحبت مین

بہشت مین نہ ملا ہمکو لطف دنیا کا
مزے اوڑاتے تھے اوس یادگار صحبت مین

ہوگا بزم مین اونکی فروغ حسرت دل
جلی نہین کبھی شمع مزار صحبت مین

کہین مفر نہین ترچھی نگاہ سے اوسکی
وہ معرکے مین چھری ہی کٹار صحبت مین

ہوا ہی اونکو مرے بعد اشتیاق مرا
جدائی مین ہے تلاش انتظار صحبت مین

چھٹا نہ خاک سے بھی میری جلسۂ احباب
اوٹھا جو مجھ سے بیٹھا غبار صحبت مین

کہان چھپے کوئی اوسکی دو پیکر ابرو سے
کمان گوشے مین ہی ذوالفقار صحبت مین

ہوا ہے آئینے سے اونکو اُنس دلی
اوسی کی چاہ ہے خلوت مین یار صحبت مین

ہمارے گھر وہ گئے ہین ہم اونکی بزم مین ہین
شکارگاہ مین وہ ہین شکار صحبت مین

گلون کی بزم مین صحرا سے اے جنون لے چل
رسائی گر کبھی بلبل و بہار صحبت مین

کہین بھی بند ہماری زبان نہین رہتی
یہ تخلیے مین ہے طوطی ہزار صحبت مین

حواس و ہوش مرخص ہوی ضعیفی مین
سحر کا وقت ہی اور انتشار صحبت مین

برنگ زلف دل آویزیون پہ نازان تھی
لٹک رہی تھی جو پھولون کے ہار صحبت مین

مشرف کا یار کی خاطر جو دل ہوا بیتاب
نہ تخلیے مین نہ آیا قرار صحبت مین

کسکے ہاتھون بک گیا کسکے خریدارون مین ہون
کیا ہی کیون مشہور مین سودا کی بازارون مین ہون

غم نہین جو بیڑیان پہنے گرفتارون مین ہون
ناز ہی اسپر کہ تیرے ناز بردارون مین ہون

تیرے کوچے مین جو میرا فوت ہو اے لالہ رو
سرخرو یارون مین ہون گلرنگ گلزارون مین ہون

اسقدر ہی اسے پریرو زور پر جوش جنون
سر سے توڑون قید اگر لوہے کی دیوارون مین ہون

عشق سے مطلب نہ تہا دل زلف مین الجھا نہ تھا
تھا جب آزادون مین تھا اب گرفتارون مین ہون

ہوگی معشوقون کو خواہش مجھ نحیف و زار کی
گل کرینگے آرزو میری مین اون خارون مین ہون

دل کو دھمکاتا ہی دھیان اوس نرگس بیمار کا
جان لیکر چھوڑتا ہون مین اون آزارون مین ہون

پہلے شرف ہاتھ کہنے لگین اوسنے درد عشق
ہاتھون سے دل کو تھام لین جب گفتگو کرین

جسمین تری ہوس ہے اوس دل کو ڈہونڈتے ہین — لیلی سمیت ہم تو محمل کو ڈہونڈتے ہین
خود رفتہ ہو کے اوسکی محفل کو ڈہونڈتی ہین — غربت زدہ مسافر منزل کو ڈہونڈتے ہین
فریاد کی ہوس ہے اب کون داد دیگا — ظالم سے دل لگا کر عادل کو ڈہونڈتے ہین
پروانے ہو رہے ہین سیارے آسمان پر — ثابت نہین یہ کسکی محفل کو ڈہونڈتے ہین
معراج مین ہین جو یا نادیدہ آشنا کے — مقبول بارگہ ہین مقبل کو ڈہونڈتے ہین
تیرے کرم سے عالم اتنیا غنی ہوا ہے — ملتا نہین ہزارون سائل کو ڈہونڈتے ہین
الفت مین ہوگیا ہی سودا سے سر فروشی — ہم ہین اجل رسیدہ قاتل کو ڈہونڈتے ہین
اے دل جفاکشی تو جوہر ہے عاشقی کا — جو مرد ہین مہم مشکل کو ڈہونڈتے ہین
حسرت ہی نزع مین بھی دیکھین جمال اوسکا — وقت زوال ماہ کامل کو ڈہونڈتے ہین
غش سے کبھی جو آتا ہے ہوش ہمکو — اوٹھ اوٹھ کے اپنے یار غافل کو ڈہونڈتے ہین
کیا جفاکشی کا ہمکو مزا پڑا ہے — معشوق بے وفا و جاہل کو ڈہونڈتے ہین
جویا ہین قاتلون مین معشوق رحم دل کے — سودا ہی ظالمون مین عادل کو ڈہونڈتے ہین
اے سپر چھیری تو پھیری ہے مقصد ذبح اوسکا — چارون طرف وہ روح بسمل کو ڈہونڈتی ہین

دیکھو تو اے شرف تم کیا تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈہونڈتا ہی ہم دل کو ڈہونڈتے ہین

موسم گل مین جو گھر گھر کے گھٹائین آئین — ہوش اوڑ جاتے ہین جس سے وہ ہوائین آئین
چل بسے سوے عدم تمنے بلایا جنکو — یاد آئی تو غریبون کی قضائین آئین
روح تازی ہوئی تربت مین وہ ٹھنڈی ٹھنڈی — باغ فردوس کی ہر سو سے ہوائین آئین
مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے بزم غم مین — جابجا بچھنے کو پریون کی ردائین آئین
سنکے ظلم جو چلا دھوے محشر مین — خود گواہی کے لیے سب کی جفائین آئین
مجرمون ہی کو نہین ظلم کا فرمان آیا — بیگناہون کو بھی لکھ لکھ کے سزائین آئین

اوسکا دیوانہ ہون سمجھاتی ہین پریان مجھکو
سر پھرانے کو کہان سے یہ بلائین آئین

ترے بندے ہوئے کی جلنے لگاوٹ تو نے
اے پری رب تجھے کیونکر یہ ادائین آئین

حشر موقوف کیا جوش مین رحمت آئی
زار نالے کی جو ہر سو سے صدائین آئین

لشکر گل جو گلستان مین خزان پر امڈا
ساتھ دینے کو پہاڑون سے گھٹائین آئین

میری تربت پہ کبھی دہوپ نہ آنے پائی
شام تک صبح سے گھر گھر کے گھٹائین آئین

منھ چھپانے لگے معشوق جوان ہو ہو کر
نیک و بد کی سمجھ آئی تو حیائین آئین

خاک اوڑانے جو صبا آئی مری تربت پر
سر پٹکتی ہوئی رونے کو گھٹائین آئین

بخش دی اوسنے مرے بعد جو پوشاک مری
قیس و فرہاد کے حصون مین قبائین آئین

تھم گیا درد جگر جان بچی دم ٹھہرا
جب دواخانۂ عیسی سے دوائین آئین

راحتین سمجھے حسینون نے جو ایذائین دین
پیار آیا تو پسند اونکی جفائین آئین

آگیا رحم اوسے دین سبکی مرادین اوسنے
عاجزون کی جو سفارش کو دعائین آئین

مرغ صحرا کی زیارت کو ہزارون پریان
روز لے لے کے سلیمان کی رضائین آئین

اے شرف حسن پرستون کو بلا کے لوٹا
ان حسینون کے دلون مین جو دغائین آئین

بجا بزم جہان کو مجلس ماتم سمجھتے ہین
وہ دور اندیش ہین جو اس خوشی کو غم سمجھتے ہین

ترے بندے ہین جھکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین
برب کعبہ کعبے کو ترا مقدم سمجھتے ہین

رہا کرتے ہین ہر دم مست نشے مین فقیری کے
ہم اپنے بھیک کاسے کو جام جم سمجھتے ہین

ہوئی ہے اسکی سوزش مین ترقی اس قیامت کی
جگر کے داغ کو خورشید محشر ہم سمجھتے ہین

کوئی آراستہ سمجھے تو سمجھے بزم ہستی کو
جو ہین برخاستہ دل وہ اسے برہم سمجھتے ہین

شہید ناز کو چھریان لگاتے ہین مرے پر بھی
لہو زخمون سے جاری ہے وہ اوسکو دم سمجھتے ہین

بھلا ہم کب پگھلتے ہین کسیکی روے روشن پر
ترے آگے پری کو موم کی مریم سمجھتے ہین

کیا ہے اسقدر مایوس درد دل نے جینے سے
مسیحا کے دلاسے کو بھی اتجو دم سمجھتے ہین

فروغ انکساری ہی تمہارے خاکسارون کو
ذرا سے ذرے کو بھی نیر اعظم سمجھتے ہین

بگڑا ہے سقدر سودا دل او ٹھانے کی حسرت میں — کہ پھانسی کو بھی اپنے گیسوئے پر خم سمجھتے ہین
سحر دم ہے جو وہ خورشید رو آئی گلشن مین — طراوت کو گلون کی باغبان شبنم سمجھتے ہین
کبھی جو خون جم جاتا ہی دل کا سینہ کوبی سے — تو ہم زخم جدائی کا اوسے مرہم سمجھتے ہین
حسینون کو جوانی مین سمجھ کیا خوب آئی ہی — کہ اپنے کہنے مین اورون کا مطلب کم سمجھتے ہین
صدا کانون مین آتی ہی جو غوغا سی قیامت کی — ہم اوسکو بھی ترے سودائی کا ماتم سمجھتے ہین

ہوا ہون مین غلام اوس بادشاہ ہفت کشور کا
شرف قدسی بھی جسکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین

چاہئین مجھکو نہین زرین قفس کی تیلیان — آشیان جالون جو ہووین خار و خس کی تیلیان
ہو گئین بے رنگ جب اگلے برس کی تیلیان — کون رو کر ہمنے کین رنگین قفس کی تیلیان
ہین یہ فولادی قفس مجھ ناتوان کا کیا کرون — کسطرح توڑون نہین ہین میرے بس کی تیلیان
کیا خدا کی شان ہے آتی ہے جب فصل بہار — سب ہری ہو جاتی ہین میرے قفس کی تیلیان
جب کبھی کنج قفس مین کی ہے سینے آہ گرم — موم ہو کر بہہ گئی ہین پیش و پس کی تیلیان
گھر قفس کو مین سمجھتا ہون اسیری کو مراد — جانتا ہون اپنی آہون کو ہوس کی تیلیان
پٹریان میرے قفس کی شاخ گل سے کم نہین — لوچ یہ دیکھا نہ دیکھین ایسی رس کی تیلیان
گونجنے لگتا ہی یہ بھی جب فغان کرتا ہون مین — نصب ہین میرے قفس مین کیا جرس کی تیلیان
دیکھئے شوق اسیری مین جگر ملنے کے لیئے — ہو گئین ریشم کا لچھا سب قفس کی تیلیان

رو رہی ہے دیکھکر لیلی جو اسکو ای شرف
پسلیان مجنون کی ہین میرے قفس کی تیلیان

دل کہا افسوس جوانی ہی جوانی اب کہان — کوئی دم مین چل بسینگے زندگانی اب کہان
آپ او لٹتے ہین وہ پردہ وہ کہانی اب کہان — عاشقون سے گفتگو ہے لن ترانی اب کہان
جب ہمارے پاس تھے اونکو ہمارا پاس تھا — تھی ہماری قدر جب تھی قدر دانی اب کہان
اسے پری پیکر ترا بسے ہی دم تک تھا بناو — سرخ موباف و لباس زعفرانی اب کہان
بدمزاجی نوجوانی نے سکھائی ہی اونہین — دشمن جان ہو گئے ہین مہربانی اب کہان

یاد آنکلا تھا ایدل پھر وہ کیون آنے لگا
ہوگیا اک یہ بھی امر ناگہانی اب کہان

بعد میرے پھر کسی نے بھی سنی آواز یار
تھی مجھی تک لن ترانی لن ترانی اب کہان

باغ مین پھرین پھری تھین پھول پھل کا تھا مزا
بند ہین کنج قفس مین وہ انہ پانی اب کہان

تیری اور اپنی حقیقت چاہئے غیبی سے کہون
اسقدر طاقت بھلا اے ناتوانی اب کہان

شیفتہ جب تک نہ تھے شہرت تھی ضبط و صبر کی
درد تنہائی کی تاب اے یار جانی اب کہان

دلمین طاقت تھی تڑپ لیتے تھے بسمل کیطرح
جان مین حالت نہین وہ جانفشانی اب کہان

گھور لیتے تھے جفا کارون کو جب بیغتون نہ تھے
ہوگئے جو رنگ خود چنگیز خانی اب کہان

اپنی قدرت اوسنے دکھلادی شب معراج مین
ہوچکی بس میہمانی میہمانی اب کہان

لہلہاتی تھے چمن بیغتون گلون پرتھی بہار
لٹ گئی بو باس اے برگ خزانی اب کہان

حال دل کہواتے تھے جب قاصد آتی جاتے تھے
نامۂ شوق اور پیغام زبانی اب کہان

داغ دل اوسنے دیا تھا دل کو ہمنے کہو دیا
اے شرف اوس بیمروت کی نشانی اب کہان

دل کو لٹکا لیا ہے گیسو مین
جب وہ بیٹھین دہن آکے پہلو مین

ڈبڈبا لیتے ہی آنکھین بھر آئین
کیا ہی حسرت بھری تھی آنسو مین

سرکشی کی جو ہے گیسو نے
چھپ رہا مشک ناف آہو مین

زندگی بھر کرینگے اوسکی تلاش
جل بسینگے اسی تکا پو مین

درد دل روئی سے نہ سکوانا
آگ ہے اسطرف کے پہلو مین

کون کہتا ہے خال مشکین ہے
دل ہے کسر اکا طاق ابرو مین

بزم مین اونکی جب گئے ہین ہم
عطر بھر بھر دیا ہے چلو مین

بلبلو مین ہمارا دل ہوگا
روح ہوگی گلون کی خوشبو مین

دل تو تھا اختیار سے باہر
اب جگر بھی نہین ہے قابو مین

بحر غم مین مرینگے ڈوب کے ہم
پھر اک دن سینے کی نا پو مین

خون رولاتی ہین انکھڑیان تیری
ایک ہی تھا مین یہ دو نون جادو مین

عوریں پاسنگ کی کرینگی ہوس
تل وہ بیٹھاین گے جس ترازو مین

کسکو غش آگیا جو چھڑکو گے
کیون بھرا ہے گلاب چلو مین

عالم وجد دل کو رہتا ہے
مست ہین نعرہ ہاے یاہو مین

اے شرف جب مزا ہو رونے کا
نکلین لخت جگر بھی آنسو مین

ہون تو اک بندۂ ناچیز مگر پاک ہون مین
سرمہ آنکھون کا بنا وہ جو کبھی خاک ہونمین

حشر کے روز تو دیدار سے خوشدل کردو
آج تک عالم ارواح سے غمناک ہونمین

ہین وہ اے شوخ وفادار ترا کشتہ ہون
سر کا ریگا مرا قابل فتراک ہون مین

تیرا گلشن مین جو غنچہ سا دہن دیکھا ہے
شاخ گل کو یہ تمنا ہے کہ مسواک ہونمین

تو سہی مجھکو مٹا کے مری خوشبو ڈہونڈو
عطر کھنچوا کے لگاؤ جو کبھی خاک ہونمین

قول خاصان خدا سے ہی یہ عریانی کا
تسنے لوگون کو فریب ہوا وہ پوشاک ہونمین

لامکان مین بھی تمھین جا کے کرونگا دریافت
اوڑ کے پہونچونگا وہین طائر ادراک ہونمین

تھا وہ لا یا نہ کوئی بحر کرم کی تہ سے
پار اسے پیر کے اوترا ہون وہ پیراک ہونمین

بزم عشاق مین کہتے ہین وہ ہٹ دہریہ ہے
لوٹ کے ساری خدائی کو بھی بیباک ہونمین

خوش معاشی یہ بھلا تا ز بجھے کیا ہوگا
اے شرف خوردہ ہین گور کی خوراک ہونمین

لکھی جاتی ہے طاعت جو اطاعت اونکی کرتے ہین
وہ زندہ پیر ہو جاتے ہین جو لوگ اونپہ مرتے ہین

دل و جان یار کی فرمائشون مین صرف کرتے ہین
اوسی پر غش ہین ہم ہردم اوسیکا ہم تو بھرتے ہین

اشارے مین کوئی جیتا ہے کوئی جان دیتا ہے
دکھا کر کھیل قدرت کی خدائی وہ تو کرتے ہین

مرے ہین تیری یکتائی کا کلمہ پڑھتے پڑھتے ہم
شہادت نامے پر لوگ اپنی مہر کرتے ہین

وہ کہتے ہین ہوا ہے سرد برسات ہے کہین پانی
دم رقت ہم ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھرتے ہین

اشارا ہے یہ اونکی آنکھڑیون کا ہم وہ آہو ہین
اوسے سرسبز کردیتے ہین جسکا کھیت چرتے ہین

کہان پائی حنا نے یہ وفا کی بو خوشرنگی
نہین معلوم کسکے خون مین وہ ہاتھ بھرتے ہین

پری سی شکل پر اونکی یہ گل غش کر کے کہتے ہین
زمانہ ہمیشہ مرتا ہے مگر ہم تم پہ مرتے ہین

وہ مجھ دیوانے کا دل توڑ کر کہتے ہین سنتے ہو
پریزاد اور ہونگے وہ جو شیشے مین اوترتے ہین

خدا معلوم اوسنے عاشقون کو کیا ستایا ہے
زمانے کو رولا دیتے ہین جب فریاد کرتے ہین

مہم عشق پر بلوا کے ہمکو آزما لو تم
نہ سٹ جانے کی پروا ہی نہ مر جانے سے ڈرتے ہین

پھٹا پڑتا ہے جوبن نوجوانان گلستان پر
نگاہ و دلمین کھب جاتی ہین یہ ایسا نکھرتے ہین

شرف کس بات کا غم ہے تمہین کیون کر دیتے ہو
بتاؤ تو تمہارے دل پہ کیا صدمے گذرتے ہین

بیوفائی ختم ہے اوسکی ادا اچھی نہین
درد دل کی عشقبازو نہین دوا اچھی نہین
خوب ہی دنیا و مافیہا کی ہمنے سیر کی
کسطرح طے کر سکونگا منزل ملک عدم
اے پری پیکر تری سرکار عالی جاہ مین
دم بھرے جا یار کا سوز تنفس ہے تو ہو
بو اوڑا لاتی ہے زلف یار کی ڈرتا ہون میت
دم نہ اوجھا ان کہنا چھوڑ زلفون کا خیال
غم تو کہتا ہے کہ مانگو جان بچنے کی دعا
عالم اسباب مین جو شی ہے وہ ہر لاہ آب
منزل تربت پہ مین پہونچا تو آئی یہ صدا
بیٹھ کر آغوش مین ناز عروسانہ کرو
نوجوانی مین تھی کیفیت بہار عمر کی
تھا چھلاوہ پر یہ واب کہان دسکا پتا
چاہیے پرہیز ہی اوس سے نہو جسمین اثر
ظاہر اسکا کچھ ہی باطن مین ہی کچھ ہی سبزہ رنگ

ساری دنیا مین کسی سے بھی قضا اچھی نہین
کیا مبارک ہی مرض جسکی شفا اچھی نہین
کوئی شئی تیری محبت کے سوا اچھی نہین
سلب ہی طاقت طبیعت اے قضا اچھی نہین
سب کچھ اچھا ہے غریبون پر جفا اچھی نہین
ہوش مین آ غفلت اے مرد خدا اچھی نہین
اتنی چالاکی بھی اے باد صبا اچھی نہین
یہ پریشان فکر اے طبع رسا اچھی نہین
ہمت دل کہہ رہی ہے التجا اچھی نہین
کارخانے مین خدائی کی قضا اچھی نہین
اے مسافر کیون اوترتا ہی یہ جا اچھی نہین
جا سے سترا یار کو بے جا حیا اچھی نہین
ابتدا ہی مین مزا تھا انتہا اچھی نہین
پیروی و جستجوئے نقش پا اچھی نہین
بے حقیقت جو دوا ہو وہ دوا اچھی نہین
ہاتھ اوٹھا اس سے دو رنگی حنا اچھی نہین

دشمنوں کو بھی نہو مرگ مفاجات ای شرف
ضیق سے مرنا ہی بہتر یہ قضا اچھی نہین

تجھ قلزم تیری قدرت سے ہوئے دریا مین
مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین

تیری پرچھائین سے اے رشک چمن دریا مین
موج و گرداب ہوئی سرو سمن دریا مین

دل شکستہ ہوئی جاتے ہین جو عبرت سے حباب
کو بنا آنے کو ہی عہد شکن دریا مین

خاک اوڑنے لگی دم بھر مین تلاطم ہو جانے
جاکے اترون جو مین آوارہ وطن دریا مین

نگہت زلف نہانے مین جو مہکی اوسکی
حقتی پھینک گئے مشک ختن دریا مین

اوس شہ حسن نے بجری پہ پھینکا جو اوگال
ہر طرف بہنے لگے لعل یمن دریا مین

آبداری سے جو پانی کی خجل ہے خورشید
کس پریزاد نے دہویا ہی بدن دریا مین

مچھلیون کا جو کبھی تیر سے کھیلے وہ شکار
تجھ سے ڈوب مرے آکے ہرن دریا مین

عمق اپنا مجھے گرداب جو دکھلاتا ہے
یاد آتے ہین حسینون کے ذقن دریا مین

چودہوین شب کو جو کی چاندنی کی سیر اوسنے
برسون سقیلیش بہا سیکڑون من دریا مین

ہے تباہی یہ جو اپنی ہین یہ نازان موجین
کسکی زلفون کا چلی ہین یہ چلن دریا مین

روے روشن یہ نہانی مین جو زلفین بکھرین
غل ہوا دن کو ہوا چاند گہن دریا مین

آسنے لگتی ہے حبابون مین گلون کی خوشبو
کلی کرتا ہے جو وہ غنچہ دہن دریا مین

منتین مان کے پروانے جلے ہین تجھسے
ٹھنڈا ایسے تجھے ای شمع لگن دریا مین

ای شرف حکم جو ہے تمکو ڈبو دینے کا
کیا ہوے اوس لشہ خوبان سے سخن دریا مین

مٹ کے بھی نا آشنا کو آشنا کہتا ہون مین
ڈوبتا ہون لیکن اوسکو ناخدا کہتا ہون مین

اسم اعظم سنکے ہمنام خدا کہتا ہون مین
یا علی تمکو خدا سے کب جدا کہتا ہون مین

کہتے ہین تم ہمارا خون ناحق ہوئیگا
دردمندون سے جو دل کا ماجرا کہتا ہون مین

آکے تیری بزم مین بیٹھونگا پہلو مین ترے
کوئی میرا کیا کریگا برملا کہتا ہون مین

کہتی تھی ساری خدائی بلبل سدرہ تجھے
داستان وحدت و توحید کیا کہتا ہون مین

ناز نینوں کی سیاست سے بچا لینا مجھے
درد دل ان ظالموں سے اے خدا کہتا ہوں میں

محو دیدار اسقدر ہوں ہوش اتنا بھی نہیں
تم مجھے کیا کہہ رہے ہو تم سے کیا کہتا ہوں میں

گوش زد جب سے ہوئی ہے لن ترانی کی صدا
اے شرف اوس دن سے اوسکو کبریا کہتا ہوں میں

عشق تو یوسف پہ کیا وصل کی تدبیر نہیں
خواب دیکھا ہے کہ جس خواب کی تعبیر نہیں

بے چھری ذبح کیا ہے مجھے بیتابی نے
میں وہ بسمل ہوں کہ جو واقف تکبیر نہیں

شیشۂ دل میں جو اوترے ہیں پری رو آکر
عشقبازی سے کشش کی ہے یہ تسخیر نہیں

میں وہ شعلہ ہوں جو آگہ نہیں سر تا پی کر
گل ہوں اوس شمع کا جو واقف گلگیر نہیں

جسکا مشتاق ہوں میں حسن مجسم وہ ہے
نور ہی نور ہے صورت نہیں تصویر نہیں

خوں بہا کیا تری شمشیر سے مانگے کوئی
یہ وہ خونی ہے جسے شرع میں تعذیر نہیں

ناوک عشق نے چھوڑا ہے کسی عالم میں
کونسا دل ہے کہ اس تیر کا نخچیر نہیں

کیا خدائی کے مرقع سے میں دل بہلاؤں
جسکی حسرت ہے مجھے اسمیں وہ تصویر نہیں

نامۂ حسرت دیدار مرا دیکھو تو
آنکھ ہے مہر نہیں پلکیں ہیں تحریر نہیں

کیا میں اے یار کہوں دل کی حقیقت تمسے
لڑکھڑاتی ہے زبان طاقت تقریر نہیں

دوستی حسن تصور سے کرو اے آنکھوں
اس سے بہتر کوئی دیدار کی تدبیر نہیں

کہیے تکبیر جو گردن پہ چھری رکھی ہے
کام جلدی کا ہے یہ چاہیے تاخیر نہیں

کیوں میں گھبراؤں مسافت سے رہ الفت کی
کچھ گرفتار نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں

واجب القتل میں دل دیکے نہیں ہو سکتا
تم ہی منصف ہو محبت کوئی تقصیر نہیں

اے شرف اسکے اوترنے کی نہیں کچھ امید
زیور عشق ہے سنت کی یہ زنجیر نہیں

کلیجا پھٹ رہا ہے غم کے مارے دم نہیں تن میں
ہمارے دل کو نقشا ہے اک بسمل کی گردن میں

جب اونکو پیار آجاتا ہے طفل اشک پر میرے
لٹاتے ہیں اسے معشوق اپنے اپنے دامن میں

تعشق میں پہنتا ہے بیٹھے بیٹھے کس پر پیرہن
گرا ہے کیوں گریبان میں ہجیان ہو ہو کر دامن میں

لیا تو ادھ موا ہی کرکے چھوڑا اوسنے ہر دل کو
بغل مین یار کے خفیہ دماغون مین جھکتی ہی
شبیہ اوسنے شہید ناز کی اپنے لگائی ہے
مرے طوق گلو کی قدر سر دیوانہ کیا جانے
نمایان ہو جو اسکے نور کی لو مین سیاہی نہی
ہمارے دل سے پوچھو مرتبہ طوق اسیری کا
کراماً کاتبین ہونے لگے اعمال نامے کو
حقیقت مین یہ ہی جو پھول مرجھایا وہ مرجھایا
خدا آگاہ ہی اوس گل نے جب سے تیر مارا ہے
تکلف رفتہ رفتہ ہو گیا ہی آسمین شہپر کا
قیامت ہی کسی نے باغ کا دفتر کیا پایا ہے
تمہاری مجلس حیران کی دکھلا دین جو کیفیتا
دل بیتاب کو بھی کیا مزا ہے قتل ہونے کا
بھگا کر ابر کو رقت مری لیتی ہی دم اوسدم

تہ و بالا کیا عالم کو جب ضد کی لڑکپن مین
وہ گل تنہا مین وفا کی بو ہوا آغوش دشمن مین
صریحاً بو لہو کی آ رہی ہے اسکے روغن مین
اسے پہنے گا مجنون زندگی بھر اپنی گردن مین
کوئی پروانہ جل کے رہگیا ہی شمع روشن مین
یہ وہ زیور ہے پہنا ہی جسے قمری نے گردن مین
تری رحمت نے ایسا سرفراز مجھکو مدفن مین
نہین آتی بہار رفتہ رخصت ہوکے گلشن مین
ہوا ہی شوق دونی ہو گئی ہی دل کے وزن مین
یہ کسکا تیر پیوستہ ہے پیوست جوشن مین
کھلا ہے آج شیرازہ کتاب گل کا گلشن مین
نہ ریحان مین یہ قدرت ہی نہ نرگس مین نہ سوسن مین
کہ مرنے کی ہوس مین رفتہ رفتہ جا پڑا رن مین
جو روتا ہون تو پھر تو مین برس پڑتا ہون ساون مین

تھی آغوش ہو کر کیون شرف گھبرائے جاتے ہو
بہار آئے تو گل بھر بھیجو تم اپنے دامن مین

منزل عشق کا حال آپ مین آؤن تو کہون
پوچھتے ہو جو حقیقت مری بیتابی کی
کیا کہون تجھسے رہائی کے لیے اے صیاد
سرخرو ہونے کی پھر داد مین لون قاتل سے
جان دینے کی ابھی وجہ نہ پوچھو مجھسے
کیا کہون کیسی ہے اوس شوخ کی ترچھی چتون
خوف جان ہی ابھی معشوق اونھین کہتے ہین

دم ذرا لینے دو مین دل کو سنبھالون تو کہون
آؤ مین تمکو کلیجے سے لگا لون تو کہون
ہان قفس مین جو پر و بال سنبھالون تو کہون
خود نہا کے لیے مین خون مین نہالون تو کہون
زہر جب اسکے لیے کھاتا ہون مین کھالون تو کہون
اک چھری اپنے کلیجے مین لگا لون تو کہون
کچھ دنون ظلم سہون ناز اوٹھالون تو کہون

کس سے داغون کی چمن کی مین کہون کیفیت
لا کے گلزار سے بلبل کوئی یارون تو کہون

کچھ نہ پوچھو مجھے کیون آ گئی رقت یارو
مجھکو رو لینے دو آنسو مین بہا لون تو کہون

کون ہے جس سے فسانہ کہون اے دل تیرا
سننے والا کوئی پہلو مین بٹھا لون تو کہون

بعد مدت کے بلایا ہے شہ خوبان نے
سرگذشت اپنی ذرا سامنے جا لون تو کہون

کیا خوشی ہوتے ہو ستہرا دسے بیتابون کی
ڈھیر پروانون کا محفل سے اوٹھا لون تو کہون

شرمگین آنکھون پہ جنکی مین لیا جاتا ہون
اے شرف اونکی نگاہون مین سما لون تو کہون

اوڑ کے پرزے جو ہو ہو کر گریبان آستین دامن
ہوئے جاتے ہین کیون باہر گریبان آستین دامن

جنون کے نام پر ہنستے دیے فرہاد و مجنون کو
لٹائی ہو کے ننگے سر گریبان آستین دامن

ہوا تیغ الغفور گلگون پیرہن جب زخم چرائی
رہی برسون لہو مین تر گریبان آستین دامن

بٹھائی ایسی ترے وحشی کو زیبا پاکدامانی
ہوے چلے دم محشر گریبان آستین دامن

جنون ہو کے بہی صحرا مین شکوہ اپنی شکم ہوگی
بھرے ہونگے کانٹون پر گریبان آستین دامن

یہ پرزہ جا بجا صحرا مین آنکھون سے لگائی ہین
ترے دیوانون کے اکثر گریبان آستین دامن

جنون مین یار سے بہر جانے کی خاطر اک پر پروانے
نگا کر دالیے مین پہر گریبان آستین دامن

خدا سے داد لینگے جا کی اس بیداد وحشت کی
دم ہنگامۂ محشر گریبان آستین دامن

پری زادون نے ڈھونڈوا کر نقاب چہرہ نوائی
ہوے میرے وہ طالع ور گریبان آستین دامن

قیس کا آیا جو صحرا کی تباہی مین
تو میرے ہو گئے لنگر گریبان آستین دامن

وہ گلرو جب رہا شب کو وہ خوشبو بہینی بہینی دی
گل شبو رہے شب بھر گریبان آستین دامن

مرا دیوانہ پن کھل جائیگا پیری پر پر پر
اوڑا لیجائیگی صرصر گریبان آستین دامن

جنون کا ہو گیا عالم پریرو نے جو دل پہاڑا
رہے ثابت نہ پہر دم بھر گریبان آستین دامن

نہ تھا جوش جنون جب تک تکلف پیرہن کا تھا
کرونگا کیا مین اب رکھکر گریبان آستین دامن

الٰہی ہو گیا سودا جہان کو کس پریرو کا
یہ کیون پھٹنے لگے گھر گھر گریبان آستین دامن

شرف پہاڑا تو پہاڑا پیرہن کو جوش وحشت مین

لیے پھرتے ہو کیا در در گریبان آستین دامن

جم رہا ہے تحت دل خوناب چشم تر نہین
اشک میرا پارۂ یاقوت ہے گوہر نہین

دوسرا تجھسا خدائی مین جہان پرور نہین
کون ایسا ہے جو تیرا بندۂ بے زر نہین

بلبل سدرہ کو ممکن کوچۂ دلبر نہین
اوڑ کے مین جاتا وہان افسوس بے پر نہین

اسلیے رہتے ہین دنیا مین مسافر کی طرح
اک سرا مین آکے اترے ہین ہمارا گھر نہین

قبر کے اوپر جو پھولون کی مسہری ہو تو کیا
سو رہے ہین ہم جہان تکیہ نہین بستر نہین

رحم کر میرے گلے پر اسکو اے قاتل نہ کاٹ
تیری باہون کے ہو قابل قابل خنجر نہین

خطبۂ وحشت پڑھیگا کون مجنون مر گیا
منبر صحرا ہے خالی صاحب منبر نہین

عادت قصر ہوا دار اسقدر اے دل نہ کر
اوس مکان مین جاکے رہنا ہو کہ جسمین در نہین

آئینہ خانہ عجب بیم و رجا کا ہے طلسم
صورتین صدہا نظر آتی ہین اسکندر نہین

ڈوب ہی جائیگا اے دل پڑ کے بحر عشق مین
ہے یہ طوفانی جہاز اسکا کہین لنگر نہین

جستجوے یار مین پھرتا ہون مین جا نہ بدوش
زیست بھر رہتا ہون سرگردان کہین بستر نہین

یار نے چاہا لپٹنے کو مگر ہمشکل یار
آئینے ہی مین رہا نکلا کبھی باہر نہین

تمکو دکھلاتا لپٹ کے لن ترانی کا مزا
کیا کہون پردے مین ہو افسوس تم باہر نہین

لاغری تو سن سے جو لپٹی جھجک کی قاتل نے کہا
سر بھی کٹ جانے کی پروا اے بریدہ سر نہین

روح لیلی نجد مین کہتی تھی روح قیس سے
گور مین بھی تیری ہمراہی سے مین باہر نہین

کیون بھی جاتی ہو آکے باغ مین اے بلبلو
خون ٹپکا ہے مرا پھولون کی یہ چادر نہین

ٹوٹ جائیگا خدا کے واسطے صدمہ نہ دو
شیشۂ نازک مرا دل ہے کوئی پتھر نہین

خوش ہین چھٹنے کی خبر سے سب اسیران قفس
دم نہین صدمے سے اوس بلبل [illegible] نہین

رحم کر اے دامن حسرت نہ غائب کر انہین
یہ تو تجھ حسرت زدہ کے اشک ہین گوہر نہین

آتے آتے آئیگا وہ رشک عیسی دم نہ توڑ
راہ اوسکی دیکھ لے اے دل ابھی سے مر نہین

لا پھنسنگے قابو مین ہم اوس بادشاہ حسن کو
فوج جانبازون کی ہمت ہی تو لشکر نہین

واہ ناز عشق کل تک یار تھا آغوش مین
آج وہ دن ہے کہ پہلو مین دل مضطر نہین

دیکھتے ہین آئینے کو ای شرف سکتے ہین ہم
غم ہے پہر کسکا جو اسکو رنج اسکندر نہین

پھیک دو دن پیس کے دلکو جو تری یاد نہو
جھوٹ کہتا ہون تو پہلو کبھی آباد نہو

حشر برپا ہو جو لرزان دل صیاد نہو
مرے نالے ہین یہ بلبل تری فریاد نہو

تمکو زیبا ہے رحیمی ستم ایجاد نہو
دہوم اوڑائی ہی کریمی کی تو جلاد نہو

تو کرے ظلم یہ ہر وقت دعا ہے میری
اف کرو نہین تو یہ منھ قابل فریاد نہو

اوسکی آنکھون مین اہرون وہ جو نظر بند کرے
قید بہی ہون تو بلا قید ہو ہمیشہ آزاد نہو

بوے گل اسکو ٹہرتی ہی نہین گلشن مین
اسقدر بہی کوئی آوارہ و آزاد نہو

جانے والے جو بستی ہین عدم مین جاکے
یاد رکھتا ہے یہ بستی کبھی آباد نہو

گور مین جب سے ڈھکیلا ہے تری غیرت نے
روح لرزان ہے دوبارا تو یہ افتاد نہو

دل نہین مانے گا تصویر تری بے کھینچے
چہرہ پر داغ محبت ہے یہ بہزاد نہو

اپنے سایے سے ہی گلشن مین جہجکتا ہون
دل لرزتا ہو کہ یہ بہی کہین صیاد نہو

اسطرح کیجیو اللہ سے چپکے چپکے
گوش زد میرے بہی ایدل تری فریاد نہو

قید جب سے تری الفت نے کیا ہی مجھکو
یہ دعا ہے کہ رہائی ابد آباد نہو +

سامنا تیغ سے تیری مرا سینا جو کرے
ہاتھ کٹواؤن جو آئینہ فولاد نہو

جان بیکر نہ گرا نا نظر رحمت سے
وحشت قبر کی جہیر کوئی افتاد نہو

بیکسی گور کو مسمار کیے دیتی ہے
رحم کر رحم مری خاک تو برباد نہو

آرہی ہے جو صدا گور مین لاتجزن کی
کون مژدہ یہ سناتا ہے کہ ناشاد نہو

داغ وہ پہول ہین جو پہول نہون قسمت گر
باغ تصویر ہے گلشن جو خداداد نہو

بو جو اس گلشن ایجاد مین آئی نہ تری
ہو کا عالم ہو کسی پہول کی بنیاد نہو

اے خداوند کریم اوسکی تو ٹٹی ہے خراب
جسکا حامی ترے محبوب کا داماد نہو

اسقدر ظلم کے سہنے کا مزا ہے مجھکو
تو بہی دے داد تو منظور ہے مجھکو داد نہو

زار نالی پہ کسی کے نہین ہنسنا اچھا
اے گل گریہ شبنم سے ڈرو شاد نہو

اسلیے شیشۂ ساعت مین حفاظت کی ہی
جاہنے والے کی یہ خاک ہے برباد نہو

قبطی داغون کی چمن کی تو بہت مشکل ہی
یہ مرا باغ ہے یہ گلشن شداد نہو

گرد پھیر کے گنہگار رہا ہوتے ہین
روح میری بھی ترے صدقے مین آزاد نہو

بیگناہی یہ مری خون نہ روا اے شمشیر
ہاتھ رک جائیگا تا دم کہین جلاد نہو

ٹٹیان باغ مین مہندی کی جو ہین ای بلبل
آڑ مین انکی تری تاک مین صیاد نہو

لن ترانی کی صدا نے تو مرا دل توڑا
دم نکلجائیگا بس اور کچھ ارشاد نہو

فصد بھی حسن پرستی مین جو کھلواؤن مین
دم نکلجاے پریزاد جو فصاد نہو

تیری تصویر کی تصویر کوئی کیا کھینچے
یہ خدا ساز ہے یہ صنعت بہزاد نہو

نزع مین خاک لکھے قیس وصیت نامہ
کیا کرے وہ کہ جو وارث نہو اولاد نہو

ناتوانی سے غش آجاے جو اوسکے در پر
اے شرف سوچ کے گرنا کوئی افتاد نہو

افسردہ دلی کیون کسی ناشاد سے پوچھو
اس یاس کو میرے دل برباد سے پوچھو

ظلم اوسکے نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو
بے جرم چھری پھیری ہے جلاد سے پوچھو

فریاد یون مین نام لکھا جائیگا میرا
بیداد نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو

کس شان سے کس شوق سے کٹوائی ہی گردن
اس معرکہ آرائی کو جلاد سے پوچھو

مجنون کا ورق دیکھ کے لیلی یہ پکاری
نقشہ ہی یہ کس شخص کا بہزاد سے پوچھو

دیکھا ہے انھون نے مری وحشت کا تماشا
ہنگامہ وہ طفلان پریزاد سے پوچھو

دیوانہ ہون برباد ہون ویرانہ نشین ہون
آسائش و راحت وطن آباد سے پوچھو

ہر بار جو رہجاتے ہین ہم کھول کے منقار
سنکھ کو جگر آجاتا ہے صیاد سے پوچھو

کس کشتۂ جانسوز سے یہ نرم ہوا ہے
کیون موم ہوا جاتا ہی فولاد سے پوچھو

مردان جنون سے ہے اسیری کا تقاضا
زنجیر مین کیا دیر ہے حداد سے پوچھو

پوچھے ہو دم قید کچھ آداب اسیری
ظالم نے کہا صاحب میعاد سے پوچھو

کیا دل نے ستایا ہی جو نکلی ہی دہن سے
کیون داد طلب ہے مری فریاد سے پوچھو

صحرا مین جو گذری ہے کرو قیس سے دریافت
کہسار مین ٹکرانے کو فرہاد سے پوچھو

گلچین نے دکھایا ہے مرا دل جو چمن مین
برسون ہی لہو تھوکا ہی صیاد سے پوچھو

جس جس سے مجھے عشق و ارادت ہی نگیرین
محبوب الٰہی کے یہ داماد سے پوچھو

کیا نذر جنون کرتے ہین ہوتا ہی جو سودا
تحقیق کرو قیس سے فرہاد سے پوچھو

قطرہ بھی لہو کا مری گردن سے نہ نکلا
تھین خشک رگین خنجر فولاد سے پوچھو

گلچین سے تو پرسشش ہو کہ لوٹا ہی گلون کو
مرغان چمن کیا ہوئے صیاد سے پوچھو

مجھ کشتے کی تربت نہ بنیگی کہ بنے گی
للہ مرے واسطے جلاد سے پوچھو

خود مینے لگا لے رگ جان مین کئی نشتر
قطرہ نہ دیا خون کا فصاد سے پوچھو

اوٹھنے نہین دیتی در دولت سے تمہارے
کیون مجھکو گرایا ہے اس افتاد سے پوچھو

گلرنگ رہا کرتی ہین آنکھین جو قفس مین
گھٹ گھٹ کے لہو روتی ہین صیاد سے پوچھو

ہون شوق شہادت سے جھکائے ہوئے گردن
کب آئیگا سر کاٹنے جلاد سے پوچھو

رحم آکے جو روئے پیرا و نہین آیا ہی غصا
کیون بن کے یہ بگڑی مری روداد سے پوچھو

خود رفتہ مین ہو جاؤن کہ مر جاؤن جنون مین
کیا حکم ہے معشوق پریزاد سے پوچھو

دیوانون نے ہرگز نہ لہو ہونے دیا بند
دم توڑ کے مر مر گئے فصاد سے پوچھو

اندر رکا اکھاڑا ہی مرے شیشۂ دل مین
کیا بزم ہی ایک ایک پریزاد سے پوچھو

آگاہ شرف تم نہین اوتکی خفگی سے
اس مرگ مفاجات کو شداد سے پوچھو

ہٹ گیا دنیا سے دل ٹکرے جگر کیونکر نہو
صدمہ ہمدرو ہے باہمدگر کیونکر نہو

جھٹ کو آنکھین ہین لگی مرنے کا ڈر کیونکر نہو
یاس مین اللہ پر میری نظر کیونکر نہو

جانجان تو نے اسی معراج کے قابل کیا
قدردانی پر تری نازان بشر کیونکر نہو

جب محبت بڑھتی ہے ہوتی ہے دل سے لگاو
غش ہو نہین اوسیر اوسے میری خبر کیونکر نہو

آندھیان چلتی ہین پہلے بعد آتی ہے خزان
موت سے سوز نفس پیشتر کیونکر نہو

اوسکو میرے ہاتھ پھیلانے سے آجاتی ہی شرم
صاحبو میری دعا مین پھر اثر کیونکر نہو

آپڑا ہے معرکہ اک بیوفا کے عشق سے
ایسی مشکل مین شریک دل جگر کیونکر نہو

تو ہی منصف ہو پری سی شکل تیری دیکھکے
ہوش اوڑ جائین تو دیوانہ بشر کیونکر نہو

کہتے ہین ہنس ہنس کے وہ جب غش مین سنتے ہین مجھے
غمزدہ غفلت کا مارا بے خبر کیونکر نہو

مرگیا ہون لیکے مین حسرت طواف باغ کی
گرد بھولون کے مرا ایک ایک پر کیونکر نہو

ساتھ والے چل بسے ہین صبح پیری آشکارا
کوچ کا وقت آگیا فکر سفر کیونکر نہو

اے پری رو قدرت اللہ ہی محفل تری
وجد کے عالم مین خود رفتہ بشر کیونکر نہو

ہو گریبان پھاڑتا ہی بیٹھکر مجنون کے پاس
کھنچتی ہی لیلی کہ صحبت کا اثر کیونکر نہو

روح برہم دل سے ہی دل منحرف ہی زیست سے
یہ خرابی جسمین ہو ویران وہ گھر کیونکر نہو

کیون نہو ارمان مرنے کا شہادت گاہ مین
خلد اس منزل مین ہی شوق سفر کیونکر نہو

غیر ممکن ہے جو ٹھہرے روح پیری مین شرف
صبح ہوجائے تو گل شمع سحر کیونکر نہو

رو لے ہی دیکھتے ہین ہم ابر بہار کو
کس گلعذار کا ہے غم ابر بہار کو

برسے گا حشر تک مرے دریای اشک نے
ایسا کیا ہے پرستم ابر بہار کو

ہوتا جو بس تو قبر پہ رونے کے واسطے
لیجاتے اپنے ساتھ ہم ابر بہار کو

اے عندلیب کر گہر اشک پیشکش
دی نذر نے بہار رستم ابر بہار کو

گردون پہ وہ وہ اپنی چمن بندیان کہین
سمجھا مین گلشن ارم ابر بہار کو

ایسا ہمارے سامنے صحرا مین جھک پڑا
رونے گلے لگا کے ہم ابر بہار کو

اک دن کرم یہ گور غریبان پہ بھی کرے
دون کسکی روح کی قسم ابر بہار کو

آتا ہے جھومتا ہوا قبلے کی سمت سے
لاتا ہے اسطرف کرم ابر بہار کو

برگشتہ بخت نے مری ویرانے کی طرف
اٹھنے دیا نہ دو قدم ابر بہار کو

اے جوش گریہ اپنی یہ لگون کو بھول جائے
دکھلا دے آنکھون کا ورم ابر بہار کو

بزم خیال و خواب مین لوٹا پڑا ہوا
رو لوا رہا ہے جام جم ابر بہار کو

آتا ہے شاد شاد برسنے کے واسطے
گلشن کا دھیان کیون ہو کم ابر بہار کو

اسنے بھی کی تھی گور غریبان سے بیرخی
لایا کشان کشان کرم ابر بہار کو

اوس چشم تر کے فیض کا جویا ہی دل مرا
جسنے دیا ہے یہ حشم ابر بہار کو

کیا کیا چمک کے برستا ہوا ای شرف
کسنے کیا ہے برق دم ابر بہار کو

مار ڈالا ہے جو بے جرم قضانے ہمکو
داد دینے کو بلایا ہے خدانے ہمکو

رہ گئے دیکھکے سکتے مین ہم اونکا جلوہ
بیخودی نے نہ دیا ہوش مین آنے ہمکو

دل ہمارا جو دکھاتے تھے وہ خود کرتے ہین
آبدیدہ ہین جو آئے تھے رولانے ہمکو

کوئی بھی بندۂ ناچیز نہ ہمسا ہوگا
بادشہ نے کبھی پوچھا نہ گدانے ہمکو

نجد مین منزل وحشت جو کبھی بھول گئے
آئی گلشن کی ہوا راہ بتانے ہمکو

آئے تھے عالم ارواح سے کیون دنیا مین
خاک مین مل گئے چھوڑا نہ قضانے ہمکو

وہ جھروکے مین جو بیٹھین تو کرین ہم فریاد
لوگ نزدیک نہین دیتے ہین آنے ہمکو

واہ ری بزم تری واہ ری مہمانداری
ملک الموت کو بھیجا ہے بلانے ہمکو

وہی ہوتا ہے عنایت جو طلب کرتے ہین
ایسی سرکار بتادی ہے دعانے ہمکو

باغ مین رو کے لہو ہمنے اسے سینچا تھا
اس ریاضت پہ بھی بیبا ہی حنانے ہمکو

تو ہے معشوق تو پھر فرض ہی عاشق ہونا
ہم تجھے جان گئے تو بھی تو جانے ہمکو

تیری خدمت مین رہین ہم بھی ترے بندے ہین
اپنے رہنے کے بتادے تو ٹھکانے ہمکو

تیری الفت نے جھکایا ہی تری طاعت سے
سرنگون کردیا تسلیم و رضانے ہمکو

ای شرف بخشے گئے حشر نے رخصت پائی
خاک سے پاک کیا فضل خدانے ہمکو

ملتے رہین ای قیس اس دیوانے پن مین ہم کہ تو
دیکھین کامل ہوتے ہین وحشت کی فن مین ہم کہ تو

شامت آئی ہے تری تو جان اے دل اور سمجھ
ہمکو کیا تسکین سے گنے زلف پرشکن مین ہم کہ تو

وادی وحشت مین تو لایا ہمین یا ہم تجھے
آپ سے باہر ہوے اے دل وطن مین ہم کہ تو

دشت وحشت مین کرینگے اپنی حجت قیس سے
دیکھین لیلی کو بلا لیتے ہین بن مین ہم کہ تو

رات بھر بےچین ہم رہتے ہیں یا تو بیقرار
ترک کے جاتے ہیں صبا پہلے چمن میں ہم کہ تو

شب کو دل کہتا تھا پروانے سے بزم یار میں
نام روشن کرتے ہیں اس انجمن میں ہم کہ تو

کہتے ہیں یوسف سے وہ کیا حسن ہے تجکو ناز
ہیں گل خوبی گلابی پیرہن میں ہم کہ تو

ہم نہیں اے قیس یہ وحشت کی باتیں جانتے
یہ بتا کامل ہوئے الفت کے فن میں ہم کہ تو

ہم نہ کہتے تھے کہ اے دل اوسکی باتوں پر نہ جا
یہ بتا اب تنگ ہیں عشق دہن میں ہم کہ تو

کرنے سکے عاشقی و عشق کا جاری کیا
اے شہ خوبان کھرے ہیں اس چلن میں ہم کہ تو

ترک عشق و عاشقی کو پھر نہ کہنا اے شرف
تجھکو کیا ہے مبتلا رنج و محن میں ہم کہ تو

کسطرح تیری یار رہے یاد گفتگو
کرتا ہے روز تو نئی ایجاد گفتگو

اے دل زبان ہلانے بھی پاتا نہیں کوئی
سنتا نہیں کسیکی وہ جلاد گفتگو

تو چاہیے داد دے کہ نہ دے اختیار ہے
کچھ چاہتے ہیں طالب فریاد گفتگو

دیدار کی ہوس میں سنیں لن ترانیاں
اب کیا کرینگے تابع ارشاد گفتگو

دم بند ہے مسیح کا تقریر سے تری
کیونکر نہ کہیے اسکو خداداد گفتگو

کیونکر نہ عشق کروں ترے حسن کلام پر
لہجہ ہے دلفریب پریزاد گفتگو

بلبل پکڑ کے لائے ہیں صیاد و باغبان
دونوں میں ہوتی ہے پئے بیداد گفتگو

کیا جانیے کیا کلام تھے ظالم کے دلفریب
ارمان رہگیا نہ رہی یاد گفتگو

جاتے ہیں روبکاری الفت میں کیجیے
کرتا ہے کیا وہ بانی بیداد گفتگو

بھیجا پیام وصل تو بولا وہ تندخو
کس نامراد کی ہے یہ ناشاد گفتگو

ہمکو بھی چار باتیں بتا دو رسائی کی
قائم رہے تری ابدآباد گفتگو

کہدوں گھری گھری نہ خوشامد کرونگا میں
آزاد ہوں میں ہے مری آزاد گفتگو

نقشہ کبھی جو حسن خداداد کا کھنچے
اسمیں نہ کیجیو کبھی بہزاد گفتگو

پھیر پھیرے گرد وجد کرے تو اگر سنے
وہ دلفریب ہے مری صیاد گفتگو

سنتے ہیں جکڑے جائینگے زنجیر میں شرف

آپس مین کر رہے ہین یہ حسد و گفتگو

آزار محبت مین سوا یاس کے کیا ہو
اس درد کی دنیا مین دوا ہو تو دوا ہو

ہم جسم ہین تم روح ہو آپس مین وفا ہو
ہم تم سے جدا ہین نہ تمہین ہم سے جدا ہو

دیدار کا سائل ہون جو مقبول دعا ہو
بندہ ہون تمہارا مری حاجت بھی روا ہو

قدسی بھی کرین عشق تم اگر جلوہ نما ہو
صورت ہو وہ تصویر کہ محبوب خدا ہو

اوٹھا ہی جگر مین جو کبھی درد محبت
کی ہے یہ دعا مینے ہو اسسے تو سوا ہو

بندہ مین ترا ہون کہ گنہگار رہا ہون
حاضر ہون سزا دے مجھے جو اسکی سزا ہو

دشمن کی بھی خاطر ہی کرون ہون وطن سار
آغوش مین لے آؤن مجسم جو قضا ہو

غل ہونے نہ پائے تنے مجھے پہناؤ وہ زنجیر
جب چپ ہو نہ جھنکار ہو جسمین صدا ہو

دنیا مین کہان ڈھونڈنے جائی اوسی کو کوئی
جس رشک چمن کا نہ ٹھکانا نہ پتا ہو

دکھلا دے مجھے اپنی رحیمی ہی کریمی +
ہوا لے جہان معرکہ بیم و رجا ہو

تم مالک و مختار ہو سب زیر نگین ہین
چاہو جسے لٹوا دو لوا دو جسے چاہو

دامن کو نہ چھوڑونگا گرہ عقدہ کشائی
آقا ہو سے بھی جو نصیری کے خدا ہو

رکھو نہ مجھے دولت دیدار سے محروم
بندہ ہون تمہارا مین تمہین مجکو بنا ہو

مرتا تو ہون مین عالم ارواح سے پہلے
لیکن نہ کھلا حال کہ تم کون ہو کیا ہو

سنا لے مجھے آتے ہین سمجھا ہے کلیجا
اسے قید پہ بستر نہ زندان مین گرا ہو

دل زلف مسلسل سے چھڑا لائے تم اپنا
کس پیچ کی باتین ہین شرف کیسے رسا ہو

چوم لونگا اونکا گھبرانا دل آفت ہو تو ہو
گر پڑونگا پانون پہ بہ ہم قیامت ہو تو ہو

ضبط کیونکر ہو جو بیتابی سے فرصت ہو تو ہو
صبر کی برداشت یارو کہین طاقت ہو تو ہو

بے نیازی تم کرو اور آرزو مین ہم کرین
چاہیے تمکو بھی تمہیں مروت ہو تو ہو

یاریان حورین پرین آکے مجاور ہو تو اب
کل نہین ممکن ہون مجرا مین تربت ہو تو ہو

اوس پری پیکر کو کیونکر انس ہو انسان سے
کچھ مروت ہو تو ہو کچھ آدمیت ہو تو ہو

عشقبازوں کی کہیں دنیا میں شنوائی نہیں
ان غریبوں کی قیامت میں سماعت ہو تو ہو

دل گرفتہ ہوں یہ تجھکو بارگاہ خاص میں
اس رسائی کی خوشی تیری زیارت ہو تو ہو

یوں تو ہر سے کا نہیں بیڑا گنہگاروں کا پار
بندہ پرور موجزن دریائے رحمت ہو تو ہو

سب طرح کی ہے مجھے تیری کرم سے امید
یاس دل کو ہے تو ہو برگشتہ قسمت ہو تو ہو

درد مندوں کی دعائیں یوں ہونگی مستجاب
دستگیر انکا جو تیرا دست قدرت ہو تو ہو

بیقراری سے شب ہجراں کی مشکل ہو نجات
اس بلا سے اب تو چھٹکارا جو رحلت ہو تو ہو

یار پہلو میں نہیں آرام آئے کس طرح
استراحت کا مزا جب دل کو راحت ہو تو ہو

دیکھنا تیرا شب معراج میں ممکن نہیں
بندہ عاجز ہے یہاں تیری مشیت ہو تو ہو

میں تماشا ہوں لکھدوں شرف میں صاف صاف
آئینہ سے ہے دل مرا اونکو کدورت ہو تو ہو

بشر کی جان لے لیتے ہو ایسا آزماتے ہو
تمہیں جو چاہتا ہے خاک میں اسکو ملاتے ہو

تمہارے سے مہماں ہیں کیوں ہمارا دل کہاتے ہو
اولٹ دیتے ہو پردہ بے نیازی کیا جتاتے ہو

جہاں میں حشر ہوتا ہے جو دم آہ کرتا ہے
زمانے کو ہلا دیتا ہے جسکا دل ہلاتے ہو

برا سے یہ ہے تمام دم کی آمد و شد کا
بشر کے جسم میں تم روح ہو کر آتے جاتے ہو

دعائیں مانگ کے روز قیامت کو بلایا ہے
کسے تڑپاتے ہو دیکھیں کسے جلوہ دکھاتے ہو

خدا گویائی دے انکو تو یہ جہوٹ لالہ و گل کو
شہیدان ادا کے خون میں کیا تم نہاتے ہو

بہانہ نیند کا ہے ہیں صریحاً نیم باز آنکھیں
ہمارا دل اولٹ دینے کو تم جادو جگاتے ہو

نہ مجھ میں جان ہوتی ہے نہ دل قابو میں ہوتا ہے
کلیجے پر چھری پڑتی ہے جسدم یاد آتے ہو

سحر تک چھپتے ہو کیسے خال روئے روشن سے
چراغوں کی طرح کیوں اے ستارو جھلملاتے ہو

ختن حمام ہوتا ہے جو زلفیں دہوئی جاتی ہیں
نہاتے ہو تو عطر مشک کا دریا بہاتے ہو

جلا دیتے ہو اسکو دیکھ لیتے ہو جو پروانہ
لگاتا ہے جو لو تم سے چراغ اسکا بجھاتے ہو

مجھے تم بھی لگا ہوں پر تمہاری پیار آتا ہے
کلیجے سے لپٹ بھی جاؤ کیا شرماتے جاتے ہو

شگوفے سے شگوفے چھوڑتے ہو باغ عالم میں
عجائب رنگ دکھلاتے ہو کیا کیا گل کھلاتے ہو

سمجھتا ہوں غم الفت کو میں ارمان سی بڑھکر
بہت محظوظ ہوتا ہوں جو میرا دل دکھاتے ہو

شرف کیا نزع میں ہم رین لگاوٹ تسی کرتی ہین
ابھی تو دم نکلتا تھا ابھی تم مسکراتے ہو

دلوں سے عشق نے چھینا ہی اختیاروں کو
خدا ہی ہے جو قرار آئے بیقراروں کو

جہاں ہے انکو اٹھالو یہ خاک جہاں پہ چلے
بس اب نہ ٹھوکرین کھلواؤ جاں نثاروں کو

سمجھ کے کیجیو غصہ تمہاری رحمت نے
امیدوار کیا ہے گناہگاروں کو

شفق جو شام کو پھولی تو یہ یقین آیا
کہ سرخرو وہ کرینگے سیاہ کاروں کو

عجب عجب تری قدرت نے رنگ دکھلائے
کہ بہشت خاک سے پیدا کیا نگاروں کو

شہید ناز ترے خاک اگر ہو جاتے
جہاں میں جا ہی نہ ملتی کہیں مزاروں کو

قمر نے جو دہوین شب کو تمہاری افشان کی
تمام رات نچھاور کیا ستاروں کو

یہ کیا ستم ہی کہ پرسان کوئی نہیں ہوتا
حلال کرتے ہیں ظالم خدا کے پیاروں کو

خدا ہی حافظ و ناصر ہے بزم گلشن کا
گلوں نے دی ہی جگہ پہلو میں نہیں خاروں کو

تو مرنے والوں کی پروا ہوئی نہ زندوں کی
نہ بیخودوں ہی کو دیکھا نہ ہوشیاروں کو

دلوں کو شیفتگان کے کیا تو ہی نخچیر
کڑے ہوگئے ذبح کردگے ہو ان شکاروں کو

یہ پرورش یہ رحیمی تجھی کو زیبا ہے
دیئے بہشت بھی کے جلے گناہگاروں کو

اوسی کے ہم ہین ہمین بھی ہی آسرا اوسکا
نوازتا ہے جو اپنے امیدواروں کو

لرز گیا ہین ترے ناز بے نیازی سے
ملا کے خاک میں مٹوا دیا ہزاروں کو

پتا نہیں ترے دیوانوں کے بگولوں کا
ہوائے شوق کدہر لیگئی غباروں کو

ستمگروں سے سفارش ہماری کرتے ہین
جزائے خیر دے اللہ دوستداروں کو

ہوا جو گور غریباں سے وسوسہ اونکو
نشان مٹا دیئے گروا دیا مزاروں کو

گلوں کی سیر کو کہتا ہوں تو وہ کہتے ہین
لہو تو رو رہتے ہو دیکھو جگر فگاروں کو

بسی تمہاری جو خوشبو تو پھر نہ کھلائے
بہار و رنگ نے چھپا یا گلوں کے ہاروں کو

اجل جو شہر خموشاں میں لیگئی ہمکو
نہ ہمسروں کو نہ پہچانا ہمسایاروں کو

طلب فرشتوں سے ہے دفتر قیامت کی
خدا نے یاد کیا ہے گناہگاروں کو

نہ رکھو دولت دیدار سے انہیں محروم
بڑی امید ہے تمسے امیدواروں کو

شرف نکل گئے کوسوں جنوں کے عالم میں
جھپٹ کے روک لیں دوڑائیے سواروں کو

کیونکر بعنوان شاد و شاد ہم سنکے بیان آرزو
اوسکے نیاز مند ہیں جو کہ ہے جان آرزو

اسکی مدد سے پہونچے ہم دلبر بے نیاز تک
عرش پہ ہمکو لیگئی شوکت و شان آرزو

یار کا جلوا دیکھنا ہوگا نصیب کب ہمیں
پوچھتے اسکی بات اگر ہوتی زبان آرزو

چاہ سے تجھکو ہوگئیں یار ہزاروں حسرتیں
دلمیں ہمارے دیکھ لے نکلی ہے کان آرزو

آنکھیں نزول کیں مری یار کے انتظار نے
دل جو بنا تو ہوگیا چین کے مکان آرزو

عشق میں یار کہا کے غم کرتے ہیں شکر دسلم
سمجھے ہوئے ہیں اسکو ہم نعمت خوان آرزو

دل سے مری جو دوستی کی تھی سو وہ نباہ دی
اور طرف نہ رخ کیا واہ ری آن آرزو

چار طرف سے ہے یورش حسرت و شوق و ذوق کا
دل ہے مرا گھرا ہوا اب تو میان آرزو

صاحب فوج داغ دل حسرت عشق سے ہوئے
آہ و فغاں کو سمجھے ہم طبل و نشان آرزو

ہیں ہوا اوٹھا جہاں سے اوٹھ گئی ساتھ عاشقی
بعد مرے نہ پھر رہا نام و نشان آرزو

حسرت و یاس و رنج و غم دھیان میں لائینگے نہ ہم
جان پہ کھیل جائینگے ہم ہیں جوان آرزو

جلوہ عجب دکھا دیا رخ سے نقاب اوٹھا دیا
تجھسے بہت وہ خوش ہوے سنکے بیان آرزو

یار کا دھیان آتے ہی پھر نہ رہی کوئی ہوس
دلمیں ہوا مقام ہو ہو کے گمان آرزو

ہوتے ہیں باغ باغ وہ آتی ہے بو جو عشق کی
داغ کو گل سمجھتے ہیں مرتبہ دان آرزو

سمجھیں قضا کو زندگی اوسپر اگر پھری چھری
ڈھونڈ لے ہیں تری خوشی شیفتگان آرزو

دل کا کیا تھا حال نظم شعر کے تھے درد خیز
داد تو دیجے اسے شرف ہوتے بیان آرزو

بہتے ہیں سر زلف گرہگیر میں آنسو
کیا مجھکو جکڑوا ہیں گے زنجیر میں آنسو

سینے میں ٹپکتے ہیں تو پڑجاتے ہیں ناسور
پانی ہیں کہ تیزاب ہیں تاثیر میں آنسو

کہتا ہون جو مین عالم رویا کا فسانہ
رقت کے سوا یار کا نظارہ نہین ہے
زندان مین جو اک روز مین دل کھول کے رویا
مانی نے جدا تیرے مرقع سے جو کھینچا
کیون سکتہ وحسرت نے نظر بند کیا ہے
دل اوسکا بھر آیا جو چھری پھرتے مین بھیر
حیرت ہے مجھے کیون مری رقت نہین تھمتی
کرتا ہون بیان کثرت رقت کا جو اپنی
مردم کو ہوا حسرت دیدار کا منصب
جب دولت دیدار کی حسرت مین بہائے
بھر آتا ہون لیتا ہون جو مین نام خدا کا
افسوس نظر ضعف نے رقت کو لگائی +

یوسف کے ٹپک پڑتے ہین تعبیر مین آنسو
لکھے ہین مری آنکھون کی تقدیر مین آنسو
سیلاب ہوئے خانۂ زنجیر مین آنسو
بھر آئے مرے دیدۂ تصویر مین آنسو
راندے گئے ہین کونسی تقصیر مین آنسو
صیاد کے بہنے لگے تکبیر مین آنسو
کیا میرے ڈبونے کی ہین تدبیر مین آنسو
آتے نہین گنجائش تقریر مین آنسو
معمور ہوئے آنکھون کی جاگیر مین آنسو
داخل ہوے وہ غیب کی توقیر مین آنسو
دل ہل کے نکل پڑتے ہین تکبیر مین آنسو
آنکھون سے نکلنے لگے تاخیر مین آنسو

فردوس مین رولون گا شرف آتھ ہی تو پاتی
بہتے ہین جو میرے غم شبیر مین آنسو

خدا پہ چھوڑ دو مجھکو مری دوا نہ کرو
کیا ہی عشق کا دعوی حلال کر ڈالو
وہ شب کو کہگئے ہین تم جو ہم پہ مرتے ہو
کوئی غریب جو آئے اوسے دلاسا دو
حجاب اوٹھا دو اولٹ دو نقاب چہرے سے
کرو نہ ضیق مین دم اپنے عشقبازون کا
بڑا کریم ہے یارو وہی کریگا کرم +
تمہارے گرد رہیگا یہ ہو کے پروانہ
دیا پھرا دس شہ خوبان نے حکم زندون کو

مسیح دم بھی اگر دے تو التجا نہ کرو
گناہگار ہو تمہین خوف خونبہا نہ کرو
تو دلمین رہنے دو چیرجا تو جا بجا نہ کرو
دعائین لو کسی مظلوم پر جفا نہ کرو
حیا کا سن ہی نہین ہے ابھی حیا نہ کرو
مسیح ہو کے مریضون کو دق کیا نہ کرو
سوا خدا کے کسی سے بھی التجا نہ کرو
قمر کے سامنے معشوقیت ادا نہ کرو
مرے ہوون کی طرح عرض مدعا نہ کرو

سرخی و سبزی طلسم حسن وہر گل دلفریب
بلبل بیتاب شیدا سے چمن کیونکر نہو

دم شہیدون مین نہین ہی خشک زخمونکا لہو
گل جو مرجہا گئے تو پژمردہ چمن کیونکر نہو

ناز برداری نہین ناز بے نیازی کے ہوئین
آرزو تیری مجہے اے جان من کیونکر نہو

سیکڑون ہی صید اوسکے روز او تر جاتی ہین دل
پہر قدر انداز وہ ناوک فگن کیونکر نہو

بیکسی نے آب پاشی گور پر ہونے نہ دی
آبدیدہ میرے غم مین گورکن کیونکر نہو

سیکڑون پروانے گرد و پیش ہین ہر دم پڑے
شمع کا لبریز اشکون سے لگن کیونکر نہو

نالہ ہاے بلبل شیدا کی پروا تک نہین
گریۂ شبنم پہ ہر گل خندہ زن کیونکر نہو

خوش نہ آئے میوۂ فردوس جسکے سامنے
اے شرف نایاب وہ سیب ذقن کیونکر نہو

مست ہو ڈہونڈتی ہی اپنے طلبگارون کو
بوے گل پہاندتی ہی باغ کی دیوارون کو

کرچکا ذبح جو صیاد گرفتارون کو
ہشت پر اوڑ گئے ڈہونڈنے گلزارون کو

اپنے بیگانے مرے واسطے برسون روئے
غم حریفون نے کیا داغ رہا یارون کو

چند بلبل کے جو صیاد نے پر نوچے ہین
پاس ہے حسرت پرواز سے پروانون کو

مرحبا ہی ترے نخچیرون کا کیا کہنا ہے
جگر و دل مین جگہ دیتے ہین سوفارون کو

میرے صیاد کی آمد جو سنی گلچین نے
خون بلبل سے رنگا باغ کی دیوارون کو

کون تہی ایسیہ پوش ہے جسکے غم مین
سالہا سال سے روتا ہی یہ کن پیارون کو

دہوم یہ گرمی بازار قیامت کی ہے
میرے یوسف نے بلایا ہی خریدارون کو

بعد الیجہ اوٹھا پہول سے ہلکا ہوکر
میرے تابوت نے تکلیف نہ دی یارون کو

موت کا بار اوٹہانے کے لیے ہین موجود
ضعف نے دی ہے وہ طاقت ترے بیمارون کو

چٹکیون کے ترے اے یار مرے دل مین ہین نشان
جیسے ترکش مین بہم رکہتے ہین سوفارون کو

جو پڑے سوتے ہین اونکو تو نہین چونکاتے
گور مین بہیج کے سلواتے ہو بیدارون کو

موجد گلشن عالم کی مشیت کیا تہی
پہلوے گل مین جو آباد کیا خارون کو

جسے شیر اشکون سے کیا ہے مقابل ہوگی
کاٹ جائینگے کوئی دم مین یہ کہسارون کو

آمد آمد ہے ترے شہر مین کس وحشی کی
بند رہنے کی جو تاکید ہے بازارون کو

غل سواری مسیحا کا طلب مین جو ہوا
آمد آمد سے شفا ہوگئی بیمارون کو

ایسی الفت تھی تو صیاد نہ چھوڑا ہوتا
رو رہا ہے جو رہا کر کے گرفتارون کو

ایڑیان شربت دیدار کی خاطر رگڑ رہین
مار ڈالا ترے پرہیز نے بیمارون کو

درد دل بھی انھین صیاد نے کہنے نہ دیا
رہ گئے مرغ قفس کھول کے منقارون کو

لین گے شاید وہ کسی کشتۂ بیکس کا قصاص
جابجا باندھ کے لٹکایا ہے تلوارون کو

لوگ اوٹھتے ہوے قبرون سے چلے جاتے ہین
کر کے پرسش کو بلایا ہے گرفتارون کو

رحم آنے کو ہے لاریب اگر دیکھینگے وہ کرم
دیکھتے رہتے ہین جو کن انکھیون سے گنہگارون کو

سیکڑون ہو گئین شرم کے نگاہین نیچی
ای شرف پیار سے دیکھا جو ستمگارون کو

صیاد سے کیا خاک کہون سیر چمن کو
پلکین مری ٹکوائین ہین سلوا کے دہن کو

قسمت مین بہار آئی ہے پھر جاؤن وطن کو
اللہ کرے بھول مرے داغ کہن کو

ہر سال بہار آکے بساتی ہے چمن کو
اک ہم ہین کہ پھر آنکھ سے دیکھا نہ وطن کو

برسون سے ہین ترسے ہوے اوس غنچہ دہن کو
اللہ دکھائیگا تو دیکھین گے وطن کو

اے بے وطنی ہم نہ بسائین گے چمن کو
پھٹتا ہے جگر یاد جو کرتے ہین وطن کو

اتنا جو نقاہت نے گھلایا ہے بدن کو
کسطرح سنبھالونگا جو پہنونگا کفن کو

جھنکوائے کوئین سکڑون چاہ ذقن کو
ناپید کیا ہمکو دکھایا نہ دہن کو

ہمراہ صبا کے جو ترے کوچے مین آئی
خوشبوے چمن بھول گئی اپنے چمن کو

بجلی کی طرح آکے کلیجے سے لپٹ جا
دل ڈھونڈ رہا ہے ترے بیساختہ پن کو

شہرت تھی تمھاری ابھی ناوک فگنی کی
چھوکے تو ہمین تیر جو مارا تو ہرن کو

اک بات اگر عیسیٰ نفسی یار سے کہے آگے
مردون کو جلایا ہے جو کھولا ہے دہن کو

اشکون کے ٹپک پڑنے کا کیونکر ہو آزار
آنکھون سے اوجڑتے ہوے دیکھا ہے وطن کو

مجھسا بھی نہ ہوگا کوئی تنبیہ و فادار
تیرون کے لیے پر دیے ہین صید فگن کو

اے یار ترے تربت دیدار کے پیاسے
انبوہ قیامت کو بھی پامال کریں گے
کیا شان کریمی ہے ملے خلد کے حلّے
دم بھر مجھے آرام دے اے گور کی منزل
نکھرے گی نہا کر کسی پروانے کی میت
لیجاتے ہیں جانسوز چراغ اس سے جلا کر
میت ہیں جوانی کے نئے روح ہے بیتاب
خوش ہوتے ہیں غم کھا کے تری جانے والی
خوشبو جو مہک جاتی ہے رحمت کی تمہاری
کیونکر نہ وہ ٹھہرائیں تلون سے تمہارے
دم ہونٹوں پہ ہے دو لب جان بخش کا بوسہ
خونریزیوں کو کہتے ہیں کیا رنگ اوڑا ہے
لاریب گرا ہے کوئی گل شمع کا اس میں
دامن میں ہزاروں کے بھرے ہیں شرر گل
صحرا میں جو یاد آتی تھی خوش چشمی تمہاری

منھ پھیر لیں دیکھیں نہ کبھی سرو لگن کو
سیکھے ہو جوانی سے اس آفت کے چلن کو
میت مری محتاج ہے دنیا میں کفن کو
ہوں تازہ مسافر ابھی چھوڑا ہے وطن کو
ہر شمع نے اشکوں سے بھرا ہے جو لگن کو
اب تو یہ ترقی ہے مرے دل کی جلن کو
چہرے سے مرے کون اولٹتا ہے کفن کو
راحت سے سوا جانتے ہیں رنج و محن کو
آنکھوں سے نکیریں لگاتے ہیں کفن کو
پہنا کے جنھیں تاج چھڑایا ہے وطن کو
حسرت نہ رہے رکھ لو ہمارے بھی سخن کو
جانباز ترے دھیان میں لاتے نہیں رن کو
پروانوں کے لشکر نے جو گھیرا ہے لگن کو
کس غنچہ دہن نے یہ لٹایا ہے چمن کو
روتا تھا لگا کے سینے میں لپٹا کے ہرن کو

قاصد جو کہے آ کے مبارک ہو وہ آئے
بھر دوں میں شرف موتیوں سے اسکی دہن کو

مرقع غم کا دکھلاتا ہوں میں حسرت زدہ دل کو
رہیگی اوسکی تربت میں کمی وقت محمل کو
نشان انسان کا رہتا نہیں شہر خموشاں میں
لہو پر جائیگا خونریز کہلاؤ گے عالم میں
ہماری آنکھ کی پٹی جو وقت نزع کھلوا دی
کوئی تھا غش میں بیدم تھا کوئی تھا وہ چین ہی میں

کلیجے سے لگائے رو رہا ہوں نیم بسمل کو
اولٹ دیگا جنون مجنوں کا ای لیلی ترے دل کو
مسافر خاک میں ملجاتے ہیں طے کر کے منزل کو
نہ چھوڑو نیچا ن نہ پر قدم مرنے دو بسمل کو
خوشی سے دم نکلتا دیکھ کے اپنے قاتل کو
عجب عالم میں دیکھا میں نے جا کے اوسکی محفل کو

لپٹ کر تربت مجنوں سے لیلی رو کے کہتی تھی / تری تربت پہ صدقہ کرکے پھینکو دونگی محمل کو

ہمارے خون ناحق کی خوشی حیدر وہ کرتے ہیں / دیا کرتا ہے حق پھر دولت مبارکباد باطل کو

اڑا لیے جائینگے زخم اوسکے شاید غنچہ و گل سے / کیا ہے یاد گلشن میں جو اوسنے اپنے گھائل کو

کرینگے وقف تصویر خانہ اپنی رحمت کا / وہ جیسے ہم سرفرازینگے گنہگاروں کی محفل کو

کوئی پرسان نہیں میرا خدا جانے ہیں کہنیں لکھو / نہ ظالم ظلم کرتے ہیں نہ رحم آتا ہے عادل کو

خدا عالم ہے شاہد ہے شب تنہائی کا صدمہ / کلیجا منہ کو آیا ہے مسوسا ہے جہاں دل کو

جمال اسے یار دکھلا جا کہ ہیں دنیا سے رخصت ہو / دم آنکھوں میں ہے اٹکا سہل کر جا میری مشکل کو

نظر آتی تھی تصویر اوسکو اپنے ذبح ہونے کی / یہ چھری پھیری تھی اوسنے آئینہ دکھلا کے بسمل کو

ہوئی ہے تقویت دل کو شفا کی بو مہکتی سے / یہ کسنے نخلخہ بھیجا ہے مجھ بیہوش و غافل کو

اٹھا کر دولت دیدار مالا مال اسے کر دو / مراد دل خوشی ہو ہو کے دو بلوا کے سائل کو

خدا صیاد سے سمجھے اوڑا لیے اسکو دنیا سے / قفس کے گرد چھریاں رکھ کے سہمایا عنادل کو

لیا دو فکر دنیا کو چھوڑ دو، سیج ہے دنیا
کرو آباد چل کے اے شرف بنیاد منزل کو

خدائی ہیں جو کہوائے ہیں کیونکر اپنی قسمت کو / کہاں ڈہونڈوں کریمی و عطا ہو خود بدولت کو

نہیں وہ دھیان ہیں لائے تصویر و کی حیرت / کہ اپنی آنکھ سے دیکھا کئے ہیں میری حسرت کو

چلی صحرا میں لیلا ڈہونڈنے مجنوں کی تربت کو / لگا دی آگ محمل کو جگہ دی دل میں وحشت کو

قیامت کا نہیں ہے ناز معشوقانہ آتا ہے / اولٹ دیتے ہو دل برگشتہ کر دیتے ہو قسمت کو

بہ ہونگا عمر بھر ممنون میں حسن تصور کا / لگایا ہے مرے دل میں تری تصویر وحدت کو

تری حسرت میں غنچوں نے گریباں پھاڑ ڈالے ہیں / لٹائے دیتے ہیں سب پھول اپنی اپنی نکہت کو

زبیرکستی کیا ہے خون میرا درد ہجراں نے / جو عادل ہو تو دکھلا دو مجھے اپنی عدالت کو

ہوا الفت ہے تعشق اپنی ہمصورت سے تم کو بھی / نہ دیکھو آئینہ جب جائیں اب رد کو طبیعت کو

وہ کم حس ہیں جو ہیں مردہ سمجھ کے ڈر ہی جائینگے / نہ اونکو دیکھتے دنیا ہمارے نعش کی حالت کو

زمیں کو بھی جاناں سی نمائش گل جو کرتے ہیں / سپرد خاک وہ کرتا ہے کس کس خوبصورت کو

کسی شے کی جدائی مین کبھی ہمنے نہ خواہش کی
ہوس کی بیقراری کی جو جی چاہا تو رغبت کو

بشر سے خود کہیگا راز اپنی کبریائی کا
یہ محبوب خدا ہوگا خدا راضی ہے خلوت کو

مریضون نے تری زور آزمائی کرکے دم توڑا
الٰہی وہ لہو تھوکین جو لوٹین انکی طاقت کو

خبر لینے نہ آیا کوئی بھی گور غریبان کی
جو اوس ظالم نے بھیجا بھی تو بھیجا پاس حسرت کو

تمہارے چاہنے والے پریشان ہین قیامت ہین
خبر کو اِن گنہگارون کی بھیجو اپنی رحمت کو

وہ آکے پھر گئی اسنے نہ میری آنکھ کھلنے دی
کیا مردے سے بدتر مجھکو کیا کو سون مین غفلت کو

ازل سے ہی رحیمی و کریمی تیری خصلت ہین
ستا کے عاشقون کو کیون بگاڑا اپنی عادت کو

ہمارا دل مرقع ہو گیا ہے آرزوؤن کا
خدا جانے کیا ہے پیار کس خوبصورت کو

بسر کرتے ہین غم کھا کے تری دیدار کے بھوکے
تصدق کرتے ہین اس قوت پر وہ خوان نعمت کو

عیادت کو ہی آئے پیر خبی بھی مجھسے کہتے ہو
کنایہ ہی تو رخصت کا اشارا ہی تو رحلت کو

شکوہ ای جانجان ملنی کیا ہی تیری طاعت کا
تشہد کو اذان کو سجدے کو نیت کو رکعت کو

تمہاری دولت دیدار مین دل بھر کے لوٹونگا
کبھی تو سرفرازے گی کریمی میری قسمت کو

شرف جو عالم ارواح سے ہستی مین آتا ہی
اجل کو ساتھ کر دیتے ہین وہ اوسکی حفاظت کو

آتش الفت کی ضبط سوزی جاتا نہ دیکھ
شمع کی سرتابی رجانبازی پروانہ دیکھ

عاشق و معشوق کو دیکھ اور خلوت خانہ دیکھ
کبریا و بندہ تا چیستر کا یارانہ دیکھ

بزم دنیا چھوڑ غافل گور کا کاشانہ دیکھ
جسمین رہنا ہی ہمیشہ جل وہ خلوتخانہ دیکھ

دم جو نکلے پھر نہ رہجائے کسی کی آرزو
چار دن دنیا مین جسکو دیکھ مشتاقانہ دیکھ

نشئے ہوجائین ہرن ای نرگس شیدا ترے
آنکھین کھلجائین جو اوسکی نرگس مستانہ دیکھ

پھول سے قالب کو چھوڑا روح نے تیری لیے
کیا مہم سر کی ہے اسکی ہمت مردانہ دیکھ

شام سے اک دھوم ہے ایدل شب معراج کی
تو بھی پروانون مین جلکے محفل جانانہ دیکھ

راہ کترا کے مری صحرا کی لیلا بھاگ جا
دل اولٹ جائیگا تیرا تو نہ یہ ویرانہ دیکھ

بیقراری دل کی کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
اضطراب بلبل و بیتابی پروانہ دیکھ

تو جگائے تو ابھی خواب عدم سے چونک اٹھون
امتحان ہو جائے تربت مین ہلا کے شانہ دیکھ

اک نئی دنیا ہو پیدا خاک اوڑانے کے لئے
اے پری پیکر اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

صدمۂ و راحت کا اک دل ہے جو تجھکو اشتیاق
گل کو خوش دل دیکھ بلبل کو بیتابانہ دیکھ

جانجان گلزار ہوگا دل جہان کرتا ہون فغن
خرمن گل ہوگا یہ بوتا ہون مین اک دانہ دیکھ

لعل سے جو داغ ہے ہر لخت دل یاقوت ہے
عاشقون کا اے شہ خوبان جواہر خانہ دیکھ

کھدیا ہے اوسنے میرا دل جلانے کے لئے
پھونک دے اے شمع تو جس بزم مین پروانہ دیکھ

اپنی افسون سازیون کی سب کہانی بھول جائے
اوڑتی سیفی ہو جو لکھ لے مرا افسانہ دیکھ

پیشکش کرنے جو لایا ہے سکندر آئینہ
اے شہ حسن آنکھ اوٹھا کر تو تیرہ نذرانہ دیکھ

کیا خطا کی ہے جو اپنی جان لی اے شاہ حسن
اوس سے لے جرمانہ جسکو قابل جرمانہ دیکھ

بولے وہ آئینے مین لمعہ کے مجھکو اپنی شکل
نور آئین جلوہ گر ہے نور کا کاشانہ دیکھ

جانجان ساری خدائی پھر وہین کی ہو رہے
شہر اوجڑ جائین اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

میری بیتابی پہ ہنستا ہے یگانہ ہوکے تو
اشک آنکھون مین بھرے ہین جانب بیگانہ دیکھ

آدمی جیسا ہو ویسی پاسداری چاہیے
رند ہو گر اوسکی خاطر کر جسے رندانہ دیکھ

لن ترانی دھیان مین ہرگز نہ لا اوس شوخ کی
اے شرف پردہ اولٹ کر تو بھی گستاخانہ دیکھ

حورون سے کے اشتیاق کا سودا ہے سر کے ساتھ
دنیا مین دم کے ساتھ ہے جائیگا سر کے ساتھ

لطف شب وصال گیا اوس قمر کے ساتھ
یہان گل ہوا چراغ چراغ سحر کے ساتھ

سمجھ پڑتا ہون جو شب دوری یار مین
ہوتی ہے اوس دوا کو عداوت اثر کے ساتھ

دھوکا تمہاری نوک مژہ کا جو ہو گیا
یا ہر نکل پڑی رگ جان نیشتر کے ساتھ

صیاد ذبح ہوکے مین پہونچا مرا اگر
آوارہ بوئے گل ہے مرے بشت پر کے ساتھ

دنیا ہے ہیچ چند نفس کی ہے زندگی
رخصت ہے ساری بزم بھی شمع سحر کے ساتھ

کوس رحیل جہان سے نوبت کو صبح کی
دنیا سے چل کھڑے ہوئی فورا گجر کے ساتھ

ہشیار اس سے رہیو مرا خط تلف نہو
جائے خدا کی حفظ و امان نامہ بر کے ساتھ

تڑپ کے سے حسن غیرے شدنی ای شب وصال
ہمدرد کی جدائی گوارا نہو سکی
عالم فریب ہی تری آنکھون کی موہنی +
للہ اوڑا کے باغ مین پہونچا دی اے صبا
اک دن گلا کٹے گا مرا تیغ ناز سے
ای دل ہمارے طالع خفتہ جو جو نکتے
جاہ و حشم عروس بہاری کا دیکھنا
ای دل لٹک لٹک کے چلینگے وہ اور بھی
کہتے ہین وہ جھروکے سے دیدی کے گھر گیا

نکلیگا آفتاب قیامت سحر کے ساتھ
دل آنسوؤن مین بہہ گیا لخت جگر کے ساتھ
ستھرا و ہوگا چشم و دل مین نظر کے ساتھ
اتنا ستا کے کر تو مرے مشت پر کے ساتھ
ہوتا ہی واقعہ یہ قضا و قدر کے ساتھ
سوتے لپٹ لپٹ کے ہم اوس سیمبر کے ساتھ
اڑتی ہی آکے باغ مین کس کروفر کے ساتھ
رہتا ہے ابتو طرۂ گیسو کمر کے ساتھ
کیا ٹکٹکی لگائی ہے دیوار و در کے ساتھ

بس شاد ہو چکے غم ہجران سے ای شرف
صدمہ ہے دل کے ساتھ بکا چشم تر کے ساتھ

اوس پری تک جائین جب چاہین مگر کیا فائدہ
جا کے جیسے گھر سے زندہ نامہ بر پھرتا نہین
ہو نہین اسے صیاد وہ بلبل نہین جسکا جواب
کیون ملے تھے پہلے تم مجھسے جواب ملتے نہین
حشر تک بھی اسکا سایہ مجھ تک آنے کا نہین
باب زندان ہے سقفل غل کوئی سنتا نہین
نزع مین کہالی ہے جھوٹی نوشدار و یار کی
دو دن کی رونق ہی جہا مین جلوہ گر باہم جو ہو
کیا ملیگا تمکو کیا اللہ کو دوگے جواب
کھل ہی کر دیگی صبا کو رحم آنے کا نہین
رشت ہی ہوکے رہیگا داغ کامل کا فروغ
بار آتا ہی پھری جاتی ہی کیون آنکھون سے تو

مفت مین کہیلین جو اپنی جان پر کیا فائدہ
ایسے غافل کی منگانے سے خبر کیا فائدہ
پرورش کر کے چمن سے اسکی پھر کیا فائدہ
کیا ضرر اب ہو گیا تھا بیشتر کیا فائدہ
گور پہ یار و لگانے سے شجر کیا فائدہ
قید ہوتے گرا رہے ہو تم جو سر کیا فائدہ
بیکھٹے کرتا ہی اب اسکا اثر کیا فائدہ
اس جدا رہنے سے ای شمس و قمر کیا فائدہ
باندھنے سے خون ناحق پر کمر کیا فائدہ
جھلملانے سے اب ای شمع سحر کیا فائدہ
خاک تم جو ڈالتے ہو چاند پر کیا فائدہ
اتنی بیتابی سے ای تاب نظر کیا فائدہ

گور مین جانا پڑیگا ہستی موہوم سے — پاؤن پھیلانے سے ہنگام سفر کیا فائدہ
پھر پھرا تا ہی جو دل کے واسطے اے دل کہان — صبر کر اب لوٹنے سے اے جگر کیا فائدہ
درد دل کو فائدہ حسرت سے ہونیکا نہین — ڈھونڈنے سے بے اثر شے مین اثر کیا فائدہ

اے [illegible] راہ خدا مین دو کہ عقبیٰ پاک ہو
ای شرف سچا لٹا دینے سے گھر کیا فائدہ

پری اسی شکل کا تیری ازل سے ہو گئی دیوانہ — گل رخسار کا بلبل ہون شمع رخ کا پروانہ
چراغ حسن کا اوس گل کی جو سنتا ہی افسانہ — بھڑک جاتا ہی دم اوڑ جاتا ہی دل [illegible]
جنون ہوتا ہی انسان کو تو وحشت آتا ہی ویرانہ — اولٹ جاتا ہی دل جسکا وہ ہو جاتا ہے دیوانہ
جسے کچھ ہوش ہو اوسپر نگاہ [illegible] ڈالو تم — مین دیوانہ ہون مجھکو دیکھتے ہو کیا حریفانہ
بلا لو خاص محفل مین ہمی کو تم سے جان [illegible] — غریبون کو بھی دکھلا دو شکوہ بادشاہانہ
اگرچہ کشت و خون ہی کیون قاتل مین تو او کو کیا — جو خود رفتہ دلاور ہین چلے جاتے ہین [illegible]
کہے اونسے جو دعوت کو عداوت اوس سے کرتے ہین — لہو اوسکا گھٹاتے ہین بڑھاتا ہے جو یارانہ
لباس سرخ پہنا کے جو مانگ اونکی سنواری ہے — پڑی ہی جسم شاطہ مین تو شیشہ سے عروس [illegible]
نکل پڑتے ہین اکثر ڈبڈباتے آنکھ سے آنسو — چھلک جاتا ہی جب لبریز ہو جاتا ہے پیمانہ
نشیلی چال پر کرتی ہین جب جیدا ہے قاتل — جھکا دیتی ہے کشتون کو تری رفتار مستانہ
نیا سودا ہی بازار محبت مین جو بکتا ہے — تو اوس سودائی کو داغ جگر ملتا ہی بیعانہ
نہین ملنے کی قدر و منزلت گنج شہیدان کی — رہیگا حشر تک گلزار سے بہتر یہ ویرانہ
سحر تک اونکی محفل مین یہ میرا حال رہتا ہی — ٹپکتا ہون مین سر اپنا ترپتا ہے جو پروانہ
کریگا مرغ جان پرواز تڑپ کے میری محفل سے — بسیرا ہے چمن مین آشیانہ ہے نہ کاشانہ

مشرف ای شرف تم ہوگے مولا کی زیارت سے
خدا کی بھی مدد ہوگی اگر ہمت ہے مردانہ

ہم شبیہ یار ہے تصویر پشت آئینہ — ہو گئی ہے یار کی تسخیر پشت آئینہ
زانوؤن پر اوسنے رکھا ہی اوسے منصب یہ ہے — خاص خلوتخانہ ہے جاگیر پشت آئینہ

کھل گئی قلعی تو قدر اوسکی کسی نے بہر نہ کی
خاک مین سب مل گئے اکسیر پشت آئینہ

طوطی و بلبل بناکے کیون بنائی صیدگاہ
کاش دل کرتے ہمرا نخچیر پشت آئینہ

جاکے اوس خود بین خود نما سے پوچھتا
بولتی ہوتی اگر تصویر پشت آئینہ

دیکھکر مجھکو وہ چھپ جاتے ہین اوسکی اوٹ مین
وائے مین حیران خوشا تقدیر پشت آئینہ

جھلکنے جاتا ہون مین سودائی جب ونکا سنگار
غل مچانے لگتی ہے زنجیر پشت آئینہ

اپنے چہرے کی طرح دکھلادے مجھکو شکل یار
کونسی ایسی کرون تدبیر پشت آئینہ

واہ واری شان اوسکی واہ ری اوسکا وقار
ہاتھ مین اوس گل کے دامن گیر پشت آئینہ

آخرش سمجھے سو اپنی رگ جان سے اوسے
ایسی دل مین کھب گئی تحریر پشت آئینہ

رکھ لیا جسوقت زانو پر اوٹھا کے یار نے
تخت اسکندر ہوئی تقدیر پشت آئینہ

اسقدر سہما مین نقشہ صیدگہ کا دیکھکر
دل نے یہ جانا کہ آیا تیر پشت آئینہ

آئینہ رکھا جو اوس قاتل نے آڑا بزم مین
ہر کگر کو سمجھے ہم شمشیر پشت آئینہ

تھین ادہر اعجاز کی باتین ادہر آئی صدا
سب سمجھے محویت مین ہم تقدیر پشت آئینہ

آڑ تھی معشوق سے قلعی چھڑا کے پھینک دی
خوب سوچے اے شرف تعذیر پشت آئینہ

نکلے ہین موج عشق مین اک آشنا کے ساتھ
جاتے ہین ڈوبنے کے لئے ناخدا کے ساتھ

دل پھڑپھڑا رہا ہے جو آہ رسا کے ساتھ
رخصت طلب یہ صید ہے تیر قضا کے ساتھ

روز ازل سے بوئے ولا آب و گل مین ہے
کیونکر مری سرشت نہوتی وفا کے ساتھ

اے بوئے گل قفس مین تڑپایو مجھے
معلوم ہو نہ راہ تو آنا صبا کے ساتھ

سمجھے وفا کی بو کو وہ خوشبو سہاگ کی
بھیجا جو خون دل اونہین عطر حنا کے ساتھ

کیا مال سلطنت ہے فقیری کے سامنے
شاہی ہے اوسطرف تو خدا ہے گدا کے ساتھ

کیا اسمین جان تھی جو یہ کرتی سب مجھے فنا
ہوتی اگر نہ تیری حکومت قضا کے ساتھ

غافل نہ ہم ہی سے مجھے اپنے جانیو
واماندگی مین بھی ہون ترے نقش پا کے ساتھ

بیدم پڑا ہوا ہون ہوس مین مراد کی
منت کو میری روح گئی ہے دعا کے ساتھ

صیاد جان بلب ہون قفس مین تمام ہون
اے دل بتا تو کون بھروسا ہے سانس کا
دم بھر اسیر اور ہون مجھکو رہا سمجھ
رک جاتی ہے جو چل کے اسے وہ ہوا سمجھ

اکی شرف کو جوش جنون سے جو آئے ہوش
پریون مین پھر نہ جائین اگر دے خدا سمجھ

رہیگی غنچے مین رنگت نہ گل مین بو باقی
یہ سب تجھی پہ مٹینگے رہیگا تو باقی

تجھے قسم ہے جو رکھے قصاص تو باقی
چھری نہ روک ابھی نصف ہے گلو باقی

جمال نزع مین اے بے نیاز دکھلا دے
مرے بھی دل کی نہ رہجائے آرزو باقی

ہزار دھوئین وہ تیغ خوش آب کیا ہوگا
رہیگی اوسمین ہمارے لہو کی بو باقی

سوال وصل کیا تھا جواب صاف ملا
ستم ہوا نہ رہی جائے گفتگو باقی

ہمیشہ نازدہ یوسف سے کرکے کہتے ہین
کنوئین مین گرکے بھی رہتی ہے آبرو باقی

ہوئی ہے روح کو نادیدہ آشنا کی تلاش
مرے یہ بھی ہے تمناے جستجو باقی

خزان نے آکے قیامت کا قہر ڈھایا ہے
قضا کا نام نہین ہے کنار جو باقی

کمی کریگا حنا بند یار کا پیوند
کلیجا چھلنی ہے رہجائیگا رفو باقی

خدا کے سامنے زخمون سے ہوگا پھر جاری
رہا سہا جو شہیدون مین ہے لہو باقی

غضب کی ہوتی ہے عبرت اکیلے مدفن مین
ہوا اسی ہی نہین رکھتا مقام ہو باقی

عدم سے مانگ نیازات عشق کی ہے طلب
سمجھ رہی ہے قضا سب سے کو بکو باقی

تمہاری بیت جو پرستش کرونگا کعبے مین
جگہ نہ رکھونگا سجدون سے چارسو باقی

خجل کیا مجھے اوس خندہ زن سے رقت نے
کچھ آبرو نہ رہی اوسکی سو ہرو باقی

شرف کو ڈھونڈھ چکے سیرگاہ عالم مین
رہی ہے مجمع محشر مین جستجو باقی

آمد مرے کلیجے مین تیر نظر کی ہے
کیا مہربانی آج قضا و قدر کی ہے

اے دل ترا جو عزم ہے دنیا سے کوچ کا
کس سمت کا ارادہ ہے مرضی کدھر کی ہے

کہہ جاتے ہین وہ گور غریبان کو گھور کے
اولٹی ہوئی یہ صف مری ترچھی نظر کی ہے

باد صبا کے ساتھ جو نکلی ہے بوی گل
کیونکر تمام ہوگی یہ اے دل شب فراق
تیری پری سی شکل پہ کیونکر نہ غش کرین
کی ہے جو آکے شہر خموشان مین بود باش
اوٹھتا ہی لطف روح کو صبح بہار کا
بیٹھے ہین تیری راہ مین ہو کر فقیر ہم
پروانے مارے یاس کے جلتے نہین ہین یار
غنچے سے تنگ ہی دہن اوس نازنین کا
دکھلا دے ایک بار تو دیدار یار کا
زندہ چمن جلوس ہے شہزادہ گل ہے تو
حسرت نہین ہے نزع مین لیتین سنبھلنے کی
تشبیہ جا سمجھان رگ جان سے نہ دو نگاہ

صیاد اسے تلاش مرے مشت پر کی ہے
حالت ہماری شام سے شمع سحر کی ہے
قدرت خدا کی ہے کہ یہ صورت بشر کی ہے
کس سمت کی یہ لوگ ہین بستی کدہر کی ہے
خنکی مری لحد مین نسیم سحر کی ہے
مسند کی آرزو نہ ہوس مال و زر کی ہے
رخصت جو بزم یار سے شمع سحر کی ہے
باریک گل کی رگ سے گداز ی کمر کی ہے
اللہ سے دعا یہ مری چشم تر کی ہے
لیے بہار گرد ترے رہگذر کی ہے
دل کو ہوس جو ہے تو تمہاری خبر کی ہے
بندش کھلی ہوئی یہ تمہاری کمر کی ہے

دم بھر مین جانے والے پہونچ جاتے ہین شرف
منزل بہت قریب عدم کے سفر کی ہے

غربت پہ میری نازل رحمت ہوئی خدا کی
جو چاہیے تھی الفت شیرین نے وہ ادا کی
دل زلف مین پھنسا کر ابرو کمان کو تاکا
اے دل فروتنی کی کیا قدر و منزلت ہے
اللہ ہی نکالے طوفان غم سے دل کو
معشوقون پر جو مرے دل کی طرح لیتی ہے
طاعت سمجھ کے تیری کرتے جو ہین اطاعت
سرے لہو سے بہتر عکس حنا نہ ہوگا
دنیا کو چھوڑ بیٹھا شاہون کو تاج سمجھتے

رونے لگے ملائک اس عجز سے دعا کی
جان اپنی دیدی جسدم فرہاد نے قضا کی
سچ تو یہ ہے کہ ہمنے کتنی بڑی خطا کی
پتھر نے سر پہ ہو کر آنکھون مین اپنی جا کی
افسوس ڈوبتی ہے کشتی کسی آشنا کی
اک دہوم او ٹھی ہوئی ہے خوشرنگی حنا کی
عادت پڑی ہوئی ہے تسلیم کی رضا کی
تم سونگھ کے کہو گے بو آتی ہے وفا کی
ہاں ہر بیان سے ہے ہمت ترے گدا کی

برہم ہے عاشقون سے وہ بادشاہ خوبان
جلاد کی طلب ہے تدبیر ہے سزا کی

جو گل چمن مین جھکا مرجھاتے اوسکو دیکھا
جب روح تن مین آئی عبرت ہوئی قضا کی

ہین دونون دفن باہم صحرا مین قیس و لیلی
خلقت مین تھی جدائی مٹی تھی ایک جا کی

دنیا سے مجھکو کھویا لوٹی مری جوانی
دم دیکے زندگی نے مجھسے بڑی دغا کی

ہوتی نہین رسائی اس اوج پر بھی وس تک
شاہون کو آرزو ہے پابوسی گدا کی

غش مین شرف پڑے ہین لیکن تری ہوس مین
آواز آرہی ہے دل سے بیا بیا کی

ہلینگے دل جو یہ روئینگے رفتگان کے لیئے
ارادہ کرتے ہین واماندگان فغان کے لیئے

تباہی لائینگی نیرنگیان جہان کے لیئے
چمن مین ہوتی ہین تیاریان خزان کے لیئے

چمن کو چھوڑکے سب چل بسے خزان کے لیئے
روانہ ہوگئے گل ہم رہے فغان کے لیئے

جبین رگڑتے جو دیکھا بلا لیا مجھکو
نجات ہوگئی بوسے جو آستان کے لیئے

کسی مزے سے جہان کی خبر نہین ہوتی
مٹا رہے ہین شباب ایک نوجوان کے لیئے

قیامت آئی اوٹھو تربتون سے اے یارو
کسی طرف کو چلو شور الامان کے لیئے

شکار ہونے کی حسرت مین رشتۂ جان نکلا
نشانہ ہوا ہون مین چلا تری کمان کے لیئے

نکل رہا ہے مرا دم ہراس سے دل کو
اداس صاحب خانہ ہے میہمان کے لیئے

چمن مین کرتے ہین گلچین بہار کا ماتم
اوڑا رہی ہے صبا خاک بوستان کے لیئے

رہی رہائی کی حسرت پھڑک کے دم نکلا
پھڑک پھڑک کے مرے اپنے آشیان کے لیئے

وہ عشقبازون کی دیکھینگے آج جانبازی
بلائے جاتے ہین جلاد امتحان کے لیئے

کہا تھا چھپکے سے ملنے کہ ہم پہ مرتا ہون
سنائی جاتی ہین چابین مری زبان کے لیئے

عروس گل کو وہ مہمان بلا ہینگے شاید
رنگی گئی ہین گلابی چھتین مکان کے لیئے

پہونچ کے قتل ہوے کوی یار مین عشاق
قیامت آگئی منزل پہ کاروان کے لیئے

دل و جگر جو گئے دفن اپنے کشتون کے
بنا دین قبر پہ دو تربتین نشان کے لیئے

نگاہ کے نشے نگاہین جو ترچھی ترچھی کین
تو وہ اوبلی ہوئی چھریان ہوئین جہان کے لیئے

نئی شوخی حسینوں کی سنو خوشرنگ ہوئی کو — حنا کو باغ میں سجواتے ہیں خون کبوتر سے

نرالا رنگ ہے ان نازنینوں کی سیاست کا — حنا کو باغ سے لا لاکے لسواتے ہیں پتھر سے

ترس کھا کر کہیں بہلا دو طفل اشک کو مردم — نکلتا ہے جنازہ لخت دل کا دیدۂ تر سے

گریبان پھاڑ کر گھبرا کے میں صحرا میں جا بیٹھا — خیال آیا جو مدفن کا تو نفرت ہوگئی گھر سے

قیامت ہوگی جب تخت عدالت پر وہ بیٹھینگے — سزا صیاد کو دلوائی جائیگی کبوتر سے

پڑیگا تشنگی شربت دیدار کا غلبہ — نہیں بجھنے کی جنت میں بھی یہ پیاس آب کوثر سے

مری آہوں سے ہوتا ہے یہ نقشہ اونکے چہرے کا — رخ گل پر ہوائی جسطرح چھٹتی ہے صرصر سے

گلوں کو کرکے رخصت ہے یہ صدمہ باغبانوں کو — کوئی روتا ہے لپٹا سرو سے کوئی صنوبر سے

شہید ناز ہوں میں غرق ہوں خون تمنا ہوں دو — فرشتے دینگے مجھکو غسل میت آب کوثر سے

گلوں کو زر بکف پھر دیکھوں یارب خواب رخسار کو — پڑی ہے اوس اس خزاں پر حکم ہو گلشن میں زر برسے

ہوئی لاریب اپنے وقت کی آتش بھی فردوسی — خدا بخشے زبان دہلوی دہلوائی تھی آب کوثر سے

مرا ہمدرد تھا اسپر ہوا احسان لیلا کا — شرف کفنا دو مجنون کو مری تربت کی چادر سے

خدا ہی ہے جو وہ نادیدہ آشنا ملجائے — جہان سے جائیں تو شاید کہیں پتا ملجائے

تمام دولت دیدار دلربا ملجائے — کرے وہ رحم تو پھر مجھکو کیا سے کیا ملجائے

جلیس ہیں بزم میں اوس بے نیاز کی اے دل — بہشت ہے جو کہیں بیٹھنے کو جا ملجائے

سلام قیس کو میرا بہت بہت کہنا — جو وہ تجھے کسی صحرا میں اے صبا ملجائے

ہجوم حشر سے پھر جاؤں اپنی تربت میں — کہیں یہ پھر چھٹے مجھکو راستہ ملجائے

زمین میں تو مری ہڈیاں نہ گڑوانا — تلاش کرکے کھلانا جہاں ہما ملجائے

چمن کی روح ہو بس چلے اوسمیں وہ خوشبو — کبھی جو جامۂ گل سے تری قبا ملجائے

تم آئینے سے کرو دلگی مبارک ہو — بگڑ نہ جانا کسی سے جو دوسرا ملجائے

کہونگا تخت عدالت پہ جب وہ بیٹھیں گے — مری بھی داد مجھے آج کبریا ملجائے

سنبھال لے مری کشتی جو آشنا ہو مرا — بلا لے دوڑ کے کوئی جو ناخدا ملجائے

بٹے جو حسن پرستون کو دولت دیدار
ہمین مستحق ہون زیادہ مجھے سوا ملجاے

پڑا ہوا ہے پریشان گلون مجموعہ
ورق ورق ہے جدا ترک یا خدا ملجاے

چراغ جلتے ہی پروانہ بن کے جاؤنگا میں
جسے انجمن مین شب وصل کا پتا ملجاے

لگائین ہاتھون مین ہم بھی وہ شوخ کہتا ہے
کہین جو خون کی سینچی ہوئی حنا ملجاے

وصال یار کی جا کے مراد لے آؤن
کشادہ مجھکو جو دروازۂ دعا ملجاے

کمند زلف مین میرا گلا نہ پھنسنے دے
جو بیکسی مین کوئی آشنا رسا ملجاے

لگا دو اسکو بھی ٹھوکر مرا نشان نہ رہے
یہی بھی خاک مین مانند نقش پا ملجاے

کہون کہ ٹھوکرین کھلوا رہی ہے کیون مجھکو
شرف جو راہ گلی مین کہین قضا ملجاے

دہائی دون مین کیون اے دل خدا کی
رسن اوسکا کیا ہے کیا اوسنے جفا کی

اوڑاتی ہے جو زلف رسا کی
یہ چوری اب کھلی باد صبا کی

عجب گل سے تھے شہیدان ادا بھی
خزان مین آرہی ہے بو وفا کی

مٹا ڈالا جو ہستی کا مرقع
مشیت مین یہ کیا آیا خدا کی

زیارت سب نے کی مجھ تک نہ آئی
تری تصویر بھی تجھسے کھنچا کی

خدا سے علوم عشق و عاشقی مین
کسی نے ہمسے کیا کی ہمنے کیا کی

کیا ہے کام تیری آرزو نے
محبت ہو گئے میرے دل مین جا کی

ملے بوسہ جو اوس عناب لب کا
دوا ہو جاے درد لا دوا کی +

عروس گل جو قدمون سے جدا ہے
بلائین لے رہی ہے نقش پا کی

ازل سے تا ابد اوجڑا کیا دل
ہمیشہ اسکی بربادی ہوا کی

ہمارا دم بھی نکلا مسکرا کے
چمن مین سونگھ کے غنچہ قضا کی

ہمیشہ رہتی ہین نیچی نگاہین
قیامت پاسداری ہے حیا کی

جوانی پر کبھی نازان نہ ہونا
ازل سے اسکو عادت ہو دغا کی

عجب مردانگی سے جان دیدی

شرف کیا بات ہے رحمت خدا کی

جانجان سیر چمن دیکھے قابل ہو جائے
غنچہ و گل میں ترا رنگ جو شامل ہو جائے

تم بلا لو تو مزا زیست کا حاصل ہو جائے
بڑھ کے اے یار گلے سے سوا دل ہو جائے

بھول کر بھی نہ کبھی اوسنے خبر لی میری
اس قدر بھی نہ کسی سے کوئی غافل ہو جائے

جلد پھر چک کہیں سے تیغ مری گردن پر
ہو خلش بے جرم پشیمان نہ قاتل ہو جائے

سوز غم جلد گھلا دے مجھے فرصت پاؤں
پانی پانی کہیں آنسو کی طرح دل ہو جائے

تیغ تم کھینچو تو میں دوڑ کے سر دیکے لوٹ
آبرو اپنی بچانا تمھیں مشکل ہو جائے

آرزو ہے کہ بڑھے جائے جگر کا صدمہ
چاند ہو جائے اگر داغ یہ کامل ہو جائے

خون کی چھینٹیں پڑینگی نہ تڑپنے دینا
چھوڑنا تب اسے جب سرد یہ بسمل ہو جائے

چادر گل وہ چڑھا دیں جو مری تربت پر
روش باغ مری گور کی منزل ہو جائے

ذکر سن پائے جو خاطر شکنی کا تیری
صاحب دل بھی جو ہووے تو وہ بیدل ہو جائے

جوش وحشت میں نہ پہنائیں جو مجھکو زنجیر
میری رگ رگ مرے پاؤں میں سلاسل ہو جائے

دیکھتا ہوں جو ترے خال کو میں حسرت سے
چاہتا ہوں کہ مری آنکھ کا یہ تل ہو جائے

کی جو ہے خال نے زہرہ کی شباہت پیدا
کیا عجب ہے جو ذقن بھی چہ بابل ہو جائے

پھنس گئے زلف میں کیا بس ہے شرف کیا کیجے
ناگہانی جو بلا آن کے نازل ہو جائے

صحبت اوس شوخ سے گرم آج پھر کب ہوگی
اک مہم برسوں سے درپیش ہے سر کب ہوگی

ہم جو کہتے ہیں نقاب اولٹو تو مکھڑا دیکھیں
ہنس کے کہتے ہیں تمہیں تاب نظر کب ہوگی

ہوگا کس روز سفر گور کی اندھیاری سے
پوچھئے کس سے کہ اس شب کی سحر کب ہوگی

طرۂ زلف کو بل دیکے جو لٹکایا ہے
متحمل تری نازک یہ کمر کب ہوگی

حشر کے دن بھی نہیں آنکھ ملاتے ہمسے
اب بھی خشمگیں ہے تو پھر سیدھی نظر کب ہوگی

تیغ کو تولتے ہیں وہ تو اجل کہتی ہے
فوج عشاق یہاں سینہ سپر کب ہوگی

ہیچ ہیں چند نفس دم کا بھروسا کیا ہے
اس کم اوقات کی دنیا میں بسر کب ہوگی

نزع میں یار کو بلوا کے جو رخصت ہو لیں
اتنی مہلت ہمیں ہنگام سفر کب ہوگی

ہوش تک درد جدائی میں نہیں ہے باقی
شام کب ہوگئی کیا جانیے سحر کب ہوگی

نور کے تڑکے سے حاضر ہوں در دوست پہ
شام ہوتی ہے مری اونکو خبر کب ہوگی

یار کے عشق میں کیا شوق گردن پہ پڑیگا
پھول سا جسم رگ گل سی کمر کب ہوگی

گل نے کی ہے جو خیانت تری خوشرنگی کی
روبکاری تری اے سخت جگر کب ہوگی

صبح اے نیند کی متوالی ہوئی جاتی ہے
اوسطرف شام سے کھٹ ہے ادہر کب ہوگی

حالت نزع میں کیا یاس کا عالم ہوگا
جان دینے کے سوا شغل سفر کب ہوگی

درد ہجران میں دوا کرتے ہو کیا دم دیکھو
ای حسرت مجھکو تمنائے اثر کب ہوگی

کیوں نہوں کونین میں مشہور تری امداد کے
کاف و نون دو کارکن ہیں قدرتی ایجاد کے

دفعتا پڑھنے لگے اقرا کو بے استاد کے
ہو رجوع قلب سے موجد خدا کی یاد کے

کون پوچھیگا گلے کا خون مجھ ناشاد کے
ذبح ہوتے ہیں چھٹا ہوں ہاتھ سے صیاد کے

عمر بھر حامی رہے مجھ بیکس ناشاد کے
گور میں بھی کی مدد قربان اس امداد کے

لے چلا ہے کھینچکر جو رنگ ہونے کا جو شوق
خوب ہی ارمان نکلیں گے کسی جلاد کے

قتل کرتے تو کیا رد مظالم کی عوض
جان دی شیرین نے اپنی نام پر فرہاد کے

مخلصی تربت سے ہوگی صور محشر سنکے
چھوٹ جائیں قید سے دن ہو چکیں میعاد کے

خشک ہو جائے لہو کھولے جو تجھ وحشی کی
ہاتھ کٹوا ڈوں جو دم میں دم رہے فصاد کے

یاد رکھنا حشر کو اے رحمت پروردگار
ہم بھی ہیں امیدواروں میں تری امداد کے

سارے دنیا کے بکھیڑوں سے چھڑاتا ہے مجھے
سر جو کٹ جائے تو قدموں پہ گردن جلاد کے

جانجاں تو بھول جا میں بھولتا ہوں کہ مجھے
یاد ہے سکے پڑے ہیں دل پہ تیری یاد کے

کون دیتا ہے کسیکا شہر خاموشاں میں ساتھ
بھاگ جاتا ہے قدم رکتے نہیں ہمزاد کے

جان چھوڑو لکھ چکو بس اے کراما کاتبین
چند دفتر ہو گئے ابتو مری روداد کے

باغ سے کیونکر نہ نکلوں میں گریباں پھاڑ کر
ہو گیا پریوں کا سایہ سائے میں شمشاد کے

یار کے کوچے مین گرکے ہم جو اوٹھہ سکتے نہین
امتحان ہوتے ہین ہمسے عشق کی افتاد کے

فاختہ کا کیا ہی نازک خوبصورت طوق ہی
ای شرف یہ ہتکھنڈی ہین کوسنے حداد کے

کون سی میرے گل زخم سے بو آتی ہے
روح تک جسکے مہکنے سے مہک جاتی ہے

اس سے شوخی حنا اونکو پسند آتی ہے
آپ پس پس کے ہزارون کو یہ پسواتی ہے

قیس کو دیکھ کے محمل مین جو چھپ جاتی ہی
تازہ عاشق ہی تو لیلی ابھی شرماتی ہے

ڈہونڈتا ہی شب ہجران مین جو آرام کوئی
نیند لیجا کے اوسے گور مین سلواتی ہے

تیری خوشبو ہی سے جاندار بشر ہوتا ہے
روح ہو کر یہی قالب مین سما جاتی ہے

کسطرح کہیئے وہ آغوش مین آ بیٹھین گے
جب یہ عالم ہے کہ آئینے سے شرم آتی ہے

واہ کیا مہر ہے قربان تری رحمت کے
یہ تو امید گنہگارون کی بر لاتی ہے

بس چلے اسکا تو اوڑ جاے یہ بلبل ہوکر
روح ایسی قفس جسم مین گھبراتی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ دم توڑ کے رہجاتا ہون
پنکھڑی بہی جو کسی پھول کی مرجھاتی ہے

میرے دامن کی جو صد چاک کلی ہوتی ہے
نجد مین قیس کی اونچہن کو وہ سلجھاتی ہے

پیار کرنے کو جو کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
ایسی باتون سے طبیعت مری گھبراتی ہے

غنچہ و گل جو رہا کرتے ہین نکھرے نکھرے
صبح تک شام سے شبنم انہین نہلاتی ہے

اے خداوند کریم اسکی رہائی ہو جاے
روح میری قفس جسم مین گھبراتی ہے

اک دن اے موت چھری تجھپہ بھی پھر جائیگی
خاک مین مجھکو ملا کے عبث اتراتی ہے

کون ہوگا تری حسرت کے برابر ہمدم
رات دن یہ دل بیتاب کو بہلاتی ہے

لاشریک اوسکو جو کہیے تو اوسے ہی زیبا
شان وحدت جو ہی اوسکی صفت ذاتی ہے

ای شرف جان لیے لیتی ہی امید وصال
دل کو ترسا چکی اب روح کو ترساتی ہے

بلبل کا دل خزان کے صدمے سے جل رہا ہی
گلزار کا مرقع مٹی مین مل رہا ہے

عالم مین جسنے دیکھا ہی عالم اونکا
کوئی تو ہمسے کہدے قابو مین دل رہا ہے

رخصت بہار کی ہے کہرام ہے چمن میں
غنچے سے غنچہ بلبل بلبل سے مل رہا ہے

ہرگز شباب پر تم نازاں شرف نہوتا
مٹنے کو خاک میں ہے جو پھول کھل رہا ہے

اسقدر کا صدمۂ و غم ہے جوانی کے لیے
بد دعا کرتے ہیں اپنی زندگانی کے لیے

روتے روتے کر چکے ہم ناتوانی کے لیے
ہوگئی مایوس نبضون روانی کے لیے

جانفشانی کی ہے جب حاصل ہوا ہے داغ عشق
ایڑیاں رگڑی ہیں برسوں نشانی کے لیے

تیرے دیوانوں کا سودا ہے عجب باغ و بہار
خار صحرا روندتے ہیں خونفشانی کے لیے

بن چکے گا جب مزار اسکے شہید ناز کا
ہونگے قدسی مقرر پاسبانی کے لیے

عشق ہو جائیگا میری داستان عشق سے
رات بھر جاگا کروگے اس کہانی کے لیے

غنچہ و گل خوف کے مارے کہیں کھلا نہ چاہیں
گلخن افروز آئے ہیں برگ خزانی کے لیے

کبریائی مجھکو وہ دکھلا رہے ہیں وقت نزع
علم پر حلم آ رہے ہیں جانفشانی کے لیے

چھوت سے بیٹھے ہیں گھر میں ہم بلائی دو آنکھیں
کون جائے امتحان لن ترانی کے لیے

کیا بجھائیگا مرے دل کی لگی وہ شعلہ رو
دوڑتا ہے جو لگا کے آگ پانی کے لیے

ہائے رے پیر نازان وہ تھے کس حال میں برباد ہیں
کیا پریشانی ہے گرد آسمانی کے لیے

کھینچکر تصویر تیری جب غش آیا ہے اوسے
زندگی کی منتیں مانی ہیں مانی کے لیے

راہ لو فردوس کی دنیا کو چھوڑو اے شرف
پاؤں کیا پھیلا رہے ہو زندگانی کے لیے

مرتے ہیں بیان صدمۂ ہجران نہیں کرتے
کیا درد مرے کا ہے کہ درمان نہیں کرتے

ملوا کے تو اے یار نہ دیدار کو ترسا
افسردہ و غمگین دل مہمان نہیں کرتے

بس بعد فنا دیکھ لی یاروں کی محبت
رخ بھی طرف گور غریبان نہیں کرتے

چھٹتا ہی نہیں ملک عدم کا کبھی قیدی
جنواکے کشادہ در زندان نہیں کرتے

کیوں خاک میں ملواتے ہو زندہ چمنوں کو
پھولے ہوئے گلزار کو ویران نہیں کرتے

لیلی نے تو مجنون کا عجب حال کیا ہے
انسان کو اتنا بھی پریشان نہیں کرتے

ڈرتا نہ یم اشک سے اے مردم دیدہ
تیراک تو اندیشۂ طوفان نہین کرتے

صیاد نے اس جاین سے رکھا ہی قفس مین
بھولے سے کبھی یاد گلستان نہین کرتے

دشمن بھی مرے حال پہ سرپیٹ رہے ہین
اک تم ہو کہ افسوس مری جان نہین کرتے

بسمل جو ہوا ہی تو نہ اتنا تڑپ اے دل
بس سرد ہو قاتل کو پشیمان نہین کرتے

دیوانون بہار آئی ہے ہشیار ہو ہشیار
کیا دیر ہے کیون چاک گریبان نہین کرتے

اک بات ہی علیسی نفسی آپ کے نزدیک
پھر کسلیئے زندہ مجھے اے جان نہین کرتے

افسوس ہے حسرت کوئی پوری نہین ہوتی
الفت مین ترا کونسا ارمان نہین کرتے

خلقت مین ہماری ہے ملنساری کی عادت
تلوون سے جدا خار مغیلان نہین کرتے

کسطرح کرون پوشش رقت مین کمی مین
منظور مرے دیدۂ گریان نہین کرتے

عشاق کو تم کوچے سے اپنے نہ اجاڑو
بستی جو بساتے ہین تو ویران نہین کرتے

جسطرح تم اک اک کا گلا کاٹ رہے ہو
کافر بھی تو یون خون مسلمان نہین کرتے

بسمل ہین مگر پاس ہے بدنامی کا تیری
رنگین جو ترا خون سے دامان نہین کرتے

کس کام پھر آئیگا شرف داغ جگر کا
کیون اسکو چراغ شب ہجران نہین کرتے

گھستے گھستے پاؤن مین زنجیر آدھی رہگئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہگئی

نیم بسمل ہو کے مین تڑپا تو وہ کہنے لگے
چوک مجھسے ہوگئی تعذیر آدھی رہگئی

شام سے تھی آمد آمد نصف شب کو آئے وہ
یاوری کر کے مری تقدیر آدھی رہگئی

نصف شہر اوس گیسوے شکین نے دل بستہ کیا
خسرو تاتار کی توقیر آدھی رہگئی

چودھوین شب نا مبارک ماہ کامل کو ہوی
نصف منصب ہوگیا جاگیر آدھی رہگئی

تیز کب تک ہوگی کب تک باڑھ رکھی جائیگی
ابتو اے قاتل تری شمشیر آدھی رہگئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط شوق
پڑھتے پڑھتے مرگئے تحریر آدھی رہگئی

رنگ بھرنے بھی نہ پایا تھا کہ خود رفتہ ہوا
بنکے مانی سے تری تصویر آدھی رہگئی

نصف شب تک دی تسلی پھر وہ یوسف [illegible]
خواب حسرت کی مری تعبیر آدھی رہگئی

نو د کہا قاتل سے بیٹنے پھر دوبارہ ذبح کر
کٹ گئی جب گردن دم تکبیر آدھی رہ گئی

دو پہر رات آچکی جب گفتگو کی عشق کی
یار سے آدھی ہوئی تقریر آدھی رہ گئی

امتحان مین کندنی رنگ اونکا دونا ہوگیا
اوڑتے اوڑتے سرخیٔ اکسیر آدھی رہگئی

اے پریرو جلد زندان مین تشریف کی لے خبر
ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دی زنجیر آدھی رہگئی

بھری ہوئی ہے مرے دلمین آرزو تیری
یہ غنچہ وہ ہے مہکتی ہے جسمین بو تیری

تمام عمر نہ بیٹھے کہین ٹھکانے سے
لیئے پھری ہمین دن رات جستجو تیری

مین ناتوان ہون اکیلا کہ ہر کہ ہر دوڑون
خبر سنی ہے کہ آمد ہے چار سو تیری

جگر سے اسیلئے دل کو لگائے رکھتا ہون
کہ میرے واسطے کرتا ہے آرزو تیری

یہ وجہ ہے جو یہ دونون ہین عاشق معشوق
ہماری روح ہے بلبل مین گل مین بو تیری

ستم کرینگی تری بد مزاجیان ظالم
خدا بچائے کہ بگڑی ہوئی ہے خو تیری

ہماری آنکھون نے دریا بہاکے چھوڑا ہی
کبھی تلاش جو کی ہے کنار جو تیری

خدا ہی ہے کہ جو دریا سمائے کوزے مین
ذرا سا دل ہے بہت سی ہے آرزو تیری

ملائکہ مین کہان مادہ تھا پرستش کا
یہ سب سکھائی پڑھائی ہے گفتگو تیری

لگاوٹ اس سے ہی اے تیغ یار لازم ہی
فریفتہ ہے ازل سے رگ گلو تیری

بنا جو دل تو ہوئے گل سے رخ کے شیدائی
بدن مین روح جو آئی تو سمجھے بو تیری

ہر ایک چاک پہ پھٹ پھٹ پڑا ہی حسن ہی گل
کتان نور ہے پوشاک بے رفو تیری

وہ بیوفا نظر انداز کرنہ دی اسے اشک
خدا ہی رکھ لے یہ موتی سی آبرو تیری

ہمارے بعد کسی سے نہ کچھ غرض رکھی
لحد پہ بیٹھ رہی آکے آرزو تیری

ہوس ہے گور مین سونے کو جاؤن بن جسم
کہانی حورین کہین میرے روبرو تیری

نگاہ و دل مین کھبا ہی ازل سے رنگ ترا
بسی ہوئی ہے مرے پیرہن مین بو تیری

ہوا فریفتہ کین تونے جس سے وعدہ تین
بھڑک گیا وہ سنی جسنے گفتگو تیری

مرا قدم نہ کسی سر زمین پہ ٹکنے دے
ہوس ہے دم بھی نہ لینے دے جستجو تیری

وفا رشت شرف ہین جفا رشت ہی تو
نہ اونکی خو ہے تجھی مین نہ اونمین خو تیری

او جھل کبھی تو ہو گا جو اے یار نظر سے
آنکھین مری ہوجائینگی بیزار نظر سے

ہو کشف و کرامات جسے وہ تجھے دیکھے
نظارہ نہوگا کبھی زنہار نظر سے

رو لوا کے جو پہلو مین جگہ مجھکو نہ دیگی
گر جائیگی ظالم تری دیوار نظر سے

ہر دم تپ حسرت کو جو ٹوٹکے کا مسیحا
کا ہے کو بچیگا ترا بیمار نظر سے

تو جان کا گاہک جو ہوا روئے یہانتک
مایوس ہوے تیرے خریدار نظر سے

محشر کی بھی آمد مین قیامت یہ نہ دیکھی
گذری ہے جو اوس شوخ کی رفتار نظر سے

مشتاقون کو سمہا کے جب اوس شوخ نے تاکا
دو تیر سے پہلو سے مرے چار نظر سے

تیغ اوسکی چمکتی ہے جھپکنے سے بچانا
اے مردم دیدہ رہو ہوشیار نظر سے

بے یار جو گلزار مین پڑتی ہے گلون پر
کیا کہیے جو ہوتا ہے ہمین خار نظر سے

قسمت سے جگر مین لب معشوق ہوا ہے
او جھل نہوا اس تیر کا سوفار نظر سے

آنکھین جو لگی ہین ترے بیمار کی چھت کو
کس یاس کا عالم ہے نمودار نظر سے

شہباز قضا اوسکو مین سمجھا ہون پر پرو
گذرا ہے ترا تیر جو پر دار نظر سے

پھرتی ہین دم نزع جو آنکھین تری جانب
اسوقت بھی پیدا ہے ترا پیار نظر سے

ناوک نے اگر اوس شہ خوبان کی خطا کی
جائیگا کہان بچ کے گنہگار نظر سے

بے طرح رولاتی ہے تجھے حسرت دیدار
اے چشم پر آشوب خبردار نظر سے

اوس جان کے گاہک کا زمانہ ہی خریدار
گذری نہین یہ گرمی بازار نظر سے

آنکھ آکے **شرف** خدائی مین جو کھولی
مانوس ہوئی حسرت دیدار نظر سے

خاک مین وہ مل گئے جو وارد دنیا ہوئے
مرمٹے ناپید ہونے کے لیے پیدا ہوئے

اے پری پیکر ترے جس روز سے شیدا ہوئے
گھر چھٹا دل مرگیا سودا ہوا رسوا ہوئے

عاشقی مین اس مزے سے دل دکھایا یار نے
درد جن جن سے کہا وہ عاشق ایذا ہوئے

فصد مین کھولو جو چاہو دم دیدے کی تنقیے کرو
موسم گل مین نہین رہتی ہین بے سودا ہوئے

قیس سے لیلی ملی شیرین ملی فرہاد سے
جانجان ہم تم نہ اک دن بھی کبھی اک جا ہوئے

چادر گل گور کن سے کہلکے سمجھو لستر نہین
ساتھ جو احباب آئے تھے ہمارے کیا ہوئے

اے پری پیکر ہزارون بندشین باندھی گئین
دل دیا تجھکو تو ہم پر افتری کیا کیا ہوئے

عشق کرکے خوب اوٹھایا عشقبازی کا مزا
دلمین درد ایسا ہوا دو روز مین مردا ہوئے

زیور گل تو مزیب اوس پریرو کو ہوا
اور جتنے داغ تھے دل کو مرے زیبا ہوئے

ترتین کس باغ مین تیرے شہیدون کی شہید
سٹی کس کس نے اونہین ڈہی دفن وہ کس جا ہوئے

عاشقی و عشقبازی کی ہوئی جب دم رشت
غش ہوئی بلبل گلون پر ہم ترے شیدا ہوئے

کشتہ تازہ نہین ہوتے یار کی رفتار کا +
اس قیامت کو تو برسون ہوگئے برپا ہوئے

جس جگہ ترپا ترا زخمی وہ جا گلشن ہوئی
اک لہو کی بوند سے گل سیکڑون پیدا ہوئے

اپنی قدرت آزمائی جو تلوت سے نے تری
باغ صحرا ہوگئے گلشن جو تھے صحرا ہوئے

جب پریزادون نے دیکھی تیرے دیوانے کی لاش
ساتھ چلنے کو برہنہ سر برہنہ پا ہوئے

خاک مین بھی مجھکو ملواکے نہ لی تمنے خبر
جانجان میری طرف سے ایسے بے پروا ہوئے

دونون ہاتھون سے جگر کو اب سنبھالو اے شرف
یار نے دل لے لیا دل سے تو بے پروا ہوئے

شہرت اوڑی ہے کسکے بھبوکا سے گال کی
رنگت جو قمقمے مین چھپی ہے گلال کی

صورت جو چشم یار نے پکڑی غزال کی
چتون نے بے چھری مری گردن حلال کی

کیا اوسکے رخ سے چودھوین کا چاند بجھتا
نازان وہ جسپہ تھا وہی شب تھی زوال کی

دیکھا تجھے تو یار کھلا حال برق و شمع
پرچھائیان یہ ہین ترے حسن و جمال کی

لکھا ہے خط مین آنے کا انکار یار نے
افسوس موت آ گئی نہ ٹھہری وصال کی

ہے بارھوان برس ابھی نہین آغاز دیکھئے
کیا کرتی ہے یہ سالگرہ ابکی سال کی

اسے دل مہم عشق کو طے کرکے چھوڑیو
تجھکو قسم ہے یار کے چاہ ذقن کی

برہم ہوا اٹھا شمع سحر سے فروغ حسن
رحم آگیا چراغ جلے پھر بحال کی

مر جائینگے نہ دیجئے صدمہ فراق کا
دل کو ہمارے تاب نہین ہے ملال کی

اٹکھیلیون سے لیلی و شیرین بہت چلین
اے جانجان نہ آئی ادا تیری چال کی

یہ حال اتبو درد جدائی مین ہو گیا
بیتابیون نے سانس بہی لینا محال کی

پڑیون مین باندھ کے لاتے ہین عشقباز
یاقوتیان بناتے ہین اونکے اوگال کی

شرم آتی ہے دعا جو کبھی مانگتا ہون مین
مین کیا کرون مجھے نہین عادت سوال کی

مرہم پذیر ہی نہین ہوتا جگر کا داغ
افسوس کوئی شکل نہین اندمال کی

آنکھون سے حسن یار کا دیکھا نہ جائیگا
برداشت لاسکینگے نہ اوسکے جمال کی

بجلوٹی اوس پری نے جو بنوائی ہے شرف
جڑوائی ہین نکال کے آنکھین غزال کی

ہمارا دل تری محفل مین یون درانہ آتا ہے
کہ جلیسے جان پر کھیلے ہوے پروانہ آتا ہے

بیابان سے جو اٹھلاتا ہوا مستانہ آتا ہے
یہ ہے مجذوب سالک یا ترا دیوانہ آتا ہے

نہین پہر یاد رہتی کچھ کہانی دین و دنیا کی
کسی شب کو جو سننے مین ترا افسانہ آتا ہے

نیا سودا ہے مین پرخاستہ دل ہون گلستان سے
دل آبادی سے گہبراتا ہے خوش ویرانہ آتا ہے

بیان کی ہے حلاوت اس سے ایدل کسکے بوسی کی
کلیجا منھہ کو رہ رہ کے جو بیتابانہ آتا ہے

فرشتے چھپتے پہرتے ہین تلاطم ہے دو عالم مین
قیامت کی ہے آمد یا ترا دیوانہ آتا ہے

یہ سب شمعین سحر تک کسکی دلسوزی پہ روئی ہین
تری محفل مین شب کو کونسا پروانہ آتا ہے

سنگایا ہے مرا دل مول لینے کو حسینون نے
اگر قسمت لڑی تو کچھ نہ کچھ بیعانہ آتا ہے

عنایت مجھکو ہوتی ہے طلب کرتا ہون جس شے کی
کریمی اونکو آتی ہے مجھے شکرانہ آتا ہے

کوئی اوس بیوفا سے رسم الفت کیا بڑہائیگا
نہ جسکو ربط بہاتا ہے نہ خوش یارانہ آتا ہے

کہا کرتے ہین اکثر ہم یہ طفلان پریرو سے
ہمارے پاس دیکھین کون گستاخانہ آتا ہے

بڑی شہرت سنا کرتے تھے ہم شہر خموشان کی
یہان تو ہو کا عالم ہے نظر ویرانہ آتا ہے

تشفی بہی کریگی قیس کی لیلے تو کیا ہوگا
کہین سمجھانے سے بہی ہوش مین دیوانہ آتا ہے

کہین کا پہر نہین رکھتے لگاوٹ جس سے کرتے ہو
قیامت کا تمہین بہی ناز معشوقانہ آتا ہے

مبارک ہو وہ پلوا اینگے شربت عشقبازونکو
صراحی پینے کی یاقوت کا پیمانہ آتا ہے

کیا ہے سرفراز اوس شمع رو نے عشقبازون کو
تمہارے بھی طلب کو اے شرف پروانہ آیا آخر

یون بہار عالم ایجاد سجھائی نہ تھی
یہ تو تھا زندہ چمن اسمین خزان آئی نہ تھی

خاک لیلی کے لیے بیوہ اسطے چھائی نہ تھی
یہ بھی اک مجنون کی دانائی تھی نادانی نہ تھی

لن ترانی لن ترانی تھی شب معراج مین
آزمائش کبریائی کی تھی مہمانی نہ تھی

جسقدر امڈا ہے عالم مین مراد دریائے اشک
نوح کے طوفان مین بھی ایسی تو طغیانی نہ تھی

یاس کے عالم مین گردن خم تھی دم مین دم نہ تھا
مر رہا تھا تمکو مجھ پر تیغ چمکانی نہ تھی +

حسن قدرت تھا مرقع عالم ایجاد کا
کونسی تصویر تھی اسمین جو لاثانی نہ تھی

حشر تک رکھا ہی او جلا تیرے کشتے کا کفن
قبر مین بھی اس سے غافل پاکدامانی نہ تھی

قلزم رقت مین پڑ کر کیون تہ و بالا ہوئی
چشم تر میری کوئی کشتی تو طوفانی نہ تھی

وادی وحشت مین اسنے کیا سمجھ کے جان دی
قیس تو سودائی تھا لیلی تو دیوانی نہ تھی

ابتدائے نزع سے اوج سلیمان پست تھا
چھا گئی تھی مردنی شان سلیمانی نہ تھی

قبر لیٹی تو مین سمجھا تھی یہین کی میری خاک
پہلے یہ بنیاد منزل مینے پہچانی نہ تھی

میرنا تیجری کا کچھ بھی رنج قاتل کو نہ تھا
بلکہ ہٹ دھرمی زیادہ تھی پشیمانی نہ تھی

نغمہ سازی حسن کے اوسکی مر گیا سنکر جسے حسین
روح کش جادو بیانی تھی خوش الحانی نہ تھی

جسنے میرے دل کے دو ٹکڑے کیے ہین اے شرف
وہ نگاہ ناز تھی تیغ خراسانی نہ تھی

تلاش قبر مین یون گھر سے ہم نکل کے چلے
کفن بغل مین لیا منھ پہ خاک مل کے چلے

ہوا کھلاتی تھی دنیا کی میری میت کو
اوٹھانے والے جو کاندھا بدل بدل کے چلے

جگہ نہ دی ہمین اوس شمع رو نے پہلو مین
ہوس بجھانے کو آئے تھے اور جل کے چلے

اوٹھا کے بزم سے ہم لیچلے جو خلوت مین
قدم قدم پہ وہ روٹھے مچل مچل کے چلے

یہانتک آبنے ہین طے ہم وہ منزلہ کر کے
تمہاری بزم مین پہونچے ہین آج کل کے چلے

جلا کے خاک شفا بولی سنکھیا ہو جاے
کھلانے آئے تجھے اکسیر زہر او گل کے چلے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سالتی کا بھروسا کیا
ہوا تو ہے کہیں ایسا نہو نہ جل کے چلے

شہید ناز کی میت جو دیکھی گل در گل
کفن کھسوٹ جو آئے تھے ہاتھ مل کے چلے

اوٹھا میں زہر جو کھا کے تو یار نے پوچھا
یہ سنکھیا تھی کہ ہیرا تھا کیا نگل کے چلے

اوٹھے جو تحمل عشاق کر کے وہ بیرحم
سسکتے تھے جو تڑپتے اونہیں کچل کے چلے

کوئیں میں خاک جو پھینکے مری وہ شوخ حسین
تو پارہ بن کے اوسے ڈہونڈنے اوبل کے چلے

ہمیشہ کوچۂ قاتل سے آتی ہے آواز
یہ پل صراط ہی ہے یہاں سنبھل کے چلے

نہ ڈگمگائے نشیب و فراز الفت میں
جما جما کے جو رکھے قدم سنبھل کے چلے

کمند کاکل پیچاں سے دور دور رہے
قفا ٹلے جو شرف اس بلا سے ٹل کے چلے

تڑپنے میں مقابل کیا کوئی ہوگا مرے دل سے
ہمیشہ تیز رہتا ہے یہ بیتابی میں بسمل سے

نہیں چھٹنے کی ہمسے دم صحبت حسینوں کی
جو پروانے ہیں وہ زندہ نہیں جاتے ہیں محفل

ٹھکانا ہی نہیں رکھتا سفر شہر خموشاں کا
مسافر کا پتا ملتا نہیں پہلی ہی منزل سے

خدا کی شان ہے وہ فتح کرنے مجھکو آئے ہیں
چھری جو ہاتھ سے چھوٹی نہ تھی ڈرتی تھے بسمل سے

رہیگی عمر بھر قیدی سے بدتر روح قالب میں
بدن میں اسکا آنا سہل تھا نکلیگی مشکل سے

نہو بیتاب دم جو جسم خاکی سے نکلتا ہے
خوشی کی جا ہے اے دل حق جدا ہوتا ہے باطل سے

انم تشریح ہے عالم میں ہماری بھی جوانمردی
نہیں مرنے سے ہم ڈرتے لپٹ جاتے ہیں قاتل سے

عجب پردرد اس مجنوں کا نالہ ہے حقیقت میں
جہاں سن لیتی ہے لیلی نکل پڑتی ہے محمل سے

سوال دید کرتا ہے غریب اسکو دلاسا دو
کبھی اپنی دکھلا دو نہو روپوش سائل سے

گواہی سے خدا کے اوسکو راضی نامہ لکھ دینگے
ہم اپنے خون کا دعوی نہیں کرنے کے قاتل سے

یہ دنیا چند روزہ ہے دل آزاری سے باز آؤ
نہ اتنا ظلم ڈہاؤ سامنا ہونا ہے عادل سے

حقیقت میں محبت کی حلاوت کوئی کیا جانے
عجب دلچسپ لذت ہے اسے پوچھو مرے دل سے

خدا حافظ ہے تیرا یار نے برخاست کی ایذا
بڑھی جاتی ہیں شمعیں لوگ اوٹھے جاتے ہیں محفل سے

چراغ حسن کا اوسکے یہ پروانہ جو ہو جاتا
نہوتی ناموافق چودہوین شب ماہ کامل سے

لگا یا جائیگا اوس بادشاہ حسن کا مجرا
شرف ڈوبا نہ دے تمکو کنارہ کش ہو ساحل سے

شادابی گلشن کی ہوا اور ہی کچھ ہے
سچ ہے کہ جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہے

معشوقون مین معشوق مرا اور ہی کچھ ہے
ناز اور ہی کچھ ہے تو ادا اور ہی کچھ ہے

بیمار محبت ہون اطبا ہین معالج
آزار ہے کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

اس منزل دل مین ہے عجب نور کا عالم
ہے اونکی گذرگاہ یہ جا اور ہی کچھ ہے

طفلی مین اک آفت تھی قیامت ہے جوانی
جب اور ادا تھی اب ادا اور ہی کچھ ہے

کیا سنتے ہو اسیر یہ کریگی تمہین بیچین
عاشق ہون مری آہ رسا اور ہی کچھ ہے

گل سونگھ کے سونگھو جو مرے غنچۂ دل کو
خود کہنے لگو بو سے وفا اور ہی کچھ ہے

دیدار کے سائل نے دعا دی تو وہ بولے
رحم آتا ہے اسیر یہ صدا اور ہی کچھ ہے

اوروں کے تعشق مین کہان کشف و کرامات
اے جان جہان عشق ترا اور ہی کچھ ہے

آئی ہے بہار ابر کرم جھوم رہا ہے
نیرنگ گل و ناز صبا اور ہی کچھ ہے

جو عرض مین کرتا ہون وہ کر لیتے ہین مقبول
مجھ بندۂ عاجز کی دعا اور ہی کچھ ہے

شداد کا ہوگا نہ گذر باغ ارم مین
وہ سوچا ہے کچھ حکم قضا اور ہی کچھ ہے

آغاز مین معشوق بگڑتے ہین تو بگڑین
اے دل مگر انجام وفا اور ہی کچھ ہے

اے جان جہان تیرا فسانہ جو سنتا ہے
دل وجد مین ہے حال مرا اور ہی کچھ ہے

راحت مین سمجھتا ہون جو تم دیتے ہو ایذا
الفت کا مزا ہے یہ جفا اور ہی کچھ ہے

معشوق کے کوچے سے شرف تم نہ نکلنا
فردوس کا طبقہ ہے یہ جا اور ہی کچھ ہے

وہ شکل ہو اس روشنے کی آزار سے کوئی
آنکھین مری روشن کرے دیدار سے کوئی

سفاکون سے کیا ڈر ہے سب ہین مرے معشوق
منھ چوم لون دھمکائے جو تلوار سے کوئی

اے غیرت عیسی یہ دوا سے مری پرہیز
یون آنکھ چراتا نہین بیمار سے کوئی

لوٹا ہے مزا چاشنی خون جگر کا
اس چاٹ کو پوچھے لب سوفار سے کوئی

پھر جائیگی اک روز چھری پیک اجل پر
ہرگز نہ بچیگا مرے خونخوار سے کوئی

جو رنگ کرے چاہیے تو گردن ہی کو کاٹے
ہوگا نہ مزاحم تری تلوار سے کوئی

اسے یار کبھی ساغر کو تو بھی نہ لوان مین
بدلے جو ترے کے شربت دیدار سے کوئی

لالی کا جمانا اوسی معشوق پہ ہے ختم
سیکھا ہے جو اوسکی لب سوفار سے کوئی

تو جان کا خواہان ہی جو سودائی ہے تیرا
یہ ناز بھی کرتا ہے خریدار سے کوئی

زندان مین جو رقت ہی یہ رخصت ہی کسی کی
ملتا ہے گرفتار گرفتار سے کوئی

جھنجھلا کے ہزارون پہ چھری پھیر دی صیاد
اوڑ جائے جو پر کاھل کے منقار سے کوئی

جلاد کو بلوا کے نکلوائین گے آنکھین
جھانکے نہ اونھین روزن دیوار سے کوئی

اے جان جہان غنچۂ دل گوندھ دیا ہی
اتنا تو کہے عشق ترے ہار سے کوئی

کیا کیا تری رحمت نے سرافراز کیا ہے
چار آنکھ نہ کرتا تھا گنہگار سے کوئی

زخمون سے ہوا اسقدر اے روح پریشان
شوقین بھی گھبراتا ہے گلزار سے کوئی

آندھا ہی وہ ہو جائے شرف آنکھین بھی اگر
دیکھے جو اوسے میرے سوا پیار سے کوئی

جو رنگ بھی ہو کے وہ حشم ہے
تسلیم کو تیری تیغ خم ہے

دراصل بڑا کریم ہے تو
کیا رحم ہے واہ کیا کرم ہے

دم بھر مین ہے طی مسافت قبر
منزل کا ہے نام دو قدم ہے

جی چاہتا ہے جگر کھلا دون
مہمان یہ دل مین کسکا غم ہے

متوالا ہون اوسکے عشق کا مین
چھلکا ہوا جسکا جام جم ہے

کھوتی ہے شباب کو ضعیفی
ہونے کو ہے صبح رات کم ہے

رکتی ہے یہ کسنے آفت حشر
کس شیشہ کا بیچ مین قدم ہے

ٹوٹا کوئی ٹانکا زخم دل کا
خونریز جو تیری چشم نم ہے

کرتی ہے وفا ہلاک مجھکو
اکسیر بھی میرے حق مین سم ہے

کس عرش پر اک لگی ہے تصویر
کیا لوح ہے واہ کیا قلم ہے

دنیا میں بڑھائیں ربط کس سے
جو ہے وہ مسافر عدم ہے

افسردہ ہے عشق قیس و لیلیٰ
قبروں کی زمین تنگ بہم ہے

ٹپکا ہے یہ کس شہید کا خون
نقشہ ہے کہ گلشن ارم ہے

سب سے یہ نہ دل کو چھوڑنا تم
تمکو بھی خدا ہی کی قسم ہے

روئے ہو شرف یہ کسکے غم میں
آنکھوں پہ تمہاری کیوں ورم ہے

عشق دہن میں گذری ہے کیا کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہے حال مرا کچھ نہ پوچھیے

کیا درد عشق کا ہے مزا کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہے دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

محشر کے دغدغے کا میں احوال کیا کہوں
ہنگامہ جو ہوا سو ہوا کچھ نہ پوچھیے

جب پوچھیے تو پوچھیے کیا گذری عشق میں
ہمسے تو اور اسکے سوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا یہ سبز باغ دکھاتی ہے نزع میں
دم سے رہی ہے جو قضا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا جو ہمنے گور غریباں کا جا کے حال
آئی یہ قبروں سے صدا کچھ نہ پوچھیے

قسمت سے پائیے جو کبھی اوسکا خوش مزاج
کیا کچھ نہ کہیے یار سے کیا کچھ نہ پوچھیے

رگڑی ہیں ایڑیاں تو ہوئی ہے یہ مستجاب
کس عاجزی سے کی ہے دعا کچھ نہ پوچھیے

چھوڑا جو مردہ جانکے صیاد نے مجھے
کیونکر اوڑا میں ہو کے رہا کچھ نہ پوچھیے

ترسا کیا میں دولت دیدار کے لیئے
قسمت نے جو سلوک کیا کچھ نہ پوچھیے

الفت کا نام لے کے نظر بند ہو گئے
پائی جو پیار کر کے سزا کچھ نہ پوچھیے

کیا سرگذشت گور غریباں کی میں کہوں
احوال بندگان خدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو نے آپکی جو سرافراز اوسے کیا
کس ناز سے چلی ہے صبا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا شرف کے مرنے کا اوسنے جو واقعہ
آنکھوں میں اشک بھر کے کہا کچھ نہ پوچھیے

ہزار دل مٹ گیا ہے میرا ہوا ہے گرد نہیں گئی ہے

خزان رسیدہ ہے گو یہ غنچہ وفا کی خوشبو نہین گئی ہے

تلاش عمر گذشتہ جیسی جہان مین ہر سمت کی ہے مینے
بہار رفتہ کو ڈہونڈنے یون صبا بہی ہر سو نہین گئی ہے

بتائین کیا تجھکو اے صبا ہم جنون کے عالم مین ہم کہان تھے
وہان اوڑاتے تھے خاک سر پر جہان کبہی تو نہین گئی ہے

کہان سے پائی مہک پہر اوسنے مہک رہا ہے جو شگفتہ
بسی ہے کس شے کی ادس مین خوشبو جو بوی گیسو نہین گئی ہے

ترس رہے ہین ہزار دن بلبل پہڑک رہے ہین چمن کی خاطر
کئی برس سے گلون کی انکے دماغ مین بو نہین گئی ہے

اگرچہ روکے ہین ہاتھ اپنا دہ عشقبازون کے کشت خون سے
لہو کے پیاسے ہین دشمنی کی مزاج سے خو نہین گئی ہے

ضرور بلبل پہ رحم کرتے یہ حال اسکا جو دیکھہ لیتے
گلون مین شاید یہ پر بریدہ شکستہ بازو نہین گئی ہے

خودی پہ نازان ہین آدمی وہ نہین سمجھتے ہین آدمی کو
وہ بیوفا ہین مروت ادنکے مزاج مین چھو نہین گئی ہے

شگون گریہ نہین ہے اچھا خدا بچائے بہار گل کو
غضب ہوا ہے چمن مین شبنم بہانے آنسو نہین گئی ہے

غلیے الفت وہی ہے ابتک غلو ہمت وہی ہے ابتک
مٹے ہوئے ہین مگر محبت تری ہلاکو نہین گئی ہے

شرف کی تربت پہ وحشیو تم نہ آپ باشی کا حال پوچھو
وہ کونسی ہے پری وہان جو بہانے آنسو نہین گئی ہے

عالم ارواح سے آنے کی یہ تقدیر ہے		کوئی دم مین گور مین جیوانے کی تدبیر ہے
عاجزی بیشک عجب شی ہے عجب تسخیر ہے		کرتی ہے کیا کیا رجوع قلب کیا تاثیر ہے

کیون چھری روکے ہوئے قاتل دم تکبیر ہے
کام جلدی کا ہے بسم اللہ کیا تاخیر ہے

کلمہ پڑھتا ہے ترا کرتا ہے تو جس سے کلام
جانبجان کیا بات ہی تقریر کیا تقریر ہے

عالم ایجاد مین کس کس پہ مفتون ہوجیے
اس مرقع مین تو جو صورت ہے وہ تصویر ہے

عمر بھر دیکھا ہی کس ہستی موہوم مین
کوئی مرتا ہے کسی کے دفن کی تدبیر ہے

یار تک جنکی رسائی ہے خوشا اونکی نصیب
یہ بھی اے دل اپنی اپنی خوبی تقدیر ہے

جب فغان کرتا ہون قاتل کرتی ہی یہ بھی سر سے تیغ
مین تو سودائی ہون دیوانی مری زنجیر ہے

خود پسندون کو بھی ہے انسان کی صورت پسند
عرش اعلی مین لگائی ہے یہ وہ تصویر ہے

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
خواب بھی وہ خواب ہے دنیا کہ بے تعبیر ہے

کون کہتا ہے لئے ہے خون بھری شمشیر یار
ہاتھ مین جلاد کے مریخ کی تصویر ہے

دم نہ لو ہستی مین فرصت نبض کہتی ہے اجل
خواب تھا جیسا پریشان ویسی ہی تعبیر ہے

خاکسارون کی ترے عالم کو ہے مٹی عزیز
یہ وہ پارس ہے کہ جنکی خاک بھی اکسیر ہے

اس ادا سے آج ترکش یار نے خالی کیا
جابجا دل مین لب معشوق ہے جو تیر ہے

تبسم کا ہمیشہ ہی مرا زعفران زار ای شرف
ٹھنڈی سانسین لین جہان منہ وہی کشمیر ہے

فردوس مین پہونچا شہ والا کی ولا سے
کیا خاک مری پاک ہوئی خاک شفا سے

آزار محبت مین ہوئی یاس شفا سے
تاثیر نے پرہیز کیا میری دوا سے

ہی جوش جنون مین مجھے ضعف اسقدر امسال
کانٹا بھی نکالا نہین جاتا کف پا سے

آنکھون سے بجا لاؤنگا جو حکم کروگے
بندہ ہون مین باہر نہین تسلیم و رضا سے

جو عرض مین کرتا ہون مراد آگئی ہے دلکی
کیا بات مرے ہاتھ لگی ہے یہ دعا سے

اوس قاتل عالم کی جو مرضی یہ چلی ہے
تلوار بری ہو گئی خون شہدا سے

اک رنگ پر ایدل نہ مزاج اونکا رہیگا
سیکھے ہین تلون وہ دو رنگی حنا سے

کوچے مین تمہارے مین جہان دفن ہوا ہون
اے جان من اوٹھی تھی مری خاک اسی جا سے

صورت نہ دکھائی مجھے بیہوش بھی ہوکر
نشے کا بھی پردہ ہوا فاش حیا سے

اے جان جہان ساری خدائی ہو جلوے مین
اس دغدغہ حشر مین رکھیے کا کہا تک
کا ہیکو کسی سے کبھی چار آنکھ کرینگے
کھولی ہے کمر قتل سے پائی ہے فراغت
ایسا تو مجھے درد محبت کا مزا ہے

اک دن تو برآمد ہو تم اس نشوونما سے
فرصت مجھے کب دیجیے گا بیم و رجا سے
نیچی جو نگاہین کیے رہتے ہین حیا سے
تلوار کو دہلواتے ہین خون شہدا سے
خوش ہون مرض عشق سے ناراض شفا سے

وہ بخشنے والا ہے شرف بخشش ہی دیگا
امید قوی ہے یہ مجھے ذات خدا سے

جبتک الفت تری ای شوخ ستمگار نہ تھی
لڑکھڑانے کی بہی طاقت نہ رہی تہی مجھمین
واہ اے ترچھی نظر والو بڑی منفعت ہو
جوش وحشت مین کہان مینچ لہو رویا تہا
اوسطرف یار تھا پڑتا تہا ادہر عکس اسکا
شرم نے اوسکی مرے ساتھ اوسی سونے دیا
جس سے دو باتین وہ کرتا تہا غش آجاتا تہا
مدت العمر مین مشتاق نہ تھا کب تیرا
روبکاری محبت تو ذرا کی ہوتی +
غل اوسے اپنی اسیری کا سنا تا کیونکر
محبس عشق سے کسطرح نکلتا کوئی
دل مین ہوکر لب معشوق لہو چاٹا تھا
یار تو نشے مین متوالا نہ تہا رہزن تھا
خاک اوڑتی تہی نہ شیرین تہی نہ سیرابی تہی
وہ بچپان اسکی نہ صحرا مین اوڑاتا کیونکر

چین مین جان تہی آفت مین گرفتار نہ تہی
اس سبب سے مری زنجیر مین جہنکار نہ تہی
پہلے تمنے وہ صفت اولٹی جو گنہگار نہ تھی
کونسی جا تہی بیابان مین جو گلزار نہ تھی
میری دانست مین تصویر بہی دیوار نہ تہی
یار شب باش تھا قسمت مری بیدار نہ تہی
داستان سحر کی تہی یار کی گفتار نہ تھی
کونسے وقت مجھے حسرت دیدار نہ تہی
خالی بخشش کی تمنا سے گنہگار نہ تہی
بے صدا تہی مری زنجیر مین جہنکار نہ تہی
قید سے چھوٹنے کی میعاد گرفتار نہ تھی
خون کی بوند وہ تہی سرخی سوفار نہ تہی
پیالشی الجھی ہوئی تہی لٹ پٹی دستار نہ تہی
بعد فرہاد کے پہر رونق کہسار نہ تہی
تنگ وحشت تہا مرے جیب مجہو دستار نہ تہی

حشر ڈہاتا تھا شرف ناز سے پہرنا اوسکا

اک قیامت تھی بپا شوخی رفتار نہ تھی

بڑی ہی تو یہ خوشی ہے ہمکو بزم یار میں آئے
پچھوڑا موت نے جو وقت کوئے یار میں آئے
در شہوار سے بڑھکر وہ سمجھا سیری اشکوں کو
بڑا ہی ہے حد جو قصر یار کی گور غریباں تک
کہیں رستا نہیں ہے جائیگے چھد چھد کے کانٹو پر
لب معشوق ہر تیر اس ادا سے کھینچ اے قاتل
کہا پڑھ پڑھ کے بیٹھے اور ہری اپنے دل کا افسانہ
اسیری سے چھڑا او ہمصفیران چمن مجھکو
الٰہی تو جا کے اے دل سخت تجھکو پیچ ڈالوں میں
گل داغ جگر کو میرے سب پھولوں پہ طرہ ہو
خدا شاہد ہے اوسکو بیں کہیں صیاد کی سمجھوں
جو اپنی ہاتھ سے ہم پھوڑ ڈالیں اپنی آنکھوں کو
کدورت کا ہمکو ہوگا ہم سے دیوانوں کا بستی میں
نئی صورت سے قصر یار میں ہمنے رسائی کی
وہ ٹھنی بہت پڑی جیسے ارادہ تھا نشیمن کا
بجا کر عشق زندہ بھی جھٹکیں گے یا نہ چھوٹیں گے
ابھی تو گرد قصر یار بیتابی پھراتی ہے
تری بندہ نوازی کی سنی تھی دہوم عالم میں
یہی در دولتسرائے یار سے آواز آتی ہے

کہ جس گلزار کے بلبل تھے اوس گلزار میں آئے
خزاں بھی ساتھ ساتھ آئی جو ہم گلزار میں آئے
یہ وہ خوش گھر ہیں جو نگاہ یار میں آئے
مری تربت بھی یارب پشتۂ دیوار میں آئے
کہاں لایا جنوں کس وادی پرخار میں آئے
جگر پیکاں میں دل لپٹا ہوا سوفار میں آئے
جدہر پروانے جہرمٹ کرکے بزم یار میں آئے
قفس کو لے کے ادہر جاؤ اگر منقار میں آئے
جو کوئی خوبصورت مشتری بازار میں آئے
کوئی گلدستہ جو لٹکا ہوا دستار میں آئے
حیا اونکو جو اٹھلاتی ہوئی رفتار میں آئے
ذرا بھی جو تفاوت حسرت دیدار میں آئے
دکانیں بند کرلیں سب جب بازار میں آئے
تمنگا بنکے رہنے روزن دیوار میں آئے
لگی ہر سمت خاک اوڑنے جو ہم گلزار میں آئے
خدا ہی جانے کیا اوس دم مزاج یار میں آئے
قرار آئے تو شاید پہلوئے دیوار میں آئے
لگا کر آسرا ہم بھی تری سرکار میں آئے
محبت میں جو بٹھائے وہ اس سرکار میں آئے

شرف اخلاص سے پاس اوس کے جا بیٹھے تو وہ بولے
مرا زانو دبلتے ہو تم ایسے پیار میں آئے

در پیش اجل ہے گنج شہیدان خرید لے
تربت کے واسطے چمنستان خرید لے

سودا پکارتا ہے یہ فصل بہار میں
گلشن نہ مول لیجیے زندان خریدیے

بازار میں یہ کرتی ہیں غل سیری بیڑیاں
سو ہیں ہمارے کاٹنے کو یہان خریدیے

رفت وگذشت بھی ہوا وحشت کا ولولہ
سوزن براے چاک گریبان خریدیے

لے لیجیے مرا دل صد چاک مفت ہی
شانہ براے زلف پریشان خریدیے

بازار مصطفے ہے خریدار ہے خدا
خود بکئیے یہان نہ کچھ کسی عنوان خریدیے

جسوقت جا نکلتے ہیں بازار حسن میں
ہمت یہ کہتی ہے کہ پرستان خریدیے

حلہ کوئی منگائیے جان دی ہی آپ پر
خلعت ہمارے واسطے اے جان خریدیے

تربت یہ میری ہو گی تکلف کی روشنی
کافور بہر شمع شبستان خریدیے

کرتے ہین شوق گنج شہیدان میں گلفروش
چادر براے گور غریبان خریدیے

وحشت مین مشک کی نہ رسد مفت لیجیے
سودا ہی بوسے کا گل ریحان خریدیے

ہوتا ہے شوق عشق مین رہ رہ کے ولولہ
مجنون سے داغ دل سر میدان خریدیے

ہر سو عمل جنون کے قلمرو مین چاہیے
ڈھونڈھوا کے ایک ایک بیابان خریدیے

ہوتے ہین جذب عشق سے پربون کے جھمگھٹے
اک ملک مثل ملک سلیمان خریدیے

چورنگ کھیلتے ہین حریفون کے ای شرف
لیجے تو تیغ رستم دستان خریدیے

گھبرا رہی ہے روح جو تن مین سفر کرے
حکم خدا ہے رنج و محن مین سفر کرے

سجدے کرین حریف کہین سے خبر جو آئے
انسان وہ بات کر کے وطن مین سفر کرے

غفلت مسافرت مین اجل سے نہ چاہیے
کچھ زاد راہ رکھ کے کفن مین سفر کرے

یوسف کو ہی کنوئین مین جو گرنے کا ولولہ
کنعان سے اشتیاق دہن مین سفر کرے

ہدیوں سے گفتگو کے لیے یون لبشر نہ جائے
تعویذ جب دبا کے دہن مین سفر کرے

شب کو مقام کا ہے شرف اسلیئے رواج
جسمین نہ کوئی چاند گہن مین سفر کرے

ہزار موج سے بھاگا ہوا حباب سے چلے
کبھی جو عمر رواں کی طرح شتاب چلے

زمانہ حسن پرستون سے برخلاف نہو
خدا کرے نہ یہان زور انقلاب سے چلے

جہان ملاحظہ ہون بیقراریان دل کی
وہین یہ معرکہ آرائے اضطراب سے چلے

کسی مزے سے جہان مین کبھی خبر نہوئی
مٹا مٹا کے یہان مفت مین شباب سے چلے

محاسبہ بہی نہ پوچھا کسی نے دنیا کا
خدا کے فضل سے جنت مین بیحساب چلے

یہانتک اے شہ خوبان عروج ہو تیرا
نشان بنکے جلو مین یہ آفتاب سے چلے

طلب ہوئے ہین گنہگار بخشنے کے لیئے
بحال ہونے کو مستوجب عتاب سے چلے

جواب دے نہ سکا کوئی لن ترانی کا
حقیقتاً مین یہ فقرہ وہ لاجواب سے چلے

خدا نہ لائے بس اب دلکو میرے بہلتے مین
ادہر کی راہ نہ وہ خانمان خراب سے چلے

جدہر وہ جائینگے غش سیکڑون کو آئینگے
چلے جو ساتھ تو لیتا ہوا گلاب سے چلے

جگر کا داغ جو قندیل مین بلند کرون
طواف کے لیئے فی الفور ماہتاب سے چلے

قدم نہ چھوڑے جو حسرت مین سرخروئی کی
حنا کو دیکھے وہ رنگین ادا خطاب سے چلے

دکھانے جاتے ہین کس کس جوان کو ابر سیاہ
کہان لگا کے یہ پیر فلک خضاب سے چلے

جہان مین اے شرف افسوس آنکھ بند ہوئی
عدم سے آ لے تجھے بیدار محو خواب سے چلے

ہمارے ساتھ وہ کھل کھیلے بے حجاب سے چلے
بڑی حیا تھی اوٹھائے ہوئے نقاب سے چلے

پڑھائے کون سبق منطق محبت کا
کسی کو علم ہوا سکا تو یہ کتاب سے چلے

رولا کے بزم سے اپنے اوٹھا دیا اوسنے
نہانے عطر مین آئے تھے آب آب سے چلے

عروس گل کی قلمرو مین یار جائیگا
چمن مین لوٹ کے صبا خیمۂ حباب سے چلے

تمہارے ہاتھ بھلا کیا سمجھ کے سر بیچین
چکا دو دل کی جو قیمت تو پھر حساب سے چلے

جلا کے بہی نہ کیا عاشقون کا دل ٹھنڈا
جلون کو اور جلایا جگر کباب سے چلے

ہم اونکو لے جو چلے انجمن سے خلوت مین
عجب ادا سے وہ کرتی ہوئے عتاب سے چلے

چلے وہ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
جو تھے عذاب مین وہ لوٹنے ثواب سے چلے

چلے جو پار کے کشتی تو یہ کہی پھبتی
کہان لگا کے یہ بہروپیئے شہاب سے چلے

خدا بچائے محبت میں دم او لجہنے سے
کسی کی زلف کا اسیر نہ بیتاب سے چلے

ہوا سوار جو وہ نیزہ دار توسن پر
قدم قدم یہ شرف ہوتے رکاب چلے

بیقراری اور درد دل فزون درکار ہی
ہجر کی شب میں کسی صبر و سکون درکار ہی

چاہیے فصاد پہر اخراج خون درکار ہی
پہر مری رگ رگ کو نشتر اے جنون درکار ہی

اشک خونی سے لباس لالہ گون درکار ہی
فصل گل ہے سرخ پوشاک اے جنون درکار ہی

تیغ ابرو سے صفیں عشاق کی ہوتی ہیں صاف
کیا اونہیں تلوار پہر کشت خون درکار ہی

چہوڑوں وہ قاتل جو پوچہے لوگ بوسہ تیغ کا
کہیل جاؤں جان پر سچ سچ کہوں درکار ہی

زیر خنجر بہی نہ پوچہا مجہسے اوس جلاد نے
کیا ہوس ہے کیا تجہے اے سرنگون درکار ہی

نقش حب کو لیکے جاؤں کیا کروں اے عاملو
وہ فسون ساز آئے جس سے وہ فسون درکار ہی

جان اک شیرین ادا پر دی ہی تیشہ مار کے
قبر کو جا درمیان بیستون درکار ہے

نامۂ اعمال دکہلادو کراما کاتبین
پہر تو یہ یاد افعال زبون درکار ہے

اک پری پردے در دندان کا دیوانہ ہوں میں
سر کے ٹکرانے کو ہیرے کا ستون درکار ہی

خط کا پہنچانا نہیں آسان اوس عیار تک
نامہ بر بہی ہوشیار و ذو فنون درکار ہے

نشتر مژگان کی لکہی ہیں مجہے خونریزیان
چند قطرہ اے رگ جان تیرا خون درکار ہے

اے شرف کیفیت سیر چمن سے مست ہوں
اب صراحی نے شراب لالہ گون درکار ہی

پری زادوں نے بہی اکثر کیا ہی عشق مردم سے
نگہ چشم مروت کا نہ لطف اوٹھا ہمیں تمسے

ہماری طرح کوئی کیا کریگا عاشقی تمسے
قمر سے جو فروغ آسمان ہی کب ہر انجم سے

مرے تیر قدا اوس سے تم ارادہ شکار کہتے ہو
بہلا پہر کیا کوئی امید رکہے خیر کی تمسے

نہیں رکہتے جواب اپنا ہے غنچے مسکرانے میں
ہوئی یہ بات اونہیں حاصل تری حسن تبسم سے

نہ کیجے گریہ میرے حال پر دل بہرا کرتا ہی
ستم ہی ڈھائیے میں باز آیا اس ترحم سے

خدا آگاہ ہی مرنے کا نہیں غم ہمنشیں ہمکو
یہ صدمہ ہی کہ تم ہمسے چہٹے ہم چہٹکے تمسے

گلون کو حال آیا ابر رویا جام سے چھلکا
ابھی وہ ہین مرے ماتم نشینون کی تو جمع مین
ڈبویا تھا غم تنہائی نے ہیر وصل کی ٹھہری
نقاب رخ اوٹھتے ہو تو غش آتا ہی موسی کو
پریرو رک کر باگ اک ذرا تم جہک کے دیکھو تم
تکلف زندگی مین ہے فقط نادر لباسی کا

چمن مین شاخ گل بہت بہت پڑتی اذکر ترنم
کر نیچے قبر پر تکیہ فراغت پلک کے چلم سے
مری کشتی بچائی ہے خدا نے کس تلاطم سے
مسیحا دم بخود رہجاتے ہین اکثر تکلم سے
کوئی بیتاب لیٹا ہی تمہارے رخش کے سم سے
کوئی مردے کو کفناتا نہین سنجاب و قاقم سے

شرف کو قتلگہ مین وہ بٹھا کے آج کہتے تھے
گلا ہی کاٹ دونگا مین تمہارا تم اگر ہے تمسے

ترسائیو نہ شربت دیدار کے لیے
پوچھا نہ مجھ غریب کو اہی بادشاہ حسن
کیونکر نہ کہیے یار کو معشوق لاجواب
ٹپکی جو میرے روزن دل سے لہو کی بوند
دیوانہ ہو کے قید سے پہلو تہی نہ کر
دم بھر نہ پھر وہ عالم ارواح مین ٹہلین
اوس لالہ رو کو زیور گل کا ہوا جو شوق
غصے سے اوس پری کا ہوا منھ جلال لال
آجاتا ہے غریب پہ زرداروں کو ترس
دل کر چکے دو نیم مری جان چھوڑ دے
ظالم کہین چہرے کے سے صورت دکھا ہی کے
زیر محل اسی سے لپٹ کر میت پڑے رہون
اہی شاہ حسن تو نے جو کی ہے نگاہ پشت
آیا جو پاس اپنی رضی کا یار کو
حسرت اہی رہگئی ہنوئی قلبس کو نصیب

پرہیز زہر ہے ترے بیمار کے لیے
کیا کیا ترقیان ہوئین سرکار کے لیے
گویا زبان ہوئی ہے اس اقرار کے لیے
سفاک لیگئے لب سوفار کے لیے
ایدل یہ سوچ چاہئیے ہشیار کے لیے
رو جائین جو بیقرار ہوئین یار کے لیے
لوٹے ہزاروں غنچۂ دل ہار کے لیے
سو سو بناو ہو گئے رخسار کے لیے
کرلیتے ہین بے نیاز بھی نادار کے لیے
جو رنگ ڈھونڈھیے کوئی تلوار کے لیے
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے
پروانگی دو پہلوے دیوار کے لیے
زندان بھی دلکشا ہی گرفتار کے لیے
داجب ہوئی نجات گنہگار کے لیے
سر دھن کے مرگیا مری دستار کے لیے

راہ لیتا ہون بیابان کی جو گھبراتا ہون
کسطرف جاؤنگا جب قبر مین وحشت ہوگی

سب ڈراتے ہین مجھے گور کی اندھیاری سے
کیا بلا ساتھ وہان بھی شب فرقت ہوگی

تاب رہنے کی نہین بھوک کی پروانون کو
غم سے کھلجائینگی شمعون مین وہ قیمت ہوگی

مٹ گئی بوسے وفا ساتھ مرے داغون کے
اب وہ گل ہون گے نہ پیدا نہ وہ نکہت ہوگی

منزلت پائی ہے مرکے وہ تیرے کشتون نے
حشر کے دن بھی تمنا ہی شہادت ہوگی

وصل کی شب جو شب قدر کا دہوکا دیگی
سجدۂ شکر سے تا صبح نہ مہلت ہوگی

داستان اپنی شرف لکھکر جو چھپوا دونگا
عاشقون کے لیے دلچسپ حکایت ہوگی

ترے کوچے مین رہکر صاحب ادراک ہوتا ہے
یہان کی خاک بھی چہاننے تو دامن پاک ہوتا ہے

یہ کیا قدرت ہے اوسکی نور کی صورت ہے انسان کا
حقیقت پوچھیے اسکی تو مشت خاک ہوتا ہے

پھٹا جاتا ہے دل شوق محبت کے چھپانے سے
حفاظت کیجئے نامہ کی لفافہ چاک ہوتا ہے

شہیدون کا لہو بہرتا ہے سر لٹکائے جاتی ہین
تری توسن کا گلگون اسلیئے فتراک ہوتا ہے

بہار گل کو رخصت کرکے گلچین خاک اڑاتے ہین
چمن کے غم مین ہر غنچہ گریبان چاک ہوتا ہے

عزیز ہے اگر کھیچے پہٹا یوسف کا پیراہن
لباس گل یہ اس خوبی سے کیونکر چاک ہوتا ہے

جہان سے لامکان تک دہوم اوڑیگی نغمہ سنجی کی
مبارک ہو مرا دل بلبل ادراک ہوتا ہے

نکلتا ہے ترا دیوانہ کوہستان سے یون اکثر
برامد جسطرح خورشید بے پوشاک ہوتا ہے

خبر ہے کشت خون کی عشقبازون کو مبارک ہو
جہان مین دہوم ہے اک نازنین سفاک ہوتا ہے

نہ کھایا جائیگا غم اس سے ہرگز لن ترانی کا
ترے دیدار کا بھوکا تو کم خوراک ہوتا ہے

بھرا یا کاتبین پر کی ہے تاکید اوسکی رحمت نے
گناہون سے گنہگارون کا دفتر پاک ہوتا ہے

کبھی آنکھون مین پھرتی ہو کبھی دلمین درآتی ہو
تمہین منصف ہو ایسا بھی کوئی بیباک ہوتا ہے

ہم رقت یہ عالم تھا خفقان محبت کا
پریشان جیسے دریا مین خس و خاشاک ہوتا ہے

بلا شک کربلا طبقہ ہے تیرے باغ جنت کا
کہ مجرم خاک سے اس سرزمین مین پاک ہوتا ہے

چہڑاتے ہین جو منھ دہونے مین وہ سرخی گلوری کی
گل شاداب سا پیارا گل مسواک ہوتا ہے

کرو اشکون کی طغیانی سی خوف اے مردم دیدہ — کہ اکثر ڈوب بھی جاتا ہی جو پیراک ہوتا ہی

کہا ہنس ہنس کے اوسنے وصل کی شب کو جو رویا مین — سنو تو کوئی خوشوقتی مین بھی غمناک ہوتا ہی

ہمارے خط کے پہونچانے کا بیڑا جو اوٹھاتا ہی — چھلاوے سے نظر سے تیر سے چالاک ہوتا ہی

کرم کر ابر انگوروں کی بیلین زرد ہوتی ہین — پھلا پھولا ذخیرہ تاک کا بے تاک ہوتا ہی

نگاہ وو دلمین کھبتا ہی نکھرتا شاہد گل کا
شرف ایسا یہ جامہ زیب خوش پوشاک ہوتا ہی

دم توڑتا ہون اوس گل رعنا کے سامنے — بے موت مر رہا ہون مسیحا کے سامنے

کھبجلاتے ہین وہ مجھکو جو اترا کے سامنے — تصویر ہو نہ جاؤن کہین جا کے سامنے

پتھرا کے پھوٹ جائینگی آنکھین تو پھوٹ جائین — جھپکاؤن کیا پلک مین تجھے پا کے سامنے

اے دل یہ تیغ ناز کے چرکے رہے ہین زخم — راحت کی اصل کیا ہی اس ایذا کے سامنے

پایا نہ آفتاب قیامت نے کچھ فروغ — مٹ مٹ گیا ترے رخ زیبا کے سامنے

بو باس مین کسی نے تری ہمسری نہ کی — گلشن سے گل بھی آئے تو مرجھا کے سامنے

محبوب ذو الجلال کی اسمین سرشت ہی — کیا اصل ہے بہشت کی دنیا کے سامنے

کچھ پاس ہے تجھے جو مرے شوق و ذوق کا — اے جذب دل بٹھا دے اوسے لا کے سامنے

آنکھین مری پھرین تو اونہین کچھ نہین پردے — چپکے سے آ کھڑے ہوئے گھبرا کے سامنے

بے پردہ بھی مکان مین کیا ہون جب اونکے پاس — سرکا لیا ہے آئینہ شرما کے سامنے

لیلی کہین نہ دیکھ لے دم توڑتا ہے قیس — جلدی قنات روک دو صحرا کے سامنے

برہم ہوا جو دیکھ لیا مجھکو جھانکتے — تلوار رکھ لی یار نے جھنجھلا کے سامنے

قاتل نے بھی جنازے کی روکر پڑھی نماز — میت جو لیگئے مری نہلا کے سامنے

ایذائے درد ہجر کو دل مانتا نہین — دلوائیے سزا اسے بلوا کے سامنے

خوش ہونگے وہ کھلیگا مرا غنچہ مراد — جاؤنگا مین جگر پہ جو گل کھا کے سامنے

پایا نہ چین چند نفس کی حیات مین — کیا کیا بکھیڑے آئے ہین عقبا کے سامنے

کہنے لگے جو یار سے الفت کی سرگذشت — ہوش و حواس بھی نہ رہے جا کے سامنے

منظور ہے ان آنکھوں کی حسرت جو دکھائی
وہ پھول رکھو تو نرگس شہلا کے سامنے

تجھے ہیں نقش پیش نظر ہو گیا ہوں میں
اس ناز سے ہوئے ہیں وہ شرما کے سامنے

ان میں ترا نیوں کو شرماؤں گا میں کبھی
پردے سے گفتگو بات کرو آ کے سامنے

کیا ہونگا ستمند میں اوس بے نیاز کا
قطرے کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

اگلے زمانے میں بھی وجاہت تھی ہی شرف
یوسف ہوئے اسیر زلیخا کے سامنے

جہاں تو جائے یہ اوڑ کر ہوائے تیر میں آ گئے
دو بارا دم جو جان جان تری نخچیر میں آ گئے

برابر اپنی مسند پر نہ تم مجھکو بٹھاؤ تو
سر اپنا کاٹ ڈالوں فرق اگر توقیر میں آ گئے

تڑپتے ہیں جدائی میں امید وصل کیا ہے میں
تسلی کا بھلا کیونکر یقین تقدیر میں آ گئے

اوٹھاؤں حسرت راحت کا مزا میں نیچ ہو دنیا میں
اکہی نیند غفلت کی تجھے تکبیر میں آ گئے

مرقع دیکھکر اپنے مریضان محبت کا
جسے اچھا کہو تم جان اوس تصویر میں آ گئے

کبھی اونکو ہے کیا عاشقوں کی سکے دل کی
جو دس چرخ اونمیں آگ تو سو تو فیر میں آ گئے

رولاتے ہیں ہمیں جیسے وہ عالم رویا میں دیکھا
اثر رویت کا یارب خواب کی تعبیر میں آ گئے

اسیکو حیات سے مارا ستارہ گیا کوئی
نظر قدرت کی کہیل اے یا تیری تیر میں آ گئے

نکلے عشاق کشتہ میں سلامت تو رہی قاتل
قیامت تک لہو کی بو تری شمشیر میں آ گئے

طلسم حسن میں تجھ پر بلقیس بھی پری پیکر
سلیمان بھی بہت عاجز تری تسخیر میں آ گئے

کہو میری حقیقت جا کے جلدی اس مسیحا عیسیٰ سے
جنازہ بھی نہ پاؤ گے اگر تاخیر میں آ گئے

نہ بگاڑا ہم بھی کوئی تری وحشت کا اے مجنوں
قدم جسدن ہمارے شانہ زنجیر میں آ گئے

ہوئی نا ہوا دکی پادشاہت جو جنوں کو
جنون وعشق میری منصب و جاگیر میں آ گئے

ہوا ہی تم پہ جینے کا نہیں عیسیٰ کے تم قبے
جو تم ٹھکراؤ تو دم عاشق دلگیر میں آ گئے

شرف کھانا یہاں کھاؤ یہاں پانی پیو گے
یہ مژدہ مجھکو یارب یار کی تحریر میں آ گئے

تمہارے ہو دیکی قدرت بشر نہیں رکھتے
نظر تو رکھتے ہیں تاب نظر نہیں رکھتے

قفس میں بند ہیں گلزار سے ہمیں کیا کام
گئی بہار کہ آئی خبر نہیں رکھتے

کٹھن ہے منزل اول کیے نہ نیک اعمال
جہان سے کوچ ہے زاد سفر نہیں رکھتے

خدا کریم ہے سب کچھ اونہیں بھی دیتا ہے
جہان میں لوگ جو کوئی ہنر نہیں رکھتے

وہ بولے رکھ جو دیا ہمنے اونکے گال پہ گال
سنو کتاب کو قرآن پر نہیں رکھتے

جواب بھی در دندان کا آب و تاب میں ہے
چمک دمک کبھی ایسی گہر نہیں رکھتے

خدا پرست جو ہیں اونکے مستقیم ہیں دل
پل صراط کا وہ کچھ خطر نہیں رکھتے

جہان میں کوئی بھی اون سا نہ نازنین ہوگا
کہ جتنی چوٹی ہے اوتنی کمر نہیں رکھتے

یہ تمکنت ہے ترے بوریانشینون کو
قدم بھی مسند شاہانہ پر نہیں رکھتے

نہ سونگھیں یار کی خوشبو گلون کی بو سونگھیں
دماغ ہم پے نسیم سحر نہیں رکھتے

جو مرنے والے ہیں ای یار تیغ ابرو کے
وہ زخم کھاتے ہیں منہ پہ سپر نہیں رکھتے

ٹپکنے پائیں جو چوکھٹ پہ تیری کم ہو جائے
دوا سے جائے وہ ہم درد سر نہیں رکھتے

اندھیرے گھر میں جو مجھکو نہ جائے دیتے تھے
چراغ بھی وہ کبھی قبر پر نہیں رکھتے

محل یار میں کرتے ہیں دن کو مزدوری
دکان میں رات کو پڑتے ہیں گھر نہیں رکھتے

جو نوک جھوک ہے اے یار تیری مژگان کی
کسی کے تیر بھی نوک اسقدر نہیں رکھتے

سین اونکا کیا ہے جو پہچانیں عشقبازون کو
ابھی زمانے کی وہ کچھ خبر نہیں رکھتے

یہ ضد بہار میں ہوتی ہے باغبانون کو
کہ عندلیب کا گلشن میں پر نہیں رکھتے

لگا کے نخل محبت بہت نہال ہوئے
ملا یہ پھل کہ امید ثمر نہیں رکھتے

چمک دمک جو ہے اون پیارے پیارے گالون میں
شرف یہ حسن تو شمس و قمر نہیں رکھتے

کی قدمبوسی ہوئی توقیر میرے پاؤن کی
قدر دان ہے اسے جنون زنجیر میرے پاؤن کی

چھٹنے اوس ظالم کے کوچے میں قدم رکھنا چھٹا
کھال کھینچی اوسنے بالتقصیر میرے پاؤن کی

آسمان چکر میں آیا میری گردش دیکھکر
ہو گئی رفتار پر تاثیر میرے پاؤن کی

کیا مبارک تھی یہ تیری سبز قدمی ای جنون
عشق پیچان ہو گئی زنجیر میرے پاؤن کی

میں وہ دیوانہ ہوں چھٹنی ہی نہ چھوڑیگی مجھے
ای جنون عاشق ہی یہ زنجیر میرے پاؤں کی

جو قدم اوٹھتا ہی پڑتا ہی وہ صحرا کی طرف
سخت مین رہتی ہے کیا تقدیر میرے پاؤں کی

اسقدر بھاگا ہوا جاتا ہوں اونکو ڈھونڈتے
گرد چھو سکتا نہین ہی تیر میرے پاؤں کی

بے اجازت کیوں تمہاری بزم مین رکھا قدم
کاٹ ڈالو ہی یہی تعزیر میرے پاؤں کی

چھپ گئی خون کف پا سے خلش ہر خار کی
منزلوں گردش ہوئی تحریر میرے پاؤں کی

عمر گذریگی مری صحرا نوردی مین شرف
بادیہ پیمائی سے جاگیر میرے پاؤں کی

گلگل سا بدن تو خاک ہوا کسمین جان رہی
اوجڑا ہے آشیانہ یہ بلبل کہاں رہی

تلوار کھا کے بھی یہ کہینگے کہ بوسہ دو
ممکن نہین جو بند ہماری زبان رہی

وہ نام کرکے عشق مین مرجاؤں تو سہی
عالم مین یادگار مری داستان رہی

وہ زخم دل پہ کھا تری شمشیر ناز کا
جبتک حیات رہی نیمجان رہی

آوارہ روح ہو تن تفس مین یون ہوئی
جسطرح سے ہوا مین پریشان دہوان رہی

دنیا سے بارگاہ ارم مین بلائیے
اس میہمان سرا مین بہت میہمان رہی

عاشق سمجھ کے ہوتے ہو ہمسے تو ہمکلام
پردہ بھی درمیان مین نہ اک حیا نہان رہی

بڑھ بڑھ گیا عدم کو ضعیفون کا قافلہ
جو جو جوان تھے وہ پس کاروان رہی

عالم مین تیرے ہاتھ سے لاکھوں گلے کٹین
تو سرخرو رہے مرے قاتل جہان رہی

وہ عندلیب تھے کہ چمن مین جو مر گئی
صیاد داد اس سوگ نشین باغبان رہی

کیسے بشر رسائی نہو قدسیون کی بھی
اتنا بلند یار ترا آستان رہے

ہم خاک مین ملے وہ بپردہ نہ جب ملا
غائب رہا جو یار تو ہم بے نشان رہی

یارب ہوا ہے ابر بہاری سے دل شگفت
ایسی ہی اب تو کیفیت آسمان رہی

کیا بیٹھے درد ہجر بیان کرتے ہو شرف
جانو غنیمت اسکو جو قالب مین جان رہی

خوشی تمہاری سہی یار رفع شر نہ سہی
بٹھا چکے تہ شمشیر درگذر نہ سہی

ہم اپنی جان مٹا دینگے راہ الفت مین / نہ دینگے ساتھ ہمارا دل و جگر نہ سہی

چلے بھی آئیے لہو گھٹنون گھٹنون بہتا ہے / نہین ماہی خون شہیدون کا تا کمر نہ سہی

تپ جدائی کا کچھ تو علاج کرا یدل / دوا تو کر نہ کریگی دوا اثر نہ سہی

ملال کیون مین کرون جان شام سے دونگا / نہ ہوئیگی شب تنہائی کی سحر نہ سہی

ہماری روح رہیگی گلون کے غنچون مین / چمن مین رہنے نہ پائین گے مشت پر نہ سہی

انہین کے واسطے گذرا ہون آدمیت سے / نہین سمجھتے پری رو مجھے بشر نہ سہی

متاع و مال لٹا دینگے عشقبازی مین / نہو نہو جو نہوگا یہ کر و فر نہ سہی

ہمارے پاس تو بیٹھے تسلی دلکو تو دی / وہ آئے تو نہ رہے آ کے رات بھر نہ سہی

ارم سے بڑھ کے مین سمجھونگا دشت الفت کو / نکل کے گھر سے نہوگا نصیب گھر نہ سہی

غریب ہون تو خدا مجھ غریب کا بھی ہے / نہ لے کوئی نہین لیتا مری خبر نہ سہی

کبھی نہ ہاتھ رکیگا غنی ہے دل میرا / لٹاؤنگا نہ رہیگا جو مال و زر تو سہی

کسیکی زلف کی خوشبو سنگھا دو مرتا ہون / نہین ہے لخلخۂ عنبر و اگر نہ سہی

شہید ناز ہون قاتل سے سرخرو مین ہون / نہین نصیب ہے گور و کفن اگر نہ سہی

وہ تیغ کھینچے تو ہرگز شرف نہ ڈرنا تم / تمہارا سینہ تو موجود ہے سپر نہ سہی

کدہر سجدہ کرون اللہ نے یہ دن دکھایا ہے / کہ جسپر جان جاتی ہے تجھے اوسنے بلایا ہے

دل و جان و جگر دونگا انہین مین نشانی مین / کہ مجھ بیتاب کو گھونگٹ اولٹ کے منھ دکھایا ہے

مراد عشق آئی ہے یہ داغ دل سے روشن ہے / خدا کا گھر ہی سنت کا چراغ اسمین جلایا ہے

کیا الاس کا غل ادھر ادھے زخم کھا کھا کے / تڑپ کر جا بجا قاتل کا دل کیا کیا بڑھایا ہے

نہین کچھ اصل اے یارو طلسم باغ دنیا کی / یہ تمکو خواب بیداری مین غفلت نے دکھایا ہے

سحر تک کی ہے پروانون سی بڑھکر اسنے جانسوزی / کسی محفل مین اوسنے دل جو میرا آزمایا ہے

ہوس مین دید کی آیا ہون تم اپنی ہی کہتے ہو / ستمگر ہی جو مجھکو پاس پردے کی بلایا ہے

پتنگون کو جلا کے شمع روشن نے سر محفل / پری سی شکل مین دھبا سیاہی کا لگایا ہے

گل شاداب جنت کا ہی عالم ہر جراحت کا
ترے کشتے کو صد رحمت ہی کیا کیا زخم کھایا ہی

تمہاری رہگذر مین کسقدر رویا ہون دیکھو تو
لگی ہین کشتیان آنکھون سے وہ دریا بہایا ہی

نکھرنا کون دیکھیگا جوانان گلستان کا
سحر تک شام سے ہر گل جو شبنم مین نہایا ہی

عجائب معرکہ ہی امتحان ہی ظلم و الفت کا
وہ شمشیر آزماتے ہین یہان دل آزمایا ہی

ازل سے جسکے نظارے کی حسرت ہی خدائی کو
وہ خوشرو ناز مین اپنی نگاہون مین سمایا ہی

ملا کے خاک مین عاشق کو وہ غصے مین بیٹھے ہین
کوئی پوچھے تو کیون نام و نشان اسکا مٹایا ہی

جزائے خیر دے تو اے خداوند کریم اوسکو
مرا معشوق ہی جسنے مرے دل کو ستایا ہی

چڑھائی ہو رہی ہے حسن عالمگیر کی مجھپر
پریزادون نے میرے دل کے ٹکڑے کو دبایا ہی

شرف کی آنکھ کھلنے کی نہین شور قیامت سے
وہی چونکائے تو چونکین نہین جسنے سلایا ہی

سلف سے لوگ اونپہ مر رہے ہین ہمیشہ جانین لیا کرینگے
یہی کرشمے ہوا کیے ہین یہی کرشمے ہوا کرینگے + +
ہمین جو بے جرم پیستے ہو یہ جانتے ہو کہ کیا کرینگے
خدا نے چاہا تو سرمہ ہو کر تمہاری آنکھون مین جا کرینگے
نہ رہنے دینگے کبھی وہ باہم تپاک دیکھین گے انہین جسدم
بدن سے خارج کرینگے جان کو جگر سے دل کو جدا کرینگے
چمک ہے اسمین محبتانہ یہ بیقراری ہے عاشقانہ
مزا اوٹھائینگے درد دل کا کبھی نہ اسکی دوا کرینگے
بڑھا تو ہے ربط ہمسے تمسے خدا نے چاہا تو دیکھ لوگے
تمہارے پہلو مین یار دل کی طرح ہمیشہ رہا کرینگے
کسی کا احسان ہم نہ لینگے کسی کو تکلیف کچھ نہ دینگے
خدا نے پیدا کیا ہے ہمکو خدا ہی سے التجا کرینگے
جب آئینگے وہ پئے عیادت تو ہو گی دل کو امید صحت

زمانہ مجھکو دعا کریگا مسیح میری دوا کرینگے

نہین خوش اعمال اگر نہین ہون فرشتے تربت مین خشمگین ہون
خدا کی رحمت سے مطمئن ہون یہ کیا کرینگے وہ کیا کرینگے

تمام ہوتے ہین دیکھ جاؤ جمال آکے ہمین دکھاؤ
تمھارے غم مین لبون پہ دم ہے کوئی گھڑی مین قضا کرینگے

رہیگی یاد اونکی خوشخرامی مرا سخن ہے یہ لاکلامی
قدم نہ پردے سے وہ نکالین مری نظر مین پھرا کرینگے

رولائے جاتی ہے اونکی حسرت چلی ہی آتی ہے مجھکو رقت
رہین گی کاہیکو میری آنکھین جو یون ہین آنسو بہا کرینگے

ملا ہے آرام آشیان کا نہین کچھ اندیشہ باغبان کا
رہا بھی ہون گے تو آکے اکثر ہم اس قفس مین رہا کرینگے

کہین ٹھکانا نہین ہمارا تمھاری شفقت کا ہے سہارا
غریب ہین دو ہمین دلاسا تمھارے حق مین دعا کرینگے

لرز رہے ہین ستانے والے خدا کے آگے کہین ہین نالے
گریز اسنے کریگا محشر یہ وہ قیامت بپا کرینگے

اگر چھٹے بھی قفس سے بلبل کریگی برباد حسرت گل
رسائی ہوگی نہ آشیان تک چمن مین تنکے چنا کرینگے

قبول ہوگی دعا ہماری کرینگے جسدم ہم آہ و زاری
کبھی نہ جائیگی اوپر اوپر ہماری حاجت روا کرینگے

نگاہین اوپر جو ہمنے ڈالین اونھون نے آنکھین شرر نکالین
ستم یہ ڈھایا ہے کم سنی مین جوان ہوکے وہ کیا کرینگے

آنکھین ہوئین روشن رخ روشن سے تمھارے واقف نہ فرشتے ہوئے مسکن سے تمھارے	دولت یہ ملی لپٹی جو دامن سے تمھارے انسان نے کی حسن رسائی سے رسائی

اک داغ دل اک داغ جگر سے تو ہین آگاہ
دو پھول لیے جاتے ہین گلشن سے تمہارے

[illegible] اک مین جب سر کے لٹکنے کا مزا تھا
میت بھی لپٹ جاتی جو توسن سے تمہارے

[illegible] کو کیا چاہتے ہین مجلس حیران
لب ہین مسی آلودہ جو سوسن سے تمہارے

رحمت کے سوا کچھ بھی تمھین بن نہ پڑیگا
جسوقت لپٹ جاؤنگا دامن سے تمہارے

شعلہ سے عیان داغ ہوا شمع کے دلکا
لو اسنے لگائی رخ روشن سے تمہارے

بجلی کی تڑپ گرد ہوئی گشت سے اسکی
روپوش چھلاوے ہوے توسن سے تمہارے

[illegible] سے جو ہم روئے تو گھبراکے وہ بولے
منھ کو جگر آجاتا ہے شیون سے تمہارے

[illegible] کی صورت کی جو مشتاق ہوئے ہم
فی الفور برآمد ہوئی جوشن سے تمہارے

خورشید جو دنیا کی طرف منھ نہین کرتا
چھپتا ہے یہ شاید رخ روشن سے تمہارے

خونریزی و شب خون پہ کمر تمنے جو باندھی
دنیا کا ہوا خاتمہ [illegible] سے تمہارے

[illegible] وہ پٹے ہین جو زمین پہ گل و لالہ
مرجھاگئے ہین شرما کے یہ جوبن سے تمہارے

[illegible] اسیران قفس [illegible] نکل جاؤ
ہوش اوڑ گئے صیاد کے شیون سے تمہارے

[illegible] سے گلا کاٹ چھری شوق سے پھیرو
احسان تو اوترین مری گردن سے تمہارے

ہم کہتے تھے حسرت نکرو ذلت کی یارو
آخر دم او بیجھنے لگے الجھن سے تمہارے

گھبراکے نہ سر کھینچ نہ اوڑاؤنگا لہو مین
لو دور تڑپتا ہون مین دامن سے تمہارے

بسمل سے چھری رکنے کی برداشت نہوگی
نکلین گے نہ مطلب مری گردن سے تمہارے

کچھ شک نہین بخشتے گئی لاریب شرف تم
فردوس کی بو آتی ہے مدفن سے تمہارے

حیران ہون کہ تاکتی ہے چشم تر کسی
ہرجائی ہوکے ڈھونڈھ رہی ہے نظر کسی

کیا کیا خدنگ ناز کے چھرا رہے ہین زخم
اے یار ہے نصیب یہ درد جگر کسی

یہ دھوم دھام محفل معراج کی جو ہے
کون آئیگا دکھائیگا کر و فر کسی

صیاد الغرض اسیرون پر اب نہ کر
جان اوڑ رہی ہے ناز ہے پرواز پر کسی

پروانہ ہے نہ کوئی نہ محفل نہ رات ہے
دکھلا رہا ہے یاس چراغ سحر کسی

صحرا میں کوئی کوئی کہیں چھانتا ہے خاک
سودائیوں میں تیرے فروش آتا ہے گھر کسی

پتھرا گئے جب یہ آنکھیں مری پھوٹ جائنگی
پھر تیرے انتظار کی ہوگی نظر کسی

لاکھوں کو تم جو روز ملاتے ہو خاک میں
دکھلا رہے ہو شان قضا و قدر کسی

پرہیزگار کون ہے مجرم ہیں کون کون
عیبی کسے وہ سمجھے ہیں اہل ہنر کسی

قدرت نے روح ڈالی ہے اک مشت خاک میں
ذرہ نوازیوں سے کیا ہے بشر کسی

غربت زدہ جو منزل ہم دنیا میں تھے
بھیجا ہے تمنے کسکو ادھر اور ادھر کسی

تربت میں بھی چلی ہے مرے ساتھ مصیبت
اعمال نے کیا ہے مرا ہمسفر کسی

الفت کسے نصیب ہوئی اسکے نا نصیب
بخشا اثر کسی نہ دکھایا اثر کسی

سب غش میں ہوں گے یار جب آئیگا سامنے
دل بھر کے دیکھنے کی رہے گی خبر کسی

درد شب فراق بلا کو ہے کم نہیں
نازل کیا ہے تمنے مری جان پر کسی

رہ رہ کے غش جو آتے ہیں موسی کو دمبدم
کیا جانئے یہ دیکھتے ہیں جلوہ گر کسی

آئی صدا جو ہونے لگی ہم لحد میں خاک
تم تو چلے سیر دکھا اب یہ گھر کسی

ناسور پڑ گیا ہے کلیجے میں عشق کا
سینہ شگاف کرکے دکھاؤں جگر کسی

حوریں یہ مجھسے پوچھتی ہیں سچ کہو شرف
دنیا میں تمنے پیار کیا عمر بھر کسی

گل و لالہ ہیں پژمردہ ہوا ہے بوستان بدلی
کریگا گلشن افروز اسکے تیری باغبان بدلی

بہار منزلت تاراج ہے خانہ باغ پر اسکے
کرم گستردہ گل ہے جو ستی ہے آستان بدلی

نباہا بات کو راہ وفا میں بات پر آکے
نہ یہ کوچہ کبھی بدلا نہ پھر ہمنے زبان بدلی

ہزاروں زخم کھائے خندہ پیشانی سے اے قاتل
رہے ہم سرخرو تیوری نہ وقت امتحان بدلی

بہار گل کی کیفیت مبارک ہو تجھے بلبل
چمن پر چھائی ہے گھیرے ہے تیرا آشیان بدلی

چمک سے تیری شمشیر دودم کی مہر پنہاں ہے
زمین پر دھوپ ہے گردون پہ ہرای نوجوان بدلی

ہنسا اے شوخ تو جسپر تو بجلی گر پڑی اسپر
کلیجوں پر چلیں چھریاں نظر تیری جہاں بدلی

ہماری دلگی کو بھیجدو حوروں کو مدفن میں
نکیرین آئے ہیں جلدی کرو اے جانجان بدلی

نہیں راہِ وفا مین کچھ قیام اونکی طبیعت کو
ازل سے کس شہید ناز کو ہے سوگوار ہمت
بگولے آکے ہر سو سے اوتر لے ہوئے گلستان مین
نہ بلبل چہچہائینگے نہ یہ گھر گھر کے آئینگی
کریگا خاتمہ تڑپا کے سر ٹکرانے والونکا
نہ آئی صبح تک نیند اونکو جاگنے کی تصور مین
رہے پیکان ترا قائم ہے دل خون ہوکر
رہے وحشت پہ نازان پہ نازان قتل الفت کو
کسی مظلوم کا برسا کے منہہ گھر لٹنے ٹوٹا آیا ہے
لپٹ کر پیٹ مجنون سے لیلی مرنے کہتی تھی
تلون نے ترے ارمان لیٹان محبت کو
خمیدہ ہوگئے گمر اُن کو کہ کے ہم رخصت
محبت کی در محبوب پہ باتین جو کرتا ہون
معاذ اللہ کیا شہر خموشان بھی ہے نیا بیسان
ہماری نصد کھلوانے بیماری گھر گئے جاکی
فراق یار مین اندھیر کیون مجھپہ مچایا ہے

یہان بدلی وہان بدلی وہان بدلی یہان بدلی
جو یہ پوشاک نیلی پہنی نہ تونے آسمان بدلی
چمن سے کاروان گل کی کرتی ہے خزان بدلی
بہار گل ہے رخصت چار دن ہے یہان بدلی
نہونے دیگا جیتے جی تمہارا آستان بدلی
کہانی پر کہانی داستان پر داستان بدلی
کرے اس صاحب خانہ کی جلدی یہ مکان بدلی
نہ کی غنچون نے گویائی نہ بلبل کی زبان بدلی
پڑا ہے آسمان صبر اوسکا جو ہے تھا نشان بدلی
نہیں عرصہ ہے کروٹ تم نے کیون ہو نا آدان بدلی
گھڑی بھر مین جگہ بدلی نظر بدلی زبان بدلی
خطا کی ہمنے شمشیر جوانی سے کمان بدلی
نہیں پھر وجہ کے عالم مین کرتی پاسبان بدلی
ہزارون ہی شہنشاہون کی حیثیت یہان بدلی
ابھی تو خون کی رنگت نہیں ہے کیا نشان بدلی
رو رہا ہے دل مرا گھیرے ہے میر کیون مکان بدلی

شعر فیضہ رونے کو یہ چھائی تو ہے گو غریبان پر
گھٹی ہے یکڑون ہی تیرے توپون کو بے نشان بدلی

جبتک بلائیگا نہ وہ خلوت نشین مجھے
سمجھے ہو لوٹ لوٹ کے اندوہگین مجھے
آزردہ کیون ہو یاد جو کرتے نہیں ہیں مجھے
تو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
شہرت جو آہ برابر خورشید حشر کی +

تنہائی مین نہ چین پڑیگا کہین مجھے
وہ دل غنی ہو نہین کہ ذرا غم نہین مجھے
آتا مین پوچھتا جو وہ ملتا کہین مجھے
تحسین لاکھ لاکھ تجھے آفرین مجھے
دکھلانے کو ہے یار رخ آتشین مجھے

خوشدل ہوں سن کے آمد محبوب کی خبر
حسرت سے اسلیے میں اترتا ہوں قبر میں
محبوب بے نیاز کو سجدہ کروں جو مست
اک شاہ حسن کا ہو تمیز ریا گنا ہگار
کندہ ہے اسم ذات مرا دل وہ مہر ہے
شہرت تری اوڑائی ہے اے بادشاہ حسن
الٹے گی کیا سرشت مری بھی اسی سے ہی
دیکھا جگر کا گھاؤ تو بندش کے واسطے
رخصت جو کچھ کی نہیں دیتا ہی نزع میں
پوچھا جو آئینے سے نہ فرصت کی وجہ کیا
مجھسا نہ کوئی چاہنے والا ترا ہوا
جب سے تری گلی میں بچھایا ہے بوریا
عالم میں اک سے ایک پری شکل ہی تو ہو
نشتر او ترا او ترکے چہری کو ہی رو کتی
دنیا میں آکے یار ترے انتظار میں
اک دہوم تھی قران مہ و مشتری ہوا

بس بس شہا اب کہو کوئی اتار دہ نگین مجھے
ملتی ہے جان سے کے یہ دو گز زمین مجھے
اے شوق ذوق اوٹھاؤ نہ دنیا جبین مجھے
دربار عام میں بھی اجازت نہیں مجھے
تقدیر سے مری یہ ملا ہے نگین مجھے
ممتاز ہوں خطاب ہو روح الامین مجھے
آغوش کھول کے لیگی زمین مجھے
جلاد نے اوتاردی اک آستین مجھے
روکے ہوئے ہے کیوں یہ دم واپسین مجھے
بولا کہ چھوڑتا نہیں اک نازنین مجھے
تجھسا ملا نہ کوئی جہاں میں حسین مجھے
تسلیم کرنے آتے ہیں مسند نشین مجھے
تیرے سوا کسی کی تمنا نہیں مجھے
کیا کیا بچا رہی ہے تری آستین مجھے
سو جہاں شش پیس بنیا رہ گئیں مجھے
شب کو کیا جو یار نے پہلو نشین مجھے

ذرہ میں تھا شرف یہ ملا میں شرف ہوا
پہنچا دیا ہے تم نے کہیں سے کہیں مجھے

وہاں سے جب کبھی نخچیروں کی پکار آئی
کہلی نہ رنگ دکھایا تمہاری محفل کا
کبھی جو یار کو دیکھا تو خواب میں دیکھا
ہماری خاک سمجھ کے چھپی وہ گوشے میں
کسی چمن نے دکھایا نہ رنگ اوس گل کا

تو صید گہ میں اجل کھیلنے شکار آئی
نکھر نکھر کے ہزاروں جگہ بہار آئی
مری مراد بھی آئی تو مستعار آئی
جہان میں کوئی آندھی جو پر غبار آئی
ہزار پھول کو سونگھا نہ بوئے یار آئی

خدا ہی جانے یہ کیا زندگانی سوجھی تھی
جو لے کے چند نفس کا یہ اختیار آئی

کبھی جو یار نے دو پھول لا کے پھینک دیے
طواف قبر کو ہر باغ کی بہار آئی

کسی جگہ بھی نہ بیرحم نے سماعت کی
کہان کہان مری فریاد اوسی پکار آئی

کبھی جو یاد کیا مجھکو میرے بعد اوسنے
مزار مین مجھے ہچکی ہزار بار آئی +

مٹے ہوئے ہین دو عالم بنا دیا اوسکو
خدا کی شان ہے اوس شوخ کی خود آرائی

اکیلے سجدہ مین آیا جو مجھکو سناٹا
تو روح قیس وہین باندھتی حصار آئی

نکھر کے یار نے جسوقت آئینہ دیکھا
خودی سما گئی اللہ ری خود آرائی

خدا ہی جانے کیا کیا مرے بگولے کو
صبا کے دوش پر اک بوجھ تھا اوتار آئی

تڑپ گیا مین تمنا مین تیری خوشبو کے
دماغ مین جو کبھی نکہت بہار آئی

بہت خفا تھے مگر رحم آگیا اونکو
قیامت آکے مرا دکنا ہگار آئی

ہوئی جو گلشن ایجاد مین سرشت مری
بدن مین روح جو آئی تو بوے یار آئی

تمہارے حلق سے شانہ ہلا جو مدفن مین
دوبارا جسم مین پھر جان جان نثار آئی

نہ ترک کی مرے غم مین کبھی سیہ پوشی
گھٹا جہان مین جب آئی تو سوگوار آئی

کیا ہے معرکہ عشق اوس دلاور سے
کہ جسکے قبضۂ قدرت مین ذوالفقار آئی

غشی کا حکم تو موسی کو طور پر آیا +
ہماری آنکھون کو تاکید انتظار آئی

مہم عشق پہ کیا حسرتون نے ہنگامہ
ہمارے دل کی طرف غیب سے پکار آئی

دغا جو دی مجھے اوس بیوفا کی آمد نے
شب فراق بڑھانے کو اعتبار آئی

خدائی رحم کرے رفتگان کی غربت پر
اوتر رہے ہین شرف منزل مزار آئی

جانجان اللہ ری شان کبریائی آپکی
حسن کا بندہ کیا مجھکو خدائی آپکی

مارا و تاریکی ہمین بے اعتنائی آپکی
روح کو تحلیل کرتی ہے جدائی آپکی

عشق کا مارا ہوا ہون رحم مجھپر چاہیئے
کیجیے سنوائی دیتا ہون دہائی آپکی

دیکھتے ہی آئینۂ الفت کا دم بھرنے لگے
یہ تو کہیئے اب کہان ہے بیوفائی آپکی

موت وا منگیر ہوتی ہے شب تنہائی مین
خاتمہ بالخیر کرتی ہے جدائی آپکی

دیکھ لینے کی دعا تھی دیکھتے ہی مر گئے
اولٹی سیفی ہو گئی جلوہ نمائی آپکی

پاک داماون نے بھی جھلکی کبھی دکھلائی نہین
پارسا بنے ہوئے ہین بت پارسائی آپکی

دل کو انسان کے تڑپنے سے نہین ہتی نجات
جان لیکے چھوڑتی ہے بیوفائی آپکی

لن ترانی آج ہی کل کیجیے گا اختلاط
ناز معشوقانہ ہے بے اعتنائی آپکی

ذبح کرنے بھی جو بیٹھے مجھکو تو منھ پھیر کے
انتہا کو آج پہونچی کج ادائی آپکی

گھلتے گھلتے جسم آخر استخوان گھلنے لگے
کاہش جان ہو گئی بے اعتنائی آپکی

حشر تو برپا کیا دیدار بھی دکھلائیے
جانستان مشتاق ہے ساری خدائی آپکی

کیا ہوا اچھا مجھکو منہ کیا سمجھ کے دل دیا
شہرۂ آفاق تھی بے اعتنائی آپکی

گل کہین کھلتے ہین ملتی ہین کہین نقش و نگار
ہے رجا و بیم قدرت آزمائی آپکی

کون پہونچا تاب ہے اوس بادشاہ حسن تک
اے شرف حسن رسا سے ہے رسائی آپکی

وہ رنگت تو نے اے گلرو نکالی
نچھاور کو گلون نے بو نکالی

رواج بوے سنبل کرکے موقوف
صبا نے نکہت گیسو نکالی

نہ تھی جانے کی اوس تک راہ دل کی
چھری سے چیر کے پہلو نکالی

نکاسی جب نہ دیکھی پاس دل کی
بہا کے آٹھ آٹھ آنسو نکالی

ہماری روح اک رشک چمن نے
سونگھا کے پھول کی خوشبو نکالی

مرے صیاد نے بلبل کی میت
قفس سے توڑ کے بازو نکالی

کیا اوس سے جو خوش چشمی کا دعویٰ
تری جانب کی آنکھ آہو نکالی

سلیمانی دکھا دی شان تم نے
پری پروا نکے وہ خوشرو نکالی

نکالا حسن کا ارمان تو نے
مری حسرت نہ اے دلجو نکالی

چمن مین چٹکی چٹکی بو لے اوڑی
نہ بستے دی گئی خوشبو نکالی

دہان زخم سے تلوار بولی
یہ شکل بوسۂ ابرو نکالی

مردانہ وار حاضر و غائب ہیں شیفتہ / اخفائے راز عشق نہیں بر ملا بھی ہے

آمد خزان کی ہے چمنوں میں آج کلکہ / کھلا رہا ہو کوئی جو غنچہ کھلا بھی ہے

مرجھا رہے ہیں پھول پھڑکتے ہیں عندلیب / سنبل اولجھ رہے ہیں پریشان ہوا بھی ہے

آواز تک نکلتی نہیں مارے ضعف کے / کیا درد دل کہوں مرے منھ میں زباں بھی ہے

کیونکر نہ حشر ہو ترے کشتے کے ساتھ ساتھ / اس ازدحام سے کوئی تا قیامت اوٹھا بھی ہے

مطلب کسی کو حسن پرستوں کے درد سے / جسکے مریض ہیں اوسے فکر دوا بھی ہے

راہ وفا میں دل کی اطاعت ہی چاہیے / رہزن بھی اب یہی ہے یہی رہنما بھی ہے

سرمے کی طرح عشق نے پیسا ہے جب سے ذل / مد نظر بھی ہیں تری آنکھوں میں جا بھی ہے

تم ہو فریفتہ جو حسینوں پر اے شرف
یہ تو بتاؤ ان میں کوئی با وفا بھی ہے

ناز پھر کون اوٹھائیگا ادا کیا ہوگی / مرنے والے جو نہ ہونگے تو قضا کیا ہوگی

سرخرو میرے لہو سے تو حنا کیا ہوگی / شوخ رنگت ہے تو ہو بوئے وفا کیا ہوگی

سنتے ہیں یار نے پہنی ہے گلابی پوشاک / عالم اوس شوخ پہ کیا ہوگا قبا کیا ہوگی

درد ہجران میں لہو تھوک کے مر جاؤنگا / ضیق میں جان ہے ہر سو سے شفا کیا ہوگی

عادت حسرت دیدار نہیں جانے کی / بے پر پردہ نظر آنکھوں سے جدا کیا ہوگی

پھول سا جسم مرا خاک میں ہوگا معدوم / روح تو بو ہے تمہاری یہ فنا کیا ہوگی

مری آواز جو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے / اسطرح کی کوئی پر درد صدا کیا ہوگی

قالب انسان کا نہیں ہے قفس تربت ہے / روح پھنس جائیگی اسمیں تو رہا کیا ہوگی

خوب تقدیر ملی رہنے کی اس دنیا میں / دم بھی باقی نہ رہا اور سزا کیا ہوگی

آنکھ تسکین و تشفی سے کھلی بھی تو کہا / درد تنہائی جو ہے اسکی دوا کیا ہوگی

کچھ کمی درد میں ہوتی ہے تو دل کڑھتا ہے / جان آزار محبت سے شفا کیا ہوگی

شام سے آکے رہینگے وہ ہمارے گھر میں / رات پھر آج خوشی وصل کی کیا ہوگی

گل میں تو نگا میں جنم یا کہ کسی بلبل میں / دوسری شکل مری بعد فنا کیا ہوگی

رو کے عیسی نے کہا اسکو کہیں پھینکو دو
پینے والے نے قضا کی یہ دوا کیا ہوگی

سن کے گیا اونکا وہ کیا دل کا دکھانا جانیں
ہوگی جب ہوگی ابھی اونسے جفا کیا ہوگی

جان اوٹھی جاتی ہے عبرت سے مری ہستی پر
اے خدا خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

آئینے کو بھی تو کدورت نہ دکھائی تم نے
اور اب اس سے سوا شرم و حیا کیا ہوگی

آئیگی جبکہ صدائے لمن الملک الیوم
وقت کیا ہوگا شرف شان خدا کیا ہوگی

آتے ہیں تڑپ کے دفن کو وہ اترا بام سے
ہم ایسے منہ لپیٹ کے پڑتے ہیں شام سے

دل سے وہ برخلاف ہیں خود جاکے لائینگے
سر ہوگی یہ مہم نہ مدار المہام سے

بھر بھر گیا گلال سے دامن نسیم کا
یہ رنگ گل اوڑا مرے گلرو کے نام سے

مرتا ہوں یار پہ مجھے سمجھا نہ اے اجل
تو اپنا کام کر تجھے کیا میرے کام سے

تم نے کسی جگہ جو کسی کو کیا شہید
پیدا ہوئے بہشت کے پھول اوس مقام سے

تیری خوشی تو چند قفس میں مٹیں گے ہم
مطلب سلف سے تھا نہ غرض ہے دوام سے

میرا جنازہ دیکھ کے بولے وہ ناز سے
جی اوٹھیں یہ پکار دو اگر میرے نام سے

آتی نہیں ہے بو تری جبتک دماغ میں
رہتی ہے میری روح کشیدہ مشام سے

دل سے کبھی گئی نہ اسیری کی آرزو
کنج قفس کا ذوق رہا عشق دام سے

سودا جو عشق کا ہے اوسے جل کے ڈھونڈیئے
پیری مریدی چاہیئے اپنے امام سے

خورشید کر رہا تھا جو تجھے فلک پہ ناز
رفعت میں وہ بھی پست ہوا تیرے نام سے

ساری خدائی میرے جنازے کے ہمراہ تھی
کسنے مجھے اوٹھایا ہے اس دھوم دھام سے

دنیا ہے ہیچ چند نفس رہ گئے کیا کروں
جلدی مجھے بلاؤ میں گذرا قیام سے

چپ رہتے ہیں خدا نے جنہیں دی ہے آبرو
آتی نہیں صدا کبھی لبریز جام سے

چوتھے فلک پہ جا کے دماغ مسیح ہے
عیسی نفس ہوئے ترے حسن کلام سے

ہم سمجھا لئے ہارے جو کچھی اونسے آدھی بات
ظالم نے جان لی سخن ناتمام سے

مارا ہے بیٹھے ملک الموت نے مجھے
دم دیکے جان لی ہے مری تیرے نام سے

دو نگا جو اہرات مین اے نامہ بر تجھے
خوشدل تجھے کریگا جو اوسکے پیام سے

رو یا ہون جب مین حسرت خوشبوی زلف مین
اشکون کی طرح مشک بہا ہی مشام سے

کہنے لگا صبا سے اونہین جا کے بھیجیے
کیا خوش ہوا ہی قیس ہماری سلام سے

تربت مین جاتے ہو کہ سوئے ہوا ہی شرف
یہان ہوا ابھی کہ کوچ کیا اس مقام سے

پہونچائی بوے زلف جو باد بہار نے
نافے مین دم چرا لیا مشک تتار نے

وہ میرے گہر جو آئے لگا مین پکارنے
میری مراد دی مرے پروردگار نے

انسان کے جگر پہ لگا بیٹھتے ہین تیر
جلاد کر دیا اونہین شوق شکار نے

دم بہر مین روح گھٹ کی بدن سے نکل گئی
نالہ کیا جو ضبط دل بیقرار نے

آنکھون مین نیند آتی ہوئی جو تکتے رہے
جھپکانے دی پلک نہ تری انتظار نے

دل عندلیب کا ترے شہباز کو دیا
میرا جگر کھلا نہ دیا باز دار نے

رکھ دی قفس مین ہمنے جو ٹہنی گلاب کی
گلرو سے وصل ہو یہ دعا دی ہزار نے

فورا آنگلا چہری کے تلے آکے رکھ دیا
بو صید گہ مین پائی تری جب شکار نے

وعدہ خلافیون سے ترے دلمین آبلے
آنکھون کو پہوڑ ڈالا تری انتظار نے

قصر بہشت ہو کے دکھائی وہ انجمن
دنیا بھلا دی ہمکو ہماری مزار نے

دن رات پہر یہ گرد رہا مہر و ماہ کے
کی میرے بعد حسن پرستی غبار نے

جاتے ہین دلمین کھینچے تصویر یار کی
شیشے مین ہم چلے ہین پری کو اوتارنے

پروا چمن کی ہے نہ ہوس گلرخون کی ہی
سب کچھ بھلا دیا ترے روی نگار نے

کچھ تیری جستجو کے سوا سوجھتا نہین
دل اسقدر رجوع کیا تیرے پیار نے

سچ ہے کہ مٹنے والون کی مٹی خراب ہی
پژمردہ گل ہوے تو نہ پوچھا بہار نے

اوس غیرت پری سے یہ مجنون کی غرض ہے
لیلی کو لیکے آیا ہون صدقہ اوتارنے

گھائل ہوئے ہو کون سے میدان مین ای شرف
برچھا جگر پہ مارا ہے کس نے سوار نے

خونریزیوں کا شور تری انجمن میں ہے
کس دھوم سے بہار کی آمد چمن میں ہی

یوسف کی طرح رہتی ہر دل چہ ہی عزیز
خوشبو کہاں کی گل کے پھٹے پیرہن میں ہی

حنظل سے بھی سوا ہے مجھے میوہ بہشت
نیت لگی ہوئی ترے سیب ذقن میں ہی

کہنے لگا وہ شوخ سمجھے غش میں دیکھ کے
زندہ ہی منھ لپیٹے کہ مردہ کفن میں ہی

گل کھا کے دی جو ہی کسی گلرو پر اپنی جان
مرنے کے بعد پھولوں کی خوشبو کفن میں ہی

اک گل کو اگلے سال کیا تھا گلے کا ہار
بو باس اوسکی آج تلک پیرہن میں ہی

خوشبو ہی زلف یار کی اللہ ری سرکشی
جو نافہ ہی چھپا ہوا لئے ہوے دم ختن میں ہی

حوروں نے لا کے عطر ملا ہے بہشت کا
تربت مہک رہی ہی وہ خوشبو کفن میں ہی

ساری خدائی میں تری یکتائی کی ہی دھوم
چرچا اسی کا آٹھ پہر مرد و زن میں ہے

دم بھرتے ہیں جسکو چاہو مسیحا نفس کرو
کیا بات ہے وہ حسن کرامت سخن میں ہی

چپ ہو گیا ہوں یار سے کیا حال دل کہوں
قیدی زبان ہے قفل خموشی دہن میں ہی

مطلب ہی دل کو حسن پرستی سے رات دن
پروانہ انجمن میں ہی بلبل چمن میں ہے

تم بھی ادا جو چاہیے معشوق کے لیے
زیبا تجھی کو ہی وہ تری بانکپن میں ہی

راہ وفا میں یار سے ملنے کی ہے امید
پھر جائیں ہم جو سوئے وطن کیا وطن میں ہی

لیلی جو منھ لپیٹ کے پڑتی ہی شام سے
افسردہ دل ہے قیس جو صحن چمن میں ہی

کیچھ دل ہی لطف اوٹھاتا ہی سن سنکی ای بشر
وہ درد وہ مزا ترے شعر و سخن میں ہی

آخر ہے شب وصل قیامت کی گھڑی ہے
بیٹھا ہے مسیحا پہ اجل سر پہ کھڑی ہی

دیدار کا سائل ہوں نہیں ای بادشہ حسن
مایوس نہ کرنا مجھے امید بڑی ہے

بلبل سے دلی بغض ہوا ہی جو گلوں کو
کیا جانیے کیا باد بہاری نے جڑی ہی

ای یار کسی طرح یہ رخصت نہیں ہوتی
آنکھوں میں تری دیکھنے کو جان اڑی ہی

اے بلبل شیدا گل و لالہ نہ سمجھنا
تیرے لیے خونریز یہ فوج آ کے پڑی ہی

کہنے لگی وہ مجھکو جو روتے ہوئے دیکھا
اے شخص یہ رقت ہی کہ ساون کی جھڑی ہی

لیٹا ہون تو قاتل نے دیا ہی مجھے بوسہ
جان آج لڑا دی ہی تو تقدیر لڑی ہے

دم راہ عدم مین کوئی لیتے نہین پاتا
زندہ نہین رہتا کوئی منزل وہ کڑی ہے

گویا یہ دہن ہے کہ یہ ہے غنچہ گویا
سوسن ہی شگفتہ کہ یہ مسی کی دھڑی ہے

لے خوش ہو مبارک ہو تجھے قاتل عالم
دو ٹکڑے کلیجا ہے وہ تلوار پڑی ہے

آخر ہی شب وصل چراغ سحری ہون
محبوب سے افسوس بچھڑنے کی گھڑی ہے

نظرون مین سماتا ہی نہین حسن کسیکا
اوس شوخ پہ جسدن سے مری آنکھ پڑی ہے

اوٹھوا دے خدا کے لیے اے بادشہ حسن
دروازے پہ میت کسی بیکس کی پڑی ہے

دو وقت جھروکے مین جو وہ آتے ہین رونے
کس شخص کی میت پس دیوار پڑی ہے

کس حسن سے روتا ہون مین دیکھو تو شرف آج
اشکون کی لڑی ہے کہ یہ موتی کی لڑی ہے

شنوائی نہ کی اوس ستم ایجاد کسی کی
بلوا کے غریبون کو نہ دی داد کسی کی

سر پھوڑنے کو ہم تھے سو فرہاد نے پھوڑا
روداد ہماری ہوئی روداد کسی کی

گلشن کی بنا ہی ترے کشتے کے لہو سے
پہلے نہ کہین گل تھے نہ بنیاد کسی کی

معشوقون کو عشاق کے پہلو مین نہ پایا
آغوش نہ دیکھی کبھی آباد کسی کی

آندہی نے اوڑایا کبھی پانی نے بہایا
کیا خاک ہوئی مفت مین برباد کسی کی

ہمتو ترے دیوانے ہین اے حسن تصور
کیا شکل دکھائی ہے پریزاد کسی کی

امید رہائی ہے اسیران قفس کو
چھوڑے جو کبھی جان بھی صیاد کسی کی

پہنے ہین شہیدون کے جو کپڑے گل و لالہ
پوشاک لٹاتا ہے وہ جلاد کسی کی

دل ڈھونڈ رہا تھا کوئی رقت کا بہانا
اچھا ہوا یاد آ گئی بیداد کسی کی

رویا ہون مین بہرون ہی کلیجے سے لگا کے
تصویر ہی دیکھی ہے جو ناشاد کسی نے

للہ مجھے قید اسیرون مین نہ رکھنا
مجھسے نہ سنی جائیگی فریاد کسی کی

دعوے سے خدائی کے تری کچھ بھی نہ ہوگا
شیوہ سے چلتی نہین شداد کسی کی

دنیا سے جو اوٹھین گے تو ٹھہرینگے نہ دم بھر
سنتے کے نہین بندۂ آزاد کسی کی

بسمل کوئی تڑپا ہے تو تڑپا ہون برابر
خون رویا ہون سن لی ہے جو فریاد کسی کی

صدمون سے نہ مہلت ملی افسردہ دلون کو
دم بھر بھی طبیعت نہ ہوئی شاد کسی کی

لکھواؤن گا مین سورۂ اخلاص تجھی سے
تیری سی کتابت بھی ہے حداد کسی کی

کہتا ہون پچھاڑین مرے گر تیری ہین آنسو
سنتا ہون کسی سے جو مین افتاد کسی کی

مشتاقون کے سر کاٹے ہین کیون بھوڑ کی تیغ نے
پٹی ہی تو سر کی نہ تھی جلاد کسی کی

کوچے مین ترے حشر ہے دیوانون مین کہرام
میت لیے جاتے ہین پریزاد کسی کی

چھٹتے ہی نہین ای شرف الفت کی گرفتار
اس قید مین ہوتی نہین میعاد کسی کی

اک داغ اوٹھا کے ادھکی ہم انجمن سے نکلے
پژمردہ پھول لیکے زندہ چمن سے نکلے

تیرے لیے سب اپنے اپنے وطن سے نکلے
پروانے محفلون سے بلبل چمن سے نکلے

انگارا کوئی کوئی صحرائی لالہ سمجھا
کیا کیا شکوفے میرے داغ کہن سے نکلے

اندوختہ کیا تھا کیا پاک دامنی نے
اوٹھے جو حشر کے دن چلے کفن سے نکلے

خلوت سرا مین ہمنے عریان کیا جو اونکو
گل بو وطن سے زیادہ دل پیرہن سے نکلے

پریون کے تخت اوترین صحرا مین خاک اوڑا
زندان سے جان چھوٹے گردن رسن سے نکلے

بوسہ طلب کیا ہے وہ کیا کہین کہ لے لو
دشوار بات کیونکر نازک دہن سے نکلے

جس جس کا امتحان ہو تسمہ رہی نہ باقی
جو ہاتھ یار نکلے اس بانکپن سے نکلے

خوش ہو گئے فرشتے پڑھ کے جواب نامہ
آنکھین پچھائین جسدم صرصر کفن سے نکلے

یون اوسکے غم مین نکلا پہلو سے دل ہمارا
غربت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

کی ہے حصار سوز الفت نے آزمائش
خود پھونک دون جو میرا دل اس جلن سے نکلے

نکلین لگانے کو جو وہ تیر خوش نگاہی
نرگس نشانہ ہو کے پہلے ہرن سے نکلے

محفل سے اوسنے اپنی برخاست کی ہماری
پروانہ ہو کے زندہ کس انجمن سے نکلے

اک بے وفا نے یارو دم دیکھ لیا ہی
دل کسطرح ہمارا اوس دل شکن سے نکلے

افسردہ ہو کے میرا دم اسطرح سے نکلا
آفت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

پھر درد مین چمک ہی پھر دلمین گھاؤ ہوگا
لو پھر لہو کے قطرے زخم کہن سے نکلے

میری زبان ہوئی ہے قفل در خموشی
آواز اونکے آگے کیونکر دہن سے نکلے

گلشن کھلے باغ عالم پھولا پھلا بسایا
اعجاز ایسے ایسے اونکے سخن سے نکلے

زمزم مین جاکے یوسف سودا کا مین ٹڑپا دامن
اے یار دل جو میرا چاہ ذقن سے نکلے

کیا ناتوان مشرف کو چھریان لگائین تمنے
دو خون کے نہ قطرے جسکے بدن سے نکلے

عشق مین اُف نکرینگے کبھی نالے کیسے
ہمتو بندے ہین تری چاہنے والے کیسے

تازہ عاشق ہون ابھی زیست کے لالے کیسے
جانتا بھی مین نہین ہوتے ہین نالے کیسے

بلبل جان کی عوض خلد وارم پائے ہین
دفترون مین ہے مرا نام قبالے کیسے

فوج خونریز سے ترکون کی نہ ہٹنا ایدل
لالہ و گل ہین قزلباش رسالے کیسے

سنکے مریخ لرزتا ہی ترے رن کھن کو
ہونگے اوس معرکے کے جھیلنے والے کیسے

دل مرا وادی سودا مین وہ بسمل ہی نایاب
جسکے عاشق ترے گیسو ہوی کالے کیسے

مستعد رحم دلی پر ہے کہ جلادی پر
ہتکھنڈے اونسے جوانی مین نکالے کیسے

منزلت ہی تری سرکار جنون مین ایدل
دیکھین ہوتے ہین تجھے داغ جوالے کیسے

کیا بچایا ہی عنادل نے ریاض گلچین
روکے اشکون سے چمن بھر دیے تھالے کیسے

حوصلہ کیا مین کرون قیس کی ہمراہی کا
میرے تلوون نہین تو ناسور ہین چھالے کیسے

نور کے لوگ ترے گرد رہا کرتے ہین
ہان یہ ہالے ہین مہ و مہر کے ہالے کیسے

کاہش جان ہوئی اوجھن شب تنہائی کی
زیست کے لالے ہین ایدل ترے لالے کیسے

جب تجھے منزل مقصود مین پایا ہوگا
خوش ہوکے ہونگے ترے ڈھونڈنے والے کیسے

کچھ نہ قابو جگر و دل پہ رہا تھا باقی
تم بھی انصاف کرو ہمنے سنبھالے کیسے

کیون تری بزم مین سوزان ہین پری سی شکلین
داغ شمعون کے دلون مین ہین یہ کالے کیسے

سلطنت چھوڑ کے میدان جنون پکڑا ہی
اک سپاہی بھی نہین ساتھ رسالے کیسے

اوس پریزاد نے بھی پھر تو سلیمانی کی
حسن نے مانگ کے ارمان نکالے کیسے

تازہ ایذا سے تو راحت کا مزا ملتا ہے
جا سے ہین ظلم ترے ناز ترالے کیسے

دو فرشتون نے ستایا تھا ہمین مدفن مین
سچ بتا ہمنے ترے نام سے ٹالے کیسے

کسنے شیرازۂ مجموعۂ گلشن کھولا
حجم کے حجم پریشان ہین رسالے کیسے

عارضہ درد جدائی کا جنھین ہوتا ہے
سانس بھی وہ نہین لیتے ہین سنبھالے کیسے

حشر برپا ہی کیا اوسکے غضب سے ڈر کے
اوڑ رہے ہین یہ فلک روئی کے گالے کیسے

ای شرف تمکو حسینون نے جو بلوایا تھا
داغ کیسے دیلے ارمان نکالے کیسے

پھرکے آئے نہ تری بزم کے جانے والے
کیا ہوئے باغ مین پہولے نہ سمانے والے

دل کو ٹھہراتے ذرا جات مین جان آجاتی
چین دم بھر ہمین دیتے جو ستانے والے

چوکھم اے مردم دیدہ ہی سمجھ کے رونا
ڈوب بھی جاتے ہین دریا مین نہانے والے

لیگئے دل وہ اوڑا کے تو تعجب کیا ہے
کاجل آنکھون کا چراتے ہین چرانے والے

اتیو جو نکالدے کہ برسون ہوئے سوتے سوتے
رحم کر طالع خفتہ کے جگانے والے

دل دکھا کے ہمین آمادۂ رقت جو کیا
اتنا ہم روئے کہ روتے ہین رلانے والے

چین لینے نہ دیا قبر مین بھی میت کو
مرحبا اے مری شانے کے ہلانے والے

دوڑتے دیکھی نلاہٹ جو مری زخمون پہ
نوش ہوئی زہر مین شمشیر بجھانے والے

پڑہی جائیگا کوئی تیر مرے بھی دل پہ
تاک ہی لینگے نشانے کے اوڑانے والے

ہمسفر ہو کہ نہو تو سرکے ترپکے اوٹھکے
راہ لیتے ہین چلے جاتے ہین جانے والے

تیرے کشتون سے مسیحائی جو اونکی نہ چلی
دم بخود ہو رہے مردے کے جلانے والے

زندگی شرط ہے ای دل وہ کہان جاتے ہین
مجھ تلک بھی او نہین لے آئینگے لانے والے

بحث مجھ سے نہ کرین منع کرو موسی کو
کون ہوتے ہین یہ الفت کے جتانے والے

عطر عنبر سے معطر ہین ہوا کے جھونکے
بال کھولے ہین وہ شاید ہین نہانے والے

ای شرف منھ سے نکالا جو کبھی دل دیکر
جان بھی دوگے تو پھر وہ نہین آنے والے

ہوس گلزار کی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

قضا بھی تیرے ہاتھوں چاہتے تھے تجھکو کیا سمجھے
نہیں تو تیغ دم کے ساتھ قاتل ہم بھی رکھتے تھے

خطاے عشق پر ہم پر نہ اتنا بھی ستم ڈھاؤ
اگر چاہا تو چاہا کیا ہوا دل ہم بھی رکھتے تھے

خدا کو علم ہے زندہ ہی یا جل بجھ گیا شب کو
دل اپنا تیرے پروانوں میں شامل ہم بھی رکھتے تھے

مری جانبازیوں پر گور میں رستم یہ کہتا ہے
نہ تھے ایسے جری گو شیر کا دل ہم بھی رکھتے تھے

علاقہ عشق کا لیتے یہ سوچے ہونگے بربادی
وگرنہ نقد جان و سکہ دل ہم بھی رکھتے تھے

خدا کے سامنے ہوگی جو پرسش عشقبازوں کی
کہیں گے ہم بھی اتنا عشق کامل ہم بھی رکھتے تھے

تمنا تھی ہمیں بھی تری صحبت دیکھ لینے کی
کہ پروانے تھے شوق ذوق محفل ہم رکھتے تھے

بڑی عقدہ کشا تھے تم تو سہل اسکو بھی کرنا تھا
مہم عشق سر کرنے کی مشکل ہم بھی رکھتے تھے

تلاش یار میں خفیہ گئے عشاق دنیا سے
خبر بھی کی نہ ہمکو شوق منزل ہم بھی رکھتے تھے

کوئی لحظہ جدائی میں تڑپنے سے نہ فرصت تھی
کبھی پہلو میں دل مانند بسمل ہم بھی رکھتے تھے

جنون کا زور تھا دلمیں جگہ کرلی تھی وحشت نے
غرض پیش نظر لیلی و محمل ہم بھی رکھتے تھے

جگہ دل کی طرح پہلو میں دی ہوتی ہمیں تمنے
لیاقت اس سرافرازی کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

اوسے کیونکر نہ کہتے ہم کہ یکتا ہی خدائی میں
شناسا تھی تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

خدا نے جان چھڑوائی شرف وہ خود بخود پہنچا
حقیقت میں عجب معشوق جاہل ہم بھی رکھتے تھے

ہوتا ہے کون عشق میں ممتاز دیکھیے
کرتا ہے کسکو یار سرافراز دیکھیے

اوڑ اوڑ کے بزم یار میں جاتا ہے روز دل
بے بال و پر کی کثرت پرواز دیکھیے

مرتے چلے کہ نرگس جادو ہے یار پر
عیسی کا آنکھ اوٹھا کے نہ اعجاز دیکھیے

حسرت ہے رحم آنکھوں یہ تاب نظر کرے
دل بھر کے حسن یار کا انداز دیکھیے

صیاد سے پروں کو کتروا نہ دے کہیں
کیا کرتی ہے یہ حسرت پرواز دیکھیے

قسمت کی یاوری سے جو معراج ہو نصیب
پردہ اولٹ اولٹ کر ترے ناز دیکھیے

عیسی جلاتے ہیں میں کشتہ ہوں آپکا
دم دے رہے ہیں مجھکو یہ دمباز دیکھیے

تفریح دل کی لاکے دوا اوسکو دیکھیے
بیمار کا مزاج جو ناساز دیکھیے

بھولے سے بھی نہ جائیے پھر صیدگاہ مین
دل پر مرے اوڑا کے جو شہباز دیکھیے

دل تھامیے کہ یار کلیجا سنبھالیے
انداز دیکھیے کہ ترے ناز دیکھیے

آنکھین ابھی کھول دینگے جو بولا نہ جائیگا
کشتون کو اپنے دیکے تو آواز دیکھیے

منھ پھیر کے جگر پہ نہ چھریان لگائیے
بندہ نواز جانب جانباز دیکھیے

ہوتے ہو تم کلیم سے یا ہم سے ہمکلام
کرتے ہو جا بجا کسے ہمراز دیکھیے

اللہ رے جو ای اشرف انجام ہو بخیر
کرتا ہی کیا یہ عشق کا آغاز دیکھیے

ترے شہید کی تربت جو لالہ زار مین ہی
خزان مین تکیہ گل ہی چمن بہار مین ہی

لہو کی بو تری شمشیر آبدار مین ہی
جبھی قضا و قدر اسکے اختیار مین ہی

نظر مین یار کی صورت فراق یار مین ہی
حصول دولت دیدار انتظار مین ہی

مژہ پہ تھو گہر اشک کو نظر انداز
جو آب و تاب ہی اسکی نگاہ یار مین ہی

سمان بہشت کا ہونے کو ہی کوئی دم مین
خدا کے دوست کی آمد مری مزار مین ہی

شفق نہین یہ ریاضت ہی مجھ جفاکش کی
شریک خاک گلون کی مرے غبار مین ہی

زمین قبر کی لپٹی ہے میری میت سے
عجب مزا ہے محبت کی بو فشار مین ہی

کہان سے گور غریبان مین دردمند آیا
کراہنے کی یہ آواز کس مزار مین ہی

پلک جھپکنے کی حالت نہین ہی آنکھون مین
یہ جان نثار کا حال اب تو انتظار مین ہی

کہان کہان نہین نیرنگ حسن کا تیرے
یہ دلفریب تو ہر نقش و ہر نگار مین ہی

جلوہ مین جب سے یہ رہتا ہی اوس پریرو کے
عجیب نور کا عالم مرے غبار مین ہی

اوسی کے حکم مین چلتا ہے جسکا ہوتا ہی
برہنہ تیغ کی عادت یہ جان نثار مین ہی

ترے سپرد کی اسکو نہ اے زمین چھوڑنا
امانتا مری میت ابھی مزار مین ہی

بلا رہا ہے جگر بیکسی و حسرت کا
پڑا ہوا جو کوئی استخوان مزار مین ہی

بھلا دیا ہے مزا اسنے من و سلوی کا
وہ چاشنی ترے کھیلے ہوئے شکار مین ہی

کیا ہے خلد کا وعدہ کسی کی رحمت نے
اوسی سے عشق ہی مجھکو اوسی کا بندہ ہون
یقین کسی کو نہین ہے قیام دنیا کا
کروگے وجد سنو زمزمے مری دل کے
کسے لگاتے ہو چھریان عتاب ہی کیسہ

گل نجات کی خوشبو گنہگار ہین ہی
حیات و موت مری جسکے اختیار مین ہی
یہ دہوم تیرے تلون کی روزگار مین ہی
کرلا جواب یہ بلبل کئی ہزار مین ہی
شمار بھی وہ ہوا دم بھی جان شمار مین ہی

نہ عطر کی ہے حقیقت نہ گل یہو چھتے ہین
شرف وہ بوے خدا داد جسم یار مین ہی

جوانی آئی مراد پر جب امنگ جاتی رہی بشر کی
نصیب ہوتے ہی چودہوین شب شکوہ رخصت ہوئی قمر کی
وہ شوخ چیتون تھی کس ستم کی کہ جسنے چشمک کہین نہ کم کی
کسی طرف کو جو برق چمکی تو سمجھے گردش اوسے نظر کی
ترا ہی دنیا مین ہے فسانہ ترا ہی شیدائی ہے زمانہ
ترے ہی غم مین ہوئین روانہ نکل کے روحین خدائی بھر کی
نہ آسمان ہے نہ وہ زمین ہی مکان نہین وہ جہان مکین ہی
پیمبرون کا گذر نہین ہے رسائی ہے میرے نامہ بر کی
کھنچا جو طول شب جدائی اندھیری مدفن کی یاد آئی
نگاہ و دل پر وہ یاس چھائی امید جاتی رہی سحر کی
جو عشقبازون کو آزمایا لگا کے چھریان یہ قہر ڈھایا
یہان یہانتک لہو بہایا کہ نوبت آئی کمر کمر کی
گرے جو کچھ سرخ گل زمین پر کہا یہ بلبل نے خاک اڑا کر
ہوا ہے وعدہ مرا برابر یہ صورتین ہین مرے جگر کی
مقام عبرت ہی آہ ایدل خدا ہی کی ہے پناہ ایدل
نہین ہے کچھ زاد راہ اے دل عدم سے تاکیا ہی سفر کی

یہ ہمنے کیسا سفر کیا ہے مسافرون کو رولا دیا ہے
اجل نے آغوش مین لیا ہے خبر بھی ہمکو نہین سفر کی
وہ جلد یا رب انہین کو تاکے لگا دے دو تیر اینڈ آکے
یہ دو لو رہجائین پھڑ پھڑا کے مین دیکھون لاشین دل جگر کی
کسیکا معشوق چھوٹتا ہے سحر کا وقت اوسکو لوٹتا ہے
کوئی یہ سینے کو کوٹتا ہے نہین ہے آواز یہ گجر کی
کھچا ہے زرتار شامیانہ گلون سے آتی ہے بو شہانہ
دکھا کے قدرت کا کارخانہ لحد نے حسرت بھلا دی گھر کی
غشی کا عالم وہ زور پر ہے مزاج صحت سے بیخبر ہے
دوا کا غفلت زدہ اثر ہے خبر دوا کو نہین اثر کی
شباب نے خود نما بنایا یہ نازِ خوش روئی نے جتایا
حیا مین جسوقت فرق آیا تو اونکے مکھڑے سے زلف سرکی
ہوا ہون چورنگ تیغ حسرت کہ دفن کی ہے مری یہ صورت
کسی طرف کو ہے دل کی تربت کہین ہے تربت مری جگر کی
جو اوسنے ضد کی تو آفت آئی دہائی دینے لگی خدائی
قیامت اوس بیوفا نے ڈھائی ادہر کی دنیا شرت اودہر کی

خدا معلوم کسکی چاند سے تصویر مٹی کی
نوازی سرفرازی روح نے تصویر مٹی کی
حقیقت مین عجائب شعبدہ پرداز دنیا ہے
جسے رویا مین دیکھا تھا ملا یا خاک مین اوسنے
مزارون مین دکھا کر استخوان حسرت یہ کہتی ہے
یہ ناحق بڑہ گئی ہے خاکسارون کے غبار دل سے
وہ وحشی تھا کہ مر کے بھی نہ میدان جنون چھوٹا

جو گورستان مین حسرت ہے گریبان گیری کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی
کہ جو انسان کی صورت تہا وہ ہے تصویر مٹی کی
مقدر نے ہمارے خواب کی تعبیر مٹی کی
کوئی پرسان نہین انکا یہ ہے توقیر مٹی کی
خرابی آندھیون نے کی ہے بے تقصیر مٹی کی
مری میت رہی صحرا مین دامن گیر مٹی کی

نہ لی تربت کو گلشن مین جگہ لی ہی اوجڑا
ریاضت سب ہماری تونے اے تقدیر مٹی کی

مرے صیاد نے جس جس جگہ تودہ بنایا تھا
وہان جا جا کے بولیتے پھرے نخچیر مٹی کی

ازل کے روز سے غش ہین جو انسان خاکساری پر
سرشت انکی ہی مٹی سے یہ ہے تاثیر مٹی کی

یہ عالم ہوگیا ہے جمتے جمتے گرد صحرا کی
کہ مجنون پوچھتا ہی کیا یہ ہے زنجیر مٹی کی

ہمارے خاک کے تودی کو نابود آکے کردینگے
نشانی بھی نہ چھوڑینگے تمہارے تیر مٹی کی

اجازت سے تمہاری گفتگو کی سنگ ریزون نے
برابر سنے والون نے سنی تقریر مٹی کی

گلی مین یار کی ایسے ہوئے ہو کر دلآلودہ
کہ بالکل ہوگئے ہوائی شرف تصویر مٹی کی

نوازی سرفرازی روح نے تصویر مٹی کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی

نہ دی دو گز زمین کی بے نیازی اپنے کشتے سر
کرم جنپر کیا اونکے لئے اکسیر مٹی کی

ہماری پاکدامانی سے کافور جہان ہوگی
کرینگی منزلت یہ چادر تطہیر مٹی کی

لحد مین جبکہ چمکا داغ عشق اوس مہ پرور کا
فروغ طور سے بڑھ بڑھ گئی تنویر مٹی کی

کڑھاتی ہے جو حیرانی تو مین دل کے تشفی کو
اوٹھا لاتا ہون اک حسرت زدہ تصویر مٹی کی

مرے پر بھی کیا رسوا صبا سے خاک اوڑوا کر
ہوا مٹی تو ظالم نے مری تشہیر مٹی کی

شہیدان ادا کو بیکسہ اسنے مٹایا ہے
عدالت کیجئے کچھ سوچئے تعذیر مٹی کی

ہمارا دیکھکر خون ایسی اوس پر مردنی چھائی
کہ تھی صیاد کی رنگت دم تکبیر مٹی کی

سند چاہی جو مٹ جانے کی اوس نے خاکساری دو
شہادت نامون پر ہونے لگی تحریر مٹی کی

مٹا اپنی روسیاہی کو مٹایا بزم عالم مین
عزیز اک شمع کی تونے نہ اے گلگیر مٹی کی

جہان مین اے پری پیکر اسی اوڑنی دیا ہوتا
ہماری شیشہ ساعت مین کیون تسخیر مٹی کی

پڑی ہے چادر گل کی طرح سے میری تربت پر
ہوا مٹی تو دیوانی ہوئی زنجیر مٹی کی

کشیدہ ہی زمانے سے تری کشتی کی تربت پر
بہادر تھا حفاظت کرتی ہی شمشیر مٹی کی

ہماری جان لی اچھا کیا میت تو اوٹھوا دو
بس اب غصے کو جانے دو کرو تدبیر مٹی کی

جو پوچھا مین مجنون کو لیلی نے یہ کیا شے ہی
کہا سب نے پڑی ہے اک یہان تصویر مٹی کی

مری ذرہ نوازی کو جو مسکینون پہ رحم آیا
جہان مین سنگ کو پارس کیا اکسیر مٹی کی

نہ چھوڑیگی ہمارے ڈھیر کو پاس قدم اسکے
لکیرون کی طرح پابند ہے زنجیر مٹی کی

ہمیشہ ای شرف ہر سو اوڑہی گی خاک دنیا مین
عجب گلزار گیتی ہوگئی جاگیر مٹی کی

نظر آتا نہین جنکی نظر ہر بار رہتا ہے
مری آنکھون مین اک پردہ نشین سردار رہتا ہے

حسینون سے سوال شربت دیدار رہتا ہی
یہ وہ نسخہ ہی جسکا اک جہان بیمار رہتا ہی

عجائب سیر ہے جس سرزمین پر یار رہتا ہی
جدہر جاؤ جہان دیکھو وہان گلزار رہتا ہی

خدا کے فضل سے وہ آزمودہ کار محشر ہون
کہ ہردم سر پہ اک ہنگامہ رفتار رہتا ہی

بتاؤ تو یہ غصہ دل ہی لیتے کس پہ کرتے ہو
یہ کیون گلگون تمہارا پھول سا رخسار رہتا ہی

یہ نفرت بلبل دل کو ہوئی ہی باغ ہستی سے
کہ اوڑ جانے کو پر تولے ہوئے تیار رہتا ہی

سلامت سیرگاہ یار ہے باغ جہان کسکا
ہزارون رنگ مٹ جانے پہ بھی گلزار رہتا ہی

ہمارے زخم دل نے منزلت پائی ہی ترکش کی
کہین پیکان رہتا ہی کہین سوفار رہتا ہی

پہرا کرتے ہین دل کے مول لینے والی آنکھون مین
نگاہون مین ہمارے حسن کا بازار رہتا ہی

شکوہ عرش اعلی منزلت ہی خانۂ دل کی
خدائی کر رہا ہی اسمین وہ سردار رہتا ہے

نگاہون سے ہمارے ہی آئینہ خانہ نہ چھوٹے گا
کہ اک معشوق اسمین قابل دیدار رہتا ہی

جگر مین درد ہوتا ہی تو سو سو شکر ہوتے ہین
کشیدہ تندرستی سے ترا بیمار رہتا ہے

وہ معشوقانہ ہوتی ہی کشش شہر خموشان کی
کہ جب دیکھو مسافر اک نہ اک تیار رہتا ہی

تمنا ہے گلون سے درد دل کہنے کی بلبل کو
جو بیتابانہ یہ کہولے ہوئے منقار رہتا ہی

نہ جھپکے گی پلک آئی ہوئی نیند انہین چونکی گی
یہ وہ آنکھین ہین جنمین انتظار یار رہتا ہی

مرتب کیا کریگا کوئی تیرے حسن کا غنہ
کراماً کاتبین سے بہی تو نا تیار رہتا ہی

مرے آنسو نکل پڑتے ہین اسکے آہ کرنے سے
ترے زیر محل یہ کونسا بیمار رہتا ہی

عدم سے قافلہ دنیا مین کیون آتا ہی رہنے کو
مسافر جو یہان رہتا ہی وہ بیکار رہتا ہی

وہ بچ جاتا ہی غش آتا ہی جسکو اوسکے جلوہ سے
قضا آتی ہے اوسکی جو ذرا ہشیار رہتا ہی

تڑپتا ہون دہان زخم کا منھ چوم لینے کو
لب معشوق ہو ہو کر لب سوفار رہتا ہے

پیامی کوئی آتا ہی جو اوس رشک مسیحا کا
نہ درد دل ہی رہتا ہی نہ پہر آزار رہتا ہے

صبا پردہ بہی اوٹہیگی تو کودنگے او نکو دیکھینگے
کہ مسند کے برابر آئینہ دیوار رہتا ہے

حقیقت مین جہان مین تندرستی لاکھ نعمت ہی
خدا محفوظ رکھے ضیق مین بیمار رہتا ہے

کلیجے کٹ کے بہہ جائینگے جنپر جاکے چہڑکوگے
نمک دان مین نمک رہتا تھا اب تو نگار رہتا ہے

کہا مجنون کی آرائش کو لیلی سے تو وہ بولی
یہ دیوانہ ہی بے پیراہن و دستار رہتا ہے

رہا نیرنگ حسرت ای شرف یون دل کے آغوش
چمن مین جیسے مہمان موسم گلزار رہتا ہے

ڈبڈبانے کو ہین آنسو چشم تر ہونے کو ہی
دل بہرا آتا ہے کیا پانی جگر ہونے کو ہی

مہربان وہ گل نہوتا تہا مگر ہونے کو ہی
عشقبازی بے اثر تہی اب اثر ہونے کو ہی

وصل کی شب چل بسی آمد ہے روز حشر کی
پہر نہ جبکی رات ہوگی وہ سحر ہونے کو ہی

معرکے مین عشقبازی کے مٹا جاتا ہی دل
جسکی شہرت تہی وہ مفقود الخبر ہونے کو ہی

مرنے والے مر مٹے ہی بزم دنیا بھی تمام
جل چکے پروانے گل شمع سحر ہونے کو ہی

اک پری کی ہوئی ہی میری آنکہون کو تلاش
جستجو کے واسطے رخصت نظر ہونے کو ہی

اوڑ رہی ہی خوف سے رنگت گل شاداب کی
کو لئے بلبل کا تفقیدہ جگر ہونے کو ہی

مستعد ہی ساری دنیا ساتھ جانے کیلیے
حشر کا سامان ہے کسکا سفر ہونے کو ہی

ڈرتے ڈرتے کی تو ہی مینے دوای درد دل
شدت بیم و رجا ہے کیا اثر ہونے کو ہی

قدرتی عالم جو اسمین ہی طلسم نور کا
کس پری کا شیشۂ دل مین گذر ہونے کو ہی

صلح کو اوس بادشاہ حسن کا خود ہی پیام
ہو چکا رن کہیں مہم عشق سر ہونے کو ہی

اک خدنگ ناز نے دونون کا کام آخر کیا
دل تڑپ کر مر گیا بسمل جگر ہونے کو ہی

طرۂ کاکل سے بچکے گی کبہی بل کہائیگی
نازکی پہ پیاری کی تا زان کمر ہونے کو ہی

بعد مردن بہی مری تائید کی پروانے نے
اوڑ کے قربان چمین ایک ایک پر ہونے کو ہی

عرش سے تا فرش یہ شہرت جو ہی معراج کی
جلوہ گر بزم خدائی مین بشر ہونے کو ہی

مر گئے جانبازاونکی کشت خون اب ہوچکا
بند تعلیقے مین شمشیر و سپر ہونے کو ہی

زخم ہین رونے کو ہم دم توڑنے کے واسطے
دل لہو ہونے کو ہی ٹکڑے جگر ہونے کو ہی

کسکے ضبطی کی خبر ہے کسکو لٹوائیگا یار
کوٹنے مظلوم کا برباد گھر ہونے کو ہی

سرمہ آنکھون مین لگانے کو طلب ہی آئینہ
جسکو بیبا ہے وہ منظور نظر ہونے کو ہی

یار کی آمد ہی ابتو قیامت مین شرف
دوسرے محشر کا ہنگامہ کدہر ہونے کو ہی

یار سے تجہسے ملاقات ہو کب یا معنی
مین تو مٹ جاؤن مری بات نہو کیا معنی

عرش اعظم کے مقابل مین اکر پاتا ہون
خانۂ دل مین تری ذات نہو کیا معنی

حشر کے دن دہن زخم گواہی دینگے
خون ناحق مرا اثبات نہو کیا معنی

دفعتًا درد قلق جسکے جگر مین اوٹھے
اوسکو پہر مرگ مفاجات نہو کیا معنی

غیر ممکن ہے پریزادون سے راحت ملنا
آدمی مورد آفات نہو کیا معنی

ناز کرتے وہ چلے آتے ہین جہرٹ مارکے
عشقبازون سے کوئی گہات نہو کیا معنی

آئینے سے بہی سوا صاف کیا ہی دل کو
پہر مجہے کشف و کرامات نہو کیا معنی

چاہنے والون کی اپنے وہ کرینگے خاطر
میہمانون کی مدارات نہو کیا معنی

تری آنکھون کو ہی ناوک فگنی کا لپکا
صید کو خوف اشارات نہو کیا معنی

مطمئن گور کی منزل مین ہون تنہائی سے
میرے ہمراہ تری ذات نہو کیا معنی

پاس ہو دولت دیدار سے جسکے دل کو
رنج و تشویش اوسے دن رات نہو کیا معنی

عشق صادق مین کری روح جو اپنی تحلیل
پُر اثر اوسکی مناجات نہو کیا معنی

قدرت کاملہ عالم مین جو لائی ہے بہار
باغ جنت کی یہ سوغات نہو کیا معنی

لائی ہے عالم ارواح سے خواہش اوسکی
ہمسے اور اوس سے ملاقات نہو کیا معنی

جان پر کہیل کے پریون کو کرینگے تسخیر
ای شرف رد جہات نہو کیا معنی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہم جو پہونچے وہ ہوا کہانے گئے
دونی وحشت ہوگئی کیون دل کو بہلانے گئے

ہوگیا نور آ تمہارا حسن عالم آشکار
عشق لیلی مین کسی کی کچھ نہ مجنون نے سنی
لے گیا ہر کسطرف کو شوق اونہین جو رنگ کا
کی ترقی حسن عارض کی سٹا کر آپ کو
سو تے سوتے جو شب ہجران کا مارا چونک اٹھا
سرمگین آنکھین جو دیکھین سحر دل پر ہوگیا
عاشقون کی خاک اونہون نے جسطرف اڑتی سنی
بسملون سے بہی تو بدتر اونکو دم بہر مین کیا
زیر قصر یار آکے جو کراہا درد مند
خاکساری ہوگئی اکسیر اونکے واسطے
مجمع محشر خلائق کے مقدر سے ہوا
پاس مین تمسے ہمین امید رحمت کی رہی
رفتگان نے مدفنون مین کیلیے کی بود باش

چہپ کے بہی جس انجمن مین آگئی پہچان گئے
خاک اوڑا کے رہگئے جو لوگ سمجہانے گئے
کسکی موت آئی لہو مین کسکو نہلانے گئے
پہول گندھ کر تری باہون مین شرمانے گئے
رحم بہی آیا تو منھہ اشکون سے دہلانے گئے
روگ او لجھن کا ہوا جب لٹ سلجہانے گئے
تو دہ بنوا کے وہ منھہ تیرون کا برسانے گئے
عشقبازون مین گئے بہی وہ تو تڑپانے گئے
آٹھہ آٹھہ آنسو اوسی وہ اور رولوانے گئے
عمر بہر تیری گلی مین خاک جو چہانے گئے
قاتل عالم جو تھے وہ آج پہچانے گئے
بیرخی کی تمنے لیکن ہم تمہین مانے گئے
کیون یہ دنیا سے عدم مین چہاونی چہانے گئے

کیا تمہارا کام تھا صحرا سے مجنون مین شرف
کیا تمہین سودا ہوا تھا تم جو گہبرانے گئے

آگ لگا دی پہلے گلون نے باغ مین وہ شادابی کی
آئی خزان گلزار مین جب گل برگ سے گلشن تابی کی
کنج لحد مین مجہکو سلا کے پوچہتے ہین وہ لوگون سے
نیند انہین اب آگئی کیونکر کیا ہوئی وہ بیخوابی کی
سوچ مین ہین کچھ پاس نہین کسطرح عدم تک پہونچین گے
آگے سفر درپیش ہوا ہے فکر ہے بے اسبابی کی
ابر ہے گریان کسکے لیے بلبون سینہ ہے کیون اسکا
سوگ نشین کسکا ہے فلک کیا وجہ عبا بے آبی کی

زیر محمل اوس شوخ کے جا کے پاؤن جو ہمنے پھیلائے
شرم و حیا نے اوٹھنے نہ دی چلمن جو چھٹی مہتابی کی

دل کا ٹھکانا کیا مین بتاؤن حال نہ اوسکا کچھ پوچھو
دور کرہ ہوگا وہ کہین گلیون مین اوسی ہرجائی کی

دل ہمنوا پہلے جو بسمل لوٹنے سے کیا مطلب تھا
دہوم تھی جب خوش باشیون کی اب شہرت ہے بیتابی کی

شمعوں کا آخر حال یہ پہونچا صبر پڑا پروانون کا
کوتے سے اوٹھا کے لے گئے دن کو پائی سزا سرتابی کی

غنچے خجل ہین ذکر سے اوسکے تنگ دہن ہے ایسا اوسکا
نام ہوا عنقا سے زمانہ دہوم اوڑی نایابی کی

بجرے لگائے لوگون نے لاکے اونکے برابر ہواؤن کو
اشکون نے میرے راہ وفا مین آج تو وہ سیلابی کی

خط نہین پڑتا میرے گلے پر تشنۂ حسرت مرتا ہون
تیغ تری بے آب ہوئی تھین ارزو مین خوش آبی کی

رحم ہے لازم تجھکو بھی گلچین دل نہ دکھا تو بلبل کا
نکہت گل نے اوس سے کشش کی تاب نہ تھی بیتابی کی

نزع مین یارب خندہ جبین ہون روح جو نکلے خوش نکلے
پیش نظر آئین جو فرشتے صورت ہو اعرابی کی

کاتھی کی جا پر تاج مین رکھ لے ذوق رہی پا بوسی کا
پائے اگر بلقیس کہین تصویر تری گرگابی کی +

پڑھ کے وظیفہ عشق کا اوسکے تم جو تڑپ کر روتے ہو
روح ہو تحلیل اشرف حسرت سے کسی وہابی کی

اوڑ کر سراغ کو چۂ دلبر لگائیے
کسطرح دونون بازوؤن مین پر لگائیے

اک تیر دل پہ اک جگر پر لگائیے
حصہ لگائیے تو برابر لگائیے

پھولون مین تو پیسے مجھے نازک دماغ ہون
قدّ اس لحد مین نہ پتھر لگائیے

جب بزم یار مین ہو تکلف رسائی کا
خلوت سرائے خاص مین بستر لگائیے

ہر دم کیا کرے رگ جان مرحبا کا شور
اس نوک جھوک سے کوئی نشتر لگائیے

برسون سے بیقرار ہے تسکین کے لیے
جھکیے ذرا جگر سے مرے سر لگائیے

کیا بستنی قفس کی یہ بلبل کو بھیجیے
حصے مین اوسکے پھولون کی چادر لگائیے

جا اپنے دلمین دیجئے مجھ صاف قلب کو
آئینے مین شبیہ سکندر لگائیے

یاور نصیب ہو تو حسینون کو چاہیے
دل اپنے آزما کے مقدر لگائیے

اکثر وہ کہتے ہین کہ جو بوسہ طلب کرے
اس گفتگو پہ منھ اوسے کیونکر لگائیے

آئے وہان زخم سے آواز اور اور
اس اس ادا و ناز سے خنجر لگائیے

پرزے مرے اوڑائیے بھیجا ہے مینے خط
بے جرم کیون کباب کبوتر لگائیے

صورت جو ایک کی تکتا ہے آئینہ
حسرت یہ ہے سراغ سکندر لگائیے

ہین آپ تو تمام خدائی کے ناخدا
میرا جہاز بھی لب کوثر لگائیے

برہم مزاج ہوگے وہ برگشتگی کرے
دفتر مین جسکے فرد مقدر لگائیے

دولت جو مجھ غریب کی لوٹی ہے آپ نے
کیا بانٹیے گا حصۂ لشکر لگائیے

جتنون کی جانین لین ہین اونہین خونبہا ملے
پورا حساب دیکھ کے دفتر لگائیے

اوس گل کی آہی جائیگی خوشبو دماغ مین
چلیے ریاض عشق مین چکر لگائیے

افشا کیا جو عشق تو جھنجھلا کے بولے وہ
لکھوا کے اشتہار یہ گھر گھر لگائیے

سو جا سے دل پھٹا ہے کلیجا ہے چاک چاک
پیوند پھاڑ پھاڑ کے چادر لگائیے

پھر اوٹھ کے تیرے ہاتھ سے کٹوا ہی گلا
کیونکر دو بارا جسم پہ پھر سر لگائیے

ساتھ اسقدر ہین اوس شہ خوبان کے سرفروش
برسون حساب کثرت لشکر لگائیے

کہتے ہین سخت دل کو وہ بازار حسن مین
سودا یہ میرے ارو سے باہر لگائیے

مجھسے لگاوٹ آپ کی شمشیر کرتی ہے
مرتا ہون اس پہ اسکو مرے سر لگائیے

سیلاب اشک نے مری رستے کیے ہین بند ۔۔۔ کشتی منگ کے متصل در لگائیے
خلعت شہید ناز کو بھولتے ہین جو آپ ۔۔۔ کشتی مین پہلے پھولون کی چادر لگائیے

پہونچا کے خط حلال ہوا ہی یہ ای شرف
آنکھون سے لیکے خون کبوتر لگائیے

غش او نہ روح وقت قضا ہو تو جانیئے ۔۔۔ شرط وفا جو ہے وہ ادا ہو تو جانیئے
معشوق کی جدائی کا کیا جانین آپ رنج ۔۔۔ آئینہ سامنے سے جدا ہو تو جانیئے
فاقے سے پڑ رہے اجل آئی تو مر رہے ۔۔۔ ایسا غریب کوئی گدا ہو تو جانیئے
آزاد ہوتے ہونگے اسیران ذوق شوق ۔۔۔ قالب سے اپنی روح رہا ہو تو جانیئے
کسطرح اوس تک اپنی رسائی کا ہو یقین ۔۔۔ اک روز بہی قبول دعا ہو تو جانیئے
سنتے ہین تیغ بہی جاتے ہین آزاری فراق ۔۔۔ اس عارضے سے ہمکو شفا ہو تو جانیئے
آنکھین غشئی موت مین بہی ہین تری طرف ۔۔۔ ایسا فریفتہ جو ترا ہو تو جانیئے
دل بسٹ رہا ہے کشف وکرامات پر تو کیا ۔۔۔ مقبول بارگاہ خدا ہو تو جانیئے
کیا جانین آپ درد کسی دردمند کا ۔۔۔ صدمہ جو دشمنون کو ہوا ہو تو جانیئے
بہتا ہے گرد رحمت پروردگار کے ۔۔۔ کوئی گنہ سے بڑھ کے رسا ہو تو جانیئے
غنچے ہمارے دل سے مقابل ہوئی تو کیا ۔۔۔ پیدا کسی مین بوے وفا ہو تو جانیئے
آئینے کو دکھائی نہ اوسنے پری سی شکل ۔۔۔ ایسی کسی کو شرم وحیا ہو تو جانیئے
میری طرح لٹائے تو دولت حیات کی ۔۔۔ ایسا غنی جو کوئی گدا ہو تو جانیئے
باغ وبہار بعد فنا ہے جہان تو کیا ۔۔۔ اپنی مزار پر جو فضا ہو تو جانیئے
اکسیر کا خواص جو ہر شے مین ہی تو ہو ۔۔۔ کچھ اپنے درد دل کی دوا ہو تو جانیئے
غم بہی ہے زرفشانی بہی ہی شوق ذوق بہی ۔۔۔ سب کچھ ہی دلمین یار کے جا ہو تو جانیئے
سجدہ کرے تو ساتھ ہی ہر استخوان ہو موم ۔۔۔ ایسا کسی کو خوف خدا ہو تو جانیئے
ناحق جو ہمسے کرتے ہین لطف سخن مین بحث ۔۔۔ ایسا کسی کے دل کو مزا ہو تو جانیئے

یرسون سے اتحاد کی حسرت ہی ای شرف

جب ملتفت وہ اہل جفا ہو تو جانیے

جنون سے ہوش آ جاتا اگر تقدیر پھر جاتی
نہ گل پھولوں کی بدھی کھینچتا زنجیر پھر جاتی

جو اوسکا نامۂ معشوقانہ کوئی اور بھی لکھتا
خطا آتی آتے مطلب سے مری تحریر پھر جاتی

اگر کچھ بھی کسی نخچیر کی میت مین دم ہوتا
دوبارا روکنے کو دل پر اوسکا تیر پھر جاتی

برہنہ دیکھ کے جسدم لپٹنے کو جھپٹتا مین
چمکنا بھول جاتی میان مین شمشیر پھر جاتی

نہ زندہ پھر کے آتا بزم قاتل مین اگر جاتا
کلیجے پر چھری حسرت کی بے تقصیر پھر جاتی

قلق ہے جسقدر مجھکو نگاہ یار پھرنے کا
نہ اتنا رنج مین کرتا اگر تقدیر پھر جاتی

بیابان مین جو مردانہ جنون سے معرکہ پڑتا
دہائی دیکے غل کرتی ہوئی زنجیر پھر جاتی

نہ دیتے جان اگر اوپر نہ مدفن کو زمین باقی
ابد آباد کو ملتی ہوئی جاگیر پھر جاتی

ارادہ بھی جو کرتا مین جواب لن ترانی کا
زبان تک آکے دل کی دل ہی مین تقریر پھر جاتی

جو کثرت کے لیے تودہ مرا صیاد بنواتا
وہان بھی خاک ہو کر میت نخچیر پھر جاتی

کدہر ہے کشتۂ ابرو جو کوئی پوچھتا آکے
ادہر قبلہ نما ہو کر تری شمشیر پھر جاتی

وہ آزاری ہو نمیت سو بار دن پھر مین اگر کہتا
نہوتا کچھ اثر تاثیر سے اکسیر پھر جاتی

چمن مین جاکے وہ پریم اگر گلگشت سے ہوتا
بہار باغ سے رت ای جوان و پیر پھر جاتی

نظر آتا جو اوسکا حسن عالمگیر رویا مین
تو یوسف کی نگہ دیتی ہوئی تعبیر پھر جاتی

نہ رحم آتا جو اونکو میری غربت پر تو کیا ہوتا
سزا دیتے تو ایذا سے مری تعذیر پھر جاتی

جو رکھتے اسکو وگردان ہی تم پڑھجاتی جان
تمہارا رخ جدہر ہوتا مری تصویر پھر جاتی

تامل تمکو ہوجاتا جو میرے ذبح کرنے مین
اجل حسرت زدہ ہو کے دم تکبیر پھر جاتی

حصارون سے نہ رکتی روح میری بزم خوبان مین
کسیکو کچھ نہ بن پڑتی کوئی تدبیر پھر جاتی

امید سرفرازی ہے اگر وہ قتل بھی کرتے
ہماری خاک پھر ہونے کو دامنگیر پھر جاتی

جدہر خالی وہ کرتے صیدگہ مین اپنی ترکش کو
اوسی جانب تڑپ کے میت نخچیر پھر جاتی

بہنے کو جو مین جھنجھلاکے بڑھتا جوش وحشت مین
الٰہی الامان کہتی ہوئی زنجیر پھر جاتی

اثر اپنا جو مجھکو حسرت دیدار دکھلاتی +
پری سی شکل ان آنکھون مین تصویر پھر جاتی

حسینون کا مرقع دیکھنے کو ہم اگر جاتے
نہ پھر تصویر خانے مین کوئی تصویر پھر جاتی

پڑے ہوتے جو غش مین کیون ٹھہرتا نامہ بر انکا
تمنا جسکی برسون سے تھی وہ تحریر پھر جاتی

مشرف گا تو ڑنے سے اوسکے چھٹکارا ہو جاتا
دوبارا اوس سے ہماری دوسری زنجیر ہو جاتی

حسرت جو کی وصال کی تدبیر کے لیئے
آئینہ ہو گئے تری تصویر کے لیئے

غمگین ہے یار عاشق دلگیر کے لیئے
صیاد سوگوار ہے نخچیر کے لیئے

فطرس نے پھڑپھڑا کے جگر سے لگا لیا
بسمل نے جان دی تری نخچیر کے لیئے

لاتا ہی روز شوق اسیری کھینچا ہی ہو
دوڑا رہے ہو کیا مجھے زنجیر کے لیئے

دلمین مرے ہوا لب معشوق الہی شکار
قسمت لڑا رہا تھا اسی تیر کے لیئے

کس بادشاہ حسن کو دیکھا ہی خواب مین
یوسف جو دوڑے آتے ہین تعبیر کے لیئے

باتین سنا چکے تو کیا یہ چھری حلال
چپ بھی ہوئے تو نیت تکبیر کے لیئے

بجلی کی طرح سے جو تڑپتی ہے میری آہ
بیتاب و بیقرار ہے تاثیر کے لیئے

بیدا کیا جو تمنے تلون مزاج مین
کیا کیا کرم ہوئے مری تقدیر کے لیئے

اے یار سب سے پہلے اوڑا دو جو دل مرا
دیتا ہون اپنے پر مین تمہین تیر کے لیئے

چربی جو دل کے خون مین حل کر رہی ہین ہم
روغن بناتے ہین تری تصویر کے لیئے

کہہ دو ملائکہ سے کہ مجھکو سزا نہ دین
بلوا تو اپنے سامنے تقدیر کے لیئے

نکلے نہ جا کے ہم جو گلستان یار سے
اوس دن سے مشورت ہوئی تحریر کے لیئے

جلدی جو ذبح صید کی منظور اوسنے کی
شرعًا ممانعت ہوئی تاخیر کے لیئے

دل پر مرے عتاب ہی اک شاہ حسن کا
فطرس سے بڑھ کے حکم ہے تعذیر کے لیئے

ذکر دہان تنگ یہ کرتے ہو مجھکو قتل
لیتے ہو جان اتنی سی تقصیر کے لیئے

خونریزیون کا ہوش نہ مریخ کو رہا
سیفی پڑھا کیا تری شمشیر کے لیئے

تعویذ اوسنے مانگا ہے کس درد مند نے
بسمل کے خون سے حکم ہی تحریر کے لیئے

حسن کلام سورۂ یوسف سے کم نہین
یہ بات ختم ہے تری تقریر کے لیئے

بولا وہ شوخ رقت و سرد آہ پر مری
آب و ہوا یہ چاہیے کشمیر کے لیے

سیلتے جو ہین یہ سکۂ داغ جنون شرف
رکھے ہین کس خزانے کی توقیر کے لیے

آفت کی یاد زلف مین تقدیر ہو گئی
اوجھن کمند ہو کے گلوگیر ہو گئی

دم کی جو بازگشت مین تاخیر ہو گئی
اے ہمدمو کچھ اور ہی تدبیر ہو گئی

بسمل کیا مجھے جو ہوا مجھسے ہمکلام
کی اوسنے بات بھی تو وہ تکبیر ہو گئی

وہ رنگ حسن اوسنے نکالا شباب مین
پرچھائین تک بھی نور کی تصویر ہو گئی

آواز غل مچا کے سنائی ہے یار کو
دیوانگی میرے پاؤن کی زنجیر ہو گئی

حسرت کی شان بعد فنا اسقدر بڑھی
میت مکان قبر مین تصویر ہو گئی

صد چاک خدنگ ناز سے دل کی اوڑی ہوئی
اک تیر پڑ کے شہرت نخچیر ہو گئی

کرتا ہے مجھکو یار نظر بند کس لیے
چاہا اگر تو کونسی تقصیر ہو گئی

زخمون کے خون سے مری دامن کی ہر کلی
گلرنگ ہو کے باغ کی تصویر ہو گئی

حسرت گلون کی جوش جنون مین جو ہنسی کی
پھولون کی بدھی بخیہ مین زنجیر ہو گئی

کیون اوسنے چاک کیا پڑھ کے خط شوق
کیا بات بیجا اسی مین تحریر ہو گئی

افسوس ہنس کر اوٹھ گئی یوسف جہان سے
ناپید خواب حسن کی تعبیر ہو گئی

کیون ہم کہین کسی سے جو اوسنے کہا کہا
تنہائی مین جو ہوئی تھی تقریر ہو گئی

رقت جو آ گئی ہمین ظالم معاف کر
قابو نہ دل پہ تھا جو یہ تقصیر ہو گئی

ظالم نے شعر سن کے مرا دل پکڑ لیا
مضمون درد خیز تھے تاثیر ہو گئی

معلوم بھی ہوئی نہ مری دولت حیات
کیا جانے کس دفینے مین توفیر ہو گئی

چھائی تھی ذوق و شوق مین اوسکی جو منہ کی خاک
بعد فنا مرے لیے اکسیر ہو گئی

دل بھر کے مینے دولت دیدار لوٹ لی
مانوس یاوری سے جو تقدیر ہو گئی

امید دل پر آ کے پڑا ہے خدنگ یار
میری مراد بھی ہدف تیر ہو گئی

طے کر سکا نہ منزل مقصود اے شرف

واماندگی مرے سیلئے زنجیر ہوگئی

بشر تو منزل حسرت سے کیا نکل جاتے
یہ راہ وہ ہی فرشتون کے پر بھی جل جاتے

تمہاری بزم مین اسواسطے نہ تڑپے ہم
سسک رہے تھے جو پروانے سب بجل جاتے

بھلا ہوا نہ ملی اوسنے بزم مین سنہری
پسے ہوؤن کے کلیجے بہت سے مل جاتے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سانس کا بھرسا گیا
ہوا تو ہے اسے کیا چاہیے بدل جاتے

خدا نے خیر کی تلوار اوسنے کھینچی تھی
قیامت آتی جو دو چار ہاتھ چل جاتے

فسانہ سوز جگر کا بیان مین کیا کرتا
جو موم دل تھے تری بزم مین پگھل جاتے

الٰہی گلشن ایجاد کا ہے مالک کون
کہان ہین اس چمنستان کے پھول پھل جاتے

کہا جو ہمنے کہ ہم تم یہ زہر کھالین گے
تو ہنس کے بولے کہ پھر کیون نہین نگل جاتے

کیا تو ذبح ہمارا بھی ضبط دیکھ لیا
وہ ہم نہ تھے جو چھری کے تلے اوچھل جاتے

ہوا انہین جو وہ دیجاتے اپنے دامن کی
غشی اجل کی بھی ہوتی تو ہم سنبھل جاتے

جو کوہ قاف بھی ہوتا تو سرمہ ہوتا
اوسے بھی توڑ کے آنسو مرے نکل جاتے

لہو بھی روکے تمہاری صفت ہی کرتے ہم
جگر بھی منھ کو جو آتا تو لعل اوگل جاتے

بھلا ہوا نہوا اونکی انجمن مین گذر
کسی چراغ پہ پروانہ ہوکے جل جاتے

ہما بھی آکے مری ہڈیان جو کھالیتی
جہان کی تھی مری مٹی وہان اوگل جاتے

شرف کوئی نہین ہوتا ہی جن یتیمون کا
وہ بادشاہون کے آغوش مین ہین پل جاتے

تمنا ہی شہادت مین جو پیراہن بنایا ہی
تری تلوار کے رومال کا دامن بنایا ہے

گلون کا حسن قدرت نے جو پیراہن بنایا ہی
تکلف ہی کہ ایسا چست بے سوزن بنایا ہے

کیا ہے میرے داغ عشق کو بدر الدجا اوسنے
چراغ طور سے بڑھکر اسے روشن بنایا ہی

مرقع باغ عالم کا کھیا جاتا ہی نظرون مین
عجائب گل کھلائے ہین عجب گلشن بنایا ہی

کمین صیاد کی ہے گردش چشم سیہ اوسکی
یہ جادو نے اس آہو کو شکار افگن بنایا ہی

کیا ہے آشیان تیار تنکے چنکے بلبل نے
عزا خانہ برائے گریہ و شیون بنایا ہے

تجھی کو زیب ہے جامہ رحیمی و کریمی کا
کیا ہے بیٹے خون اوسمین شریک اپنے کلیجے کا
قضا جو لاگ رکھتی ہے تمہارے جان نثاروں سے
مبارک ہو تجھے ایدل ترے زخموں مین بھرنے کو
لپٹ جاتی ہے لیلی باندھتا ہے جب وہ بازو پر
نگاہ شوق نے میری کئے ہین اسقدر رخنے
ہوا فرفر چلی آتی ہے جنت کے گلستان کی
ارم مین دفن ہے میت کہ گلزار حضوری مین
اندھیری قبر تجھی کی ہے شب قدر اسکی اندھیاری
عدم سے اوسنے بھیجا ہے جسے ہستی کی منزل مین
کہا قاتل نے تصویرین جو دیکھین اپنے کشتون کی
ترا رخ جب پہرتا ہے تو بجلی کوند جاتی ہے
حسینون کے ورق مین چہرہ پرواز خدا کی نے

خدائی جسکے سلسلے مین ہے وہ دامن بنایا ہے
کسی نے جب تری تصویر کا روغن بنایا ہے
تمہین نے ان غریبون کا اسے دشمن بنایا ہے
بنا سوفت اوس نے اپنا تو گردامن بنایا ہے
یہ کسکے استخوان کا قیس نے جوشن بنایا ہے
کہ جس پردے مین ہے محبوب اوسی چلمن بنایا ہے
ہماری قبر مین حورون نے کیا روزن بنایا ہے
کہان تمنے شہید ناز کا مدفن بنایا ہے
یہ گھر تھا بے چراغ اعمال نے روشن بنایا ہے
اجل کو اوس مسافر کے لیے رہزن بنایا ہے
شہید خاص یہ ہے جسکو بے گردن بنایا ہے
چھلاوا ہے کہ قدرت نے ترا توسن بنایا ہے
صراحی دار کیا کیا نقشہ گردن بنایا ہے

شرف سوز و طپش کی آہ مین جھونکا جھونک کر آتش
حسینون نے ہماری دل کو کیا گلخن بنایا ہے

نظر اونکی جو مشتاقون سے بے تقصیر پھر جاتی
نہ کرتا ہمسے تو اے یار غمزہ چشم پوشی کا
اگر اوس زلف پیچان کا نہ سودا مول لیتے ہم
جو ہوتا ناموافق وہ تو فوراً زہر کھا جاتا
نہ آتا رحم اگر اونکو تو مین گھٹ گھٹ کے مرجاتا
تماشا دیکھنے جاتے جو ہم گنج شہیدان کا
قمر کا چودھوین شب کو اگر کرتا مین نظارا
چھری سے پہلے آنکھین تجھسے چھین اپنی نکلواتا

ہزارون گردنون پر بے اجل شمشیر پھر جاتی
ترے سرمے کی آنکھون مین اگر تحریر پھر جاتی
بگڑ جاتے جنون سے سخت مین زنجیر پھر جاتی
مین اس ہستی سے پھر جاتا اگر تقدیر پھر جاتی
ستم ہوتا جو میری آہ سے تاثیر پھر جاتی
جگر پر تیر پڑتے حلق پر شمشیر پھر جاتی
مری آنکھون مین اوسکی جابجا تصویر پھر جاتی
نظر جو تیری جانب سے دم تکبیر پھر جاتی

مری دہوم اوسکی نجیرون مین اوڑتی سرخروئی کی
بلا سے مردلی چہرے پہ کہا کے تیر پہر جاتی

یہ دولت آرزو کی عشق کو جو بستر د کرتا +
مرے دلخواہ یہ ہلتی ہوئی تو قسمت پہر جاتی

دم آسانی سے نکلا ہی جو ہوتا نزع کا عالم
خود اپنی آنکھ کرتی کھلنے مین تاخیر پہر جاتی

اگرچہ اے شرف برسون جواب خط نہ لکھتا وہ
برابر شوق کی تحریر پر تحریر پہر جاتی

عالم مین وہ چراغ تمہارا شباب ہی
پروانہ جسکا چاند ہے گل آفتاب ہی

ہمنام ذوالجلال وہ عالی جناب ہی
مشکلکشا خدا نے نصیری خطاب ہی

صیاد سے حمایت بلبل کرینگے ہم
ظالم سے بیگنہ کو چہڑانا ثواب ہی

کیا گذری اونکی چاہنے والون پہ میرے بعد
خوشدل جہان مین کون ہی کس پر عتاب ہی

اتنا مین کہلے حسن سے ہوجاؤنگا بری
ہین کس شمار مین ہون مرا کیا حساب ہی

پروانے کیا مجال کرین سیدا سامنا
لرزان مری تڑپنے سے خود اضطراب ہی

کیا برہی ہوئی جو چمن مین عرق عرق
کسواسطے گلون سے کشیدہ گلاب ہی

کسکس پہ غش مین عالم ایجاد مین کرون
جو پہول اس چمن مین ہی وہ انتخاب ہی

سخت جگر گلون کے عوض ہین بہری ہوئے
لیکن مری بہار کا مجاور ثواب ہی

بیچین اسقدر رہی یہ کہیلی کی جان پر
لیلی کو قیس سے بھی سوا اضطراب ہی

برہم ہین وہ جنازے کی پڑھتے نہین نماز
اک بے وطن غریب کا مردہ خراب ہی

ناحق کرتا ہے تشنۂ دیدار کا گلا +
اسکی گواہ تو تری تیغ خوش آب ہی

کیونکر چڑہی چمن کی روش کی گلون پہ گرد
ہر وقت آبپاشی کو حاضر سحاب ہی

بلبل کے چہچہون نے جلایا ہے اسقدر
صیاد و باغبان کا کلیجا کباب ہی

آئی بہار سیتے ہین گل بلبلون کی جان
طاؤس کے شکار پہ نازان سحاب ہی

کیا سو رہے ہو قبر مین برپا ہے روز حشر
اوٹھو شرف یہ کونسا ہنگام خواب ہی

کیون مستعد گریہ ہوئی چشم تر ایسی
روتا ہون لہو کسنے لگائی نظر ایسی

چھپ جائے کہ آنسو کی طرح نور نظر ہو
پیدا تو کرے پیار کی صورت گہر ایسی

چھٹ جائیگا جسدم تو لہو ہوکے بہیگا
کرتا ہے مرے دل سے محبت جگر ایسی

شرمندہ ہے تیر لب معشوق کی آمد
پڑتی ہے تمہاری نگہ ناز ادہر ایسی

ہین چاہنے والے طلب اللہ کریم خیر
ہون سکتے کے عالم مین سنی ہے خبر ایسی

ہر عضو ترا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے
پریون کی یہ صورت ہے نہ شکل بشر ایسی

خوشرو ہے تو ہولا ہے گی بلقیس کہان سے
آنکھ ایسی جبین ایسی دہن ایسا کمر ایسی

فردوس مین جائے جو کرے کوچ عدم کا
کرتا ہے مسافر کی مدد یہ سفر ایسی

ہو صاحب معراج کرے عرش پہ جا لا
منظور رضا کو ہے شکوہ بشر ایسی

بلبل کی سنائی نہ مرے دل کو سنائی
کہتے نہین ہمارے سے یارو خبر ایسی

تخفیف ذرا بھی نہوئی درد جگر مین
اکسیر بھی کہائی تو ہوئی بے اثر ایسی

بیست کے اوٹھائی کی ہوا کرتی ہے تدبیر
بیہوشی رہا کرتی ہے دو دو پہر ایسی

دیکھی نہ کبھی خواب مین بھی شکل وطن کی
افسوس ہوئی بیوطنی ہمسفر ایسی

سمجھا وہ پری رو مرے مرنے کو قیامت
دیوانون کی اک بھیڑ ہوئی گور پر ایسی

آجاتی ہے مجھ کشتے کے اوپر تری رحمت
پیدا کسی جانباز نے کی ہے سپر ایسی

اس حسن سے لیلی کی کبھی زلف نہ لٹکی
رفتار سے بل کھائے تمہاری کمر ایسی

اللہ ہی بچنے سے بلبل کو بچائے
ہوش اوڑتے ہین سن سن کے اوڑی ہے خبر ایسی

اقلیم شہادت مین شرف کی ہے رسائی
رحمت ہے خدا کی کہ مہم کی ہے سر ایسی

حسرت تری رہے نہ کسیکی خبر رہے
پتھرائیں آنکھیں بھی تو تجھی پر نظر رہی

افسردہ دل فراق مین ہم عمر بھر رہے
ہر وقت دم لبون پہ رہا چشم تر رہی

ہم ایسے حشر و نشر مین بھی بیخبر رہے
یہ بھی خبر نہین کہ وہ کب جلوہ گر رہی

داغون نے کی ہے چار طرف دلمین گلگشت
تسکین کی سمائی کہان ہے کدہر رہی

مین نے سنا ہے شان کریمی دکھا دئے گے
امیدوار ہون کہ مری بھی خبر رہی

نفرت ہوئی حیات سی دل مین کہا جو مر — روشن ضمیر ہو کے چراغ سحر رہی

دشمن زمانہ ہو کے ہمارا کریگا کیا — تو مہربان رہے تری سیدھی نظر رہی

الفت کے معرکے سے بچاتا رہی اُسے — ہر دم جگر کو چاہیئے دل کی سپر رہی

تربت ہماری دیکھ کے بہ ہم نہ ہو جیئے — مٹی یہین کی تھی جو یہان آکے مر رہی

اندھیاری قبر مین مرے کام آگئے دل کے داغ — کچھ پھول کچھ چراغ ہوئے کچھ قمر رہی

وہ دن تو ہو کہین ترا سودائی تو مین ہو — سجدے کرون جنون مین اگر درد سر رہی

دامان ناز سے جو کبھی گل کرے وہ گل — صبح بہار ہو کے چراغ سحر رہی

معشوق کہتے ہین سمجھے جانباز و سرفروش — لازم ہے مجھکو بھی کہ ہتھیلی پہ سر رہی

اعمال سے ہی گور کی منزل مین دغدغہ — تنہائی کے سفر مین یہ کیون ہمسفر رہی

پیرو لنے بزم خاص مین آتے ہین جس طرح — امیدوار ہون کہ مرا بھی گذر رہے

رقت سے تیری غم نے کسیکو نہ دی نجات — آنسو رہے جو چشم صدف مین گہر رہی

کس ناز سے کسی ہے مرے قتل کے لیے — محفوظ چشم زخم سے تیری کمر رہے

اے چودھوین شب اسقدر اندھیر بھی نہ تھا — تیری سلامتی مین گہن مین قمر رہی

گلچینون کو ریاض سی کچھ مل نہ جائیگا — اترانے کو گلون کی ہتھیلی مین زر رہی

شاید کرون جو دل کے ٹھہرنے کا مین علاج — برسون ہی ہر دو اسے کشیدہ اثر رہی

بلبل نے مر کے لوٹ لی کیفیت بہار — بو ہو کے گل مین روح رہی گرد پر رہی

آئے نہ کوئی چوٹ نکیرین کی ضرب — مشکل کشا کا سایہ لحد مین سپر رہی

بعد حشر اونکو گنہگارون کی حاجت پھر ہوئی — ہر طرف شان کریمی کی کرامت پھر ہوئی

ترک تھی جس سے ملاقات اوس سے نفرت پھر ہوئی — جان آفت سے چھٹی تھی اسیر آفت پھر ہوئی

مر گئے آخر ترس کے تندرستی کے لئے — عشقبازی کا مرض ہو کر نہ صحت پھر ہوئی

پیس چکا ہون گو مین محشر مین کیون ہی یار زیر — وہ قیامت کیا نہ تھی جو یہ قیامت پھر ہوئی

عشق لیلی نے کیا مجنون کو ایسا ناتوان — زندگی بھر پھر نہ زور آیا نہ طاقت پھر ہوئی

ضعیف کو مرض الموت اگر کرے رخصت
چمن اجاڑنے کو تو نے پھول توڑے ہیں
لپٹ کے چھین لوں چلا جو مجھ پہ کھینچے تیر
یہ جانا ضعیف گلا کاٹنے سے تھا اپنے نکالا
سوال دید ترا کوہ طور پر ہو قبول
قفس لیا نے جو پہلوئے گل سے اڑ جاوے
بدن میں صاحب خانہ نہ ہوگی روح ای دل
جلا کے دیکھ تو مجھکو اگر خدا چاہے
دعا ہے بزم میں تیری جو بیٹھ جائے دل
چمن کے پھول خزاں جھونکتی ہے گلخن میں

ڈرے قضا سے سلامت جو نوجوان رہجائے
خدا کرے کہ ترا ہاتھ باغبان رہجائے
تمہارے ہاتھ میں اور تری ہوئی کمان رہجائے
کہ بیچ بھی جائے جو بسمل تو نیمجان رہجائے
خدا کرے کہ تری بات ای زبان رہجائے
مسوس کے جگر و دل کو باغبان رہجائے
اسی کو جان غنیمت جو میہمان رہجائے
تو ہو کے آنکھوں میں کاجل مراد ہوان رہجائے
نہ آئے اٹھنے کی طاقت یہ ناتوان رہجائے
خود آگ جا کے لگا دوں جو آشیان رہجائے

شرف سنا ہے کہ وہ اتنے دور رہتے ہیں
کرے جو عزم تو رستے ہی میں گمان رہجائے

پھاڑتے ہیں باغ میں غنچے گریبان کسلئے
دل میں ہر دم کر خلش کرتا ہے پیکان کسلئے
کیا گنہ اسنے کیا تھا کیوں اڑایا اے صبا
گھل رہا ہوں کسلئے کسواسطے ہے رنگ زرد
کونسا غم ہے اوسے اسکو ہوئی ہے کیا خوشی
آمد آمد فاتحہ کو کونسے گلرو کی ہے
مردہ ناچیز ہوں ناحق ہے تیاری کی فکر
کیا کریگی اے گنہگار و تمہارا معصیت
کیا ہوا کیا تھا سمجھ میں میری کچھ آتا نہیں
کیا کہوں یارو کیا ہے کس پر یرقنے ڈنک
کسکو دکھلاتا ہے اپنا جامہ حسن آفتاب

ہنس رہی ہے کس پہ گل شبنم ہے گریان کسلئے
صاحب خانہ سے آزردہ ہے مہمان کسلئے
خاک کو میری کیا تو نے پریشان کسلئے
سرد ہے سب جسم میرا دل ہے سوزان کسلئے
ابر گریان کسلئے ہے برق خندان کسلئے
ہوگئی ہے آراستہ گور غریبان کسلئے
چل کے مٹی دی بھی دو کرتے ہو سامان کسلئے
بخشوا لیگا تمہیں بے رحم یزدان کسلئے
پہلے کیوں جرح آئی تھی ہوتا ہوں بیجان کسلئے
پوچھ مت پوچھو پھاڑ ڈالا ہے گریبان کسلئے
مشرق سے تا مغرب ہے پھیلائے دامان کسلئے

سوچ کیا اسکو سکندر کا ہی سکتے ہین جو ہی
صورت تصویر ہی آئینہ حیران کیسلئے

بھر کے دامن مجھسے لگا گیا مری در سے اشک
پاؤن پر یہ لوٹتا ہی ابر نیسان کیسلئے

کیا مشیت ہی خدا کی حال کچھ کھلتا نہین
بستیان صدہا ہوئی جاتی ہین ویران کیسلئے

تنگ ہوکر قیس کی وحشت سے لیلی کہتی تھی
اے خدا تو نے کیا تھا اسکو انسان کیسلئے

کیا قیامت ہی گلون کی اڑ رہی ہین کیون ورق
ہو رہا ہے باغ کا دفتر پریشان کیسلئے

معصیت کا میرے گر جامہ اوتر جاتا تھا
پھر کفن پر میرے لکھوایا تھا قرآن کیسلئے

تو وہ بنتا ہی کہین کوئی بنا لیتا ہی خاک
خاک میری ہو رہی ہے دستگردان کیسلئے

پیری ہین ہنبو شرف رخصت ہوئی فصل بہار
ہوش کی باتین کرو پھرتے ہو عریان کیسلئے

حسرت ورقت کی ہے تدبیر کسکے واسطے
آبدیدہ ہو گئے ہو ان تصویر کسکے واسطے

کس زمانے مین کوئی بیتاب پوچھا جائیگا
اوٹھ رہی ہے عشق کی تاثیر کسکے واسطے

آمد آمد کسکی ہے آنکھون مین کیون اٹکا ہے دم
بیدمی کرتی ہے اب تاخیر کسکے واسطے

کو بکو دل کے نشانے کی ہی انکو جستجو
اوٹھتے پھرتے ہین تمہارے تیر کسکے واسطے

کسنے رو رو یاد مین رولایا ہے نہین یہ بھی خبر
پوچھئے یوسف سے پھر تعبیر کسکے واسطے

خاک ہوتی ہے مری کیون شیشۂ ساعت مین
کرتی ہے حسرت اسے تسخیر کسکے واسطے

جان دینے والے پہ ظلم اور آئینے سے اختلاط
واہ وا کس سے ہو خوش تعذیر کسکے واسطے

لاو زرا اک بستی لو جڑتی ہے او جڑ جاتا ہے کون
جان دیتے ہین جوان و پیر کسکے واسطے

کس مرقع سے جدا کھینچے گا اسکو سوچ ہی
حسرت افزا ہے مری تصویر کسکے واسطے

آمد آمد کس پری پیکر کی ہے معراج مین
ہو رہی ہے وصل کی تدبیر کسکے واسطے

دیکھئے دکھلائیگی کیا کیا غضب معراج مین
ہی بسلط طور پر تنویر کسکے واسطے

جان دینے والا قیامت مین طلب ہوگا نہ با
حشر برپا ہے یہ بے تقصیر کسکے واسطے

کیا مین دیوانہ ہون وحشت کا جو نقشہ کھینچ لو
اے پری رو ہی تری تصویر کسکے واسطے

کھینچتے ہین دو فقرہ پر کیون کر اے کاتبین
ہو رہی ہے اسقدر تحریر کسکے واسطے

کس پر یہ گو بتاتی ہے مرا دیوانہ پن
غل مچایا کرتی ہے زنجیر کسکے واسطے

صید گاہ عشق مین لایا ہی کسکا عشق بت
سب بے چھری ہین نیمجان نخچیر کسکے واسطے

جمع ہے ساری خدائی ذبح ہونیکے لیئے
تتنے کی ہے نیت تکبیر کسکے واسطے

غم مین کس گل کے ہوئی ہی بند بلبل کی زبان
ہو گیا ہی چپ یہ خوش تقریر کسکے واسطے

جستجو مین رہتی ہے کس بادشاہ حسن کی
رات دن گردش مین ہی تقدیر کسکے واسطے

کونسا دیوانہ کھڑکائیگا اسکو زیر عرش
اے خدا لٹکی ہی عرش زنجیر کسکے واسطے

دیکھ لی تصویر کسکی سوچ کسکا ہو گیا
ہوگئی حسرت گریبان گیر کسکے واسطے

کوچۂ محبوب مین صدہا پڑی ہین میتین
خاک اڑانے جاتی ہین رہگیر کسکے واسطے

شرح ہے مد نظر کس مصحف رخسار کی
کرتے ہو قرآن کی تفسیر کسکے واسطے

تھی خبر میری اسیری کی ہوا مجنون اسیر
پہنی کسنے آئی تھی زنجیر کسکے واسطے

قبر کیون ہوتی ہی خالی خاک کیون ہوتا ہی ضبط
ضبط ہوتی ہے مری جاگیر کسکے واسطے

کون برہم ہو گیا ہے زار نالی سے مری
منحرف ہے آہ سے تاثیر کسکے واسطے

کیون ٹپکتا ہے لہو دم خم سے ابرو تیر کے بعد
خون روتی ہے تری شمشیر کسکے واسطے

کیون اڑاتی ہے خدائی مین مری تربت کی خاک
کرتی ہے حسرت اسے تشہیر کسکے واسطے

دولت داغ وفا دل سے جو پھر لی ہی شرف
جمع کی ہے اسنے یہ توقیر کسکے واسطے

کسی کے بھی نہ جلنے مین نہ کھلنے مین قدم ٹھہرے
تری بزم ستم مین شمع کے مانند ہم ٹھہرے

تمہین کچھ سوچ جب سمجھے تو پھر ہم تم بہم ٹھہرے
نہ ہمسے دور تم ٹھہرے نہ تمسے دور ہم ٹھہرے

گئے رکر کے گل وا سنیو زخم اپنے شہیدون کے
زیادہ زخم ہی ٹھہرے چمن مین پھول کم ٹھہرے

ریاض البکا یعنی القدس کی صفدری کی
ترے باغات مین بلبل باغ ارم ٹھہرے

حسینی فوج مین محشر مین اپنا نام لکھو لیا
قیامت مین بھی جلکے زیر دامان علم ٹھہرے

ہوس ہی سجمات داری کرون اسی حسینون کا
کہ برسون میری محفل مین نہ دور جام جم ٹھہرے

کرونگا زندگی بھر سجدۂ شکر یہ سمجھے مین
گمان تھا سجدہ گاہ ہونگا تری نقش قدم ٹھہرے

کلیجے سے لگایا پھینک دی تلوار قاتل نے
ہم اس انداز سے مقتل مین گردن کر کے خم ٹھہرے

ترے دیدار کا بھوکا تو اس عالم مین رہتا ہے
نہ جسمین نفس کش ٹھہرے نہ آسودہ شکم ٹھہرے

غبار کوے جاناں سودۂ الماس ہو جائے
جسے اکسیر ٹھہراؤن وہ میرے حق مین سم ٹھہرے

مجھے امید راحت تھی اونہون نے ذبح کر ڈالا
رحیم اونکو مین سمجھا تھا وہ بانی ستم ٹھہرے

بہت جلد اوسنے حشر سے ہماری ستگاری کی
اونہین کو پہلے بخشا جن گنہگارون مین ہم ٹھہرے

اثر اسے عمر رفتہ کی ہے خود بو شان و شوکت مین
خدا کا شکر کہ کچھ دن جو یہ جاہ و حشم ٹھہرے

زبردستی ہمین دنیا مین بھیجا خاک ہونے کو
کیا تھا کیا کہ جو ایسے گنہگارون مین ہم ٹھہرے

نہ ٹھہرینگے کہین بے طی کیے منزل محبت کی
جو ہوتا ہے وہ ہو جاے نہ ٹھہری چاہیے دم ٹھہرے

یہ چل کے رہ گئی وہ جا کے پہنچے پہلی منزل تک
ترے کشتے تری تلوار سے بھی تیز دم ٹھہرے

سلیماں قبر مین اوترے تو پوچھا اونسے حسرت نے
جلوس اب کس طرف جاے کہاں طبل و علم ٹھہرے

برش تیغ دو دم کی پل ہے دریای محبت کا
ستم کی آبداری ہے یہاں کیونکر قدم ٹھہرے

کراہیں کیوں شہید روز دوست کیونکر وہ [illegible]
دو [illegible] مین جنکے برسون کا ہشن جان کو غم ٹھہرے

ابھی جو ای شرف پہلو مین وہ گلفام آ بیٹھے
نہ کوئی داغ پھر ٹھہرے نہ پھر رنج و الم ٹھہرے

تمہارے ہجر مین سے رات کو باہر جو ہم ٹھہرے
کبھی تڑپے کبھی سسکے نہ آنسو کوئی دم ٹھہرے

نظر انداز اپنے آنسوؤن کو جھوٹ سمجھے
نگاہ یار مین آ سکے یہ سوالی ہو وہ رقم ٹھہرے

مرے گھر مین وہ آتے ہین ذکر بدشگونی ہو
نہ اب غمگین یہان ٹھہرے نہ کوئی [illegible] ٹھہرے

طلب اوسنے کیا جسدم گنہگاران الفت کو
یہ جا کے صف جمائے [illegible] ہم ٹھہرے

اگر تیرے کرم دم بھر نہ لکھے جائیں عالم مین
جہان سے [illegible] اوٹھ جائیں نہ دنیا مین قلم ٹھہرے

فسانہ حسن رخ کا لکھے افسون ساز کھلا ہو
صفت [illegible] کی لکھیں جو تو ہم جادو رقم ٹھہرے

دلایا ہمکو کیا منزل شوق شہادت نے
ابھی [illegible] آ لے جہان لینے کو دم ٹھہرے

ید بیضا کی ہاتھ آئے تو اوسکو بھی الٹا ہی دون
[illegible] کو وہ بھی میرے آگے اک قدم ٹھہرے

نہ دی ہمکو زمین قبر مین اورون کی خاطر [illegible]
[illegible] سبب ٹھہرے گنہگارون مین ہم ٹھہرے

پری سی شکل مجھ حسرت زدہ کو تم جو دکھلا دو
نہ رقت ہی نظر آئے نہ آنکھوں کا ورم ٹھہرے

شب تنہائی مین تا صبح سینہ مینی کوٹا ہے
کہین ایسا نہو میرے کلیجے مین ورم ٹھہرے

ترے مجروح کو سوز تنفس مار ڈالے گا
لہو زخم جگر کا بند کروا دے کہ دم ٹھہرے

نہ تھا دنیا مین دم لینے سے مطلب خاکساروں کو
فنا فی اللہ ہونے کو یہ مشتاق عدم ٹھہرے

خدا کے فضل سے ہمنے وہ اپنی روبکاری کی
کہ ہنگام قیامت ہم سزاوار کرم ٹھہرے

عدم تک لائی تیری جستجو اوٹھے جو دنیا سے
کہین بھی ہم نہین تیرے ہی قدموں کی قسم ٹھہرے

کروطے رفتہ رفتہ ای شرف منزل محبت کی
سمائے سانس سینے مین ذرا جان آئے گر دم ٹھہرے

باغ مین لا کے رہا کر گیا صیاد مجھے
ایسی اس سال مبارک ہوئی فریاد مجھے

اے شہ حسن کیا عشق نے برباد مجھے
تجھسے فریاد کو آیا ہوں ملے داد مجھے

خود فراموش حسینوں نے کیا ہے ایسا
دل دیا ہے کسے اتنا بھی نہین یاد مجھے

سالہا سال وہاں سے مین نہین اوٹھ سکتا
جب گراتی ہے کہین عشق کی افتاد مجھے

قید ہوتا ہوں لحد مین تو چھٹونگا کس دن
کس سے پوچھوں کہ بتادے مری میعاد مجھے

جوش ہوتا ہے مرا بھی جو بہار آتی ہے
باغبان بیٹھے ہین روتے ہین صیاد مجھے

دم بدم دم یہ ضعیفی [illegible] کیا کرتا ہے
حق مین بخشا چکا اب کیجیے آزاد مجھے

کہہ رہی [illegible] خاک مری تربت پر
اے شرف مفت صبا کر گئی برباد مجھے

رخصت روح ہے سامان عزا حاضر ہے
آبدیدہ ہین سب احباب قضا حاضر ہے

واجب الرحم و سزاوار خطا حاضر ہے
یہ روش چاہیے جسکی وہ گدا حاضر ہے

کون اوس گل کی کچہری مین ہمین پوچھیگا
ایک سے ایک دہان کا رروا حاضر ہے

سامنے منکر نکیر مرا پڑھ لو شہادت نامہ
جس یہ کرتا تھا عمل ہین وہ لکھا حاضر ہے

اسقدر تجھسے ہے محجوب گنہگار ترا
عذر خواہی کے لیے رو بقفا حاضر ہے

تیری رحمت سے جو کرتی ہے اجابت تقریب
کو لیتے بندہ بیکس کی دعا حاضر ہے

حکم ہے گلشن ایجاد کی بربادی کا
اس مرقع کے مٹانے کو فنا حاضر ہے

رنگ پھیکا ہے حنا کا تو نہ کیجے غصہ
خون دل کی جو کمی ہے تو سوا حاضر ہے

متقی کوئی نہ جنت کی خوشی مین ٹھہرا
تیری خدمت کو گنہگار بڑا حاضر ہے

بعد مردن بھی طواف در دولت کو ترے
خاک حاضر ہے جدا روح جدا حاضر ہے

منزلت دیکھ اسیری مین ہماری صیاد
بوے گل لیکے گلستان کی ہوا حاضر ہے

ہمدمون نے جو مرے دفن کو اونسے پوچھا
رو کے بولے کہ مرے باغ مین جا حاضر ہے

دل مرا لینے کی اوس شوخ نے پرسش کی اگر
حشر برپا ہے گواہی کو خدا حاضر ہے

کوئی سفاک شہادت کا جو موجد ہو گا
سب سے پہلے مین کہونگا کہ گلا حاضر ہے

ہم نہ بھولین گے کبھی کعبۂ مقصود کی راہ
رہنمائی کے لیے قبلہ نما حاضر ہے

ہدہد و مرغ و کبوتر کی حقیقت کیا ہے
اوس شہ حسن کے صدقے کو ہما حاضر ہے

کوئی اوس گل کی جدائی کا تکلف دیکھے
آنکھ مین مہر نہین شرم و حیا حاضر ہے

روبکاری محبت کو وہان جاتا ہون +
حق رسائی کو جہان بیم و رجا حاضر ہے

پیرہن پھاڑکے مجنون نے جو پھینکا پھینکا
کیون برہنہ وہ رہے میری قبا حاضر ہے

آمد آمد ہے گلستان مین کسی گلرو کی
خیمۂ ابر لیے باد صبا حاضر ہے

شامیانہ جو نہین ہے تو نہو تربت پر
سائے کے واسطے گھنگھور گھٹا حاضر ہے

درد تنہائی کے درمان سے ہے ضیق مین دم
غیر حاضر تو ہے تاثیر دوا حاضر ہے

عرض کرتا ہے کچھ اوس بادشہ خوبان سے
کہدو اک بندۂ ناچیز جدا حاضر ہے

بعد مردن کوئی دیکھے مری شان حسرت
قبر پر خاک اوڑانے کو وفا حاضر ہے

دم جو اوبھا شب ہجران مین تو آئی آواز
اب نہ گھبرائیے شرف آپ قضا حاضر ہے

اجل ارم کا مرقع دکھاتی جاتی ہے
پڑا ہون غش مین فقط سانس آتی جاتی ہے

زمانے بھر سے نرالی ہے شمع کی رقت
کہ جنکو روتی ہے اونکو جلاتی جاتی ہے

گلون سے بڑھ کے شگفتہ دماغ ہونگا مین
کہ اسمین یار کی خوشبو سماتی جاتی ہے

بچا ہیو کہیں اسکو قضا جو ملجائے
غرور رہوگا اونہیں شان بے نیازی کا
ہزاروں دل وہ کھلونوں کی طرح توڑینگے
چلے ہیں خود وہ سجا ہیں اوتارنے کے لیے
سواری جاتی ہے کس گل کی باغ عالم سے
ہوا ہی یار کو دعوی جو لن ترانی کا +
خوشی یہ کرتی ہی تیرے چمن میں بسنے کی

تری خبر کو مری روح آلی جاتی ہے
خودی مزاج میں اونکے سماتی جاتی ہے
یہ کمسنی اور نہیں شوخی سکھاتی جاتی ہے
جو آگہی مرا شانہ ہلاتی جاتی ہے
جو ساتھ ساتھ صبا خاک اڑاتی جاتی ہے
پری سی شکل یہ باتیں سکھاتی جاتی ہے
جو کھلتی ہے وہ کلی مسکراتی جاتی ہے

جو ساتھ ہیں اونہیں بجلی لگی ہوئی ہے شرف
یہ کیوں انہیں مری میت رولاتی جاتی ہے

ندائے لن ترانی سنکے ٹھہرے ہی تو کیا ٹھہرے
ہمارے پیشوا کا قدسیوں سے بڑھ گیا رتبہ
نہ بھولے گا کبھی پھر کعبۂ مقصود کا رستا
جتانے کو ہمارے کوچۂ محبوب میں رکھ دو
سجل نامہ لکھے دیتا ہوں اپنی خون ناحق کا
کسی نے مرکے اتنا بھی نہ پوچھا تم یہ کیا گذری
کرے منظور جان بخشی اگر وہ اپنی بندوں کی
رہیں او گلی خزانے صرف کرنے کی تمنا میں
رہا کرتا ہوں میں اس سے پہ تصویر حیرت کی
ہمارا استخوان اوفتادہ حق ہی حسرت کا
تلاطم ہے جہان میں کوئی مظلوم آہ کرتا ہی
بدن ٹھنڈا ہوا جاتا ہی پنکھے دل کو ہولی ہی
چمن سے تم جو پھر جاؤ تو عالم ہو کا ہو جائے
نکلوایا جو اوس گلرو نے دفتر حق رسائی کا

زبان بے زبان ٹھہرے دہان بے صدا ٹھہرے
ولی اللہ کے ٹھہرے نصیری کو خدا ٹھہرے
اودھر کی راہ لو اہل حرم قبلہ نما ٹھہرے
یہیں سے خاک اوٹھی ہی یہیں تن کیمیا ٹھہرے
کہ جسمیں سرخرو قاتل مرا پیش خدا ٹھہرے
ملا کر خاک میں ہمکو نہ دم بھر آشنا ٹھہرے
تمام زندہ چمن ہو وے نہ ہستی میں قضا ٹھہرے
ذ فلیٹوں نے قدم چومے جہاں تیرے گدا ٹھہرے
خدا جانے کہ کیا صورت مری بعد فنا ٹھہرے
اوڑیں ہوش اوسکے عبرت سے جو پاس اسکی ہما ٹھہرے
الٰہی رحم کر اپنا یہ طوفانی ہوا ٹھہرے
اوٹھی جاتے ہو تم پہلو سے درد سینے میں کیا ٹھہرے
گلوں میں بو نہ پھر دم لے نہ گلشن میں صبا ٹھہرے
ریاض خلد کے قابل شہیدان ادا ٹھہرے

ہوں عالم ارواح سے میں آپکا مجروح
سچ کہیے لڑی ہے مری تقدیر کہاں سے

وہم ضیق میں مردوں کا جو کرتے ہیں نکیرین
سیکھ آئے ہیں اس قہر کی تقریر کہاں سے

کیونکر وہ پری اوتری میرے شیشۂ دل میں
کر لاویں اوسے جا کے میں تسخیر کہاں سے

کیا مجھکو ہوا ہی جو سلگتا ہوں شب و روز
رگ رگ میں مری آگئی تبخیر کہاں سے

کیا اسمیں لکھا ہے کہ جو تعویذ کیا ہے
آج اے شرف آئی ہے یہ تحریر کہاں سے

ہم ہوائے شوق میں جو داغ پنہاں لے چلے
کیوں اس آندھی میں چراغ زیر داماں لے چلے

کس پہ رحم آیا یہ کس تربت پہ ساماں لے چلے
گل ہزاروں بھر کے دامن میں جو قرآں لے چلے

غنچۂ دل دیکھے ہم داغ فراواں لے چلے
اک شگوفہ چھوڑ کر تم سے گلستاں لے چلے

سوفت بھرتا کو تمسے دیوانے کی زخموں میں اگر
کسکی خاطر تو تم کر اپنا گریباں لے چلے

دل جو بہلانے کی خواہش اوسکو دیوانے کی
قافلے پریوں کے صحرا میں سلیماں لے چلے

آرزو ہے ہمرہ پیکاں روانہ دل بھی ہو
صاحب خانہ کو بھی ساتھ اپنے مہماں لے چلے

اونکی محفل کی سر شام ایسی دل کو لو لگی
شمع روشن کرنے کو ہم داغ سوزاں لے چلے

رحمت معبود آئی ساتھ چلنے کے لیے
دار دنیا سے جو نیک اعمال انساں لے چلے

کس طرح کی حسرتوں میں کوچ دنیا سے کیا
کیسے کیسے داغ کیسے کیسے ارماں لے چلے

پاکدامانی کی حسرت میں کفن میں رکھ کے ہم
خاک پاک تربت گور غریباں لے چلے

مرتے دم دنیا کی مالیت کی کیا پروا رہی
لوٹ کر ہم دولت اسلام و ایماں لے چلے

مغفرت مد نظر ہے کس شہید نار کی +
کسکے پہلو میں یہ تم پڑھنے کو قرآں لے چلے

رایت وحشت کی صحرا میں جو تیاری ہوئی
ہم پھریری کے لیے اپنا گریباں لے چلے

اسکے عاشق کو وہ غش میں بیقرار ایسی ہوئی
دونوں ہاتھوں میں ہوا دینے کو داماں لے چلے

حسن آرائی کی محفل بھی جو دیوانوں نے کی
لے چلے گلزار سے حسن گل کو عریاں لے چلے

گر کے قدموں پر جو میں در سے تمہارے لیٹا قبر میں
مجھکو گلزار ارم میں شاہ مرداں لے چلے

کو تمہارے قیدی کے نالوں نے کیا دل پر اثر
نصف شب کو تم کسی کہلوا کے زنداں لے چلے

جب پھری گلگشت سے ہمرہ ہوئی بوے بہار
بلبلون مین غل ہوا روح گلستان لے چلے

صفت سنو نکہی حسن کے بازار مین خوشبوی زلف
کال جس سودی کا تھا ہم اوسکو زندان سے لے چلے

حضرت یوسف نے دلوائی اسیری سے نجات
قید سے چھڑوا کے میری مرثیہ دان لے چلے

گر دم جو پھر رہے ہوا اس بجائی مین ہی کون
ای شرف آج اپنے گھر مین کسکو مہمان لے چلے

اب نشیمن ہی نہ مجھکو آشیان درکار ہے
تنکے چننے کو چمن ای باغبان درکار ہے

سجدہ کرنے کو مجھے وہ آستان درکار ہی
جسکی خاطر زمینہ نہ آسمان درکار ہے

کوئی حسرت ہی نہ اب ہے روان درکار ہے
مر مٹا ہون تجھ پہ تو ای جانجان درکار ہے

ڈھونڈتا ہون قدردان گلہای داغ عشق کا
باغ اوجڑتا ہے میرا اک باغبان درکار ہے

قبر کو مسمار کردے گی برس کی بیکسی
وادی حسرت کو میرا استخوان درکار ہے

کیا ہے کیون مین اسقدر حسرت زدہ ہون
مجھکو کسکی آرزو ہے کیا یہان درکار ہے

بستنی کمخواب کی زرین قفس مین کیا کرون
مجھکو لے صیاد اپنا آشیان درکار ہے

قتل کی حسرت مین ہم بھی بس کرینگے پیرہن
تیرے کشتے کا لباس خونفشان درکار ہے

بزم ماتم سے جہان مین کوئی جا خالی نہین
جسطرف جاؤ وہان اک نوحہ خوان درکار ہے

لیکے مین فردوس مین قصر زبرجد کیا کرون
جسمین تم رہتے ہو مجھکو وہ مکان درکار ہی

خوان نعمات محبت کی جو اتنی ہے ہوس
چاشنی کس شے کی تجھکو ای زبان درکار ہی

رفتگان اوترے ہین جا کے تیری حسرت مین جہان
مجھکو وہ مہمان سرائے کاروان درکار ہی

یاس سمجھاتی ہے کل دو گز زمین قبر لحد
حرص کہتی ہے مجھے سارا جہان درکار ہے

ہر طرف سنتا ہون مین دل کی خریداری کی دھوم
لینے والا کون ٹھہرا ہے کہان درکار ہے

تو نے تاکا ہے مجھے چلا چڑھانے کے لیئے
مجھکو اے ناوک فگن تیری کمان درکار ہی

بھیجدی لکھوا کے مجھکو بلبل سدرہ کی ہاتھ
دل کے بہلانے کو تیری داستان درکار ہی

جب مین کہتا ہون بیان کر مژدہ فصل بہار
باغبان کہتا ہی بلبل کی زبان درکار ہے

کلمہ پڑھوانے کو ہی مجھسے وہ اپنے عشق کا
لیک پھر اوسکو میرا امتحان درکار ہے

کیا کریمی ہے لحد مین اوسکی رحمت کہتی ہے
ہمسے لے جو کچھ سمجھے ای مہمان درکار ہے

ہو. ہاے ہے کیون دو عالم کا یہ مجمع حشر مین
کونسے یوسف کو اپنا کاروان درکار ہے

دیکھنے کو اوس مسیحا کی سواری کا جلوس
ای شرف مجھکو چہارم آسمان درکار ہے

دل جو لٹکا ہوا اوس زلف گرہ گیر مین ہے
یہ گرفتار بلا کونسی تقصیر مین ہے

وہ ہجوم اسکی ہمین حسن جہانگیر مین ہے
کہ لئے پھول کا روغن تری تصویر مین ہے

جان لینے کو وہ ہر بیت اوسے کرنے کو ہیولیٰ پیدا
اوسکی مین فکر مین ہون وہ تری تحریر مین ہے

کونسا صید وفادار وہ تھا اے صیاد
جسکی یہ طاقت پرواز ترے تیر مین ہے

اور معشوق جو مجھسے نہین ملتے نہ ملین
جسکو مین چاہتا ہون وہ مری تقدیر مین ہے

خود بخود آئیگا وہ ہوگی ملاقات اوس سے
شدنی ہے مگر ای دل ابھی تاخیر مین ہے

نقشہ تیرا سا دو عالم کی مرقع مین کہان
کار پردازی قدرت تری تصویر مین ہے

ہاتھ کیون روک لیا رکھکے چھری گردن پہ
وجہ کیا ہے جو تامل تمہین تکبیر مین ہے

حشر کے دن بہی رفاقت مین ہے قاتل کی
بو مری خون کی ابتک تری شمشیر مین ہے

کوئی رویا ہے لتعشق کا صلہ کیا دیگا
دخل یوسف ہی کو اس خواب کی تعبیر مین ہے

کون مجھسا ہے اسیر دل مین اسیر ای صیاد
رگ و پے تک مری وابستہ ترے تیر مین ہے

اسکی جھنکار سے تھرائینگے سراپے مجنون
مری زنجیر کا لوہا تری زنجیر مین ہے

چاشنی عشق و محبت کی سمجھ کر چکھیو
ہے تو اکسیر مگر زہر یہ تاثیر مین ہے

ہمدمی حبس دمی کرتی ہے دم گھٹنے مین
اے شرف جب سے گلا طوق گلوگیر مین ہے

کم سن ہین طبیعت مین ہے بیداد ابھی سے
کرتے ہین قیامت کو وہ ایجاد ابھی سے

لائی تھی جہان مین عدم آباد کی حسرت
افسوس مٹی جاتی ہے بنیاد ابھی سے

مرنا ہے کسی دن نظر زیست سے گر کے
اک چوٹ لگاتی ہے وہ افتاد ابھی سے

شنوائی تو رکھی ہے قیامت پہ خدا نے
کیون دادطلب ہے مری فریاد ابھی سے

رہا ان تو پھر طوق گلو گیر او تارے
منت نہ بڑھائے مری حداد ابھی سے

کیا کھینچے گا نقشہ ترے آئینہ رخ کا
ہوئے سکتے کے عالم مین ہی بہزاد ابھی سے

محشر مین تو ہستی کا نشان بھی نہ رہیگا
کرتے ہین جہان کو جو وہ برباد ابھی سے

طفلی مین بھی روتے تھے تو سمجھاتی تھی دایہ
وہ کون ہے کرتے ہو جسے یاد ابھی سے

دم بھر مین غش آئیگا لہو دیکھ کے میرا
سناٹے کے عالم مین ہی فصاد ابھی سے

آغاز محبت مین عداوت ہے کہ جیون مین
منظور جو ہو کیجیے ارشاد ابھی سے

خونریزی کا سودا ہی نہ شبخون کر دن ہین
کیا جانے وہ کیونکر ہوئے جلاد ابھی سے

جب ہونگا گرفتار تو کیا حال کریگا +
سہماتا ہے تو مجھکو جو صیاد ابھی سے

زندان ہی مین ہتا ہی فقط گذرے ہین دو دن
دشوار ہوئی ہے مجھے میعاد ابھی سے

جھکا مین گنہگار ہون آپ نے دی اوسکو
گردن نہ جدا کر مری جلاد ابھی سے

سن لین تو نکیرین کلیجے سے لگا لین
کرتا ہون مین ہر دم وہ سبق یاد ابھی سے

وعدہ بھی برابر تو ہوا ہی نہین اسکا
کیون روح ہوی جاتی ہی آزاد ابھی سے

آتی ہے خزان باغ اوجڑتے نہین دیکھون
چل مجھ پہ چھری پھیر دے صیاد ابھی سے

جب تیر و کمان لائیگا جب تا کیو مجھکو
لذت نہ سہا مجھے صیاد ابھی سے

اسید تو تھی سر کے نکلنے کی شرف کو
دل توڑ کے غم کرتے ہو آزاد ابھی سے

مجھ پہ بے اذن ترے حکم قضا کیا کرتی
ملک الموت مری جان ہوا کیا کرتے

درد الفت مین تمنائے شفا کیا کرتے
ایسے آزار مبارک کی دوا کیا کرتے

رکھکے دو پھول بجز آہ و بکا کیا کرتے
اور تربت پہ عزیز و رفقا کیا کرتے

بے نیازی کے شہنشاہ کی پروا کیا ہی
لیکے وہ ہمسے غریبون کی دعا کیا کرتے

ملک کی دامن رحمت سے لپٹ جانے کی
اور تدبیر نجات اسکے سوا کیا کرتے

کیون ہم اس زخم محبت کا جو چھڑاتے پیچھا
ایسے پیارے کو کلیجے سے جدا کیا کرتے

یا سدا ری تھی رحیمی و خطا پوشی کی
وہ گنہگارون کی تجویز سزا کیا کرتے

دیکھتے وہ مری حسرت جو ہم آغوشی کی
دوڑ کر مجھ سے لپٹ جاتے حیا کیا کرتے

رنج کرتے ہین جو ملنے کا تو دل کہتا ہی
تمکو پیدا ہی نہ کرتا جو خدا کیا کرتے

جبتلک اک درد رہا سیکڑون تدبیرین کین
ہوگیا خون کلیجا تو دوا کیا کرتے

جسم تھا خاک کیا خاک مین اوسکو معدوم
روح تو نور تھی اونہین کی وہ فنا کیا کرتے

تم بگڑتے جو مرا خون خدا کے آگے
بول اوٹھتی جو زبان ہو کے خفا کیا کرتے

مرتبہ تیری حضوری سے نہ بڑھ کر ہوتا
شان شاہی و کرامات گدا کیا کرتے

اپنے قاتل کو بتایا نہ کسیکو ہمنے
چاہتے تھے اوسے انگشت نما کیا کرتے

موت نے قید تعلق سے چھڑایا مجھکو
جان چھوڑی نہ جنھون نے وہ رہا کیا کرتے

کھل گئے شربت دیدار کی جب حسرت مین
ہوگئی یاس تو صحت سے دوا کیا کرتے

لاکے اے یار حضوری مین ترے پہونچایا
یاوری اور مرے بخت رسا کیا کرتے

کوے محبوب سی حسرت نہ اوٹھانے دیتی
ہڈیون پر مری منڈلا کے ہما کیا کرتے

زندہ رہتے جو شرف سالگرہ مین اونکی
بزم آرائی کا سامان وہ کیا کیا کرتے

در پردہ ہوگئی خلوت معراج کی خبر ہی
سرکار کبریا مین مہمانئ بشر ہے

کیا حسن کا سمان ہے کس نور کی سحر ہی
گلشن مین تڑکے تڑکے یہ کون جلوہ گر ہی

دل ڈھونڈھتا ہی جسکو دل ہی مین اوسکا گھر ہی
پہلو نشین ہی لیکن پوشیدہ جلوہ گر ہے

گلزار ہو رہا ہے کسکے لیے زمانہ
وہ کون ہے پریرو جسکا یہان گذر ہے

دم توڑتا ہی مجنون لٹتا ہے باغ وحشت
محمل اوجڑ گئی ہے لیلی برہنہ سر ہے

سنتے ہین بلبلون پہ ناحق چھری پھریگی
یارب یہ جھوٹ کرنا اوڑتی ہوئی خبر ہے

مجنون کی دوستی مین دیوانہ ہوگیا ہون
کہتی ہے ہنس کے لیلی صحبت کا یہ اثر ہی

کیا ذوق حق پرستی پہونچا ہے انتہا کو
بیٹھا ہے پیرہن آنکھین آئینہ پر نظر ہے

طوفان لہو کا آیا قاتل نے قہر ڈھایا
خون اوسکے بسملون کا ہر سو کمر کمر ہے

صیاد رو رہے ہین سر پیٹتے ہین گلچین
کہرام ہے چمن مین بلبل جو نوحہ گر ہے

دل ہی بھرا ہوا ہے سمجھاؤ اب نہ یارو
رونے دو مجھکو پانی پانی مرا جگر ہے

سناٹا ہوگا ہوگا منزل میں ہو کا عالم
بھاگے گی روح جس سے در پیش وہ سفر ہے

کس شب کا غم ہے اسکو پھاڑا جو ہے گریباں
کیا ہے دریدہ دامن کس واسطے سحر ہے

مشتاق ہو گئے تیر جھپکائیں کیا پلک ہم
پیش نگاہ تو ہے تیری طرف نظر ہے

رقت گنہ نہیں ہے ماخوذ میں نہ ہونگا
دامن تو تر نہیں ہے ہونے کو چشم تر ہے

توڑو نہ میرے دل کو گلزار عاشقی میں
پھولا نونہال حسرت مجھ میں ابھی ثمر ہے

کس حال میں گیا ہے دنیا سے کوچ ہمتے
ہمراہ بیکسی ہے تنہائی کا سفر ہے

کیا اوڑ سکینگے اوڑ کر کنج قفس کے قیدی
کوئی شکستہ بازو کوئی شکستہ پر ہے

آئے ہیں جسکی خاطر انبوہ حشر میں ہم
اے قدسیو بتادو وہ جلوہ گر کدھر ہے

سائے میں دفن اسکے تمنے کیا ہے مجھکو
اس بیکسی میں بڑھکر طوبیٰ سے یہ شجر ہے

کسلئے لحد میں بیٹیا تم کیون کراہتے ہو
کیا حال اے شرف ہے کیا صدمہ روح پر ہے

حسرت ہے گرم خلوت جاناں نہ کیجیے
معشوق بے نیاز ہے یارانہ کیجیے

ہر بیٹھنا تو ذکر حنا کا نہ کیجیے
دل کو بڑھا کے خون کلیجا نہ کیجیے

لینی ہے میری جان تو افسانہ کیجیے
یہ باتیں دلمیں رکھتے ہیں چرچا نہ کیجیے

جب یار کے بناؤ کا افسانہ کیجیے
لاکھوں دلوں کو پہلے سیہ دانہ کیجیے

دنیا وہیں کی جان جہاں جا کے ہو رہی
رخ آپ جو کبھی سوئے ویرانہ کیجیے

کہتا ہے دل جو لاش کوئی دیکھتا ہوں میں
عبرت کا ہے مقام تماشا نہ کیجیے

دل سے ہمارے لیجیے الفت کی خدمتیں
بلبل سحر کو شام کو پروانہ کیجیے

اسکی رکھائی میں وہ مزا ہے جو بس چلے
تیری چھری میں سیکڑوں دندانہ کیجیے

کہتی ہے بزم یار میں دل کی ہما ہمی
مسند تلے جلوس جو ویرانہ کیجیے

جو کھوٹ برا بنے اوسنے پٹکنے دیا ہے سر
کعبے میں جل کے سجدۂ شکرانہ کیجیے

کیونکر جگر سے ہجر میں دلکو چھڑائیے
کسطرح اس یگانے کو بیگانہ کیجیے

محفل کو لا کے وجد میں دل کو چھپائیے
جی جا رہا ہے نعرۂ مستانہ کیجیے

شاید کرے وہ ہمسے مرادوں کی بازپرس
ایدل بیان کیجیے کیا کیا نہ کیجیے

محتاج جان کے وہ نہیں رحم آہی جائیگا
چلیے سوال دید فقیرانہ کیجیے

رکھیئے نہ میرا سوگ پریشان نہو جیئے
سرمہ لگا کے گیسوؤں میں شانہ کیجیے

آئینہ ہم ہیں آپ سے صاف آپ ہمسے ہیں
ان سے حجابیوں میں تو پردا نہ کیجیے

دو دن میں آپ کو بھی نہ پہچانیں گر شرف
بس بس اب اسقدر بھی نہ دیوانہ کیجیے

چین سے پہلو تہی ہی کیا کروں دل کے لیے
اسقدر خود رفتہ ہے یہ کسکی محفل کے لیے

دم نکلتا ہے مرا جاتا ہوں قاتل کے لیے
اور سینے میں مٹا جاتا ہے باطل کے لیے

خاک اڑاتا ہوں نہ سمجھو اسکی محفل کے لیے
وہ مسافر ہوں کہ ہوں برباد منزل کے لیے

آبدیدہ کیوں ہو کسکے نکلنے بٹھائے ہیں
دل پکڑ لیتے ہو کس بیہوش غافل کے لیے

جانثاروں رحمت خدا کی خوب ہی لوٹا لوٹا
نیت اللہ اکبر کہکے بسمل کے لیے

حسن کو غارت مراد نوجوانی نے کیا
چودھویں شب نے کیا کیا ماہ کامل کے لیے

دیکھیے کس دھوم سے اٹھتا ہے اب تابوت قیس
حکم لیلی نے دیا ہے اپنی محمل کے لیے

محفل خوباں میں حسرت نے کیا جو اہتمام
یار کے پہلو میں کی تجویز جا دل کے لیے

خون روتی ہے چھری کیوں ہوں لہو کا فرش ہے
کیا یہ صفت سیکھی ہے ظالم تیرے گھائل کے لیے

نزع کے عالم میں بھی اپنا ہی پہرا ہو دم
واہ وا یہ ہوشیاری مجھ سے غافل کے لیے

کھولنا دیوانہ گھر کا ٹیگا یہ زنجیر عرش
کسکو تجویزا ہے تمنے ان سلاسل کے لیے

کیا ہوا پلٹی صبا جو خانۂ صیاد میں
نکہت گل لیکے آئی ہے عنادل کے لیے

عشقبازوں سے کیا جب عشقبازوں نے سلوک
رقت آنکھوں کے لیے دی آرزو دل کے لیے

جو چھری دکھلیت درائی شکر کا سجدہ کیا
مرتے مرتے کی دعا ہے خیر قاتل کے لیے

قبر مجنوں سے صدا آتی ہے لیلا سے کہو
استخوان حاضر ہیں تیاری محمل کے لیے

مدتوں سے ہوں پریشاں اے خداوند کریم
مطمئن کر اپنے اطمینان دے دل کے لیے

روح کی تحلیل جب نام خدا تمنے لیا
منھ سے بسم اللہ ہی نکلی تو بسمل کے لیئے

یا خدا کاٹین گے تمبر اپنی اپنی گردنین
اس ادا سے قبلہ رو بیٹھے ہو بسمل کے لیئے

کیا ارادہ ہے ملا دینے کا مٹی مین اسے
خاک کا قالب جو بنتا ہے مرے دل کے لیئے

بیقراری مین بہی کیا کیا ہمری کا پاس تھا
دل جگر کے واسطے تڑپا جگر دل کے لیئے

غنچہ و گل بہی چمن مین سہم کے کمہلا گئے
جب قفس آیا گلستان مین عنادل کے لیئے

کیون کہین جائے کسی شئی کی وہ کیون خواہش کرے
دولت حسرت ہے کیا کم تیرے سائل کے لیئے

گور مین دم بھر بہی چین اے روح ملنے کا نہین
ڈھونڈھ لا مشکل کشا کو جا کے مشکل کے لیئے

بیٹھنے کو ہین وہ مسند پر لگا کے آئینہ
پاسداری کی ہے فکر اپنے مقابل کے لیئے

میری میت کے لیے دیتے ہو حکم قبر تنگ
جا بجان کم وسعتی کرتے ہو منزل کے لیئے

اے شرف دم بھر مین پہونچوگے خدا کے فضل سے
کسلیئے گھبرا رہے ہو پہلی منزل کے لیئے

جنون کرتا جو آمیزش مری تقدیر سے پہلے
وہ گل پھولون کی بدھی بھیجتا زنجیر سے پہلے

رسائی کی ہے بیٹھے صید گہ مین تیر سے پہلے
مجھے تو آہ پر یہ رہتا کیون نخچیر سے پہلے

چھری تمنے جو پھیری اسکو ہمکو آرزو تہین تہین
ہلاکت کی تمنائین تہین اس تقدیر سے پہلے

کیا صیاد نے بسمل عجب ایذائین دیدیکر
گھڑی بھر تک گلا گھوٹا مرا تکبیر سے پہلے

نہ حورین تہین نہ پریان تہین تہا آئینہ تجہسا
کوئی صورت نہ مورت تہی تری تصویر سے پہلے

جگر حاضر ہے ڈھونڈھو شوق سے پیکان کو اپنے
چھری ہاتھ سے چاک پھر کرنا کرید و تیر سے پہلے

خدا پوچھیگا تجھسے بیشتر اے متقی مجھکو
مری تقدیر چمکیگی تری تقدیر سے پہلے

حقیقت مین نہ چرچا تہا کہین جادو بیانی کا
نہ تہین دنیا مین یہ باتین تری تقریر سے پہلے

مبارکباد دیگا قیس مین جسوقت پہونچونگا
صدا آئیگی بسم اللہ کی زنجیر سے پہلے

مری قسمت سے شاید تیر قضا مجھ پہ پڑ جائے
لپٹ جانے دے او ظالم تجھے شمشیر سے پہلے

ہم آغوشی حسرت ہی نکل جائیگی پہر اے دل
دبا لے یار کا پہلو کسی تدبیر سے پہلے

لکھا تو نے جو مجھکو حکمنامہ اپنی طاعت کا
ترا کلمہ پڑھا مین نے تری تحریر سے پہلے

مرقع کشتۂ خون کا پہر خدا کے پاس بھجوایا
لہو اپنا جو اڑا لا تری تصویر سے پہلے

ہوا شوق شکار اونکو تو کہیلے کہیل قدرت کے
ہزارون دل اوڑانے کو بنائے تیر سے پہلے

صفات مصحف رخ کرکے شرح عشقبازی کر
کلام اللہ پڑھنا چاہیے تفسیر سے پہلے

کسی صورت سے برگشتہ اسی ہوکے شدہ دیتا ہین
خدا پیدا اگر کرتا مجھے تقدیر سے پہلے

اوسے مجھسے سوا کیا آرزو ہین جیسے اسیری کی
بنا کیون طوق قمری کا مری زنجیر سے پہلے

کریمی و رحیمی نے نوازا ہین وہ مجرم ہون
معافی باغ جنت کی ہوئی تقصیر سے پہلے

کباب اے یار کرتے ہو جو مجھ نخچیر زندہ کو
چھڑکیو پہر نمک کو چو کلیجا تیر سے پہلے

حقیقت حسرت دیدار کی لکھنے جو بیٹھا ہین
لگا دی آنکھ خط شوق مین تحریر سے پہلے

مثال برگ خزانی سے چمن مین بیشتر غنچہ
ستم ہے نوجوان کو مرتے دیکھا پیر کے پہلے

مرا صیاد کرتا ہی جو نیت ذبح کرنے کی
پرون کو پھینکتا ہے نوچ کے تکبیر سے پہلے

چھٹیگا دودھ آئیگا زبان پر اسکے ای شیرین
بہیگا کوہکن کا خون جوئے شیر سے پہلے

کراہوت بہی نہ میرا سے جذب شوق اور اسکو تم بہی
اثر تو ہی دکہا دے آہ کی تاثیر سے پہلے

قضا کی مینے زندان مین اوڑی پہر خاک صحرا مین
لٹی جاگیر میری قیس کی جاگیر سے پہلے

جنون رخصت ہوا مرتا ہون سیدھے پانون ہوجائیگی
اوتروا دو جو میری بیڑیان زنجیر سے پہلے

اوسی کے حسن کی یہ طور پر ای چوٹ ای موسی
یہان آیا گیا ہوگا جو اس تنویر سے پہلے

چھری گردن پہ رکھکے پہیرنے مین کیون تامل ہے
تری نیت مین تو جلدی تہی اس تاخیر سے پہلے

فسانہ اسطرح کہتا ہون اوس یوسف کی آمد کا
بیان کرتے ہین جیسے خواب کو تعبیر کے پہلے

ہم عشق مین دلبین شرف رہ رہ کے آتا ہے
شہادت گاہ مین چل بیٹھے شمشیر سے پہلے

مٹے اوس پر تو اوسکو بہی مروت آہی جاتی ہے
ہم عشق مین آ کر محبت آہی جاتی ہے

کسی دیدار کے بھوکے پہ جب دم یار ہنستا ہے
برابر زہر کہا لیتا ہے غیرت آہی جاتی ہے

مسافر فاتحہ پڑھجاتے ہین گور غریبان پر
کہین سے چادر گل پہر تربت آہی جاتی ہے

زمانے مین ہم جب عاشق و معشوق ہوتے ہین
اسی اوسکی اوسے اسکی مروت آہی جاتی ہے

جب آنکھیں ڈبڈبائی ہین تو پہر آنسو نہین تہمتے ... جو دل مین درد ہوتا ہے تو رقت آہی جاتی ہے
صبا لا کے جب تقسیم کرتی ہے خدائی مین ... مرے حصے مین بہی اوس گل کی نکہت آہی جاتی ہے
ہزار آئینون سے بڑھکر سمجھتا ہون تصور کو ... کہ اسمین دیکھنے مین اوسکی صورت آہی جاتی ہے
لحد ہی بند ہر سو سے پر اوسکی کیا کمی ہے ... کہ اسمین بہی ہوائے باغ جنت آہی جاتی ہے
کلیجا خون ہو جاتا ہے ناحق کی سیاست سے ... دکہاتا ہے کوئی دل کو تو رقت آہی جاتی ہے
نہ منھ سے مین نکالونگا کہ تمکو پیار کرتا ہون ... مگر کہتے مین بات اے بیمروت آہی جاتی ہے
نہین ہو سکتی یارو نزع کے عالم مین ہشیاری ... مقام بیخودی ہے اسمین غفلت آہی جاتی ہے
ہزار اے ہمدمو مین خود فراموشی کا مارا ہون ... مگر یاد اوس پری پیکر کی صورت آہی جاتی ہے
خداوند دو عالم بھیجتا ہے توکل مین ... مرے بہی واسطے نعمت سی نعمت آہی جاتی ہے
مسیحا کی تو آمد مردنی کو پھیر دیتی ہے ... شفا ہونے کو ہوتی ہے تو رخصت آہی جاتی ہے
عجب اک نور کی تصویر ہے روئے صاف ہے اوسکا ... جو اس آئینے کو دیکھے تو حیرت آہی جاتی ہے
جسے اے جانجان دم بہر دم عیسےٰ بتاتی ہو ... اوسے مردہ جلانے کی کرامت آہی جاتی ہے
کیا ہے جسنے اجلاس اوس شہ خوبان کے پہلو مین ... بغل مین اوسکی بوئے بادشاہت آہی جاتی ہے
گل شاداب اکثر بلبلون کا خون کرتے ہین ... جو انکو جوانی مین حرارت آہی جاتی ہے
کوئی ہمدرد پوچھے تو نہین پہر ضبط ہو سکتا ... بیان کرنے مین بیتابی و حسرت آہی جاتی ہے
بیان کرتا ہے جو افسانہ اپنی لن ترانی کا ... زبان پر اوسکی سیری بہی حکایت آہی جاتی ہے
لٹاتے تم جو پہلو مین تو شادی مرگ ہوتا مین ... کہ اکثر نیند وقت استراحت آہی جاتی ہے
غضبناک اوسکو کرتا ہے گنہگارون پہ قہر اوسکا ... پر اوسکی جوش پر اسپر بہی رحمت آہی جاتی ہے

بسایا ہے جہان کو اے شرف جس گل کی خوشبو نے
مرے بہی پیرہن مین اوسکی نکہت آہی جاتی ہے

مرے صیاد نے رکھکر مرا سر پاؤن کے نیچے ... کیا بسمل دباکر بازوئے پر پاؤن کے نیچے
قیامت ہے جو سر رہتے تھے معشوقون کے زانو پر ... وہ گورستان مین آجاتے ہین اکثر پائے فلک کے نیچے
نہ کر پامال اسکو واسطے اس خوشخرامی کا ... مرا دل آگیا ہے او ستمگر پاؤن کے نیچے

ہم ایسے بامروت ہین نہ اوسکو بھی سرکو ہین
کوئی دشمن بھی رکھوا دے جو نشتر پاؤن کے نیچے

لرز جاتا ہون تھراتا ہون گورستان مین جو پاؤن
کسی تربت کا آتا ہے جو پتھر پاؤن کے نیچے

قصاص حسرت دیدار کس سے یار لیتا ہے
لیے جاتے ہین کسکے دیدۂ تر پاؤن کے نیچے

وہ ظالم مل چکا جسدم مری آنکھین نکلوا کر
کچل ڈالا دل بیتاب و مضطر پاؤن کے نیچے

مرے صیاد کے قدمون سے پر لپٹے ہین بلبل کے
دبا یا تھا خدا معلوم کیونکر پاؤن کے نیچے

زمین نجد مجھ سودائی سے ہموار ایسی تھی
چبھا کانٹا نہ آیا کوئی کنکر پاؤن کے نیچے

معاذ اللہ جسدم وہ پری رو حشر ڈھائیگا
زمین اوسوقت ٹھہریگی نہ دم بھر پاؤن کے نیچے

چھری گردن پہ پھروائی ہوس مین سرخروئی کے
دکہائی ہمنے مظلومی کے جوہر پاؤن کے نیچے

دم تکبیر ایسا کون نخچیر تڑپا تھا
یہ کسکے رہگئے ہین لوٹ کر پر پاؤن کے نیچے

چڑھائی کفر پر کی پیر مرشد نے بھی کیسے مین
خدا سر پر رہا دوش پیمبر پاؤن کے نیچے

نہین یہ بھی خبر کیونکر وہ پیارا ذبح کرتا تھا
خوشی کے مارے تھا مین خود بخود یا سر پاؤن کے نیچے

اڑا دینگا لہو بسمل سے جھنجھلا کے وہ کہتے ہین
تڑپنے بھی نہ دونگا اب تجھے مر پاؤن کے نیچے

نکھر کر ایسے لٹکے ہوئے وہ چال سے چلتے ہین
کہ آجاتے ہین گیسوے معنبر پاؤن کے نیچے

ہمارے دل پہ اوس ظالم نے یون قدم رکھا
کہ جیسے ذبح کرتے ہین کبوتر پاؤن کے نیچے

ارادہ کوچہ قاتل مین کرے کیا کوئی جانے کا
ادھر جائے تو رکھوا دے وہ خنجر پاؤن کے نیچے

ہوئی ہے کسکو نفرت ای شرف نظارہ بازی سے
یہ کیون آنکھین ملی جاتی ہین گھر گھر پاؤن کے نیچے

الفت کرے تو جان سے گزرنا ہی چاہیئے
معشوق لاجواب پہ مرنا ہی چاہیئے

بیمار عشق ہون وہ معالج نہین تو ہو
دم اوس مسیح کا مجھے بھرنا ہی چاہیئے

جلاد بنتے ہین کبھی ہوتے ہین بے نیاز
معشوقون کے مزاج سے ڈرنا ہی چاہیئے

اقبال کسطرح وہ کرین عاشقون کا خون
ہٹ دھرمی کہتی ہے کہ مکرنا ہی چاہیئے

کہتا ہے دل یہ ڈوب کے دریاے عشق مین
اسمین سے جسطرح ہو ابھرنا ہی چاہیئے

تو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
نظرون پہ تیری چڑھ کے اوترنا ہی چاہیئے

مشہور ہو گیا ہون مین دیوانہ شیر دل
لشکر بھی گھیر لے تو بپھرنا ہی چاہیے

اے دل مہم عشق پہ جانی ہے میری جان
سر جس طرح سے ہو اسے کرنا ہی چاہیے

اوٹھو کرو بناو اوتارو شرف کا سوگ
تم نازنین ہو تمکو نکھرنا ہی چاہیے

کسکی بو لنکے دماغون مین ہی آنے کے لیے
وجد مین بیٹھے ہین بلبل چہچہانے کے لیے

روح ہی بیچین پھر قالب مین آنے کے لیے
کون بیٹھا ہی مرا مردہ اوٹھانے کے لیے

سر بھی پھوٹا پر نہی ٹوٹے ہوگئے آخر ہلاک
اسقدر پھڑکے قفس مین آشیانے کے لیے

سامنے اوس گل کے کوئی گل نہ کھلنے پائیگا
غنچے ترسین گے چمن مین مسکرانے کے لیے

چند دیوانون نے سر پھوڑا ہی قبر قیس پر
اوتری ہی مجنون سے لیلی خاک اوڑانے کے لیے

اسقدر گھبرا گئے وہ غش جو مجھکو آگیا
اپنے دامن کی ہوا دی ہوش آنے کے لیے

دیکھکر خوشیان لگے کرنے مرا زخم جگر
آنے تو ہنسنے کی خاطر مسکرانے کے لیے

سننا تا ہی جگر پانی ہوا جاتا ہے دل
شاید آنکھون مین ہین آنسو ڈبڈبانے کے لیے

آ کے جب سند تلقین اوس پر پرونے پڑی
یوسف اوترے قبر مین شانہ ہلانے کے لیے

خانۂ صیاد مین آیا جو مین ہوکر اسیر
بوئے گل آئی قفس میرا بسانے کے لیے

بیٹھے ہین بگڑے ہوئے دل حال میرا دیکھکر
خود وہ روتے ہین ہنسا ہی ہین لانے کے لیے

یاد مین اوسکی تڑپ کر خاتمہ دل کا ہوا
اب کلیجا مستعد ہی تلملانے کے لیے

بے نیازی و خودی سکھلا رہا ہی اونکو حسن
آئینہ جاتا ہی خود بینی جتانے کے لیے

سرمہ ہوکر بیٹھنے کی ہی ترچھی نظرون مین جگہ
بس گیا ہون ان کنکھیون مین سمانے کے لیے

میری میت کے اوٹھانے کی جو تیاری ہوئی
جامۂ حسن اوسنے بھیجا شامیانے کے لیے

کام اس محشر مین کیا ہمسے گنہگارون کا تھا
آئے ہین تیری رحیمی آزمانے کے لیے

واہ ری اسکی سمائی واہ ری بندی کا ظرف
دی جگہ دلمین خدائی کا رکھانے کے لیے

میرے تنکے چننے پر رونے لگا رحم آگیا
دے گیا گلگیر کا چمن آشیانے کے لیے

رات دن رہتا ہی دنیا مین یہی کوچ و مقام
کوئی آنے کے لیے ہے کوئی جانے کے لیے

دل بھر آتا ہے اونکا حکم رونے کو نہین
کیا بہاتا ہے کیجیے آنسو بہانے کے لیے

حسن کی دولت لٹاتی ہے جوانی یار کی
جاو اپنی اپنی قسمت آزمانے کے لیۓ

بوے گل آتی ہی جو نکو نمین ہوا کی اے شرف
شاید اوسنے بال کھولے ہین نہانے کے لیۓ

زندگی کو ہے خوشی موت کو مایوسی ہے
اوس مسیحا کی جو دل بھر کے زبان چوسی ہے

نرگسی چشم تری نرگس جادو سی ہے
گل کی رگ سی تو کمر ہے نظر آہو سی ہے

ہی تو یہ بات پہ شبنم مری ہمگریہ ہے
اسکے ہر قطرے کی صورت مری آنسو سی ہے

حسن تولینگے مرے مردم دیدہ اسکا
دونون آنکھون کی جو تصویر ترازو سی ہے

دست انداز چمن مین تھی خزان اے بلبل
شاخ گل بھی تری ٹوٹی ہوئی بازو سی ہے

جاکے اے دشمن جان کس پہ گلا رکھدو نہین
کونسی تیغ جہان مین تری ابرو سی ہے

سانپ لہراتے ہین سنبل کی دل آویزی پہ
یہ لٹک کونسے معشوق کے گیسو سی ہے

اولٹے دیتا ہی جو تو پردۂ محمل اے قیس
اسمین لیلی کی تو رسوائی و ناموسی ہے

کر رہا ہے جو وہ گل چشم کشودہ آرام
یہ ادا اوسکی جگاۓ ہوے جادو سی ہے

کیون نہ موجد ہو یہ چتون قدر اندازی کے
ہر پلک یار تری تیر سہ پہلو سی ہے

کونسا رنگ مرا داغ جگر لائیگا
فاختائی ہے نہ طوسی ہے نہ طاؤسی ہے

لن ترانی سے نہ افسردہ ہو خوش ہو اے دل
یہ صدا تو مرے محبوب پریرو سی ہے

غنچۂ دل کو جگر سے جو لگا رکھا ہے
اسکی خوشبو دہن یار کی خوشبو سی ہے

جب سے ہے شربت دیدار کی حسرت اسکو
دلمین اک جوت کی صورت مری چلو سی ہے

مری تربت پہ تو پانی نہ گیا تھا چھڑکا
کون رویا ہی ترائی جو لب جو سی ہے

گھونٹتا ہے یہ گلا کونسا غم اے بلبل
تری نالون مین جو اولجھن مری اچھو سی ہے

کیا یہ دیوانہ کسی چشم سیہ کا ہوگا
کیون یہ وحشت دل بیتاب کو آہو سی ہے

کونسی بو مین بسا ہے ترا موباف سفید
بھینی بھینی یہ مہک کس گل شبو سی ہے

تیغ کے وقت تسلی جو مجھے دیتے ہو
چاپلوسی ہے مری جان کہ مالوسی ہے

نظر انداز وہ کر دیتے ہین اوس موتی کو
ای شرف جسکی شباہت مری آنسو سی ہے

محافظت مین مری رہتی ہے قضا میری
وہ شمع ہون مین کہ پروانہ ہی ہوا میری

چمن مین حرص عنادل کریگی کیا میری
مری بہار مری بو ہے گل صبا میری

پسند آئی جو ظالم تری ادا میری
مری نگاہون مین پھرنے لگی قضا میری

کیا جو عجز تو اوسنے گنہ معاف کیے
مرے خدا کو پسند آئی التجا میری

کریم تم ہو تمہین واسطہ رحیمی کا
کرو قبول کہ مایوس ہے دعا میری

پکاری کی مری میت تمہارے کوچے مین
یہین اوتار دو مجھکو یہی ہی جا میری

زمانے بھر سے اوڑا کے چمن مین لاتی ہی
وہ خاک ہون کہ ہوا خواہ ہی صبا میری

کرو یہی اپنے اسیران عشق کو آزاد
کہ روح ہو قفس جسم سے رہا میری

نگاہ نزع مین پڑتی ہے کس پر رو رو پر
یہ کس پہ روح ہوئی جاتی ہی فدا میری

الہی شکر کہ دل مین تجھی سے کی فریاد
خدائی مین نہ کسی نے سنی صدا میری

کریگا وادی حسرت مین دفن کون ہمین
اوگل رہے ہین یہ کیون ہڈیان ہما میری

ہمیشہ میری نگہداشت کے مخالف سے
تمام عمر محافظ رہی قضا میری

غضب ہی کیون مجھے تو خاک مین ملاتا ہی
گنہ کیا ہے ترا کیا خطا ہے کیا میری

مزار کی تو شب قدر ہوگی تاریکی
وہان بھی دیگا مرادین مرا خدا میری

مریض عشق ہون دل بھاگتا ہی صحت سے
گریز کرتی ہے تاثیر سے دوا میری

خیال زلف مین زنجیر عرش کھڑکا دی
ترے کرم سے یہ قسمت ہوئی رسا میری

جہان مین ہون مین وہ مسکین تری بندہ نہین
غریبی دیکھ کے رو دیتے ہین گدا میری

عزیز جان و جگر ہے مرض محبت کا
نثار ہو گی اس آزار پر شفا میری

مری طرف سے نکل کے وہ دلمین کہتے ہین
پتا نہ دے کہین شوخی نقش پا میری

قریب مرگ ہون لیکن وہ زندہ دل ہون
کہ میری باتون پہ غش کرتی ہی قضا میری

ہوس ہے عشق مین وہ کام کرکے مرجاؤن
ہوا کرے ابد آباد واہ وا میری

وہ میرے بعد شرف یاد کرکے روئینگے
مری تباہی مری حسرتین وفا سمجی

لٹاتے ہین وہ باغ عشق جاہے جسکا جی چاہے
گل داغ تمنا لوٹ لائے جسکا جی چاہے

چراغ یاس وحسرت ہم ہین محفل مین حسینون کی
جلائے جسکا جی چاہے بجہائے جسکا جی چاہے

کسی معشوق کی کوئی خطا اِسمین نہین کی ہے
ستانے کو زبردستی ستائے جسکا جی چاہے

بحل شوق شہادت مین کیا ہے ہمنے خون اپنا
ہمارے شوق سے پرزے اوڑائے جسکا جی چاہے

دو عالم مین نہین اے یار مجہسا شیفتہ تیرا
محبت یون جتانے کو جتائے جسکا جی چاہے

خوشی و ناخوشی موقوف ہے اپنی حسینون پر
ہنسائے جسکا جی چاہے رولائے جسکا جی چاہے

صدائین سرخرو لی دیتی ہے گنج شہیدان مین
لہو کا منہہ برستا ہے نہائے جسکا جی چاہے

جو ہو جائیگا پروانہ چراغ حسن کا اوسکے
کریگا نام روشن لو لگائے جسکا جی چاہے

عجائب لطف ہین کوے توکل کی فقیری مین
خدائی ہے یہان دہونی رمائے جسکا جی چاہے

کوئی غنچہ نہ پہونچے گا ترے حسن تبسم کو
سر میدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے

جگہ اوس شمع رو نے دی ہر پروانون کے لشکر کو

سر سیدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے

جگہ اوس شمع رو نے دی ہے پروانون کے لشکر کو
بلا قید اوسکی محفل مین ہے جائے جسکا جی چاہے

پشیمان غنچہ و گل ہونگے میرے زخم خندان سے
ہنسے جی چاہے جسکا مسکرائے جسکا جی چاہے

عطا کی سیر گلشن اوسنے اپنے عشقبازون کو
اجازت دی یہان نکھرے نہائے جسکا جی چاہے

خوشی ہو ہو کے خود صیاد کہتا ہے عنادل سے
بہار آئی ہوئی ہے چہچہائے جسکا جی چاہے

نہ دیکھین گے کسی بیتاب کو وہ آنکھ اوٹھا کے بھی
کلیجے کو مسوسے تلملائے جسکا جی چاہے

مرینگے اوس پہ کلمہ پڑھ کے اوسکا جان ہم دینگے
خدائی بھر مین ہمکو آزمائے جسکا جی چاہے

عجب خوشبو ہے گلدستے مین شوق و ذوق کی اوسکی
کریگا وجد پیراہن بسائے جسکا جی چاہے

دعائے مغفرت تم دو اوتارے قبر مین کوئی
پڑھو تلقین تم شانہ ہلائے جسکا جی چاہے

شرف دم توڑتے ہین اک پریرو کی جدائی مین
عجب عالم ہے اونکا دیکھ آئے جسکا جی چاہے

آئینہ بن کے جو پیش آئی محبت تیری	میری حسرت نے دکھا دی مجھے صورت تیری
خوف سے اپنے گناہون کے جو مین گھبرایا	مطمئن کرنے کو نازل ہوئی رحمت تیری
کوٹھی نور کی تصویر لگی ہے اسمین	دلمین رہ رہ کے جو بنتی ہے شباہت تیری
جان کیا تھی جو یہ آکے مجھے بیدم کرتی	کیا کرون ساتھ اجل کے ہے حکومت تیری

بیگناہوں کو بھی ماخوذ کیا کرتا ہے
ساری دنیا سے نرالی ہے عدالت تیری

جانجان تو نے تو وہ بحث کی مشتاقوں سے
لن ترانی سے بھی بڑھ بڑھ گئی حجت تیری

بے نیاز آرزو مین کرکے بنایا تجھکو
جان اوڑا کی پیدا ڈرایا ہے شہرت تیری

مجھ گنہگار کو دے اپنی حضوری مین جگہ
متقیوں کو مبارک رہے جنت تیری

کعبے سے بڑھ کے پرستش مین کرونگا او صنم
جن معابد مین نظر آئیگی صورت تیری

درد دل کہنے مین عشقی سے جو پرہیز کری
ایسے بیمار سے اچھی نہین غفلت تیری

تو نے جب عالم ایجاد کی تیاری کی
رونق کن سے فیکون ہوگئی قدرت تیری

روح انسان کی نکلتی ہے تو وہ کہتے ہین
پوچھے اس گل سے کوئی کیا ہوئی نکہت تیری

بیرخی مجھ سے نہ کر رحم ہے مشہور ترا
اس تلون سے بگڑ جائیگی عادت تیری

جان بلب ہوکے بھی دم توڑ رہا ہے اے دل
واہ رے حوصلہ اللہ رے طاقت تیری

زندگی بھر تو پلک مین نہین جھپکانے کا
میری آنکھوں مین پھرا کرتی ہے صورت تیری

آب بند ہے تجھے اب تو نہین دیکھا جاتا
اے شرف دل کو رلا دیتی ہے رقت تیری

رنگ جسکو سٹ گئی ہین انعمت یار آنے کو ہے
دھوم ہے پژمردہ پھولون مین بہار آنے کو ہے

یار کوچے مین ترے دھونی رمانے کے لیے
غمزدہ حسرت زدہ اک خاکسار آنے کو ہے

رحم کر تا اب کی میری آنکھ کھلنے کی نہین
آخری غش مجھکو اے پروردگار آنے کو ہے

کوئی دم مین حشر ہوگا کچھ خبر بھی ہے تمہین
بیقراری لاتی ہے اک بیقرار آنے کو ہے

بھاگے جاتے ہین ہرن بگولے کا پتا ہے نجد قیس
خاک اوڑتی کسکی یہان کسکا غبار آنے کو ہے

ہوش اوڑے جاتے ہین یارو روح ہے سہمی ہوئی
صیدگاہ عشق سے کسکا شکار آنے کو ہے

جانجان تو کیجو جان بخشی کہ تجھکو دیکھنے
ایک بیکس بیخود و بے اختیار آنے کو ہے

درد تنہائی سے چھٹ جاتا ہے عالم نزع کا
بیقراری کوچ کرتی ہے قرار آنے کو ہے

گلرخوں کی بزم مین جانے کو ہے کمر اغیار
پیشوائی کے لیے ابر بہار آنے کو ہے

اب مری آنکھوں کو ہوگا ولولہ دیدار کا
حسرت انہین آچکی ہے انتظار آنے کو ہے

جو تجھسے بھیک بھی مانگی تو مانگی تیری حسرت کی
گدا ہے عشق لاکھون مین کوئی مجھسا گدا بھی ہی

سمجھکر اے نکیرین آئیو تم میری تربت مین
نہ تنہا جانیو مجھکو یہان ذات خدا بھی ہی

امید و یاس دو نو ہین اس آزار محبت مین
دوا بھی اس مرض کی ہی یہ درد لا دوا بھی ہی

ڈبوئے دیتی ہے الفت سفینہ عشقبازون کا
خدائی مین خدا کے کوئی اسکا نا خدا بھی ہی

ازل سے آج تک نا آشنا ہی اوسکو سنتے ہین
کوئی آشنا بتا دے وہ کسی کا آشنا بھی ہی

کہان جائین ترے محتاج ہوکر تیری کوچے سے
جہان مین اور کوئی بندہ پرور دوسرا بھی ہی

نشانی مانگی ہی عادل نے میری استخوانون کی
دہان گور یعنی ہی اور منقار ہما بھی ہے

شرف کیا دیکھئے ہوتا ہی آزار محبت مین
قضا کا سامنا ہی اور امید شفا بھی ہے

تری ہوس مین جو دل سے پوچھا نکل کے گھر سے کدہر کو چلیے
تڑپ کے بولا جدہر وہ نکلے شتاب اوسی رہگذر کو چلیے

نہ چاہیے کچھ عدم کو لیکر نکلیے ہستی سے جان دیکر
سفر جو کیجے رہ خدا مین لٹا کے زاد سفر کو چلیے

ازل سے اوسکا ہی آسرا ہے جو دینے والا مرادونکا ہی
برآئے فی الفور امید دل کی جو چومنے اوسکے در کو چلیے

ادہر تو تقدیر سو رہی ہے ادہر وہ نابود ہو رہی ہے
وصال کی شب کو رو جو چلیے تو روتے شمع سحر کو چلیے

جو ہاتھ اک پھول کو لگائین یقین ہے کانٹون مین کھینچے جائین
ہمارے حق مین وہ ہوئے حنظل جو نوش کرنے ثمر کو چلیے

عجیب مشکل ہے آہ اے دل کٹھن ہے بیم و رجا کی منزل
قدم قدم پر یہ سوچتے ہین کدہر نہ چلیے کدہر کو چلیے

تری جدائی مین جان عالم کیا ہے دونون کو غم نے بیدم
بنائیے جا کے دل کی تربت کہ دفن کرنے جگر کو چلیے

ہوا ہے وہ شوق دید بازی کہ سمجھیں اوسکو بھی سرفرازی
بلائیں آنکھیں وہ پھوڑنے کو تو نذر کر لے نظر کو چلیے

وصال کی شب گذر گئی ہے جو آرزو تھی وہ مر گئی ہے
ہمیں تو ہچکی لگی ہوئی ہے وہ فکر میں ہیں کہ گھر کو چلیے

یہ قاف سے قاف تک ہی شہرت کریگئے وہ امتحان وحشت
جنون کا عالم یہ کہہ رہا ہے یہیں سے ٹکر لیتے سر کو چلیے

جو صبح پیری ہوئی ہویدا اصدا عدم سے ہوئی یہ پیدا
نماز پڑھ کے نہ اب ٹھہریے سویرے کیئے کمر کو چلیے

لٹا ہے گلشن میں آشیانہ کہیں ہمارا نہیں ٹھکانا
قفس سے چھٹ کر پھڑک رہے ہیں کہ تنکے چن کر کدہر کو چلیے

کمی نہ درد جگر میں ہوگی یہ ہمسے عیسی نے گفتگو کی
دوا کو پھر ڈھونڈھیے گا پہلے تلاش کرنے اثر کو چلیے

ہمیشہ ہر سانس نے ہماری شب جدائی میں آرزو کی
کسیطرح سے ترے چمن میں نسیم ہو کر سحر کو چلیے

چراغ بزم خدا ہوا ہے خدا نے محبوب اوسے کہا ہی
یہ شام سے لو لگی ہے دل کو کہ دیکھنے اوس بشر کو چلیے

ہمارا آنسو وہ بے بہا ہی نگاہ حسرت میں بچ رہا ہے
منگا کے اب اس پہ چور ہے میں نثار کرنے گہر کو چلیے

سوے فلک کبھی رہے تابان کہ چودھویں شب پہ ہی یہ نازان
دکھا کے حسن شباب اپنا جلو پہ کرنے قمر کو چلیے

کسی طرح سے نہ ہونے پائے ہمارے نالوں کا فاش پردہ
اگرچہ شور فغان کا اپنے شریک کرتے گجر کو چلیے

شرف جدہم اونپہ جان دینگے خبر ہماری لحد میں لینگے

ہمیں بھی نغمہ سرائی کا حکم دے صیاد
گذر گئے ہیں کئی سال چہچہائے ہوئے

وہ ہنس کے بولے تڑپ کر جو میں نے دم توڑا
یہ جان دینے کو آئے ہیں زہر کھائے ہوئے

خدا کے واسطے صیاد ہمکو رخصت کر
کئی برس سے ہیں کنج قفس میں آئے ہوئے

تری خوشی کے لیے ڈھونڈتے ہیں بیکسی
جفا کشی پہ ہیں عاشق ترے ستائے ہوئے

اجل رسیدہ ہیں سودائی ہیں ستم کشتہ
کہ میری لاش پہ صیاد ہیں اوٹھائے ہوئے

وہ زندہ ہیں جو قفس میں اسیر ہیں بلبل
مرے پڑے ہیں چمن میں رہائی پائے ہوئے

گلوں کا رنگ جو معشوق کا ہے اسقدر شوخ
یہ خون میں کسی بلبل کے ہیں نہائے ہوئے

داغ کو دل کے نہ پھر سخت جگر تک پہونچے
پھول ہو کر یہ ہوس شاخ ثمر تک پہونچے

آستاں بوسی کی حسرت تھی خدا ہی لایا
شکر صد شکر کہ ہم بھی ترے در تک پہونچے

لوٹنے والوں نے گلزار ہزاروں لوٹے
ایک ہم ہیں کہ نہ گل تک نہ ثمر تک پہونچے

آہ بیکار ہے کلیجے سے جو نکلی تو کیا
جب نکلنے کا مزا ہے جو اثر تک پہونچے

روح سینے کو دم ذبح گئی پہلو میں
رفتہ رفتہ ہمیں بیتوں میں مرے سر تک پہونچے

کسطرح چاہنے والوں کی رسائی ہوگی
جب فرشتے نہ تری راہگذر تک پہونچے

حق تعالیٰ نے نوازا اسے اوس خلعت میں
جسمیں قدسی بھلا تک نہ بشر تک پہونچے

کسطرح آگئی پیری کو جوانی کھونے
یہ تو ممکن ہی نہیں شام سحر تک پہونچے

جان پر کھیل کے دنیا میں وہ منزل طے کی
جس سے ہم ہر دم اوسکی گذر تک پہونچے

ابھی چھریوں سے تشفی نہیں میری ہوتی
کوئی گھڑی بھی لگا جسمیں جگر تک پہونچے

پیس کر بھی نہ ہمیں آنکھ اوٹھا کے دیکھا
سرمہ بھی ہو کے نہ ظالم کی نظر تک پہونچے

میں تو جب جانوں کہ کھلوائی مری فصد و سنی
خون جب دم رگ جاں کا مرے سر تک پہونچے

جو وہیں شب کی کرامات بھلا دی اوسکو
شعلۂ داغ ہمارے جو قمر تک پہونچے

نکلے تھے ہونے کو جو رنگ ہزاروں عاشق
اک فقط ہم تری شمشیر و سپر تک پہونچے

دم ہی مجھ میں ابھی جو رنگ کئی جا مجھکو
ہاتھ جب روکیو جب خون کمر تک پہونچے

فرقت وصل کے بیمار جو محروم پھرے
لیکے ہمراہ دسا اشک میں اسیر ایسے پا
شبنم زار کے قطروں کی حقیقت کیا ہی

مر گئے رستے مین زندہ بھی نہ گھر تک پہونچے
تو نے جانچا انہین یہ تیری نظر تک پہونچے
یہ وہ آنسو ہین کہ جنکو نہ گہر تک پہونچے

گلشن عشق کے بلبل جو گرفتار ہوئے
ای شرف زندہ نہ صیاد کی گھر تک پہونچے

واسوخت

سابق مین اسطرح وطن آوارہ ہم نہ تھے
رہتے تھے حشمت و عیش مین آگاہ غم نہ تھے

تہا دل کو چین واقف جور و ستم نہ تھے
یون مبتلائے حسرت و درد و الم نہ تھے

گلزار اپنی بزم تھی دل باغ باغ تھا
پژمردگی نہ تھی نہ کلیجے مین داغ تھا

پریون کی آدہی بات بھی سہتے نہ تھے کبھی
اسطرح ہوش اوڑ کے ہوئے رہتے تھے کبھی

افسانہ انکا سننے کو کہتے نہ تھے کبھی
ہمس ملکہ تھم اشک آنکھون سے بہتے نہ تھے کبھی

معشوقون کو خیال مین بھی لاتے تھے نہ ہم
اسطرح دل مسوس کی رہجاتے تھے نہ ہم

سوتے تھے شب کو چین سے آرام گاہ مین
ڈوبے نہ رہتے تھے کسی یوسف کی چاہ مین

اسطرح سے نہ کٹتی تھین آتین نگاہ مین
تھے عاشقی سے بیخبری کی پناہ مین

بہتان کا نہ خوف تہا زندان کا ڈر نہ تہا
حسرت کا خواب مین بھی تو ہم تک گذر نہ تہا

بیدار ہوکے صبح کو ہو جاتے تھے سوار
ہوتے تھے گرد و پیش جوانان جان نثار

حاضر جلو مین رہتی تھی ہر رنگ کی بہار
ہشیار و ضعدار وفادار و خیر خواہ

لیتے تھے کوئی شی بھی نہ بازار حسن کی
صورت نہ دیکھتے تھے خریدار حسن کی

گلگشت کے لیئے جو گلستان مین جاتے تھے
غنچے تبسم کرتے تھے تو ہم مسکراتے تھے
بلبل ہمارے سامنے آنے نہ پاتے تھے
گلشن سے اون پہ ہنستے ہوئے گھر مین آتے تھے
مطلق نہ ہمکو حسن پرستی کا شوق تھا
دلچسپ داستان کا مزا اور ذوق تھا

ہر وقت جمع رہتے تھے یاران خوشخصال
خوش باش خوش بیان خوش انداز خوش جمال
بے رنج و بار باش و پری شکل و بیمثال
آپس مین یکدلی و ملاقات کا خیال
اک رنگ سب تھے دلمین کسی کے دوئی نہ تھی
ایسی کہین جہان مین محفل ہوئی نہ تھی

آتے تھے نازنین جو ملاقات کے لیئے
سنتے نہ تھے وہ کہتے تھے جس بات کے لیئے
آنکھین بچھاتے تھے نہ مدارات کے لیئے
اڑتے تھے رہنے کو جو کبھی رات کے لیئے
انجام سوچ سوچ کے ہم ٹال جاتے تھے
دل پر قوی تھے کہنے مین اونکے نہ آتے تھے

کیا کیا عجائبات تھی آرائش مکان
روشن جو شمعین ہوتی تھین دیتی نہ تھین دہوان
قدرت خدا کی تھی در و دیوار سے عیان
پہر کہیئے دخل سوز جگر کا یہان کہان
بیتابیون کے ذکر بہی آنے نہ پاتے تھے
پروانون کو چراغ جلانے نہ پاتے تھے

نکہری ہوئی وہ بزم وہ ہر سو چہل پہل
زرین و زرق برق تہی سب پردہ محل
بلور کے وہ جہاڑ وہ الماس کے کنول
اور دور ٹو مین کا کل بیچان سے بڑہ کر بل
دیوارین ہر طرف کی سب آئینہ وار تہین
جو منزلہ محل تھا چنہین زرنگار تہین

آئینون کو جو دیکھیئے تو تصویر یہ ہون بشر
تصویرین ناز کرنے لگین رنگ حسن پر
دیوارون پر نگہ جو پڑی آئینہ سمجھ نظر
حیرت زدہ کرین نہ رہی ہوش کی خبر
پریان سمجھ کے لوگ اگر آرزو کرین

تصویرین سکھ اسلئے لگین گفتگو کرین

کس کیفیت کی چاندنی کا او ٹرت پہ تھی بہار ‏ ‏ پڑ ے تھے بس کے عطر مین اونکے گلون کے ہار
خوشبو مہک کی جو آتی تھی بار بار ‏ ‏ صل علی کی بزم مین ہوجاتی تھی پکار

مسند کے پاس باغ ارم کی بہار تھی
گلدستون کی قطار مین دیوار تھی

دکھلا ادھر ادھر تھی چھپر کھٹ ادھر ادھر ‏ ‏ وہ نور کی جلا کہ جھپک جاتی تھی نظر
عاشق چمک تھی کار مرصع کے حسن پر ‏ ‏ سوتے تھے پھیل پھیل کے ہم رات رات بھر

دروازے پھر تو کھولنے پاتا نہ تھا کوئی
تا صبح منھ سے بولنے پاتا نہ تھا کوئی

زندہ چمن تو بزم تھی گلزار تھے مکان ‏ ‏ تھا وہ طلسم خانہ کہ حیرت مین تھا جہان
افسانہ گو وہ کہتے تھے دلچسپ داستان ‏ ‏ پریون کے ہوش اوڑتے تھے اس حسن کا بیان

تھین نعمتین زمانے کی موجود کیا نہ تھا
کس چاشنی کا دل کو ہمارے مزا نہ تھا

تیر ہدف تھی جتلی خدنگ مژہ کی نوک ‏ ‏ ان کم سنون کے واسطے رہتی تھی روک ٹوک
آفت کی تھین اور قیامت کی نوک جھوک ‏ ‏ تھین شوخیان مزاجون مین سو لسطے تھی کہا

پاس آئینون کے جب وہ نہین جانے دیتی تھی
دیوارون مین مکان کے منھ دیکھ لیتی تھے

ہمنے ریاض سے وہ لگایا تھا خانہ باغ ‏ ‏ گل جسکے دن کو پھول تھے شب کو تھے شب چراغ
لالہ وہ پھولتا تھا نہوتا تھا جسمین داغ ‏ ‏ برسون ہی اوسکی بو سے شگفتہ رہا دماغ

وہ چاندنی کھلی تھی کہ حسرت قمر کو تھی
شبنم جو تھی وہ صبح بہاری سحر کو تھی

کھپتا تھا چشم و دل مین وہ ہر گل کا رنگ تھا ‏ ‏ راضی تھا باغبان سے نہ بلبل تنگ تھا
ہر نونہال وہ وہ دکھاتا امنگ تھا ‏ ‏ نوبادۂ ریاض ارم کا جو ڈھنگ تھا

یاقوت کے تھے پھول زمرد کے تھے چمن
سرسبز پات وہ تھین کہ زبرجد کے تھے چمن

تفریح روح کو تھی وہ دلچسپ تھی فضا
وہ باغ جسکے خار بھی مفتاح دلکشا
معشوق سبزہ رنگ سے ہر سرو برطرف کھڑا
آتے تھے جھونکے نیند کے چلتی تھی وہ ہوا

سرخی اوڑھی گلون کی جو یاد بہار سے
پھولا کی شام کو شفق اوسکے غبار سے

شبنم چمن مین کرتی تھی چھڑکاو رات بھر
جھکتی تھی ہر چمن پہ گھٹا جھوم جھوم کر
فوارے چھوٹتے تھے جو ہوجاتی تھی سحر
بجلی تڑپتی تھی گل سوسن کے حسن پر

موجین گلون کے بو کی جو لہرون مین آتی تھین
نہرین اوبل اوبل کے نہ پھولی سماتی تھین

آتے تھے وہ وہ روز ملاقات کو حسین
نازک مزاج شوخ طرحدار نازنین
رخ جنکے آفتاب سے مہتاب سی جبین
لیکن کسیکا عشق نہ تھا اپنے دلنشین

حسرت نہ تھی ہمارے ستانے کی گھات مین
رقت نہ ہمکو آتی تھی یون بات بات مین

رونا نہ جانتے تھے نہ دیکھی تھی چشم تر
ہنستے تھے عشقبازون کی بیتابی دیکھکر
آواز دردمند سے پھٹتا نہ تھا جگر
پاس اونکے ہم نہ جاتے تھے ٹکراتے تھے جو سر

الفت نے مار اوتارا ہے بے موت مرتے ہین
دشمن ہمارے حال پر افسوس کرتے ہین

حسرت نہ تھی حسینون کی پروا نہ تھی ہمین
مطلق بھی نازنینون کی پروا نہ تھی ہمین
کچھ چاندسی جبینون کی پروا نہ تھی ہمین
ان شوخ دلنشینون کی پروا نہ تھی ہمین

افسون گرون کی سحر بیانی سنی نہ تھی
پریون کی دلفریب کہانی سنی نہ تھی

خوشدل تھے خوش مزاج تھے خندہ جبین تھے ہم
واقف نہ تھے تباہی سے خلوت گزین تھے ہم

دہوئی جو یہ رسائی ہے ایسے نہیں تھے ہم
غیرت کا ہے مقام کہ مسند نشین تھے ہم

دل مین سماگئے عشق عجب طور ہوگئے
وہ دن اور ہے ہم اور تھے آج اور ہوگئے

تھا ولولہ شباب کا ہر جسم کی تھی پھبن
تیغ و سپر کا شوق طبیعت مین بانکپن
کیا کیا نفیس و چست پہنتے تھے پیرہن
چنگیز خان نہ کرتے تھے ہمسے کبھی سخن

الفت سے معرکہ جو ہوا تنگ ہوگئے
دل پر پڑا وہ زخم کہ بیرنگ ہوگئے

کیا عیش تھا ہمارے لیے اور اقتدار
وردِ زبان تھا شام و سحر شکر کردگار
مطلب نہ تھا غرور سے تھا عجز و انکسار
تھی جان و روح چاردہ معصوم پر نثار

نیرنگ حسن و عشق سے آگاہ ہم نہ تھے
خود بھول تھے کسی کے ہوا خواہ ہم نہ تھے

اک دن جو آئے چند پریزاد میہمان
قدرت خدا کی ایک پریرو ہے نوجوان
اس حسن سے اونہون نے تمہارا کیا بیان
کہیے تو اپنے ساتھ اوسے لے آئین ہم یہان

مشتاق اوسکی حسرت دیدار کرتے ہین
دیوانے ہو رہے ہین پریزاد مرتے ہین

عالم کے خوبصورتون مین ہے وہ انتخاب
رہتا ہے آج کل جو وہ اولٹی ہوی نقاب
ہر بار ہوان برس ابھی آغاز ہے شباب
غیرت سے منھ ادہر نہین کرتا ہے آفتاب

عالم کا دل ہے شیفتہ اوسکے جمال پر
خود حسن ہے فریفتہ اوسکے جمال پر

وہ خیز ہے شباب کی جوش و خروش ہین
مکھڑا ہے چاند سا صدف حسن گوش ہین
جو اوسپہ شیفتہ ہین پراگندہ ہوش ہین
آواز غم زدا ہے مگر پردہ پوش ہین

ڈورے پڑے ہین کان چھدے ہین نیتے ہین
جو اوس سے لو لگاتے ہین تنکے وہ جیتے ہین

وہ گول گول نور کی نازک کلائیان
دیتے ہین اوسکے حسن کی غنچے دہائیان
رہتی ہین گل کی شاخ سے زور آزمائیان
گل جھیلتے ہین دیکھ کے رنگین ادائیان
پڑھیے درود اوس پہ وہ عالم شباب کا
رخسار ہے کہ پھول کھلا ہے گلاب کا

ابرو ہین جاے حسن تو ہے چشم صاد حسن
حسن کلام وہ ہے کہ ملتی ہے داد حسن
اوس شوخ کی پھبن سے ہوا اتحاد حسن
گویا دہان تنگ ہے میم مراد حسن
جس جس پہ اوسکی برق تبسم لپکتی ہے
اوس اوس تڑپنے والے کی قسمت چمکتی ہے

سینہ وہ چاند سا کہ خجل جس سے آفتاب
ابھرے ہوئے جو نور کے اوس پر ہین دو حباب
کہیے طلسم حسن کا آئینہ لاجواب
قدرت کے دلفریب ہین گلدستۂ انتخاب
آفت کا عشقباز اوسے پرکالہ کہتے ہین
جھلکی جو دیکھ لیتے ہین سکتے مین رہتے ہین

دانتون کی وہ تڑپ ہے کہ ہیرے ہین شرمسار
جیسے گلوے شیشہ وہ گردن صراحی دار
ہلتے ہین جھوٹ عکس سے پڑتی ہے بار بار
ہوتی ہے سرخی پان کی جسمین سے آشکار
عالم یہ ہے فروغ رخ لاجواب کا
دونا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب کا

عیسی نفس جہان مین ہے اوس شوخ کا لقب
اس بات کے مقر ہین خدائی مین سبکے سب
جیتے ہین دیکھکر لب جان بخش جان بلب
کچھ جانتا نہین سمجھ آتی چلی ہے اب
مہتاب رات کا ہے وہ خورشید دن کا ہے
سو سو بناو ناز تقاضاے سن کا ہے

نازک دماغ خندہ جبین پھول سا بدن
خوبی وہ خوش خرامی و رعنائی کی پھبن
زیبا ہے اوسکو پیرہن گل سا پیرہن
روپوش جس سے شور قیامت ہو موجزن
باریک گل کی رگ سے گدازی کمر کی ہے

بجلی بھی جھیلتی ہے وہ شوخی نظر کی ہے

آیا کبھی جو سُنکے وہ شور بیپا بیپا
صحت ہوئی دلاسا جو بیمار کو دیا
بیدم ہے تجھے درد مند اونہیں زندہ کر لیا
دو باتیں جس سے کیں اوسی علیسی نفس کیا

مردے جلا دیے جو وہ دمساز ہوگیا
اوس نازنین کا ناز بھی اعجاز ہوگیا

زانو جو ہیں وہ نور کے سانچے ہیں ہیں ڈھلی
شہرت ہے خوبصورتی کی اور ولولے
رفتار دیکھ دیکھ کے جلتے ہین دل ملے
اوسکے خوشا نصیب وہ گل جس سے مل چلے

موجد وہ خوبصورتیوں مین دلبری کا ہے
غمزہ تو حور کا ہے کرشمہ پری کا ہے

نازاں ہے جس پہ حسن وہ پر نور ساق پا
افسانہ نقش پا کا نہ کیونکر ہو جا بجا
ہے صاعقی سے عکس میں اوسکی چھاپ ہوا
لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا

انداز دلفریب ہے اوسکے جلوس کا
گھونگٹ خجل نقاب سے ہے نو عروس کا

کم سن ہے نئی ادائی بھی ہے دلبری بھی ہے
انسان بھی ہے حور بھی ہے وہ پری بھی ہے
خورشید بھی ہے چاند بھی ہے مشتری بھی ہے
آنکھوں مین ہے حجاب تو پردہ دری بھی ہے

نازک مزاج و کم سخن و کجکلاہ ہے
کم سن پری سی کجکلون کا وہ بادشاہ ہے

یکتائے عصر ہے وہ خدائی خدائی مین
اس حسن پہ جواب نہین پارسائی مین
محبوب بے مثال ہے وہ دلربائی مین
آئینے سے حجاب ہے صورت نمائی مین

کچھ واسطہ نہین ہے کسی عشقباز سے
واقف نہین جہان کے نشیب و فراز سے

پریون سے خوبیون کا تمہاری سنا جو حال
اسے یار اپنے دل مین یہ ہمنے کیا خیال
ہمکو بھی اشتیاق تمہارا ہوا کمال
قابل ہے چاہنے کی یہ معشوق بیمثال

تیاری کی تمہاری مدارات کے لیئے
بلوایا ہمنے تمکو ملاقات کے لیئے

فی الفور جاکے جب وہ پریزاد تمکو لائے
جسوقت تم ہمارے گلے مل کے مسکرائے
آنکھین بچھائین دل کی مراد آئی تم جو آئے
مارے خوشی کی جامے مین پہولے نہ ہم سمائے

سامان جشن عاشقی و دلبری ہوا
اک غل ہوا قران مہ و مشتری ہوا

آتے ہی پہلے تمنے جتایا وہ رعب حسن
سکتے ہوے دلون مین سمایا وہ رعب حسن
غش مین تمام بزم کو لایا وہ رعب حسن
عبرت تمہاری چھاگئی چھایا وہ رعب حسن

پروانون کو جو شمعین فراموش ہوگئین
شمعین بہی کانپ کانپ کے خاموش ہوگئین

چھائی جو بیخودی نہ کسی کو خبر رہی
دنیا تمام رات ادہر کی ادہر رہی
روپوش تمسے پردۂ شب مین سحر رہی
گذری یہ خیر سے یہی تمہاری نظر رہی

کچھ حسن اتفاق سے پڑھ پڑھ کے دم کیا
مردہ دلون کو تمنے جلا یا کرم کیا

ہم تم پہ تھے فریفتہ تم ہم پہ مہربان
وہ اک دلی ہوائی تھی کہ ہم تم تھے ہمزبان
کیا اتفاق تھا کہ دو قالب تھی ایک جان
ہر وقت تھی ہنسی مین ہنسی اور ہان مین ہان

ہر دم رہا بناؤ بغلگیر تم رہے
آئینہ تم سے ہم رہے تصویر تم رہے

ہم تمسے سرخرو تھی اگر لالہ رو تھی تم
ہم وہ چمن تھے جسکے گل آرزو تھی تم
پھولون مین تھی وہ پھول تھی ہم جسکی بو تھی تم
ہر دم شگفتہ رہتے تھے گو تندخو تھی تم

تم جو بہار حسن جوانی سے شاد تھے
ہم بھی تو نامراد نہ تھی بامراد تھے

ہم بھی تھے وضعدار جو تم طرحدار تھی
تیر مٹے ہوئے تھے اگر تم نگار تھے

ہم بھی تھے ایک رنگ جو تم گلعذار تھے
معشوق تم ہمارے تھے باغ و بہار تھے

مرغوب تھے تمہیں نہ کبھی دل تنگ تھا
ہمتو وہ لگا تے تھے جسمین تمہارا ہی رنگ تھا

پہنائے ہمنے تمکو وہ خوش رنگ پیرہن
معشوق دلفریب کیا تمکو جان من
جسکی بریدہ قطع پہ پھبت پھبت پڑی پھبن
پھر تو یہ رفتہ رفتہ تمہاری ہوے چلن

آغوش مین جو آئے تو آرام جان ہوئے
جسدم ہوئے روانہ تو روح روان ہوئے

معشوق ہمنے تمکو بنایا او ٹھا کے ناز
محنت وہ کی کہ تم ہوئے محبوب بے نیاز
تم جانتے بھی تھے نہ ادائے نیاز و ناز
دل لیکے تمنے خوب کیا ہمکو سرفراز

داغ فراق ہمکو دیا یون ہی چاہیئے
اچھا سلوک تمنے کیا یون ہی چاہیئے

اب تک ہین ہمتو صورت آئینہ تمسے صاف
تھا اتحاد و ربط نہ تھے ہمسے تم خلاف
برعکس ہمسے تم ہوئے تقصیر ہو معاف
دلجوئی سے ہماری نہ تھا تمکو انحراف

ہنس مکھ تھے خوش مزاج تھے ضد جانتے نہ تھے
نادان تھے ہمیر اوروں کو پہچانتے نہ تھے

دولت خدانے دی تھی ہمین کچھ کمی نہ تھی
پہلو نشین تھے تم کہین صحبت جمی نہ تھی
رونق ہماری بزم مین تھی برہمی نہ تھی
عیسی کی بھی ہمین ہوس ہمدمی نہ تھی

بے رحم تم نہ تھے نہ ہمین دردمند تھے
ہم خود غرض نہ تھے نہ تمہین خود پسند تھے

تم جانتے ہو خوب ہمارا جو تھا دماغ
رہتے تھے باغ باغ نہ تھا دلمین کوئی داغ
کیا کیا خدانے ہمکو دیئے تھے مکان و باغ
تم شمع بزم حسن تھے ہم نور کا چراغ

برسون سے اپنے گھر سے بھی واقف نہین ہم
آنکھون مین تمکو رکھتے تھے ہم دلنشین تھے تم

پچھنے لگا لگا کے کیا مجھکو جانفشان
بے جرم تمنے ہمسے رگڑوائین ایڑیان
دیکھا سُنا نہین یہ زمانے مین امتحان
دم ہو گیا تنگ مری ضیق مین ہے جان

کیا ظلم ہے کہ ظلم کی کچھ انتہا نہین
ایسی خودی سمائی کہ خوف خدا نہین

ہمنے جو تمکو پیار کیا کیا برائی کی
کچھ وجہ تو بتاؤ تم اس بے وفائی کی
دل لیکے تمنے ہمسے جو بے اعتنائی کی
ہمسے فریفتہ سے یہ نا آشنائی کی

شفقت تو ہو ستم کے سزاوار ہم نہین
تقصیر ہو معاف گنہگار ہم نہین

اے یار ہمنے تمکو جو چاہا تو کیا ہوا
ان جانفشانیون کا دیا تمنے یہ صلا
عاشق ہوئے تو ہمنے گنہ کونسا کیا
کیا خوب تمنے حق محبت کیا ادا

ہم تم پہ جان دیتے ہین پروا نہین تمہین
کیا بات ہے ہماری ہزار آفرین تمہین

ایسے فریفتہ کہ جو یکتا ہے روزگار
جان و دل و جگر کا دیا تمکو اختیار
شیدا اور مبتلا و وفادار و جان نثار
آنکھین بچھائین دل سے کیا ہمنے تمکو پیار

رکھتے تھے جانجان تمہین کس جوش عیش مین
جھنجھلاتی تھی تو آنے نہ دیتے تھے طیش مین

بسمل کی طرح سے ہمین تڑپا رہے ہو تم
آفت ہماری جان پہ کیون ڈھا رہے ہو تم
گذرے ہوئے ہو آپ سے اترا رہے ہو تم
شاید جلا جلا کے ہمین تا رہے ہو تم

ناحق جو ہم جلین کوئی پروانے ہم نہین
تم خود نہین ہو آپ مین دیوانے ہم نہین

کیا وجہ روز روز کی باتین یہ کیون سنین
وحشت کی آرزو نہین سر کسلیے دھنین
انگارون پہ ہمین جو لٹاتے ہو کیون بھُنین
سودائی ہو گئے تمنکے زمانے مین کیون جئین

اب ایڑیان رگڑنے کا یارا نہین ہمین

سوداگری پڑے کا گوارا نہیں ہمین

آنے کو منع کرتے ہو اچھا نہ آئین گے
تنہائی مین زیادہ اگر تلملائین گے

ہرگز زبان پہ نام تمہارا نہ لائین گے
بہلانے اپنے دل کو حسینون مین جائین گے

دم بھی جو نکلے گا تو نہ ہمیر مرینگے ہم
معشوق قدردان سے محبت کرینگے ہم

ناحق تڑپ تڑپ کے مرین اسکی وجہ کیا
جانباز ہو کے تمسے ڈرین اسکی وجہ کیا

بے وجہ دم اجل کا بھرین اسکی وجہ کیا
چپ رہین گفتگو نہ کرین اسکی وجہ کیا

ضعف تمہین ہو جات پہ کیون کھیل جائین ہم
کس واسطے شباب کو اپنے مٹائین ہم

ایسے ہی اک حسین کو ہم بھی کرینگے پیار
شیدائی ہو کے اوس سے کہا جائیگا بار بار

جسکی پری سی شکل کرے تمکو بیقرار
خدمت مین اپنے رکھ لے مجھے تجھ پہ مین نثار

بندہ رہونگا اس ترے حسن وجمال کا
کلمہ پڑھا کرونگا مین جاہ وجلال کا

بانکی ادا ستم کی ہین شوخ کجکلاہ
کیا ذقن کہ یوسف کنعان کو جسکی چاہ

آنکھون مین موہنی ہے تو جادو کی ہے نگاہ
شانون کی وہ کلائی کہ شرمندہ مہر و ماہ

مہندی سی اوسکے چھپتی ہے لو چراغ کی
شرمندہ رخ کی جھوٹ سے ہے ضو چراغ کی

وہ کاکل دراز دلاویز و مشک بو
گھونگر مین اپنے طرون کے پیچیدہ مو بمو

جسکی لٹک کمند تمنا و آرزو
سودائی ہو رہے ہین ہزارون ہی خوبرو

رہتے ہین اوسکی مانگ مین موتی بھرے ہوئے
خودبینیان ہین آئینہ آگے دھرے ہوئے

وہ گل ریاض حسن مین رکھتا نہیں جواب
عارض سدا گلاب کے ہین پھول انتخاب

اوسکا پسینا ہوتا ہے وہ آتشہ گلاب
جوبن مراد پر ہی بیٹھا ہے تا ہی شباب

نازان جو مسکرانے پہ غنچے چمن کے ہین
چھوڑے ہوئے شگوفے اوسی کی دہن کے ہین

آغوش وہ لفیس کمر آتی ہے بوسے جو ہر
گل فندق حنا ہے ہر انگشت شمع نور

بازو وہ خوشنما ہین کہ شہرت ہے دور دور
پروانہ ہے فروغ پر اوسکے چراغ طور

طرفہ کف حنائی کا رنگ آشکار ہے
دزدحنا چراغ طلسم بہار ہے

نقشہ ہے گلشن ارم اوسکے مکان کا
رفعت وہ ہے کہ سر ہے نگون آسمان کا

آئینہ خانہ ہے وہی سارے جہان کا
رتبہ بلند طور سے ہے آستان کا

اوس قصر مین رسائی کا دستور ہی نہین
گرد وغبار کا کہین مذکور ہی نہین

دیوارین لاجورد کی سب اوسکی گھر کی ہین
ہے یشب کی زمین چھتین سیم و زر کی ہین

تصویرین سب دریچیان جنت کے در کی ہین
کڑیون مین بیچی کاریان لعل و گہر کی ہین

راتون کو اوسمین جھمگھٹے رہتے ہین نور کے
شبو کی روشنی ہے عوض شمع طور کے

شاید تمھارا ہو بھی جو اوس باغ مین گذر
حسرت ہے مین مسوس کے رہجاؤ تم جگر

اوسکے گل سے رخ پہ تمھاری پڑی نظر
اپنے پرائے کی نہ رہی تمکو کچھ خبر

اوسکی نگاہ تم پہ پڑے تیر کی طرح
حیرت مین تم کھڑے رہو تصویر کی طرح

بھولو سب اپنی شوخیون کو اوسکے سامنے
محجوب رونمائی مین ہو اوسکے سامنے

ناز و ادا کا نام نہ لو اوسکے سامنے
پوچھے تو بات رو بھی جو دو اوسکے سامنے

چھائے جو رعب حسن شہ بہر تم دکھائی دو
رو رو غش ہو کے دور سے اوسکی دہائی دو

سو جان سے غش ہو اوسپہ وہ جس پر نظر پڑے
سکتا ہو آئینے کی طرح رخ اودھر جو کرو

معراج سمجھو بام تک اوسکے گذر جو ہو
اوڑ جاؤ آسمان پہ وہ تمسے خبر جو ہو

باتیں سنو تو چرب زبانی کو بھول جاؤ
ان لن ترانیوں کی کہانی کو بھول جاؤ

زندہ جنت کی اوسکے گلستان میں ہے بہار
وہ رشک گل جہان میں ہر کیا ہو روزگار
عالم پہ خوش خرامی گلون کی ہے آشکار
ہوتے ہیں حسن رخ سے پری زاد شرمسار

مثل اوسکا رنگ و حسن خداداد میں نہیں
ایسا نگار گلشن ایجاد میں نہیں

سب جھکے نظر پری کی وہ برق جمال ہے
رعنائی شیفتہ ہو یہ قیامت کا حال ہے
دیکھے جو آنکھ بھرکے کوئی کیا مجال ہے
انداز جور کا ہے قیامت کی چال ہے

غالب ہوا ہی رعب اوسی کے شباب کا
ہوتا نہیں ہی منھ جو ادہر آفتاب کا

واقف نہیں ہو تو رہے وہ غیرت قمر
مانند حجاب رکھے ہیں گیسو سے شجر
اوسکی تو خوش مزاجیون سی بھاگتا ہی شر
آتا ہے اوسکا اوسکی ہتھیلی میں منھ نظر

شمع و چراغ سے جو ہویدا ہے روشنی
سمجھو انہیں اوسکے نور کی آئی ہے روشنی

مسند پہ اپنی بزم میں رکھو بٹھاکے وہ
آغوش میں ہماری جو خوش ہوکے آئے وہ
تڑپا کرو تو دھیان میں تمکو نہ لائے وہ
رونے لگو تو ہنسنے لگے مسکرائے وہ

پچھتا کے گھڑیوں دست تاسف ملا کرو
مانند شمع سوز دروں سے جلا کرو

ہنسے وہ گل تپاک کرے عشق ہم جتائیں
اوسکو بٹھا کے سامنے خلوت میں لیکے جائیں
نہلائیں اوسکو عطر میں خود عطر میں نہائیں
فریاد تم کرو بھی تو سننے کو بھی نہ آئیں

پوچھے تمہیں تو کہہ دیں کہ ہم جانتے نہیں
تیرے سوا کسی کو بھی پہچانتے نہیں

ہماری تمہارے جھگڑے کی گفتگو یہ تھی

اندر کی انجمن میں نہ پوچھیں کسی کا نام — دیکھیں نہ اوس طرف جو ہو پریوں کا ازدحام
بزم مسیح میں بھی نہ دم بھر کریں قیام — حوریں اگر لبھائیں تو رکھیں نہ اونسے کام

دنیا کے خوبصورتوں سے ہم رکے رہیں
تمپر فریفتہ رہیں تمسے جھکے رہیں

گلگوں جو ہو رہا ہے چہرہ عتاب کا — آیا ہوا ہے جوش میں خون آفتاب کا
نیرنگ طیش ہے جو رخ لاجواب کا — یہ بھی ہے اک بناو تمہارے شباب کا

پر ہم نہ ہو شگفتہ رہو گل کی طرح سے
ہم تمسے چہچہے کریں بلبل کی طرح سے

تمکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کی — تمکو قسم ہے اپنی ہی حسن و جمال کی
تمکو قسم ہے اپنی ہی سن اور سال کی — تمکو قسم ہے اپنے ہی زر اور مال کی

آزردہ ہمسے ہو تو نہ دل تنگ تم کرو
حاضر ہیں شوق سے ہمیں چورنگ تم کرو

للہ خوش خرامی و رعنائی کے لیے — ناز و ادا کا واسطہ یکتائی کے لیے
بہر خدا غروری و خود آرائی کے لیے — حسن و جمال و خوبی و زیبائی کے لیے

للہ خوش مزاج بھی ہو مسکرا بھی دو
ہنس مکھ ہو ہنس ہی دو ہمیں پہلو میں جا بھی دو

پروانے ہم تمہارے ہیں جلیں یہ جبیں نہ ہو — جو عہد تمسے کرتے ہیں ہم خشمگیں نہ ہو
مانگیں جو ہمسے جان تو منھ سے نہیں نہ ہو — ضامن خدا کو جو ہمارا یقین نہ ہو

بوسہ دو گل سے رخ کا لب باغ باغ ہو
پروانے ہم تمہارے ہیں تم تو چراغ ہو

تمپر جو حسن داد خدا کا ہے خاتمہ — ہمپر جفا کشی و وفا کا ہے خاتمہ
تمپر اگرچہ ناز و ادا کا ہے خاتمہ — ہمپر بھی عشق و صدق و صفا کا ہے خاتمہ

تم جس طرف پھروگے ہم آنکھیں بچھائیں گے
لپٹے گی روح تمسے اگر مر بھی جائیں گے

ناشاد ہم رہیں تو رہیں شاد تم رہو
دنیا کو بھول جائیں فقط یاد تم رہو
پھولو پھلو خدائی میں آباد تم رہو
جلوہ نمائے حسن خداداد تم رہو

ہمکو ہوں آرزو میں تمہاری ہی چاہ کی
حسرت تمام عمر کریں ہم نباہ کی

یہ جنگ زرگری تھی تم ان باتوں پر نہ جاؤ
واللہ دل لگی تھی اسے دھیان میں نہ لاؤ
بس خوش مزاج ہو خوشدل ہو مسکراؤ
بیتاب ہیں لگالیں کلیجے سے آؤ آؤ

آغوش میں اب آؤ تمہیں پیار ہم کریں
پھر دل کو بلبل گل رخسار ہم کریں

ضامن شرف کو دیتے ہیں تمسے ڈر گئے ہم
ہمسے جواب کہوگے وہی اب کریں گے ہم
تیرے ہٹے رہیں گے تمہیں پر مریں گے ہم
دم پا ہو جون کی طرح تمہارا بھرینگے ہم

اوٹھو ملو گلے سے خوش اسے خوشخرام ہو
ہو جائے اب ملاپ کہ قصہ تمام ہو

مخمس بر غزل خواجہ حیدر علی مرحوم متخلص بہ آتش استاد مصنف

طبیعت سی کس آفت کا ستم ایجاد کرتے ہیں
کہ جز التسخیر کی قائم یہ بے بنیاد کرتے ہیں
مسخر کرکے صورت نوسکی دل شاد کرتے ہیں
بلا سے جان میں پتلی خاک کے بیداد کرتے ہیں
پری کو بند شیشے میں یہ آدم زاد کرتے ہیں

ریاض باغبان مرجھا کے گل برباد کرتے ہیں
تاسف بلبلوں کے مرنے کا صیاد کرتے ہیں
چمن سے قمریاں سرو سہی آزاد کرتے ہیں
بہار رنگ گل برگ خزانی یاد کرتے ہیں
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہیں

وہ کشتہ ہوں سیرا ہم ستم ایجاد کرتے ہیں
وہ روتے ہیں تجھے جو روز شب بیداد کرتے ہیں

کون مرجھا گیا گل کون کھلا کیا جانے
رک رہی ہے کہ سنکتی ہے ہوا کیا جانے
رنگ گلزار کا کیا رنگ ہوا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جز مصیبت یہ گرفتار بلا کیا جانے

شور و غل عاشق تسلیم و رضا کیا جانے
بندۂ خاص اطاعت کے سوا کیا جانے
شمع سان جو کہ جلے آہ و بکا کیا جانے
دل ناشاد مرا شکوہ گلا کیا جانے
ہے جو عاشق وہ بجز شکر خدا کیا جانے

کون ہے ظلم جو سہتا ہے بتاؤ تو سہی
خون کس کوچے مین بہتا ہے بتاؤ تو سہی
کیون یہ غل قتل کا رہتا ہے بتاؤ تو سہی
کون ظالم اوسے کہتا ہے بتاؤ تو سہی
ابھی نادان ہے وہ جور و جفا کیا جانے

سجدۂ شکر کرو نگا مری جاگی قسمت
اسقدر اسکی سعادت ہوئی اوسکی رحمت
للہ الحمد کہ دکھلا دی خدا نے قدرت
کعبۂ کوے بتان مین ہوئی دل کو راحت
اے ترے بتا صفت قبلہ نما کیا جانے

کوئی طاعت مین کیا آستنے جو آکے پھیرا
تیرا محتاج دلی ہے ترا مرشد پیرا
تیری رحمت نے اسے چار طرف سے گھیرا
ہے یہ از ملک سلیمان اسے کوچہ تیرا
بادشاہوں کی حقیقت یہ گدا کیا جانے

مریض جاؤ نگا تو آؤ نگا نہ دم مین اسکے
غیر ممکن ہے جو یہ درد کو پہونچے پرے
میرے آزار کی تشخیص نہ ہوگی اس سے
اور بیمار مسیحا نے کیے ہون اچھے
مرض عشق کی اسے جان دوا کیا جانے

روبرو اوسکے قیامت مین خدائی ہوگی
اسکا چھٹکارا نہوگا نہ صفائی ہوگی +
عدل و انصاف کی ہر سمت دہائی ہوگی
مجرم عشق کی ہرگز نہ رہائی ہوگی
ایک بیرحم ہے وہ طرز عطا کیا جانے

عشق مین حسن پرستی کا جو آزار رہا
جان غم سے نہ چھٹی درد سے ناچار رہا
غش پہ غش آکے گرا ہا کبھی ہشیار رہا
عمر بھر ہجر مین اے یار گرفتار رہا

لٹ گیا مین ہوئی پروانہ مگر کچھ مجھکو
حال لکھتا نہین وہ رشک قمر کچھ مجھکو
دل کا صدمہ ہی نہ ہے ہوش جگر کچھ مجھکو
مدتون سے نہین معلوم خبر کچھ مجھکو
اوسنے کیا دل کا مرے حال کیا کیا جانے

نالے کرتے ہین شرف کی ہے یہ صورت کوکب
کیا کہے اوس سے کوئی اپنی حقیقت کوکب
وہ ستمگر نہین کرتا ہے سماعت کوکب
نہ سنے جو کہی افسانہ الفت کوکب
پہر بتاؤ تو کہ وہ حال مرا کیا جانے

تخمیس غزل مبارک حضور پرنور دام اقبالہ

وہ درد اوٹھا ہے جو لا دوا ہی نہ جسکی حد ہی نہ انتہا ہے
نشانہ دل تیر یاس کا ہے اجل کا دربیش سامنا ہے
عجیب طرفہ ماجرا ہے کبھی ہے سکتا کبھی بکا ہے
مرا تو یہ حال ہوگیا ہے کہ بدلے اشکون کے خون بہے
مگر وہ دانستہ پوچھتا ہے کہ کس پہ مرتے ہو کیا ہوا ہے
ہوئی یکایک جو شام غربت کیا ان آنکھون نے خواب رخصت
کٹھی نہ تا صبح انکی رقت تڑپ تڑپ کر ہوئی یہ صورت
نہین اب اتنی بھی مجھ مین طاقت کرون مین اونکو جو کچھ وصیت
نہ پوچھیے مجھسے حال فرقت بیان ہوگی نہ دل کی حالت
ہمارے کہنے کی کیا حقیقت جو آپ کہیے وہی بجا ہے
جنون نے چھڑوا دیا تھا گلشن لبانے جاتا تھا قیس کا تن
بھرا ہوا تھا گلون سے دامن حزین تھے رہبر خوشی تھے دشمن
لگی ہے چپ دلکو ہے وہ اولجھن کہ ہو رہی ہے کمند گردن
چھٹا ہے جبسے دن سے میرا مسکن ملول ہین دوست خوش ہین دشمن
ملا نہ بعد فنا بھی مدفن گواہ غربت مری قضا ہے

نہ اس سے بھولے گی یاد گیسو نہ رحم کھائیگا وہ جفا جو
نہ دل پہ قابو نہ اوس پہ قابو نئی بلاؤن کا سامنا ہو
گرے پڑے ہین لحد کے تختے فسانے ہین یاس بیکسی کے
تباہ ہین استخوان جو میرے وہ پا بپا ہیں کہ دفن کر دے
کبھی وہ دو پھول بھی نہ لائے بڑے جو دلسوز آشنا تھے
رکھون جہان مین امید کس سے ہزار دن ہین میرے دل کو شکوے
خبر بھی اب تک نہ لی کسی نے چراغ تربت بجھا پڑا ہے
خزان کو تھا بغض کس چلن کا کہ باغ نقشہ ہوا ہے بن کا
نہ وہ ذخیرہ ہے یاسمن کا نہ گل ہے نسرین و نسترن کا
نہ ہوش ہے ہمکو تن بدن کا قلق ہے گلہاے خندہ زن کا
نشان بھی اب تو نہین چمن کا نہ ذکر باقی ہے انجمن کا
ہم ایسے آوارۂ وطن کا نہ کچھ نشان ہے نہ کچھ پتا ہے
شرف سے کہتے ہو وہ بلائے بلا کے ہمکو وہ آزمائے
ہمارے رونے پہ مسکرائے کبھی وہ سن لے تو قہر ڈھائے
جو زہر اوس بیوفا پہ کھائے کبھی نہ اوسکی خبر منگائے
اگرچہ فرقت مین جان جائے نہ لیکن اوسکو خیال آئے
خدا ہی کو کب تمھین بچائے ستم کا ظالم وہ بیرجفا ہے

ایضاً مخمس بر غزل مبارک حضور پرنور مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

حقیقتاً مین نہ پھرتا جو یار آنکھون مین
اوسی کی روشنی تھی بیشمار آنکھون مین
نگاہین بھی تو نہ لیتین قرار آنکھون مین
نہ اوسکے حسن کا جلوہ تھا چار آنکھون مین
رہا نظر کی طرح وہ ہزار آنکھون مین
جبین پہ لکھت دل بیقرار آنکھون مین
گل مراد ہو پھر آشکار آنکھون مین

یہ نوک جھوک کی چتون یہ تیر سے مژگان
پلک پلک پہ ہی تصویر کی نظر قربان
بھلا یہ خوش نظری آہووں نے پائی کہاں
قسم ہے نرگس شہلا کی اے گل خندان
تری سی آنکھ نہ دیکھی ہزار آنکھوں مین

تمہاری مردمک چشم تو ہے اسکی گواہ
کیا غریبوں کو سرمہ لگا کے خاک سیاہ
نہ تھا قصور کسیکا نہ تھا کسیکا گناہ
ہوا اشارے سے برباد کوئی کوئی تباہ
ہی گردش فلک کجمدار آنکھوں مین

لگی ہین چھت کو جو آنکھین تو دم ہی گھبراتا
پلک بہی کوئی جھپکتی ہوئی نہین پاتا
زبان پہ نیند کا شکوہ مگر نہین لاتا
یہ وجہ ہے جو نہین خواب کا خیال آتا
تصور اوسکا ہے لیل و نہار آنکھون مین

خوشی خوشی اوسے سینے جو دی جگہ دلمین
ہوئی بہار تعشق کی بہی جگہ دل مین
تو تجھسے بلبل حسرت نے لی جگہ دلمین
ہر باغبان حقیقی نے کی جگہ دل مین
ترا مقام ہے اے گلعذار آنکھون مین

شکار کہیلنے کو وہ جہان بہرتے ہین
ہم اونکی ان قدر اندازیون پہ مرتے ہین
جہان کے صید ہین جتنے دم اونکا بہرتے ہین
غزال خواب کو سوتے مین صید کرتے ہین
وہ کہیلتے ہین ہرن کا شکار آنکھون مین

لکھا ہی خط مین یہ مینے کہ پہر بہی آؤ کبہی
یہ آرزو ہی کہ پہر بہی مجھے لبہاؤ کبہی
کرون وہ پیار کی باتین کہین نہ جاؤ کبہی
نہ بہولون گا وہ شب وصل کا بناؤ کبہی
کہبا ہوا ہے تمہارا سنگار آنکھون مین

چھٹین ہین سب یہ شگوفے تمہاری مجلس سے
بھلا حلف تو کرے وہ کہا ہو کچھ جس سے
ہوئے ہین ہم یہ یہ جھوٹ تو نے کہین کس سے
ہمارا حال محبت فقط کھلا اس سے
بہرا ہے اشک جو بے اختیار آنکھون مین

مذاق حسن پرستی مین دل جو گھبرایا
دعا کو ہاتھ ہی اوسکے سینے پھیلایا
خدا کی ذات کو موجود ہر طرف پایا
وہ نور دیکھون کہ موسی کو جس سے غش آیا

بطفیل حسین ابن علی
رحمت شد مکان علیین

قطعۂ تاریخ وفات شاہ فتح علی مولوی بقبرۂ عبد الرحمان صاحب

در جہان شد چہ واقعہ ناگاہ
با خدا مرد بود مرد اے آہ

گفت ہاتف کہ شاہ فتح علی
صبح عاشورہ شد فنا فی اللہ

تاریخ رحلت استادے جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور

خواجۂ صبر و رضا و بندۂ خاص خدا
تارک دنیا و لذت قانع و گوشہ نشین

بے ریا بے نفس بے پروا و بے حرص و ہوس
ناز بردار توکل با خدا عشرت گزین

پاک دامن پاک طینت پاک باز و پاک و صاف
محو محبوب خدا جویاے رب العالمین

عارف و مجذوب سالک چلہ کش روشن ضمیر
خاکسار و بو ترابی عاشق حبل المتین

کربلا مین روح رہتی ہی ہوئی ہین گہر مین دفن
زندہ دل تھے زندۂ جاوید ہین زیر زمین

شاعر بیمثل و یکتا تھے وہ فردوسی عصر
چل بسے افسوس دنیا سے سوی خلد برین

آتش اونکا تہا تخلص نام تہا حیدر علی
تھے خدا رس تھا اونہین دنیا سے کچھ مطلب نہین

اے شرف تھے جلوہ فرما بوریاے فقر پر
کرتے تھے ہر وقت تعظیم و ادب مسند نشین

سال رحلت سے دو عالم مین ہین شہرت یافتہ
حیدری مداح و فردوسی فردوس برین

قطعۂ تاریخ رحلت زوجۂ مرحومۂ وزیر السلطان منشی امیر علیخان بہادر

صاحب عصمت ز دنیا رفت چون لطف النسا
پاک دامن شد بہ جنت از رحیمی خدا

دوستدار اہلبیت و عادی صوم و صلوٰۃ
عاشق آل عبا بے نفس و راضی بر رضا

در تمامی عمر خود خوشنودی شوہر نمود
تا دم آخر بجا آوردہ حکم کبریا

در ربیع الاول و دوشنبہ و بست و یکم
یک بیک سوے تنفس شد ز سامان قضا

گرد در ذکر الٰہی این محبہ انتقال	آفرین صد آفرین و مرحبا صد مرحبا
در تلاش کوثر و تسنیم و فردوس برین	روح پاکش شد روانہ جانب ملک بقا
از مکان تعزیت چون نعش را برداشتند	ہر طرف شد ماتم و ہنگامۂ آہ و بکا
بود بر تابوت نازل رحمت پروردگار	رفت زیر سایۂ بنت نبی خیر النسا

سال تاریخ وفاتش گفت ہاتف ای شرف
فاطمہ حجلہ عطا فرمودہ جنت کبریا
سنہ ۱۲۸۲

قطعۂ تاریخ انتقال حسینی بیگم زوجۂ انصرام الدولہ منشی فضل احمد خان بہادر

شد چو این مومنہ در ذکر الٰہی بیجان	رفت در خدمت زہرا بگلستان ارم
حجلۂ قبر چنین یافت ز فضل احمد	بہر وصل آمدہ حوران بہشتی باہم
شد چو از خاک شفا قبر منور تیار	گشت چون روضۂ فردوس برین از عالم
ای شرف کرد چو مرحومہ بہ تربت آرام	مرحبا خلق خدا گفت خدا کرد کرم

بعد دفن آمدہ فی الفور صدائی ہاتف
حلہ از خلد عطا شد بحسینی بیگم
سنہ ۱۲۸۱ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب شکوۂ فرنگ مصنف دیوان ہذا

دو لفظی ہوئی فکر تاریخ کی	لکھی جب کتاب شکوۂ فرنگ
بیان کر چکے ہم جو نیرنگ عذر	لکھی ہمنے تاریخ آہنگ عذر

سنہ ۱۲۸۰ھ

قطعۂ تاریخ شادی کدخدائی دختر عالیشان نواب سعید الدولہ بہادر خلف نواب ممتاز الدولہ بہادر

جو فرزند ممتاز دولہ کے ہین	سنو اونکی دختر کی شادی کا حال
کیا بیاہ بیٹی کا اس دھوم سے	ہزارون کو بخشا بہت اپنا مال

مصرع اول	عدد	مصرع دوم
شان دارد نوجوان ذی رتبه ذی حوصله	۲۰۰	ذی کرم فیاض و شفقت با خدا ثانی دثار
از عنایات خدا بشگفت گلزار مراد	۵	همگنان نان پاره شد عجب [illegible] بهار
شد چو پیدا دختر عالی نسب والا حسب	۳۰۰	شادی تولید شهرت یافته در هر دیار
یک زمانه راجه صاحب را مبارک باد داد	۳۰۰	شاد شد از خلعت و زر هر کس تا اهلکار
خیمه ها استاده شد رقص و طرب شد هر طرف	۲۰	زین بچوم ماه رویان انجمن شد یادگار

یک لفظی تاریخ به افتخار

۱۲۸۲

مصرع اول	عدد	مصرع دوم
مهر تاریخ ولادت کرده شد چون جستجو	۱۰	یافت از فکرم تو تاریخ ولادت افتخار

ایضاً تاریخ

مصرع اول	عدد	مصرع دوم
گفت تاریخ ولادت ای شرف هاتف زغیب	۴۰	مژده از اقبال تولید همایون آشکار

۱۲۸۲

ایضاً تاریخ

مصرع اول	عدد	مصرع دوم
روز یکشنبه ماه مبارک بوده و بست و یکم	۲	دو صد و هشتاد و دو بود نه افزون بر هزار

۱۲۸۸

ایضاً تاریخ

مصرع اول	عدد	مصرع دوم
طول عمرش باد زنده با درانی صاحبه	۳۰۰	شد ز حرف اول هر شعر تاریخ آشکار

عیسوی حرف سر مصرعه دوم بگیر
کن اضافه شش و شصت و هشتصد بر هزار

قطعه تاریخ تیاری حوض و شوق ماهیان بندگان حضرت سلطان عالم خلد الله ملکه

سنه ۱۲۸۲ — سنه ۱۸۶۶

تاریخ هجری از اول حرف مصرعه اول - تاریخ عیسوی از حرف اول مصرعه دوم

سنه ۱۲۷۶

تاریخ فصلی از حروف آخر هر مصرعه اول

مصرع اول	عدد	مصرع دوم
خسرو ملک اوده چون حکم فرمود از دهن	۴۰	ماهیان سرخ دم آرند نایاب جهان

عدد	مصراع اول	عدد	عدد	مصراع دوم
۲	بود حکم بادشه فی الفور شد تعمیل حکم	۴۰	۳	چون برای حوض حکم خاص شد در هر مکان
۸	حوض نو تیار در سلطان خانه شد چنین	۵۰	۴۰	ماهیان کوثر و نهر لبن دیدم در ان
۴	دیدنی سرخی و سبزی شسته آب حیات	۴۰۰	۵۰	نادر و بی مثل هر ماهی است نایاب جهان
۳۰۰	شد چنان ترمیم از حسن صفا این حوض پاک	۲۰	۹۰	صاف تر گردید چون آئینه آبش اندران
۱	آب صافش ابر و تر دارد از آب حیات	۴۰۰	۱۰	یافته هر ماهی لعل و زبرجد روح و جان
۳۰۰	شد دلم در بحر فکر سال و سن چون غوطه زن	۵۰	۳۰۰	شد ز افضال خدا از تیغ صورت این بیان
۳۰	لازم آمد گفتم این تاریخ هر ماهی شتاب	۲	۳۰	لاجواب و قسم چون ماهیت حوض جنان
۱	ای شرف بشنو ز من تاریخ سال عیسوی	۱۰	۳	چشمهٔ نور عجائب حوض گلزار جنان
۸	حرف اول را جدا از هر مصرعه اول بگیر	۲۰۰	۶۰۰	خوب تاریخ سن هجری شود ای نکته دان
۲۰	کن حروف اول هر مصرعه دوم بهم	۴۰	۳۰۰	شش و شصت و یکهزار و هشت صد باشد عیان
۸	حرف آخر چون بهم هر مصرعه اول کنی	۱۰		تحفه تاریخ سن فصلی برآید بی گمان

سنه ۱۲۸۳ھ

مالک عالم بود سلطان عالم بادشاه
یا علی زیر نگین باشد هر اقلیم جهان

قطعه تاریخ ولادت آفاق مرزا محمد نوح بهادر فرزند دلبند صاحب عالم مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

نور چشم صاحب عالم بهادر تاجدار — گوهر تاج جهانداری و لعل بی نظیر
یعنی شد تولید مرشدزاده قیصر حشم — نیر اعظم جبین رخسار چون بدر منیر
کرد ابو النصرة همایون جاه کیوان قدر را — بهر تهنیت ز هر اقلیم حاضر شد سفیر
بعد تقسیم لباس و خلعت از دست کرم — زر فشانی شد که مالامال شد برنا و پیر
هر طرف در کلکته این شور مبارکباد شد — شد برای نذر حاضر هر امیر ابن امیر
در رجب وقت عروج جمعه و روز سوم — از حمل خورشید پیدا شد ز افضال قدیر
بزم چون بزم سلیمان در جهان شد آشکار — شهره آفاق شد جشن تو ای ولیعهد [illegible]

در پریشانی و غم شان و شکوه افتاده بود
حسرت افزا بود همراه جنازه اوج وجاه
بوی آمرزش چو بعد غسل آمد از کفن
رحمت معبود شد بر پاک دامانی گواه

فکر چون کردم برای سال آمرزش زغیب
آمد آواز سے بجنت یافته آرامگاه
۱۲۸۹

قطعۂ تاریخ مکان مونس الدوله رفیق الملک سید علی حسین خان

مونس الدوله بهادر صاحب اقبال اوج
عاشق و پروانۂ سلطان عالم بادشاه
با خدا و بے ریا و باوقار کن رکین
کار پرداز حضوری مستعد شام و نگاه
پاکدامان و امانت دار عالی منزلت
راز دان ملک گیری و مشیر جان پناه
از جبین روشن چراغ حکم رانی میشود
می فتد بر فرق الشان سایۂ ظل اله
مدح خوان ارکان دولت خوشنما ای اهل کمال
جان عالم مهربان مونس وزیر بادشاه
کم سخن فیاض و خوش اخلاق و منصف رحم دل
قدر دان و مرتبه دان و رئیسان را پناه
در نماز پنجگانه میکند هر کس دعا
سجده گاه تو بماند بادشاہے بارگاه
مرحمت حضرت لب دریا بود ارض پاک
شد بنا ے قصر زیر سایۂ عالی شاه

سال تعمیرش بگفته هاتف اوج اشرف
قصر نامی رفیق نامدار جان پناه
۱۲۸۹

قطعۂ تاریخ وفات زوجۂ مرتضی قلیخان صاحب بهادر نائب راجه نان پاره

انجهان شد سوی فردوس چو سلطان بهو
صاحب عصمت و ذی همت کم گو [illegible]
گفت تکبیر شب کرد قضا وقت عشا
تا دم مرگ بجز شکر نه کرد و گفتار
فکر کردم چو شد سن آمرزش
گفت هاتف [illegible]
رحم فرمود خدا شد و عالم بخشید
[illegible] جنت [illegible]

قطعہ تاریخ وفات برادر سفیر الدولہ منشی دین محمد خان

خدا دوست فیاض احمد چو بود	ز ہستی روان شد بسوے جنان
جوانمرد ابرار دیندار مرد	بہ ذیقعدہ شد در ارم از جہان
بدل داشتہ عشق دین محمد	ز پیشانیش بود طاعت عیان
عزیزان جنازہ چو برداشتند	گریبان دریدند گریہ کنان
بماتم سرا بود ہنگام حشر	چنان بود ہر سمت شور و فغان
شرف فکر تاریخ رحلت چو کرد	دران وقت ہاتف کشودہ زبان

شد این بے ریا چون فنا فی الرسول
خدا داد سامان قصر جنان
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ وفات کنز الدولہ بہادر

رفت از ہستیٔ نابود چو کنز الدولہ	رحلت و شورش ماتم بجہان شد مشہور
رنج کردند و نمودند سلاطین افسوس	گشت زین سان کچہری امانت بے نور
فکر تاریخ چو کردند شرف ہاتف گفت	میشود رحمت معبود ز تربت بظہور
بعد تلقین دگر بندہ نمودند چو قبر	وجہ کردند نکیرین ز روے کافور

مغفرت خواہی اگر خواہد شد
وجہ این است کہ بیدم شدہ در عہد غفور
۱۲۹۶

قطعہ تاریخ رحلت مجتہد العصر قبلہ و کعبہ ممتاز العلما جناب سید محمد تقی صاحب مغفور

متقی سید تقی صاحب جناب مجتہد	واعظ علما بدا امام و پیشوا قدسی خصال
عادی طاعت خدا بین عاشق صوم و صلوٰۃ	بے مثیلے نفس یکتائی خلق و بیتال

آفتاب حلم و تہذیب و سپہر علم و فضل ... صاحب کشف و کرامت دار الہام کمال

مسند آرای امامت ہادی اثنا عشر ... جان نثار سبط پیغمبر مطیع ذو الجلال

غافل از طاعت دمی سو تنفس ہم نہ بود ... بر زبان ذکر الٰہی بود وقت انتقال

یافت ایوان نزد ایوان نبی چون در بہشت ... بعد تلقین ذکر در فکر بودم بہر سال

ناگہان آمد ندای قدسیان از قبرگاہ

زاہد و حاجی مجاہد شد فدای ذو الجلال

قطعۂ تاریخ رحلت نواب انجم الدولہ بہادر مغفور

انجم الدولہ بہادر پاک دامن پاکباز ... اہل دولت با مروت نامور رکن رکین

کم سخن با وضع ذی رتبہ رئیس ابن رئیس ... خوش مزاج و خوش چلن خندہ دہن خندہ جبین

بے ریا بے نفس عابد عادی صوم و صلوٰۃ ... عاشق زاہد خدا و پنجتن حامی دین

خلق سے اوٹھی گل فردوس ہو کر انکی نعش ... دفن کرنے میں شریک اگر ہوئے روح الامین

سال رحلت میں عالی سخن نے اے شرف

حق انہیں دے حلہا و قصر فردوس برین

۱۲۹

قطعۂ تاریخ عقد مبارک شہریار دولہ فغفور مرزا بہادر خلف الصدق مرزا فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ بہادر

جشن شادی جگر بند مبارک ہو حضور ... دھوم ہی مشتری و ماہ ہوئے ہیں یکجا

حق تعالی نے کیا ہے یہ قران السعدین ... آپ آباد رہیں اپنے رہیے فضل خدا

آپ شادی میں جواہر جو لٹاتے ہیں حضور ... کہتی ہے شان سخاوت یہ ہی ہو گھر میرا

آپ حضرت کے یگانے وہ اخی آپ کے ہیں ... آپ عمو ہیں دلہن کے وہ ہیں دولہ کے چچا

قدر [illegible] اپنے لا سکو چاہا ہے [illegible] ... یا علیا [illegible] خندہ جبرئیل کا ہے [illegible]

ایسی محفل نہ ہوئی ہے نہ کہیں ہو سکتی ... رقص [illegible]

سہرےکا جوڑا شہانہ ہی تو اک شہرت ہی | ہو رہا ہے یہ سلاطین جہان مین چرچا

سال تاریخ شرف نے یہ لکھا خوش ہوکر
روز تاریخ و شب عقد مبارک بادا
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ تاجدار دولہ ہمایون مرزا بہادر خلف صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

صاحب عالم سلیمان قدر والا مرتبت | دہوم جو شادی کی ہے مذکور سے باہر یہ ہی
ہو مبارک آپ کو پہولین پھلین دولہ دلہن | ہے دعا میری یہی کندہ مرے دل پر یہ ہی
جشن شادی مین عطا فرمایا انعام اسقدر | جود سخاوت بولی احسان آپکا مجہہ پر یہ ہی
جانب گلزار جا نکلا جو ساچق کا جلوس | بولی مخلوق خدا زندہ چمن لشکر یہ ہی
جشن شادی مین جواہر بخشتے جو ہین حضور | کہتی ہے ہمت سخاوت کا مرے جوہر یہ ہی

نظم تاریخ مبارک کی شرف نے اے حضور
شادی مرزا ہمایون قدر گل پیکر یہ ہی
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ آوردن عبائے مبارک و متبرک سید صالح از کربلائے معلی حسب الحکم جناب سید الشہدا شاہنشاہ دو جہان حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ و السلام برای بادشاہ جم جاہ حضرت سلطان عالم ابو المنصور خاقان ابن الخاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان ابن السلطان محمد واجد علی شاہ بادشاہ عادل اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہفت اقلیم مین پہر سو یہ اوڑی ہی شہرت | جان عالم پہ ہوا ہے کرم ذوالمنن خدا
کربلا سے جو یہان لائے ہین سید صالح | نور کی جیسی ہے شہ بخشش سید کا عبا

لا کے جسوقت اونہون نے یہ عبا پہونچادی
غرض کی کی ہے حسینؑ ابن علی نے یہ عطا

آپ پر ایسی عنایات خدا داد ہوئی
خاص سرکار شہ دین سے جو خلعت یہ ہوا

بست و ہفتم رمضان کی تہی شب قدر تہی شب
دفعتاً عالم رویا مین یہ مین نے دیکھا

مجھسے فرماتے ہین خوش ہوکے حسینؑ ابن علی
جلد لے جا کے اسے شاہ اودھ کو پہونچا

ہے خلوص اونکی طبیعت مین وہ ہین خاص محب
عشق ہے ہمسے خدا دوست ہین پے رو دریا

صبح کو اوٹھ کے روانہ مین ہوا پڑھ کر نماز
لا کے حضرت کی حضوری مین یہ پہونچائی عبا

آپ ہی پر یہ عنایات ہوئی مولا کی
خلعت ایسا نہین سرکار حسینی سے ہوا

لیکے حضرت نے کلیجے سے لگایا اوسکو
آنکھین دامن سے ملین اور اوسے سر پہ رکھا

خوش کیا اونکو تو رخصت ہوے سید صالح
روشنی کے لئے ارسال کی نذر مولا

متبرک یہ عبا ایسی مبارک ہووے
ملک پھر انکا عنایت کرے جلد انکو خدا

لشکر و طبل و علم پھر ہون جلو داری مین
اوج و اقبال قدم چومین پھرے گرد ہما

جیسے خوش ہوکے عبا انکو عنایت کی ہے
سلطنت پر بہی اسیطرح سے بہیجو مولا

عرض کی پڑھ کے نماز اسکی شرف (تاریخ)
جامۂ رحمت ربانی ہے لاریب عبا

۱۲۹۱

ایضاً مصرعۂ تاریخ

دامن رحمت مسجود ہے بے شک یہ عبا

۱۲۹۱

تاریخ صحت بادشاہ جم جاہ سلیمان بارگاہ حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ سابق ملک اودھ

اے شہنشاہ جہان نہ چرخ میدان تو باد
ابلق جاہ و حشم گلگون جولان تو باد

تا ابد دائم شگفتہ باد گلزار مراد
از خزان بے باک چون جنت گلستان تو باد

دائما شیرازۂ فیضت نہ بند در جہان
چون کراماً کاتبین تحریر دیوان تو باد

تا امید از بارگاہ خاص تو باید مراد
چون در تو بہ کشادہ باب ایوان تو باد

وصف ذاتی خدا دائم نماید حمد تو
حافظ دنیا و دین ہر وقت قرآن تو باد

گرم دارد تا ابد رزاق مطلق مطبخت
جملہ مخلوق خدا ہر روز مہمان تو باد

مخلصی خود غنیمت از تو داند هر غنیم — فتح و نصرت تابع ارشاد و فرمان تو باد
الصمد ذکر تحقیق روح القدس پیش خدا — چون هوا خواهان تو هر دم ثناخوان تو باد
شاه هر اقلیم گوید از سفیرت دائما — از سلیمان هم دو چندان اقبال خاقان تو باد
آستانت باد مسجود خلائق هر زمان — صورت کعبه طواف قصر و ایوان تو باد
لشکر و طبل و علم بر دم نیاید در جلو — در خدائی چون سلیمان جاه و سامان تو باد
دائما بادر بانه پرورش از فیض تو — ای عطاپاش جهان زر ریز دامان تو باد
طاقت شیر خدا اوج سلیمان عمر نوح — شهر تو ای جان پناه از حکم یزدان تو باد
دائما باشد مبارک شادی جشن شفا — حاضر اعجاز مسیحائی ز فرمان تو باد
در جهانداری کند عیسی نفس پروردگار — اسم اعظم دائما حرز دل و جان تو باد
جمله عالم سرفرازی یافت از مهر خطاب — جان پناه من شرف صد بار قربان تو باد
لا تعد بخشش تیم هر چند ای ظل اله — بر پریشانی من رحمت فراوان تو باد
تا به هر دم ز تاریخ سن جشن شفا — نقش آداب لقی حرز دل و جان تو باد

قطعه تاریخ تیاری منبر مبارک

چون جلیس الدوله تیاری این منبر نمود — بهر مداحی ز عرش پاک آمد جبرئیل
آمد سلطان عالم چون درین مجلس شنید — شیر از نهر لبن آورد و آب از سلسبیل
بعد مجلس بهر حضرت هر یک کرد این دعا — جاه و اقبال تو دارد تا ابد رب جلیل
جشن عود سلطنت کن از عطای ذوالجلال — ای اولوالعزم جهان مشکل کشا باشد کفیل
صدرگاه پادشاه کربلا تیار شد — بی نظیر و بی مثال مداحان ولی عدیل
قدسیان خوانند گرد پیش این منبر درود — وعظ محبوب الهی گفت و ذاکر شد خلیل
حلقه می بندد درین منبر زاری چون مریض — رو نصیحت بشنود هرگز نماند علیل
فکر تاریخش چو بهر نظم دامن گیر شد — وقت شب هنگام خواب از نزول النجوم قال قیل

مصرعه تاریخ از دین گفت الهام شرف
منبر آل پیمبر رشک عرش جلیل

قطعہ تاریخ امام باڑہ بادشاہ کربلا تعمیر کردہ جلیس الدولہ بہادر

روے زمین پہ ہے جو یہ فردوس بارگاہ
ایوان شاہ لم یزلی نقشۂ ارم

تجویز جبکہ اسکے بنانے کے لیے ہوئی
جنت سے حور لیکے چلی نقشۂ ارم

تیار ہو چکا جو یہ روضہ حسینؑ کا
لکھا گیا یہ خط جلی نقشۂ ارم

مشہور ہے یہ خدا کی خدائی میں ہو گیا
قصر ولی و ابن ولی نقشۂ ارم ۱۲۹۱

قدرت نے لکھ دیے سن تعمیر اے شرف
ہے قصر گاہ ابن علی نقشۂ ارم

قطعہ تاریخ تعمیر شدن دروازہ امام باڑہ جلیس الدولہ بہادر

بر در دولت سراے بادشاہ کربلا
بندگان با خدا را شد پرستش واجبات

نصب شد دروازہ بخشش بہ ایوان حسینؑ
نیست دیگر ہمچنین دولت سرا در کائنات

عرش روضہ را کلیم اللہ می داند طور
روز می آیند و می خوانند ورد اسم ذات

بارہا آمد ز دستاری بجسم مردہ روح
یافتہ عیسی ازین درگاہ عالی معجزات

آبپاشی کرد اینجا چون کسے از آب اشک
تا بہ اعمال شستہ شد در دریاے نجات

از جلیس الدولہ راضی شد حسین ابن علی
عاشق شیداے حق نور ظہور کائنات

کردم این مصرع رقم در باب تاریخ اے شرف
باب قصر پیشواے اوصیا باب نجات ۱۲۹۱

قطعہ تاریخ رحلت ابو النصرۃ کیوان قدر ہمایون جاہ قیصر حشم صاحب عالم ولیعہد مرزا محمد حامد علی بہادر

واقعہ جانکاہ ہے ماتم خدائی بھر میں ہے
گئے مرزا ولیعہد اودھ ہر دل حزین

صاحب طبل و علم تھے ایسے شہزادے یہ تھے
باج گیر تاجدار و نوجوان خندہ جبین

یوسف ملک اودھ مشہور تھی ہر ملک میں
حسن خود کہتا تھا عالم میں نہیں ایسا حسین

حشر برپا ہے خدائی میں خدا کی ہر طرف
ساری دنیا آپکے ماتم میں ہے اندوہگین

نعش جب اٹھی تو ہمراہ جنازہ محل تھا
صاحب عالم چلے ہیں جانب خلد برین

پاک دامانی پہ تربت کے فرشتوں نے کہا
آپکو رحمت خدا کی آفرین صد آفرین

کہہ دیا ... کی حمد کندہ اسمیں ہے
تخت دل ہے آپکا یا نقش حب کا ہے نگین

صلہ و قصر زبرجد حق تعالے نے دیا — گلشن فردوس مین بھی آپ ہین مسند نشین
دیکھتا ہون آئینہ ہستی کا کس حسرت سے مین — اسمین لاکھون جلوہ تین ہین میرا اسکندر نہین
دوڑ کر کہتا مجھے بھی ساتھ لے چلیے حضور — خواب مین ہی صاحب عالم اگر ملتے کہین
یہ تمنا ہی مجاور آپکے مدفن کا ہو ن — عمر بھر رگڑا کرون مین لوح تربت پر جبین
کور ہون اوس روز جسدن مین رووُن آپکو — زندگی بھر دامن آنکھون پہ رہے یا آستین
جیکے جیکے روؤ تربت پر نہ اتنا غل کرو — صاحب عالم یہا در سوتے ہین زیر زمین
وقت باگہ یہ دعا انسے نمک کورون نے کی — اک دوا لاکر سفید انکو دعا ہین پہلو دین
عرض کی تفریح دل کے واسطے پی لین حضور — حق تعالیٰ اسکا شاہد ہے کہ وہ پیتے تھے نہین
وہ دوا آخر او نہین لوگون نے پلوائی ہی جبیر — جسم ٹھنڈا ہو گیا فوراً ہوئی رنگین جبین
دنش سنٹ مین یون چراغ زیست انکا گل ہوا — بیٹھے بیٹھے مر گئے واللہ لیٹے بھی نہین
بے اجل رحلت جو کی رتبہ شہادت کا ملا — لیگئے فردوس مین ہمراہ اپنے شاہ دین
او شرف پوچھو سن رحلت تو رضوان نے کہا — صاحب عالم کو حاکم نے کیا جنت نشین

قطعۂ تاریخ انتقال میر ببر علی صاحب المتخلص بہ انیس مداح جناب سید الشہدا

شبیر کے ولا سے جناب انیس کو — فردوس مین ملا ہی عجب گلشن نفیس
دنیا مین انکو عشق دلی تھا حسینؑ سے — مداح تھے یہ معتقد انکے تھے سب رئیس
منبر ملا جنان مین تو رضوان نے یہ کہا — تم ہو خطیب عرش الٰہی کے ہم جلیس
انکے بیان پہ وجد مین روح القدس ہوے — کہنے لگے سنی نہین ایسی زبان سلیس
عالم نے کی دعا سن رحلت مین اے شرف — روح امین عرش مبارک ہو اے انیس

دو تاریخ واقعات ملی میر انیس صاحب و دیگری مرزا دبیر صاحب در یک مصرع

آنکھون مین ہین مری جو یہ آنسو بھرے ہوے — لکھتا ہون واقعہ مین انیس و دبیر کا
روز ازل سے عالم ایجاد مین ہو تا — اونکے نظیر کا ہے نہ انکے نظیر کا
جنت مین اپنے پہلو مین اونسے دی جگہ — جنت مین جو امام ہے برنا و پیر کا
آخر غم انیس مین بیدم ہوے دبیر — غم ہمصفیر نے یہ کیا ہمصفیر کا

دل بھر آتا ہے اونکا حکم رونے کو نہین
کیا بہاتا ہے کیجیے آنسو بہانے کے لیے

حسن کی دولت لٹاتی ہے جوانی یار کی
جاو اپنی اپنی قسمت آزمانے کے لیئے

بوے گل آتی ہی جو تمکو نہین ہوا کی ای شرف
شاید اوسنے بال کہولے ہین نہانے کے لیئے

زندگی کو ہے خوشی موت کو مایوسی ہی
اوس مسیحا کی جو دل بھر کے زبان بوسی ہے

نرگسی چشم تری نرگس جادو سی ہے
گل کی رگ ہی تو مگر ہے نظر آہو سی ہے

ہی تو یہ بات پہ شبنم مری ہمگر یہ ہے
اسکے ہر قطرے کی صورت مری آنسو سی ہے

حسن تو لینگے مرے مردم دیدہ اسکا
دونون آنکھون کی جو تصویر ترازو سی ہے

دست انداز چمن مین تھی خزان ای بلبل
شاخ گل بھی تری ٹوٹی ہوئی بازو سی ہے

جاکے ای دشمن جان کس پہ نگاہ رکھدو نہین
کونسی تیغ جہان مین تری ابرو سی ہے

سانپ لہراتے ہین سنبل کی دل آویزی پر
یہ لٹک کونسے معشوق کے گیسو سی ہے

اولٹے دیتا ہی جو تو پردۂ محمل اے قیس
اسمین لیلی کی تو رسوائی و ناموسی ہے

کر رہا ہے جو وہ گل چشم کشودہ آرام
یہ ادا اوسکی جگاتے ہوئے جادو سی ہے

کیون نہ موجد ہو یہ چتون قدر اندازی کے
ہر پلک یار تری تیر سہ پہلو سی ہے

کونسا رنگ مرا داغ جگر لائیگا
فاختائی ہے نہ طوسی ہی نہ طاوسی ہے

لب ترا لی سے نہ افسردہ ہو خوش ای دل
یہ صدا تو مرے محبوب پہ پرو سی ہے

غنچۂ دل کو جگر سے جو لگا رکھا ہے
اسکی خوشبو دہن یار کی خوشبو سی ہے

جب سے ہے شربت دیدار کی حسرت اسکو
دلمین اک جوت کی صورت مری چلو سی ہے

مری تربت پہ تو پانی نہ گیا تھا چھڑکا
کون رویا ہی ترائی جو لب جو سی ہے

گھونٹتا ہے یہ گلا کونسا غم ای بلبل
تری نالون مین جو اولجھن مری اچھو سی ہے

کیا یہ دیوانہ کسی چشم سیہ کا ہوگا
کیون یہ وحشت دل بیتاب کو آہو سی ہے

کبنی جو مین بسا ہے ترا مو باف سپید
بھینی بھینی یہ مہک کس گل شبو سی ہے

نزع کے وقت تسلی جو مجھے دیتے ہو
چاپلوسی ہے مری جان کہ ناموسی ہے